طبقاتِ ابنِ سعد

حصہ اوّل

اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(۱)

حضرت سرورِ کائنات کی سیرت طیبہ کا ایسا مکمل اور مفصل تذکرہ جو اپنی مثال آپ ہے محققانہ اور مؤرخانہ انداز کا حسین وجمیل شاہکار، غزوات وسرایا کا جامع بیان!

مترجم

علامہ عبداللہ العمادی مرحوم

مصنف

محمد بن سعد المتوفی ۲۳۰ھ

نفیس اکیڈمی

اسٹریچن روڈ ـــــــ کراچی ۱

ناشر

چوہدری محمد اقبال سلیم گاہندری

مالک

نفیس اکیڈیمی ومسعود پبلشنگ ہاؤس ۱۰ اسٹریچن روڈ

کراچی نمبر ۱

اوّل ایڈیشن

دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن

سنہ ۱۹۲۷ء

دوسرا ایڈیشن

نفیس اکیڈیمی کراچی (پاکستان)

باہتمام ———— خالد اقبال گاہندری

فون نمبر ———— ۵۱۳۳۰۳

مطبوعہ

آغاز پرنٹرز و ضیاء پریس ۔ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سرکارِ دو عالم صلعم کی سیرت پر عظیم الشان کتاب کا تعارف

از: چوھدری محمد اقبال سلیم گاھندری

ابو عبد اللہ محمد بن سعد البصری المتوفی ۲۳۰ھ کی شہرۂ آفاق کتاب طبقات الکبیر یا الطبقات الکبریٰ جس کا اردو ترجمہ اس وقت آپ کے سامنے پیش ہے۔ تذکرہ رجال کی قدیم ترین چند کتابوں میں سے ایک مہتم بالشان کتاب ہے۔ نہ صرف اس لئے کہ یہ ایک بہت ہی وسیع تذکرہ ہے اور ایسے جزئی واقعات پر بھی اس کا احاطہ ہے جن کے ذکر سے دوسری کتابیں خالی ہیں۔ بلکہ اس لئے بھی اس کتاب کا بہت ہی عظیم الشان مرتبہ ہے کہ اس کتاب کا مصنف دور ہارون الرشید و مامون الرشید کا عالم ہے اور اس نے تذکرہ نویسی کے قدیم اصول کے مطابق اپنے ہر بیان کے لئے چشم دید شاہدوں کے بیانات اسناد کے ساتھ بیان کئے ہیں۔ ایک تو مصنف کے زمانے کی عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے قربت اور دوسرے بیان میں ذکر اسناد کی شرط نے اس کتاب کو زمانہ مابعد کے اہل علم و تحقیق کے لئے ایک خزانۂ علم بنا دیا اور ہر زمانے کے علماء نے اس کتاب کو آنکھوں سے لگایا۔

یہ کتاب ۲۰۷ھ اور ۲۲۷ھ کے درمیان تقریباً بیس سال کے عرصہ میں لکھی گئی۔ قیاس ہے کہ یہ کتاب مصنف نے اپنے استاذ الواقدی کی وفات کے بعد لکھنی شروع کی ہوگی اور اس وقت ابن سعد کی عمر چالیس سال سے متجاوز ہو گئی ہوگی۔

یہ کتاب بغداد میں لکھی گئی اور ظاہر ہے کہ عربی زبان میں لکھی گئی تھی۔ اور یہی کتاب کیا سب ہی کتابیں عربی زبان میں لکھی جاتی تھیں۔ دنیا میں یہی وہ زبان تھی جو قرآن حکیم کی زبان ہونے کا شرف رکھنے کے ساتھ ساتھ دنیا کی سب سے بڑی علمی و ادبی زبان کا درجہ رکھتی تھی۔ قدیم زبانوں کا دور اقبال مندی ختم ہو چکا تھا اور زمانہ مابعد میں علمی زبان کا مرتبہ حاصل کرنے والی زبانیں ابھی پیدا نہیں ہوئی تھیں۔

مصنف کے زمانے ہی میں اہل ذوق نے اس کی نقلیں حاصل کر لی تھیں اور مصنف

کے بعد تو اس کثرت سے اس کی نقلیں علماء اور محققین نے تیار کیں کہ حروب صلیبیہ اور اس کے بعد ہلاکو خاں کے ہاتھوں سیکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں ہی بڑے بڑے کتب خانوں کی تباہی کے باوجود اس کتاب کے مکمل و نامکمل نسخے دنیا کے مختلف کتب خانوں میں محفوظ رہ گئے اور آج تک موجود و محفوظ ہیں۔

طباعت کا جب دور آیا تو اس کتاب کی طباعت کا خیال مختلف دماغوں میں پیدا ہوا لیکن ظاہر ہے کہ اتنی بڑی کتاب کی طباعت و اشاعت کوئی آسان کام نہ تھا۔ اگرچہ سنہ ۱۷۹۷ء میں عربی کا مطبع مصر میں قائم ہو چکا تھا اور اس کے بعد عربی زبان کے مطابع سب ہی جگہ قائم ہو گئے تھے لیکن اس بے مثال کتاب کی اولین اشاعت کا فخر شہر آگرہ کو حاصل ہوا۔ اس کتاب کا ایک حصہ سنہ ۱۳۰۸ھ / ۱۸۹۱ء میں آگرہ سے چھپ کر شائع ہوا۔ یہ کام جاری نہ رہ سکا اس کے بعد سنہ ۱۳۲۲ھ میں جرمنی کے دو مستشرقین مسٹر بر وکلمان اور مسٹر سخاؤ نے ایک لاکھ روپے کی سرکاری امداد سے اس کتاب کی طباعت اور پروف خوانی کا کام شروع کیا جو برسوں تک ہوتا رہا اور اس کتاب کے آٹھ حصے چھپ کر تیار ہوئے۔ اس کے بعد اور بہت دنوں بعد مکتبہ صادر بیروت نے طبقات ابن سعد کو بہت خوبصورتی سے شائع کیا۔

اس عظیم الشان ماخذ تاریخ و تذکرہ کو اردو زبان میں ترجمہ کرنے کا خیال بھی انیسویں صدی کے اواخر میں پیدا ہو چکا تھا۔ لیکن کتاب کی ضخامت اور اس کی وسعت کو دیکھتے ہوئے اس کی طباعت و اشاعت کی ہمت کوئی نہیں کر سکا۔ بالآخر دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن نے اس کے پانچ عربی حصوں کا اردو ترجمہ مولانا عبداللہ العمادی سے کرا کر شائع کیا (سنہ ۱۹۴۴ء) اور آخری تین حصوں کا اردو ترجمہ ہم نے مولانا نذیر الحق صاحب میرٹھی سے کرایا ہے۔ اب یہ علمی شاہکار پہلی دفعہ مکمل شائع ہو رہا ہے۔ مجھے امید ہے کہ جس طرح ہماری دوسری کتابیں ملک بھر میں مقبول ہوئیں اور شائقین علم و ادب نے جس فراخ دلی سے ہماری کتابوں کی اشاعت میں ہمارا ہاتھ بٹایا ہے اسی طرح طبقات ابن سعد کی توسیع اشاعت میں بھی میرے معاون ثابت ہوں گے۔ سچ تو یہ ہے کہ ان معاونین کے تعاون نے ہی مجھے اتنی بڑی بڑی ضخیم کتابوں کی اشاعت کی ہمت دلائی ہے۔ میں اپنے ان سرپرستوں کا تہ دل سے شکرگزار ہوں۔ میرے کرم فرماؤں کے اشتراک عمل سے ہی یہ انمول علمی خزانے زیور اشاعت سے آراستہ ہو سکے۔

ہم نے نفیس اکیڈیمی سے تاریخ ابن خلدون اور تاریخ طبری جیسی ضخیم کتابوں کے ترجمے شایع کرنے کی جو ہمت کی تو یہ تقاضا ہوا کہ طبقات ابن سعد کے مکمل اردو ترجمے کی اشاعت کا شرف بھی ہمیں ہی حاصل ہونا چاہیئے۔ کتاب بڑی ضخیم اور کام بہت مشکل تھا۔ ترجمہ پر نظر ثانی اور اس کے بعد اچھی کتابت و طباعت سے مزین کر کے کتاب کا شائع کرنا اس دور گرانی میں کس قدر مشکل کام تھا۔ لیکن کوئی مشکل ایسی نہیں جو خدائے بزرگ و برتر کی توفیق و امداد سے سر نہ کر لی جائے۔ خدا کا شکر ہے کہ آج ہم اس مہتم بالشان کتاب کو اردو زبان میں اہل علم و تحقیق کی خدمت میں حسب ذیل آٹھ حصوں میں شایع کرنے کا فخر حاصل کر رہے ہیں۔

طبقات ابنِ سعد مکمل آٹھ حصّوں میں

ترجمہ :۔ عبد اللہ العمادی

حصہ اوّل اخبار النبی صلعم ـــــــــ قیمت ۱۲ روپے

حصہ دوم اخبار النبی صلعم ـــــــــ قیمت ۱۲ روپے

حصہ سوم سیرت خلفاء راشدین ـــــــــ قیمت ۱۲ روپے

حصہ چہارم مہاجرین و انصار ـــــــــ قیمت ۱۲ روپے

حصہ پنجم تابعین و تبع تابعین ـــــــــ قیمت ۱۲ روپے

حصہ ششم اصحاب کوفہ ترجمہ، مولوی نذیر الحق میرٹھی قیمت ۱۲ روپے

حصہ ہفتم دور آخر کے صحابہ تابعین وفقہا ۔ قیمت ۱۲ روپے

حصہ ہشتم صالحات و صحابیات ۔ قیمت ۱۲ روپے

سنہ ۲۲۱ھ تک کی خواتین اسلام کے حالات زندگی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

(مولانا سید عبد القدوس ہاشمی)

مسلمانوں نے قرآن مجید کے احکام کی صحیح تعمیل کے لئے خود قرآن ہی کے حکم کے بموجب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول، ہر فعل اور ہر شان کو یاد رکھنے اور اسے آنے والی نسلوں تک پہنچانے کا ایسا عظیم الشان اہتمام کیا کہ اس کی کوئی دوسری مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی اس طرح انھوں نے ہر چھوٹے سے چھوٹے واقعے کو، اور معمولی سے معمولی بات کو محفوظ رکھا اور کیوں نہ محفوظ رکھتے جبکہ صحیح معنوں میں مکمل اور ہر پہلو سے مکمل آدمی اس کرہ ارض پر صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔ غور سے دیکھئے بڑے سے بڑا آدمی صرف ایک یا دو پہلو سے یا ایک یا دو اعتبار سے ہی بڑا اور عظیم المرتبت آدمی نظر آئے گا اگر اسی عظیم المرتبت آدمی کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو دیکھئے تو نقص اور ایسا نقص نظر آئے گا کہ حیرت ہوگی۔ ایک بہت بڑا روحانی پیشوا عدالت کے لئے اچھا عادل یا جہاد کے لئے اچھا امیر العساکر کہاں ملتا ہے۔

اس کے برخلاف خداوند تعالےٰ نے اپنے آخری نبی کو ہر اعتبار سے ایک مکمل انسان بنایا تھا اور دنیا کو حکم دیا تھا کہ انکی اتباع کرو۔ ان ہی کی ذات میں اسوۂ کاملہ ملے گا گویا یوں سمجھئے کہ اسوۂ کاملہ ایک اور صرف ایک ہے باقی صاحب کمال سب کے سب ایک پہلو سے کامل اور دوسرے پہلو سے ناقص ہیں۔

یہ تھا وہ حقیقی سبب جسکی وجہ سے ساری امت اسلامیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو محفوظ رکھنے پر مائل تھی اور آپ کی ایک ایک بات کو یاد رکھتی تھی استاد اپنے شاگردوں کو اور باپ اپنے بیٹوں کو اس کی تعلیم دیا کرتے تھے حتیٰ کہ ڈھائی سو سال تک مسلمانوں میں لفظ علم صرف حدیث کے لئے مخصوص تھا اور دوسرے علوم کو علم نہیں بلکہ فن کہا جاتا تھا۔

علم الرجال | ہر حدیث حقیقۃً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی قول فعل یا کسی اجازت و تقریر کی ایک عینی شہادت ہے اور ہر شہادت کی جانچ پڑتال ضروری ہے اس لئے صحابہ

کرام یعنی ان بزرگوں کے بعد جنھوں نے مشکوۃ نبوت سے بلا واسطہ براہ راست کسب نور کیا تھا یہ سوال پیدا ہوا کہ شاہدوں کو اچھی طرح دیکھ لیا جائے۔ ان کے ذاتی حالات، حافظہ، سنجیدگی اور صداقت و ثقاہت کی تحقیق کی جائے۔ اس کوشش نے ایک جدید علم کو جنم دیا جسے علم الرجال کہا جاتا ہے۔ علم الرجال میں تقریباً ۲۵ ہزار اشخاص کے ذاتی خصائل و عادات کو محفوظ کیا گیا ہے یہ وہ اشخاص ہیں جنھوں نے کبھی کوئی حدیث بیان کی ہے۔

جب راویان حدیث کی جانچ پڑتال شروع ہوئی تو ان کے عہد اور ان کی معاصرت کی تلاش ہوئی تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ کس راوی کی ملاقات کن کن شیوخ سے ہوئی اس طرح علم طبقات الرجال وجود میں آیا اور روایتوں کو جانچنے کے لئے یہ تقسیم نہایت ہی اہم تھی ورنہ اس کے بغیر یہ معلوم کرنا ممکن نہ ہوتا کہ حقیقۃً کس راوی کی ملاقات کس شیخ سے ممکن ہے اور اگر ممکن ہے تو راوی کی عمر اور شیخ کی عمر ملاقات کے وقت کیا رہی ہوگی اگر راوی کی عمر اتنی کم ہو کہ حدیث کو پوری طرح سمجھ ہی نہ سکے یا کہ شیخ کی عمر اتنی زیادہ ہو کہ بوڑھاپے سے حواس مختل ہو چکے ہوں تو ایسی روایت قابل قبول ہی کہاں پا سکتی ہے۔

اس طرح علم طبقات الرجال پر اہل علم نے توجہ کی اور کتابیں لکھی گئیں۔ آئمہ جرح و تعدیل نے اس پر اپنی عمریں صرف کیں۔ بڑا کام کیا۔ ایک ایک راوی کی صداقت و ثقاہت پر شہادتیں مہیا کیں اور کتابیں لکھیں بعضوں نے جرح و تعدیل کی شہادتوں کو ثانوی درجہ دیا اور صرف تذکرہ ہی جمع کر دینے کو کافی سمجھا اور اس قسم کے تذکروں کی افادیت بھی کچھ کم نہ تھی۔ اس لئے ایسے تذکرہ نویس اور وقائع نگار حضرات کے کارنامے دنیا کے بہترین علمی سرمائے سمجھے گئے۔

طبقات الرجال پر دو قدیم ترین کتابیں ہم تک پہنچ سکی ہیں ایک محمد بن عمر واقدی متوفی ۲۰۷ھ کی کتاب طبقات جو طبقات واقدی کے نام سے مشہور ہے اور مختصر سی کتاب ہے اور دوسری محمد بن سعد بن منیع البصری الزہری المتوفی ۲۳۰ھ کی یہ وسیع اور ضخیم کتاب جو طبقات الکبیر یا طبقات ابن سعد یا طبقات الکبریٰ کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ ابن سعد واقدی کے شاگرد اور ان کے سیکرٹری تھے اس لئے طبقات الکبیر میں اکثر و بیشتر روایتیں واقدی کی بیان کردہ ملتی ہیں۔

ابن سعد ابن سعد ۱۶۸ھ میں بمقام بصرہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد وہ بغداد آگئے یہ زمانہ ہارون الرشید کی خلافت کا تھا اور بغداد میں علم و ہنر کا ایک مجمع تھا۔ یہاں اور حجاز میں جا کر ابن سعد نے بڑے بڑے علماء و محدثین سے استفادہ کیا اس کے بعد واپس آکر محمد بن

عمر واقدی کے شاگرد ہوئے اور بالآخر واقدی کے سیکریٹری ہو گئے اور واقدی کی آخری عمر تک ان سے وابستہ رہے اسی لئے یہ ابن سعد کاتب الواقدی کہلاتے ہیں ۲۳۰ھ میں بمقام بغداد وفات ہوئی۔

واقدی ایک اخباری تھا اور اہل علم کے نزدیک قابل اعتبار و ثقہ راوی نہیں سمجھا جاتا ہے۔ اور حق یہ ہے کہ واقدی کسی طرح ثقہ اور قابل اعتبار سمجھا ہی نہیں جا سکتا۔ مغازی واقدی اور واقدی کی دوسری کتاب دیکھنے سے اس کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ایک قصہ گو اخباری ہے اس سے بلند مقام اسے نہیں دیا جاسکتا۔ لیکن واقدی کا یہ نامی گرامی شاگرد یعنی ابن سعد اپنے استاد کے برخلاف ثقہ اور قابل اعتبار سمجھا جاتا ہے۔ واقدی کی طرح محض قصہ گو نہیں ہے۔

ابن سعد نے علم حدیث حاصل کرنے کے لئے سفیان بن عیینہ، ہشیم، ابن علیہ اور ان کے معاصرین کے سامنے بھی زانوئے تلمذ تہ کئے ہیں۔ وہ صرف واقدی کا ہی شاگرد نہیں ہے۔ لیکن یہ فرق ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ نیکوکار، سنجیدہ اور صادق اللہجہ راوی حدیث میں اور ایک اخباری وقائع میں فرق ہوتا ہے۔ اخباری اپنے بیان میں اس قدر محتاط نہیں ہوتا جتنا کہ ایک محدث اور راوی حدیث کو ہونا چاہیئے۔ یورپ کے محقق مستشرقین بیچارے اس فرق کو نہیں سمجھتے یا مسلمان سے دشمنی کی وجہ سے سمجھنا نہیں چاہتے۔ ان کا مبلغ علم عربی کتابوں کی لفظی تصحیح اور فہرست سازی سے آگے نہیں بڑھتا انھوں نے یقیناً قابل قدر کام اس سلسلے میں انجام دیئے ہیں مگر مطالعہ کی کمی اور دل کے کھوٹ کی وجہ سے ہمیشہ ٹھوکریں کھائی ہیں۔ اور ابن سعد کی کتاب الطبقات الکبریٰ کے دو فاضل مصححین علامہ بروکلمان اور علامہ سخاؤ جنھوں نے ۱۹۰۴ء سے ۱۹۱۷ء تک اس کی تصحیح کی ہے اور مقدمہ لکھا ہے ایک بڑی خدمت کی ہے اس کے باوجود نہ تصحیح پوری کر سکے اور نہ اس کتاب کا مقام متعین کرنے میں وہ پوری طرح کامیاب ہو سکے

ابن سعد کی تین کتابوں کا ذکر متاخرین کی کتابوں میں ملتا ہے۔ الطبقات الکبریٰ یا طبقات الکبیر۔ دوسری طبقات الصغیر اور تیسری اخبار النبی۔ لیکن حقیقت واقعہ یہ ہے کہ یہ سب نام طبقات الکبیر ایک ہی کتاب کے مختلف نام ہیں۔ کتاب حقیقۃً ایک ہی ہے اس کے ابتدائی حصہ کو اخبار النبی کا نام دے دیا گیا کیونکہ اس حصہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا بیان ہے آخری کو طبقات الصغیر کے نام سے موسوم کیا گیا اور سب کو ملا کر طبقات الکبیر یا طبقات الکبریٰ کے نام سے یاد کیا گیا۔

طبقات طبقات ابن سعد کی ترتیب جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے طبقات پر ہے وہ سب سے پہلے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں ایک ایک چیز کے متعلق متعدد روایتیں پیش کرتے ہیں مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے جانوروں کی تفصیل، حضرت کی مسواک، موزے اور دیگر ضروریات زندگی کی تفصیلات یا غزوات سے متعلق جزئی و تفصیلی واقعات جس قدر طبقات ابن سعد میں مل جاتے ہیں اُتنے کسی دیگر کتابوں میں نہیں ملتے۔ تاریخ یعقوبی مغازی واقدی وغیرہ جو معاصرانہ تالیفین ہیں اتنی تفصیلات مہیا کرنے سے قاصر ہیں۔

عہد رسالت کے بعد وہ ایک ایک مقام کی تعیین کے ساتھ وہاں کے رہنے والے صحابہ کرام اور تابعین کے حالات طبقہ بہ طبقہ بیان کرتے ہیں اور ہر بیان کے لئے سلسلہ سند پیش کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ سندیں اس مرتبہ کی نہیں ہیں جس مرتبہ کی سند احادیث احکام کے لئے مطلوب ہوتی ہیں لیکن ایسی بھی نہیں کہ انھیں محض افسانہ قرار دیا جائے۔

ابن سعد سب سے پہلے بدری صحابہ کا ذکر کرتے ہیں اس کے بعد سابقون اولون کا پھر مدینہ منورہ کے دیگر صحابہ کا اس کے بعد مدینہ منورہ کے تابعین کا۔ یہ سارا تذکرہ زمانی طبقات پر مرتب ہوتا ہے اس کے بعد اسی ترتیب کے بموجب بصرئیین، کوفیئین اور دیگر مقامات میں رہنے والے صحابہ و تابعین کا طبقات پر مرتب تذکرہ اس کتاب میں ملتا ہے اور آخری حصہ خواتین کے تذکرے پر مشتمل ہے۔ اور مابعد میں لکھی جانے والی کتابوں مثلاً استیعاب، اسد الغابہ اور الاصابہ سے زیادہ تفصیل کے ساتھ مل جاتا ہے۔

تذکروں کا طبقات پر مرتب ہونا اس زمانے میں بلکہ اس کے بعد بھی مقبول و معقول طریقہ رہا ہے حتیٰ کہ شعراء وصوفیاء کے تذکرے بھی نہ صرف اس زمانے میں بلکہ اس کے بعد بھی کئی سو سال تک طبقات پر ہی مرتب ہوتے رہے ہیں۔ یہ طریقہ حقیقتاً زیادہ مناسب و مفید طریقہ ہے اس طریقے کی وجہ سے کتاب کے مسلسل پڑھنے والوں کے سامنے ایک ایک زمانہ پوری تفصیلات کے ساتھ آجاتا ہے جو دوسرے طریقۂ ترتیب سے نہیں آسکتا۔

طبقات ابن سعد سب سے پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ طبقات الکبیر ایک تاریخی تذکرہ ہے۔ یقیناً یہ سب سے ممتاز اور اپنی عہد تالیف کے اعتبار سے چند اولین تذکروں میں سے ایک تذکرہ ہے۔ لیکن بہرحال اسے حدیث کا کوئی مجموعہ نہیں قرار دیا جاسکتا اس سے

کسی کو انکار نہیں کہ ابن سعد نے حدیث کا علم حاصل کیا تھا اور وہ ثقہ رواۃ حدیث میں سے ہیں مگر یہ کتاب انھوں نے بطور مجموعہ حدیث کے نہیں لکھی ہے بلکہ اس زمانے کے اصول تذکرہ نویسی کے بموجب ایک تذکرہ لکھا ہے۔

تاریخی روایات کے پرکھنے کا عام عقلی قاعدہ یہ ہے کہ ہر روایت کو چار تنقیحات سے گزرنے کے بعد ہی قبول کیا جا سکتا ہے۔

۱:۔ جو واقعہ بیان کیا جائے اس کے لئے امکان عقلی اور امکان عادی موجود ہو۔ اگرچہ امکان واقعہ دلیل واقعہ نہیں مگر دونوں قسم کے امکان کا ہونا ضروری ہے۔

۲:۔ ظرف زمان و ظرف مکان کے تقاضے واقعہ کے خلاف نہ ہوں۔

۳:۔ یہ دنیا عالم اسباب ہے اس لئے کوئی سابقہ مسلمہ واقعہ ایسا ضرور مل جانا چاہیئے جو اس واقعے کا سبب قرار پا سکے۔

۴:۔ ہر واقعہ اپنا ایک اثر رکھتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ واقعہ کے بعد اس کے اثرات پیدا ہوں۔

جب ان چار تنقیحات پر کوئی واقعہ ثابت ہو جاتا ہے تو اس کے بعد یہ دیکھا جاتا ہے کہ اس واقعہ تاریخی کا راوی کس درجہ کا آدمی ہے، صادق، سنجیدہ اور قابل اعتبار راوی ہے یا نہیں اور اس راوی کو اس واقعہ کا علم کس طرح حاصل ہوا ہے۔ خود راوی اور اس کے اساتذہ میں دین داری اور دیانت بیان کس قدر پایا جاتا ہے،

ان مراحل سے گزرنے ہی کے بعد کسی واقعہ کو واقعہ تاریخی قرار دیا جا سکتا ہے ورنہ رام لیلا اور راس لیلا کی کہانیوں سے زیادہ اونچا مقام اس روایت کو نہیں مل سکتا۔

یہی وہ عقلی تنقیح ہے جس سے بے پروا ہی کا نتیجہ آپ کو علامہ بروکلمان کی تاریخ اسلام، سر ولیم میور کی سیرۃ النبی اور مسٹر منٹگمری واٹ کی کتابوں میں دکھائی دیتا ہے۔ حد تو یہ ہے کہ یورپ کے یہ مستشرقین کتاب الاغانی اور الف لیلہ و لیلہ جیسی کتابوں سے تاریخی واقعات کی تکمیل کرتے ہیں حالانکہ خود ابوالفرج الاصفہانی کے ذہن میں کبھی یہ بات نہیں آ سکی تھی کہ کسی زمانے میں یورپ کے کوئی بڑے علامہ اس کی کتاب کو محققانہ تاریخی کتاب قرار دیں گے وہ تو اپنے زمانے تک کے شاعروں

اور گویوں کا تذکرہ لکھ رہا تھا۔ اور وہ بھی محض یادداشت کے لئے نہ اس نے کبھی کسی روایت کی تنقیح کی ہے اور نہ اسے اس کی ضرورت محسوس ہوئی ہے اگر آج کوئی شخص پریم بتیسی اور لوک پران سے ہندوستان کی تاریخ مرتب کر دے تو اسے کیا کہا جائے گا؟

علامہ ابن سعد کی یہ ضخیم اور کئی اعتبارات سے بے مثال کتاب طبقات الکبیر تاریخی روایات کا ایک مجموعہ ہے اسے اس بنا پر رد نہیں کیا جا سکتا کہ ان کے استاد الواقدی ضعیف اور غیر ثقہ راوی تھے اور نہ صرف اس بنیاد پر اس کتاب کی ہر روایت واجب القبول قرار پا سکتی ہے کہ خود علامہ ابن سعد ایک ثقہ اور معتبر راوی کا درجہ رکھتے ہیں۔ اس کتاب میں علامہ نے جو روایتیں پیش کی ہیں ان کی حسب قاعدہ تنقیح کے بعد انھیں قبول بھی کیا جا سکتا ہے اور رد بھی کیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ بات کتاب کی اس قدر و قیمت کو گھٹا نہیں سکتی کہ یہ قدیم ترین تذکرہ اور بہت ہی تفصیلی تذکرہ ہے۔ اور اس قدر قیمتی تذکرۂ روایات ہے کہ اس زمانے کا کوئی دوسرا مجموعہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

یہ صحیح ہے کہ امام شافعی کی کتاب الاُم یا امام مالک کی کتاب الموطا کا درجہ اسے حاصل نہیں۔ لیکن بالکلیہ ناقابل اعتبار بھی نہیں ہے یہی وجہ ہے علامہ ابن سعد کے بعد تاریخ و تذکرہ لکھنے والوں نے اسے ایک بڑا ہی مہتم بالشان ماخذ قرار دیا اور پوری طرح اس سے استفادہ کیا۔

ان بزرگ مورخین میں سے جنھوں نے طبقات ابن سعد سے اپنی کتابوں کی تالیف میں فائدہ اٹھایا ہے حسب ذیل مصنفین کے نام خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

ابن ابی الدنیا۔ علامہ بلاذری۔ ابن عساکر الدمشقی، امام ذہبی، امام ابن حجر العسقلانی۔ خطیب البغدادی۔ امام جزری۔ ابن العماد الحکری۔ ابن خلکان اور خلیل بن ایبک الصفدی۔

طبقات الکبیر کے ایک عظیم ماخذ ہونے کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ مندرجہ بالا علمائے تاریخ و تذکرہ نے اپنی کتابوں میں ابن سعد سے روایتیں نقل کی ہیں اور بعد تنقیح و تائید ان میں سے اکثر روایتوں کو قابل قبول قرار دیا ہے۔

الغرض علامہ ابن سعد کی طبقات الکبیر کو قدیم ترین ماخذوں میں ایک بلند مقام حاصل رہا ہے اور ہمیشہ یہ مقام حاصل رہے گا۔ اگرچہ اسے صحاح یا سنن کا مرتبہ نہیں دیا جا سکتا مگر ایک معتبر مجموعۂ روایات اور ایک قدیم و وسیع تذکرہ کا مرتبہ تو اسے بہرحال حاصل ہے۔

عزیزی خالد اقبال اور چوہدری محمد اقبال سلیم گاہندری مالک نفیس اکیڈیمی نے اس عظیم المرتبت تاریخی تذکرہ کے اردو ترجمہ کو چھاپ کر جو خدمت علم تاریخ اور زبان کی ادا کی ہے وہ ہر طرح قابل ستائش ہے۔ وہ نفیس اکیڈیمی جس نے تاریخ طبری، تاریخ ابن خلدون، زاد المعاد اور بلاذری کی فتوح البلدان جیسی اہم کتابوں کے اردو ترجمے شائع کئے ہیں یہ کارنامہ اسی کی ہمت سے انجام پا سکتا تھا اور انجام پایا۔ یقیناً ارکانِ نفیس اکیڈیمی اس کارنامہ پر ہماری طرف سے اس کے مستحق ہیں کہ ان سے کہا جائے۔

آفریں باد بریں ہمت مردانہ تو

عبدالقدوس ہاشمی

کراچی — یکم رجب ۱۳۸۹ھ

فہرست مضامین

جزو اول

طبقات ابنِ سعد
حصہ اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تلمیحات

اس ترجمے میں قدرے حسب ذیل امور کا التزام ہے جن کی جانب اشارہ ضروری ہے۔

(۱) ہر ایک قوم ہر ایک زمانے اور ہر ایک زبان کی بعض بعض خصوصیتیں ہوتی ہیں جو دوسری قوم دوسرے زمانے اور دوسری زبان میں بمشکل نظر آسکتی ہیں۔

عرب جاہلیت اور ان کی عربیت اپنی نمایاں خصوصیت کے لئے آج تک ممتاز ہے۔

عام ترجموں میں تمام خصوصیتیں نظرانداز کردی جاتی ہیں اور وہی مترجم کامیاب مانا جاتا ہے جو اپنی قوم اپنی زبان اور اپنے زمانے کے مخصوص محاورات میں اُس کتاب کا ترجمہ کرے جو ایک اجنبی قوم نے اپنی خاص زبان میں صدیوں پیشتر تصنیف یا تالیف کی تھی۔

ترجمۂ طبقات کو آپ اس حیثیت سے نہایت ناکام پائیں گے۔ کیونکہ اس کا پرداز یہ ہے کہ عہد جاہلیت میں عربوں کی جو خصوصیتیں تھیں۔ اور ادائے مطالب کے لئے اُن دنوں اُن کی زبان خاص خاص حالتوں میں جیسے جیسے محاورات رکھتی تھی اردو ترجمہ میں وہ سب آجائیں، اور پھر طرز بیان غریب و نامانوس بھی نہ ہو اور جہاں ناگزیر ہو غرابت پیش آئے اس کی علیحدہ تشریح کردی جائے۔

(۲) اردو میں خطاب کے لئے کئی لفظ ہیں: آپ، تم، تو۔ جو بہ اختلاف مدارج استعمال کئے جاتے ہیں۔ عربوں میں یہ تفریق نہ تھی لہٰذا بجز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بقیہ سب کے لئے ترجمہ میں وہی طرز خطاب اختیار کیا گیا جو ان دنوں مستعمل تھا۔

اسی طرح کے اور بھی بہت سے مراتب ہیں جو اردو میں ہیں اور عربی میں نہیں، یا ہیں تو

کسی دوسرے انداز میں ہیں ترجمے میں عربیت کا لزوم بہر حال مدنظر رکھا گیا کہ اہل بصیرۃ یہ بھی اندازہ کر سکیں کہ عربی زبان اور عربوں کی قوم کیا کیا خاص اطوار رکھتی تھی اور اردو میں کہاں تک اس سے ائتلاف یا اختلاف کی صلاحیت تھی۔

(۳) زبانیں بیرونی تفریق کے علاوہ ایک اندرونی تفریق بھی رکھتی ہیں۔ مثلاً عربی زبان ہی کو لیجئے، مراسلت کی زبان جدا ہے، خطابت کی زبان جدا ہے، ادب و انشا کی زبان جدا ہے، فلسفہ و حکمت کی زبان جدا ہے، تفسیر و حدیث کی زبان جدا ہے، فقہ و اصول کی زبان جدا ہے، تاریخ و جغرافیہ کی زبان جدا ہے۔

کتاب الروضتین فی اخبار الدولتین، یا الفتح القسی فی الفتح القدسی، یا قلائد العقیان، یا یتیمۃ الدھر، یا عجائب المقدور، تاریخ کی کتابیں تھیں، مگر ان میں زبان جو اختیار کی گئی وہ تاریخ کی زبان نہ تھی لہٰذا انھیں وہ حسن قبول حاصل نہ ہوا جو انھیں کی زبان اختیار کرنے سے ہمدانی و حریری کی کتابوں کو حاصل ہوا تھا، کیونکہ ہمدانی و حریری نے جس فن میں کتابیں لکھیں اسی فن کی زبان بھی اختیار کی۔ اور اُن حضرات نے تاریخ تو لکھی مگر زبان ادب و انشا کی رکھی۔

اس ترجمے میں اُسی زبان کا اتباع کیا گیا ہے جو علم رجال کی خاص زبان ہے۔ ساتھ ہی یہ التزام ہے کہ عبارت شستہ شگفتہ اور سلیس ہو کسی قسم کا اغلاق و تعقید و تصنع و اضطراب نہ آنے پائے اور یہ ترجمہ اصل کتاب کے روشن ترین ادبی امتیاز کا آئینہ دار ہو سکے۔

(۴) بہت سے محاورات ایسے ہیں جو اس کتاب میں غریب نظر آئیں گے، مثلاً۔

کانوا یعذرون کے عام معنی یہی سمجھے جائیں گے کہ وہ لوگ عذر کرتے تھے یا معذرت کرتے تھے، یا بہانہ کرتے تھے، حال آں کہ مفہوم ختنہ کرنے کا ہے۔

من شیء ما مر علی الجبال میں " جبال کے معنی پہاڑوں کے متبادر ہوں گے۔ حال آں کہ اصل میں جبلتیں اور طبیعتیں مراد ہیں۔

کانت تشرب انوفھم قبل شفاھھم میں لب سے پہلے ناک کے تر ہونے کا گمان ہوگا حال آنکہ خصائص جاہلیت کے جاننے والے جانتے ہیں کہ ایسے محاورات سے قوم الفت، اِبائے ضیم، عزّۃ نفس اور خودداری کا اظہار مقصود ہوتا تھا۔

الی غیر ذلک مما یحذ و حذ وہ، اصل سے تطبیق دیتے وقت اگر ترجمہ میں کوئی ایسا اشتباہ محسوس ہو تو اس نکتہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کی تحقیق کرنی چاہیئے، وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء، الا ما رحم ربی، ان ربی لغفور رحیم۔

(۵) مضامین و مطالب کے عنوانات مترجم نے خود قائم کئے ہیں اور شمارۂ ترتیبی کا مسئول بھی وہی ہے، جس سے محض توضیح مطلوب تھی۔

(۶) ہر قوم اپنی نعالیت کے سادہ وبے تکلف عصر عمل میں بہت سے تعظیمی الفاظ کی خوگر نہیں ہوا کرتی، دل سے تو اپنے بزرگوں کی انتہائی تعظیم کرتی ہے۔ مگر ظاہری القاب عظمت سے اُن کے نام کو گراں بار نہیں بنایا کرتی، عرب اس ادائے خاص کے لئے آج تک شہرۂ آفاق ہیں اور اس خصوصیت سے روشناس کرنے کے لئے ترجمے میں بھی یہی رعایت رکھی گئی ہے۔

آخر میں مترجم اپنی بے بضاعتی کا اعتراف کرتے ہوئے محض جناب الٰہی سے افادۂ عموم وحسن قبول کا طالب گا ہے، ربنا تقبل منا انک انت العزیز الحکیم رب اغفرلی خطیئتی یوم الدین، واجعل لی لسان صدق فی الآخرین، ولا تخزنی یوم یبعثون، یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم،

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

سلسلۂ روایت

اسلام کے ابتدائی عہد مدنیت میں کسی واقعے کے موثق ماننے کے جو طریقے تھے اُن میں ایک سبیل خاص یہ بھی تھی کہ سلسلہ روایت آخر تک مسلسل ہو، فرض کیجئے آج آپ ایک واقعے کا تذکرہ کر رہے ہیں جو آج سے ایک سو برس قبل گذرا تھا۔ اس کی واقعیت کی وادی تحقیق میں آپ کا پہلا قدم راویوں کی جانب بڑھے گا کہ جس سے آپ نے یہ داستان سنی ہے اُس نے فلاں سے اور فلاں نے فلاں سے سنی تھی، تا آنکہ آخری راوی وہ شخص تھا جو واقعے میں بذات خود شریک تھا اور اس کے سامنے یہ باتیں پیش آئیں۔

یہ ایک ممتاز خصوصیت تھی جس کا علمبردار دنیا بھر میں اکیلا ایک اسلامی تمدن ہی گزرا ہے اور وہی اپنے سلسلۂ رواۃ سے اہل نظر کے لئے ایک وسیع ذخیرۂ انتقاد فراہم کرتا ہے کہ جس واقعہ کی، خواہ وہ کسی زمانے کا ہو جب آپ چاہیں تعدیل یا تجریح کر سکتے ہیں اس کے راوی ثقہ، صحیح العقول، سلیم العقل، قوی الحفظ، مسند الوقت وغیرہ وغیرہ تھے یا نہیں اور روایت کا تسلسل قابل اطمینان صورت میں آخر تک پہنچتا ہے۔ یا بیچ میں کہیں منقطع تو نہیں ہو جاتا۔

علم حدیث و فن تاریخ ہی اس طغرائے امتیاز سے مزین نہ تھے بلکہ ہر جگہ یہی تعمیم تھی حتیٰ کہ موسیقی کے متعلق جن لوگوں نے کتابیں لکھیں یہ خصوصیت ان کے بھی پیش نظر رہی۔

دائرہ جتنا وسیع ہوتا گیا اسی تناسب سے پہنائیاں بھی بڑھتی گئیں، اس زمانے میں تو ایک بڑی حد تک چھاپے نے تصنیف و تالیف اور ترجمے کی اشاعت اپنے ذمہ لے رکھی ہے جس نے ہر قلم کش کو صلائے عام دے دی ہے کہ مصنف بنے، مولف بنے، مترجم بنے جو چاہے بنے۔

کہ ہیچ کس نشناسد ہمائے را از خاد

قلم کشی یا ورّاقی سے وہ زمانہ بھی خالی نہ تھا مگر ان دنوں دستور یہ تھا کہ اہل علم جو کتاب مدوّن کرتے ایک عام حلقے میں اس کا درس بھی دیتے جہاں اس کے معیار کا اندازہ ہو جاتا کہ ناقص ہے یا کامل ہے، یا کیا ہے۔ اس نقد و اختبار میں اگر کتاب کامل المعیار اترتی تو صاحب کتاب سے ارباب کمال اس کی روایت کرتے اور انھیں کی روایت سے وہ مشہور ہوتی۔ ابن سعد کی طبقات کبیر بھی اسی سلسلہ روایت سے شہرۂ آفاق ہوئی۔ جس کا تسلسل یوں ہے۔

ابن سعد کا پورا نام ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع تھا۔ طبقات کی روایت ان سے ابومحمد الحارث بن محمد بن ابی اسامۃ التمیمی نے روایت کی، ابومحمد سے ابوالحسن احمد بن معروف بن بشر بن موسیٰ الخشّاب نے ابوالحسن سے ابوعمر محمد بن العباس بن محمد بن زکریا بن یحییٰ بن معاذ بن حیّویہ الخزّاز نے، ابوعمر سے ابومحمد الحسن بن علی بن محمد بن الحسن بن عبداللہ الجوہری نے، ابومحمد سے قاضی ابوبکر بن محمد بن عبدالباقی بن محمد بن عبداللہ الانصاری نے قاضی ابوبکر سے ابومحمد عبداللہ بن وہبل بن علی بن کارۃ نے، ابومحمد سے شمس الدین ابوالحجاج یوسف بن خلیل بن عبداللہ الدمشقی نے جو ملک شام کے مسند الوقت محدث تھے شمس الدین ابوالحجاج سے شرف الدین ابومحمد عبدالمومن بن خلف بن ابی الحسن الدمیاطی نے روایت کی اور انھیں کی روایت سے دنیا بھر میں یہ کتاب پھیلی جو محدث بھی تھے، عالم بھی تھے حافظ بھی تھے، بہت سے فنون میں بھی دستگاہ رکھتے تھے اور علم انساب و تاریخ کے تو مرد میدان تھے۔

مختلف عنوانات کے ذیل میں مصنف نے جن جن راویوں سے روایتیں کی ہیں ان سب کے سلاسل اسناد بہ امتثال اوامر مجلس معارف ترک کر دینے پڑے تاہم آخری راوی کا نام کہ واقع کا راوی اول وہی ہوتا ہے ہر روایت میں آپ کو نظر آئے گا اور اگر فن رجال پر آپ کو عبور ہے تو صرف اس ایک راوی کی منزلت شناسی بھی روایت کی حقیقت واضح کر دے گی۔ واللہ المستعان وبہ الاعتصام۔

مصنف اور تصنیف

اس کتاب کے مصنف حافظ علامہ ابو عبداللہ محمد بن سعد الیربوعی ہیں۔ جن کو قبیلہ بنی یربوع سے خاندانی انتساب تھا۔ بصرہ میں یہ خاندان مقیم تھا اور وہیں ابنِ سعد پیدا ہوئے۔

انکی ابتدائی زندگی سادات بنی ہاشم کی غلامی میں گزری، بہت دنوں تک محمد بن عمر الواقدی کی کتابت بھی کرتے رہے۔ حتیٰ کہ ”کاتب واقدی“ ہی کے نام سے مشہور بھی ہوئے۔

اسی زمانے میں مشاہیر ائمہ سے استفادہ کرتے رہے اور جب آزاد ہوئے تو تمام زندگی نشرِ علم کے لئے وقف کر دی۔

بغداد میں آکے مقیم ہوئے جو علم و حکمت کا مرکز تھا۔ بڑے بڑے نامور محدثین مثلاً ہُشیم، سفیان بن عُیینہ، ابن علیہ، ولید بن مسلم، سے حدیثیں روایت کیں اور اس طرح اسلام نے اپنے غلام کی وہ تربیت کی کہ آزادگان روزگار اس کے حلقہ بگوش ہو گئے۔

اس باب میں اتنا شغف تھا کہ جو بزرگ نیچے طبقے کے تھے مگر جلالت شان میں وہ سابقین پر فوق لے گئے تھے ابنِ سعد ان سے بھی روایت کرتے ہیں اور یہی باعث ہے کہ شیخ الاسلام فی الحدیث یحییٰ بن معین سے انھوں نے اکثر روایت کی ہے۔

قریب قریب جتنے اساطین علم حدیث گزرے ہیں سب کے سب انھیں ثقہ، ثبت صدوق، وحجۃ مانتے ہیں۔ چنانچہ علم الرجال کے بزرگ ترین نقاد ابو حاتم نے بھی ان کی توثیق کی ہے۔ نہایت اعلیٰ یہ کہ مشایخ محدثین کو ان کی شاگردی کا فخر ہے ابن ابی الدنیا جیسے یکتائے روزگار ان کے حلقہ درس میں بیٹھے ہیں اور ان کی سند سے حدیثیں روایت کرتے ہیں امام احمد بن حنبل کہ عُلوّ منزلت کے شہرہ آفاق ہیں ان کے مجموعۂ احادیث

کے اجزا منگا منگا کے استفادہ کیا کرتے تھے۔

ابن سعد مختلف علوم اسلام کے جامع تھے۔ جنکی جامع و مختصر تقسیم یوں ہوسکتی ہے۔

۱:۔ حدیث بجمیع اصناف

۲:۔ غریب القرآن و غریب الحدیث، یہ بھی قسم اوّل ہی کا ایک شعبہ ہے مگر ابن سعد کے تبحر و تفنّن نے اس میں ایک مستقل حیثیت پیدا کرلی تھی۔

۳:۔ فقہ

۴:۔ تاریخ

۵:۔ ادب

۶:۔ سیرۃ النبیؐ و اخبار صحابہؓ

قدمائے مصنفین ان تمام علوم میں ان کو سرآمد زمانہ تسلیم کرتے آئے ہیں۔

تین مبسوط و مستقل کتابیں انھوں نے یادگار چھوڑیں۔

۱:۔ طبقات کبیر

۲:۔ طبقات صغیر

۳:۔ تاریخ اسلام

ان میں دو آخری کتابیں دنیا سے ناپید ہوچکی ہیں۔ اول الذکر بھی ناپید تھی، مگر مستشرقین المانی کی کوششوں نے اس گم شدہ گوہر شب چراغ کو ڈھونڈ نکالا۔ اور اعلیٰ حضرت پادشاہ اسلام، ظل اللہ فی الارضین، محی الملۃ والحکمۃ والحق والدین، عمدۃ ملوک والسلاطین، نظام الملک آصف جاہ سابع تاجدار دکن ایدہ اللہ وابدّ دولتہ و رفع شانہ و شیّد شوکتہ کی بدیع المثال معارف نوازی و معالم افرازی کے طفیل میں آج اس کا اردو ترجمہ ہدیہ اہلِ نظر ہے۔

اس فن میں جس قدر معروف مصنّفات ہیں یہ کتاب تقریباً ان سب کی ماخذ ہے اور سب ہی نے اسے مستند مانا ہے۔ اس میں ایسے ایسے سبق آموز واقعات ملتے ہیں جو کسی دوسری تاریخ میں مل ہی نہیں سکتے بایں ہمہ دو خاص باتیں نظرانداز نہیں ہوسکتیں۔

۱:- انبیاء سابقین علیہم السلام کے حالات میں کتاب اللہ واحادیث رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے جو باتیں زائد مذکور ہیں وہ عموماً عہد جاہلیت یا اس کے قریبی زمانے کے یہودیوں اور عیسائیوں سے ماخذ ہیں جنھیں اہل کتاب کہتے تھے اور جن کے پاس تورات وتلمود وشروح وحواشی اور ایک سو کے قریب متناقص المطالب ومتخالف المعانی انجیلوں کا ایک بڑا طومار تھا۔

جو واقعات اہل کتاب روایت کرتے تھے علمائے عرب انھیں کی ذمہ داری پر ان کو نقل کر دیتے تھے اور انکی تحقیق کے متعلق یہ اصل الاصول قرار دے رکھا تھا کہ لا نصدق بھا ولا نکذب بھا (ہم ان کہانیوں کی نہ تصدیق کرتے ہیں نہ تکذیب)

اہل عرب کی شان تحقیق اصل میں وہاں سے شروع ہوتی ہے جہاں سے تاریخ اسلام کا آغاز ہے اور اسی کی تعدیل وتمحیص ان کا منشائے حقیقی بھی ہے۔

۲:- اس کتاب میں معجزات کی اکثر روائتیں موجود ہیں، اور یہی وہ خار ہے جو ہمارے زمانے کی مادی آنکھوں میں کھٹکتا ہے، یہ بزرگ سمجھتے ہیں کہ قانون قدرت کے تمام دفعات پر گویا وہ حاوی ہو چکے ہیں اور انکی رائے میں کسی خارق عادت کا صدور گویا ناموس فطرت کے مناقص ہے۔ یہی باعث ہے کہ اس کتاب سے بھی وہ بدگمان ہو رہے ہیں لیکن اس کو کیا کریں گے کہ اسلام ہی نہیں دنیا کے ہر ایک مذہب کا بڑا سرمایہ معجزات سے معمور رہا ہے اور خود علم وحکمت بھی اصلاً اس کے منافی نہیں۔

عقل را نیست سر عربدہ ایں جا با نقل
پنبہ را آشتی ایں جا بہ شرارا فتاداست

یہ مقام اس بحث کی توسیع کا نہیں ہے۔ اہل نظر کو خاص اسی مسئلے کی علمی تحقیق کے لئے ایک مستقل کتاب کا انتظار کرنا چاہیئے جو سرمۂ دیدۂ اولی الابصار ہوگی، انشاء اللہ۔
وما توفیقی الا باللہ، علیہ توکلت والیہ اینب۔

ایک مبسوط ناقدانہ مقدمے کی بھی اس ترجمے کے ساتھ ضرورت تھی اور خاص خاص روایتوں پر از روئے اصول تجریح وتعدیل مخصوص تعلیق بھی کرنی تھی۔ لیکن افسوس

ہے کہ اس کا موقع نہیں ملا تاہم اس ناصر العلوم الدینیہ والحضارۃ العربیہ والمدینۃ الاسلامیہ شہریار علم پرور معید حکمت وہنر، متعنا اللہ بدوام حیاتہ، وقوام آیاتہ، بالحظ الاوفیٰ والقسط الاوفر، ہی کا یمن اقبال ہے کہ جامعہ عثمانیہ میں اتنا بڑا وسیع کام ہوا اور ہورہا ہے۔

ہر کرا با سبزش سر سودا باشد
پائے ازین دائرۂ بیروں نہ نہد تا باشد

ابن سعد کا سنہ ولادت ۱۶۸ھ اور سال وفات ۲۳۰ھ ہے ۶۲ سال کی عمر تھی۔ جب واصل بحق ہوئے اور دارالسلام بغداد میں دفن کئے گئے۔ امام ذہبی کہ سرگروہ محدثین ہیں طبقات ابن سعد کو بڑے فخر سے روایت کرتے ہیں۔ اس تفاخر کی جو سند انھیں حاصل تھی تقریباً اصل کتاب کی سند روایت بھی وہی ہے اور انھیں صفحات میں علیحدہ ثبت ہو چکی ہے۔

اللہ اکبر ایک وہ زمانہ تھا کہ اسلام کے غلام اتنے بڑے امام ہوتے تھے، ایسے سرگروہ انام ہوتے تھے اور اب ایک یہ وقت ہے کہ جو نام نہاد آزاد ہیں جہالت کے ہاتھوں وہ بھی اسیر اضطہاد ہیں، فہل من مدکر ؟

چوں از وگشتی ہمہ چیز از تو گشت
چوں از وگشتی ہمہ چیز از تو گشت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

•

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

•

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ، وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ ط وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ، وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۵

•

رَبَّنَا اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ، صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۵

•

انتساب جنابِ رسالت مآبؐ

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں سردار فرزندانِ آدم ہوں۔"

واثلہ بنؓ اسقع سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالےٰ نے فرزندانِ ابراھیمؑ میں اسماعیلؑ کو، اولادِ اسماعیلؑ میں بنی کنانہ کو، بنی کنانہ میں قریش کو، قریش میں بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو برگزیدہ فرمایا ہے۔

علی بنؓ ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے زمین کے دو برابر حصے کئے جو بہترین حصہ تھا مجھے اسی میں رکھا اس حصے کی بھی تین تہائیاں کیں۔ جو بہترین تہائی تھی مجھے اس میں رکھا یہ تخمیر کرلی تو اقوامِ انسانی میں سے قوم عرب کو

پسند فرمایا، عرب میں قریش کو، قریش میں بنی ہاشم کو، بنی ہاشم میں اولاد عبدالمطلب کو اور ان میں سے مجھ کو۔

محمدؒ بن علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے عربوں کو پسندیدہ ٹھہرایا، ان میں سے کنانہ یا نضر بن کنانہ کو ان میں قریش کو، قریشیوں میں بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو اپنی پسندیدگی کا شرف بخشا (راوی کو شک ہے کہ آنحضرت نے کنانہ کا نام لیا تھا یا نضر بن کنانہ ارشاد ہوا تھا)۔

عبداللہؓ بن عبید بن عمیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ کی نظر پسندیدگی عربوں کی جانب معطوف ہوئی، عربوں میں سے بنی کنانہ، کنانیوں میں قریش، قریشیوں میں بنی ہاشم اور ہاشمیوں میں سے میرے ساتھ یہ پسندیدگی مخصوص ہوگئی

حسنؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں سابق العرب ہوں.

عبداللہ بن عباسؓ سے آیت رسُولٌ من انفسکم (ایک پیغمبر جو تم ہی میں سے ہے) کی تفسیر میں روایت ہے کہ وہ کہتے تھے: اے اہل عرب! وہ پیغمبر تمہاری ہی اولاد ہے۔ (یعنی جو نسبتی سلسلہ تمہارا ہے وہی اس کا بھی ہے۔)

مجاہد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں شب کو بادیہ نورد تھے، معیت میں ایک شخص بدرقے کا کام دے رہا تھا۔ ناگاہ ایک حدی سرا کی آواز سنائی دی جس کے آگے کچھ اور لوگ بھی تھے، آنحضرتؐ نے اپنے رفیق سفر سے فرمایا کیا اچھا ہوگا کہ ان لوگوں کے حدی سرا سے ہم بھی جا ملیں، یہ اشارہ پاتے ہی ہم نے قدم بڑھائے، نزدیک ہوئے تاآنکہ جا ملے۔ آنحضرتؐ نے دریافت کیا، مِمّنِ القوم؟ (تم لوگ کون ہو؟) انھوں نے جواب دیا: مضری۔ آپ نے فرمایا، میں بھی مضری ہوں، وفی حادینا فسمعنا حادیکم فاتیناکم (ہمارا حدی خواں کچھ سست ہوگیا، ہم نے تمہارے حدی خوان کی آواز سنی تو پاس آگئے)۔

یحییٰؒ بن جعدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لوگوں سے ملے جو سوار تھے پوچھا ممن القوم؟ (تم لوگ کس قبیلے سے ہو؟) انھوں نے جواب دیا: مضری۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: وانا من مضری (میں بھی مضری ہوں) انھوں نے کہا: یا رسولؐ اللہ ہم ایک ایک جانور

پر کئی کئی سوار ہیں اور بجز دو سودوں کے ہمارے پاس کوئی شے سفر بھی نہیں، آنحضرتؐ نے جواب دیا: ونحن ردافٌ مالنا زادٌ الا الاسودان التمر والماء (ہم بھی اسی حال میں ہیں ہمارے پاس بھی بجز دونوں اسود یعنی چھوارے اور پانی کے اور کوئی توشہ نہیں)۔

طاؤسؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے کہ ایک حدی سرا کی آواز سنائی دی آپ اسی آواز کی سمت ہو لئے اور ان لوگوں کے پاس آگئے۔ قریب پہنچ کے فرمایا۔ ہمارا حدی سرا سست ہو گیا تھا، ہم نے تمہارے حدی سرا کی آواز سنی، یہی سننے کے لئے ہم یہاں آئے ہیں۔ پھر کچھ وقفے کے بعد پوچھا۔ تم لوگ کون ہو؟ جواب ملا مضری۔ فرمایا: میں بھی مضری ہوں۔ ان لوگوں نے کہا، یا رسول اللہ! پہلے پہل جس نے حدی سرائی کی اس کا واقعہ یوں ہے کہ ایک مرد مسافر نے حالت سفر میں اپنے غلام کے ہاتھ پر اس زور سے ڈنڈا مارا کہ اس کا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ غلام اس حالت میں اونٹ کو چلا رہا تھا اور کہتا جاتا تھا، وایداہ[۲]، وایداہ ھیبا، ھیبا، اس آواز سے اونٹ چلنے لگے۔

یحییٰؒ بن جابر جنھیں بعض صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف تابعیت حاصل تھا کہتے ہیں کہ قبیلۂ بنی فہیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کے کہا کہ: یا حضرت آپ تو ہم میں سے ہیں۔ آپ نے فرمایا: (حضرت) جبرئیلؑ مجھے خبر دیتے ہیں کہ میں قبیلہ مضر کا ایک فرد ہوں۔

حذیفہؓ نے باتوں باتوں میں قبیلۂ مضر کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا: سردار فرزندان آدمؑ تو تم ہی میں سے ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

زہریؒ کا بیان ہے کہ قبیلہ کندہ کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں

---

[۱] عربی محاورے میں چھوارے اور پانی کو الاسودان کہتے ہیں، یعنی دونوں اسود، یہاں اسود کے معنی سیاہ کے نہیں ہیں بلکہ عظیم و جلیل کے ہیں، کہ حیات انسانی کے لئے اہل عرب آب و خرما کو اعظم اشیا سمجھتے تھے۔ لطیف پانی کو اسی بنا پر (سُوَید) بھی کہتے تھے۔

[۲] وایداہ، وایداہ، کے معنی ہیں ہائے ہاتھ، ہائے ہاتھ اور ہیبا، اونٹ چلانے کے لئے کہتے ہیں یعنی: چل چل۔

حاضر ہوا جس کے ارکان و اعضا یمن کی منقش چادروں کے بنے ہوئے جُبّے پہنے تھے اور ان کی جیبوں[1] اور آستینوں کے حاشیے دیبا کے تھے۔

آنحضرتؐ نے استفسار فرمایا، کیا تم لوگ مسلمان نہیں ؟ وفد نے کہا: بے شک ہم مسلمان ہیں۔ فرمایا، تو پھر اسے (ریشمیں حاشیے کو) نکال ڈالو۔ ان لوگوں نے جُبّے اتار دیئے باتوں باتوں میں عرض کی: آپ لوگ کہ فرزند عبد مناف ہیں آکل المُرار (بادشاہ) کی اولاد ہیں حضرتؐ نے فرمایا: سلسلۂ نسب کے متعلق عباسؓ و ابو سفیانؓ سے گفتگو کرو۔ انھوں نے کہا، ہم تو بجز آپ کے اور کسی سے یہ باتیں کرنے کے نہیں، آنحضرتؐ نے جواب دیا، تو ہم فرزندان نضر بن کنانہ بھی اپنی ماں کو چھوڑنے والے ہیں اور نہ کسی غیر کو اپنا باپ بنانے والے ہیں۔

ابن شہابؒ کا بیان ہے کہ قبیلۂ کندہ کا وفد جب مدینے میں حاضر ہوا تو اعضائے وفد اس زعم میں تھے کہ بنی ہاشم انھیں کے سلسلۂ نسب میں منسلک ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، بلکہ ہم فرزندان نضر بن کنانہ اپنی ماں کو ہرگز چھوڑتے نہیں اور کسی غیر کو ہرگز اپنا باپ بناتے نہیں۔

ابو ذیبؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں عرض کیا گیا کہ یہاں قبیلہ کندہ کے کچھ لوگ ہیں جن کو گمان ہے کہ حضرتؐ انھیں کے سلسلہ میں ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، واقعہ یہ ہے کہ عباسؓ بن عبد المطلب اور ابو سفیانؓ یمن میں یہ اس لئے کہتے تھے کہ وہاں شر سے محفوظ رہیں ورنہ پناہ بخدا ہم اپنی ماں کو زانیہ قرار دیں یا اپنے باپ کو چھوڑ دیں، ہم فرزندان نضر ابن کنانہ ہیں۔ جس نے اس کے خلاف کہا وہ جھوٹ بولا۔

اشعثؓ بن قیس سے روایت ہے کہ قبیلۂ کندہ کے وفد میں میں بھی جناب نبویؐ میں حاضر ہوا تھا۔ وفد کی یہ رائے تھی کہ میں ان سب میں افضل ہوں (تاہم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے عرض کی، یا حضرتؐ ہم سب کو گمان ہے کہ آپ ہم میں سے ہیں، آنحضرتؐ نے فرمایا، ہم لوگ نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں ہم نہ اپنی ماں کو چھوڑ سکتے ہیں نہ اپنی ماں سے بے تعلق ہو سکتے ہیں۔ اشعثؓ نے یہ سن کر عرض کی، اگر کسی کو میں نے سنا کہ قریش بن نضر بن کنانہ کے سلسلہ سے الگ کرتا ہے تو میں اس کو تازیانے لگاؤں گا (حد ماروں گا)۔

---

[1] لفظی ترجمہ:۔ جیبوں اور آستینوں پر دیبا جو ایک قسم کا ریشمی کپڑا ہے لپیٹے ہوئے تھے۔

عمروؓ بن عاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں محمدؐ بن عبداللہ ہوں، یہ کہہ کے نضر بن کنانہ تک اپنے سلسلہ نسب کی تشریح فرمائی اور پھر ارشاد ہوا: اب جس نے اس کے خلاف کہا وہ جھوٹ بولا۔

قیسؓ بن ابی حازم سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آیا اور روبرو کھڑا ہوا تھا کہ لرزنے لگا۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ هَوِّن علیك (اطمینان رکھو گھبرا نہیں) فانی لست بملك (میں کوئی فرشتہ نہیں ہوں) انما انا ابن امراۃ من قریش كانت تاكل القديد (میں تو اصل میں ایک ایسی قریشیہ کا بیٹا ہوں جو قدید۔ سوکھا گوشت کھاتی تھی۔

ابو مالکؒ سے روایت ہے کہ قریش بھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واسط النسب[1] تھے (دور و نزدیک) سب کے ساتھ یکجدی ہونے کا رشتہ تھا اللہ تعالٰے نے (بطور اتمام حجت فرمایا) قل لا اسئلكم عليه اجرا الا المودة فى القربى۔ یعنی اے پیغمبرؐ ان سے کہہ کہ جو الہٰی میں تمہیں سناتا ہوں اور جس دین کی دعوت دیتا ہوں اس پر کسی اجر و منت کا خواستگار نہیں ہیں تو صرف اتنا چاہتا ہوں کہ میرے ساتھ (بھی) پاس قرابت ملحوظ رکھو اور مجھے محفوظ رہنے دو۔ شعبیؒ کہتے ہیں: آیت قل لا اسئلكم عليه اجرا الا المودة فى القربى کی تفسیر میں ہم لوگوں سے بہتیرے سوالات و اعتراضات کئے گئے آخر تحریراً حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے رجوع کیا گیا جنھوں نے جواب میں لکھا کہ قریش بھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واسط النسب تھے، قریش کا کوئی خانوادہ ایسا نہ تھا جو آنحضرتؐ سے یکجدی کا رشتہ نہ رکھتا ہو اسی بنا پر اللہ تعالٰے نے فرمایا کہ (ان سے کہہ کہ میں توحید کی جو دعوۃ دے رہا ہوں اس پر کسی اجر او رصلے کا طلبگار نہیں۔ میں تو اتنی سی) بات کا طلبگار ہوں کہ بہ لحاظ رشتہ داری میرے ساتھ بھی الفت و مودت سے پیش آؤ اور اس بات میں میرا خیال رکھو۔

---

[1] یعنی بہ اعتبار سلسلہ نسبی ہر ایک قبیلہ کے ساتھ کچھ نہ کچھ آپ کا قرابتی تعلق تھا۔

[2] عرب میں باوصف اس کے کہ رشتہ داریوں کا نہایت پاس اور لحاظ مرعی تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انتہائی ایذا دیتے تھے۔

عمروؓ بن ابی زائدہ کہتے ہیں کہ میں نے قل لا اسالکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی کی تفسیر میں اکرمہؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ قریش میں کم کوئی خاندان ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آبائی واجدادی رشتہ نہ رکھتا ہو۔ اسی لئے فرمایا کہ جو دین حنیف لے کے میں آیا ہوں اس کا خیال نہیں کرتے تو میری قرابت ہی کا خیال کرو۔

سعید بن جبیرؒ نے قل لا اسالکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی کا یہ مطلب بیان کیا کہ بہ لحاظ اس قرابت کے جو میرے اور تمہارے درمیان ہے صلۂ رحمی کا برتاؤ کرو۔

ابو اسحاقؒ براءؓ بن عازب سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے غزوۂ حنین کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ

(میں پیغمبر ہوں، اس میں کچھ جھوٹ نہیں)

أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

(میں عبد المطلب کا بیٹا، پوتا ہوں)

ابن عباسؓ سے آیت وتقلبک فی الساجدین (اے پیغمبر تجھے سجدہ گزاروں میں پلٹتے رہے) کی تفسیر میں روایت ہے کہ ایک پیغمبر سے دوسرے پیغمبر اور دوسرے سے تیسرے پیغمبر کی پشت میں خدا تجھ کو منتقل کرتا رہا تا آنکہ خود تجھے پیغمبری عطا فرما کے مبعوث کیا۔

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی آدمؑ پر قرناً بعد قرنٍ جو زمانے گزرے ہیں میری بعثت ان سب میں بہترین قرن میں ہوتی رہی تا آنکہ اس قرن میں مبعوث ہوا جس میں ہوں۔

قتادہؓ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالے جب کوئی پیغمبر مبعوث کرنا چاہتا ہے تو اس قبیلہ میں سے انتخاب کرتا ہے جو بہترین اہل زمین ہو، پھر اس میں جو سب سے اچھا شخص ہوتا ہے اسی کو پیغمبر بنا کے بھیجتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کن کن پیغمبروں کی اولاد میں تھے

حضرت آدمؑ

ابو ہریرہؓ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ لوگ آدمؑ کی اولاد ہیں اور آدمؑ مٹی سے پیدا ہوئے۔

سعیدؒ بن جبیر کہتے ہیں، آدم ایک ایسی زمین سے پیدا ہوئے جسے دَحنا[1] کہتے ہیں۔

ابوحصین سے سعید بن جبیر نے استفسار کیا: تم جانتے ہو کہ آدمؑ کا نام آدمؑ کیوں پڑا؟ آدم کا نام آدم یوں پڑا کہ وہ اَدِیمُ اَرض (روئے زمین، سطح زمین) سے پیدا ہوئے تھے۔

ابوموسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو ایک مشت خاک سے پیدا کیا تھا جو تمام روئے زمین سے لی تھی، یہی باعث ہے کہ فرزندان آدمؑ میں اسی خاک کا اندازہ قائم رہا کہ ان میں سرخ بھی ہیں، سفید بھی ہیں، سیاہ بھی ہیں، درمیانی رنگ کے بھی ہیں، سَہَل بھی ہیں، حزن[2] بھی ہیں، خبیث بھی اور طیّب بھی۔

ابوقلابہؒ کہتے ہیں۔ آدمؑ ہر قسم کی ادیم زمین سے پیدا ہوئے، سیاہ مٹی سے بھی، سرخ سے بھی، سفید سے بھی، حزن سے بھی اور سہل سے بھی۔ حسنؒ بصری کا بھی یہی قول ہے، آدمؑ کا بالائی جُثّہ ایک ایسی خاک سے پیدا ہوا تھا جس کی سطح مستوی تھی۔

سعیدؓ بن جبیر کہتے ہیں، آدم کا نام آدمؑ اس لئے پڑا کہ وہ ادیم زمین سے پیدا ہوئے تھے اور انسان اس لئے نامزد ہوئے کہ ان پر نسیان عارض ہوا۔

---

[1] دحنا، فراز، مرتفع اونچی زمین۔

[2] حزن وہ زمین جو غلیظ ہو۔ اور سہل جو ایسی نہ ہو، اور انسان میں حزن غلیظ الطبع کو اور سہل لطیف المزاج کو کہیں گے۔

عبداللہؓ بن مسعود کہتے ہیں، اللہ تعالےٰ نے ابلیس کو بھیجا جس نے ادیم زمین کے ہر جزو شیریں و شور سے مٹی لی، اللہ تعالےٰ نے اسی مٹی سے آدمؑ کو پیدا کیا، جس کو زمین شیریں (عمدہ مٹی) سے پیدا کیا ہے وہ بہشت میں جانے والا ہے چاہے کافر کی اولاد کیوں نہ ہو اور جسے زمین شور (کھاری یا ریتلی) مٹی سے پیدا کیا ہے وہ دوزخ میں جانے والا ہے خواہ پارسا زادہ ہی کیوں نہ ہو، اسی باعث ابلیس نے کہا تھا: کیا میں اس کا سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے؟ کیونکہ ابلیس ہی تو یہ مٹی لایا تھا، آخر آدمؑ کا نام آدمؑ اس لئے پڑا کہ وہ ادیم زمین سے پیدا ہوئے تھے۔

انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے جب آدمؑ کی صورت گری کی تو جب تک چاہا اس کالبد کو پڑا رہنے دیا، ابلیس اس کے اردگرد پھرا کرتا تھا جب دیکھا کہ اس کے اندر جوف ہے تو جان لیا کہ یہ مخلوق مستقیم نہ رہے گی۔

سلمانؓ فارسی یا ابن مسعودؓ کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ چالیس رات یا چالیس دن تک آدمؑ کی مٹی کا خمیر اٹھاتا رہا۔ پھر اس پر اپنا ہاتھ مارا تو پاک و طیب مٹی داہنے ہاتھ میں آگئی اور ناپاک وخبیث دوسرے ہاتھ میں پھر دونوں کو خلط ملط کر دیا، یہی بات ہے، زندہ کو مردے سے نکالتا ہے اور مردے کو زندہ سے۔

عبداللہؓ بن الحارث سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔

وہبؒ بن منبہ کہتے ہیں اللہ تعالےٰ نے جیسا چاہا اور جس سے چاہا بنی آدمؑ کو پیدا کیا اسی کی تخلیق کے مطابق بنی آدمؑ کی تکوین ہوئی، وہ کتنا اچھا بابرکت بہترین خالق ہے اس نے مٹی اور پانی سے بنی آدمؑ کو بنایا، اسی سے گوشت، خون، بال، ہڈیاں اور جسم سب کچھ بنا یہی فرزند آدمؑ کی ابتدائی آفرینش ہے جس سے وہ پیدا ہوا بعدہٗ اس میں سانس پھونکی جس کی بدولت وہ اٹھتا ہے، بیٹھتا ہے، سنتا ہے، دیکھتا ہے۔ چارپائے جو کچھ جانتے ہیں اور جس سے بچتے ہیں وہ بھی سب کچھ جانتا ہے اور ان سب سے بچتا ہے، پھر اس میں جان ڈالی کہ اسی کے باعث حق و باطل وہدایت وگمراہی میں وہ امتیاز کر سکا اسی کے طفیل میں بچتا ہے آگے بڑھتا ہے، ترقی

کرتا ہے، چھپتا ہے، سیکھتا ہے، تعلیم حاصل کرتا ہے، اور جتنے امور ہیں سب کی تدبیر و تنظیم میں منہمک ہوتا ہے۔

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالےٰ نے جب آدمؑ کو پیدا کیا تو ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا جس سے تمام متنفس کہ قیامت تک خدا انھیں پیدا کرتا رہیگا گرے اور نکلے، ان میں جو انسان تھے ہر ایک کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور کی ایک چمک پیدا کردی، اور پھر ان کو آدمؑ پر پیش کیا۔

آدمؑ نے پوچھا: یارب! یہ کون لوگ ہیں؟

جواب ملا: یہ تیری اولاد و ذرّیات ہیں۔

ان میں سے ایک شخص کی دونوں آنکھوں کے درمیان جو نور تھا آدمؑ کو بھلا معلوم ہوا، پوچھا: یارب! یہ کون ہے؟

جواب ملا: یہ بھی تیری اولاد ہے، آخر میں جو قومیں ہوں گی انھیں میں یہ ہوگا اور اس کو داؤدؑ کہیں گے۔

آدم نے پھر پوچھا: یارب! اس کی عمر کتنی ہے؟

فرمایا: ساٹھ برس

آدمؑ نے کہا: میری عمر میں سے چالیس برس لے کے اس کی عمر بڑھا دے۔

فرمایا: اس صورت میں یہ بات لکھ جائے گی، مہر ہو جائے گی اور پھر اس میں تغیّر نہ ہوگا۔

جب آدم کی عمر پوری ہوگئی تو فرشتۂ موت روح قبض کرنے آیا۔ آدمؑ نے تعجب کیا کہ ہائیں، ابھی تو میری زندگی میں چالیس برس باقی ہیں۔

فرشتۂ موت نے کہا: کیا یہ عمر آپ نے اپنے فرزند داؤدؑ کو نہیں دے دی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، آدمؑ نے انکار کیا تو انکی اولاد نے بھی انکار کیا، آدمؑ بھولے تو ان کی اولاد بھی بھولی، آدم نے غلطی کی تو ان کی اولاد بھی غلط کار ہوئی۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں، جب قرض کی آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا کہ پہلے پہل آدم علیہ السلام ہی مکرے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے جب آدمؑ

علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کی پشت پر ہاتھ پھیر کے نسل آدمؑ ظاہر فرمائی اور آدمؑ پر ان سب کو پیش کیا انھیں میں آدمؑ کو ایک وضئ الخلقۃ درخشں آدمی نظر پڑا ، پوچھا ۔

یا رب میری اولاد میں یہ کون ہے ؟

فرمایا : یہ تیرا بیٹا داؤدؑ ہے ۔

پھر پوچھا اس کی عمر کتنی ہے ؟

فرمایا : ساٹھ برس ۔

عرض کی ، یا رب اس کی عمر زیادہ کر ۔

فرمایا نہیں ، البتہ اگر تو چاہے تو اپنی عمر میں سے دے کے اس کی زندگی بڑھا سکتا ہے ۔

آدمؑ کی زندگی ایک ہزار سال مقدر تھی ، عرض کی ،

یا رب میری ہی مدت حیات میں سے دے کے اس کی زندگی بڑھا دے ۔

اللہ تعالےٰ نے داؤدؑ کی عمر میں چالیس برس بڑھا دیئے ۔ آدمؑ پر اتمام حجت کے لئے ایک وثیقہ بھی موثق کر لیا جس پر فرشتوں سے گواہیاں کرائیں ۔ جب آدمؑ کا آخری وقت آیا نزع روح کے لئے فرشتے پہنچے تو آدمؑ نے کہا ، ابھی تو میری زندگی کے چالیس برس باقی ہیں ۔ فرشتوں نے بتایا کہ تو نے یہ مدت اپنے فرزند داؤدؑ کو دی تھی ، آدمؑ نے جناب الٰہی میں عرض کی :

یا رب میں نے تو ایسا نہیں کیا تھا ۔

اس مکرنے پر خدا نے وہ وثیقہ آدمؑ کے پاس بھیج کے حجت قائم کی ، مگر خود ہی پھر آدمؑ کے ہزار برس پورے کر دیئے اور داؤدؑ کو بھی پورے سو برس دیئے ۔

سعیدؓ بن جبیر بحوالہ عبداللہ بن عباسؓ آیت وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِن بَنِي آدَمَ مِن ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوا بَلَىٰ ۛ شَهِدْنَا (وہ واقعہ یاد کر جب تیرے پروردگار نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی نسلیں نکالیں اور خود ان پر انھیں کو شاہد ٹھہرایا کہ آیا میں تمہارا پروردگار نہیں ؟ سب نے کہا ، بے شبہ تو ہی ہمارا پروردگار ہے اور ہم اس کے شاہد ہیں) کا یہ مطلب بتاتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ

نے آدمؑ کی پشت چھوئی تھی جس سے وہ تمام متنفس برآمد ہوئے تھے کہ تا روز قیامت خدا انھیں پیدا کرتا رہے گا، یہ واقعہ اسی مقام نعمان میں پیش آیا تھا جو کوہ عرفات کے ادھر ہے، خدا نے الست بربکم کہہ کے سب سے عہد و پیمان لئے، سب نے جواب میں بلیٰ شہدنا کہا۔

ابن عباسؓ دوسری روایت میں کہتے ہیں: اللہ تعالےٰ نے اسی مقام نعمان میں آدمؑ کی پشت پر ہاتھ پھیر کے وہ تمام متنفس نکالے تھے جنھیں روز قیامت تک پیدا کرتا رہے گا پھر ان سب سے عہد لیا تھا۔ اتنا کہہ کے ابن عباسؓ نے یہ آیت پڑھی واذ اخذ ربّک من بنی اٰدمَ من ظھورھم ذریاتھم واشھدھم علیٰ انفسھم: الست بربکم؟ قالوا بلیٰ شھدنا، ان تقولوا یوم القیامۃ انا کنا عن ھذا غافلین او تقولوا انما اشرکَ اٰباؤنا من قبل (وہ واقعہ یاد کر جب تیرے پروردگار نے بنی آدمؑ کی پشتوں سے انکی نسلیں نکالیں اور خود انھیں کو ان پر شاہد ٹھہرا کے پوچھا کیا میں تمھارا پروردگار نہیں ؟ سب نے جواب دیا، بے شبہ تو ہمارا پروردگار ہے ہم اس پر شاہد ہیں یہ اس لئے ہوا کہ قیامت کے دن تم لوگ یہ نہ کہہ سکو کہ ہم تو اس سے غافل تھے یا یہ کہو کہ پہلے تو ہمارے بزرگ ہی شرک میں مبتلا ہوئے تھے)

ابن عباسؓ سے تیسری روایت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آدمؑ کو ایک اونچے ٹیلے پر پیدا کرکے ان کی پیٹھ چھوئی تو وہ تمام متنفس نکال لئے جنھیں قیامت تک پیدا کرتا رہے گا سب سے خطاب کیا، آیا میں تمھارا پروردگار نہیں؟ سب نے عرض کی بے شبہ تو ہمارا پروردگار ہے ۔ ۔ ۔ ۔ اللہ تعالےٰ اسی کے متعلق فرماتا ہے، ہم نے یہ بات مشاہدہ کرلی کہ ایسا نہ ہو تم قیامت کے دن یہ کہو کہ ہم تو اس سے غافل تھے۔ سعیدؓ ابن جبیر کہتے ہیں: اہل علم کی رائے یہ ہے کہ بنی آدمؑ سے اسی دن میثاق لے لیا گیا تھا۔

ابولبابہؓ بن عبدالمنذر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعے کا دن تمام دنوں کا سردار اور خدا کے نزدیک سب سے بڑا دن ہے اللہ تعالےٰ نے اسی دن آدمؑ کو پیدا کیا، اسی دن زمین پر اتارا، اور اسی دن آدمؑ کو وفات دی۔

عبداللہؓ بن سلام کہتے ہیں، اللہ تعالےٰ نے آدمؑ کو جمعے کے آخری وقتوں میں پیدا کیا۔

سلمان فارسی کہتے ہیں، پہلے پہل آدم کا سر پیدا ہوا، پھر جثہ پیدا ہونے لگا جسے پیدا ہوتے آدمؑ خود دیکھ رہے تھے۔ عصر کے وقت تک دونوں پاؤں باقی رہے تھے، یہ دیکھ کے آدم نے کہا: اے رات کے پروردگار جلدی کر کیونکہ رات آئی جاتی ہے۔ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا وخلق الانسان عجولا (انسان جلد باز پیدا ہوا ہے)

قتادہؒ آیت من طین کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ آدمؑ مٹی سے نکالے گئے۔

آیت انشانا ہ خلقاً اٰخر (ہم نے اس کو دوسری خلقت کرکے نشوونما دی) کی تفسیر میں قتادہ کہتے ہیں کہ بعض اہل علم تو اس کا مطلب بال اُگنا بتاتے ہیں (یعنی سبزہ خط) اور بعض اس سے نفخ روح مراد لیتے ہیں۔

عبدالرحمٰنؓ بن قتادہ السّلمی کہ صحابۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں معدود ہیں، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آدمؑ کو پیدا کرکے مخلوق کو ان کی پشت سے نکالا پھر کہا: یہ بہشت میں جائیں گے اور مجھے کچھ پروا نہیں اور یہ دوزخ میں جائیں گے اور مجھے کچھ پروا نہیں۔ حاضرین میں ایک شخص نے عرض کیا:- یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہی بات ہے تو پھر ہم عمل کس بنا پر کریں؟ فرمایا مواقع تقدیر کی بنا پر کرو۔

ابوہریرہؓ کہتے ہیں، پہلے پہل آدمؑ کی آنکھ اور ناک کے نتھنوں میں جان پڑی جب سارے جسم میں روح پھیل گئی تو آدمؑ کو چھینک آئی اسی موقع پر اللہ تعالےٰ نے اپنی حمد کرنے کی تلقین کی تو آدمؑ نے خدا کی حمد کی اور جواب میں خدا نے کہا: رَحِمَکَ ربُّکَ (تجھ پر تیرے پروردگار کی رحمت) پھر فرمایا: یہ لوگ (ارواح) جو سامنے ہیں، انھیں پاس جاکے کہہ: سلامٌ علیکم، دیکھ تو کیا جواب دیتے ہیں۔ آدمؑ سلام کرکے جناب باری میں واپس آئے تو باوصف اس کے کہ خدا خوب واقف تھا مگر اس نے پوچھا: انھوں نے تجھے کیا جواب دیا؟ آدمؑ نے عرض کی: انھوں نے مجھے یہ جواب دیا: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ ارشاد ہوا یہ تیرا اور تیری ذریات کا سلام ہے۔

عبداللہؓ بن عباس کہتے ہیں: آدمؑ کے جسم میں روح پھونکی گئی تو انھیں چھینک آئی

اس حالت میں انھوں نے کہا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن، اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: یَرْحَمُکَ رَبُّکَ (تجھ پر خدا کی رحمت نازل ہو) یہ بیان کرکے ابن عباسؓ نے کہا، خدا کی رحمت اس کے غضب سے بڑھ گئی۔

عبداللہ بن عباسؓ دوسری روایت میں کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے جب آدمؑ کو پیدا کیا تو ان کا سر آسمان سے چھو رہا تھا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے بالاستقلال ان کو زمین پر ثبات عنایت فرمائی تا آنکہ ان کا قد گھٹ کے ساٹھ ہاتھ رہ گیا اور عرض میں سات ہاتھ۔

اُبیؓ بن کعب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آدم اتنے بلند وبالا انسان تھے کہ گویا ایک طویل درخت خرما ہو۔ سر میں بال بہت تھے، جب خطا کی تو وہ چیز دکھائی جو چھپانے کے قابل تھی، پہلے یہ آدمؑ کو نظر نہ آتی تھی، یہ واقعہ بہشت کا ہے جہاں اسے دیکھتے ہی آدمؑ بھاگ چلے تھے کہ ایک درخت نے الجھا لیا۔ آدمؑ نے کہا مجھے چھوڑ دے، درخت نے جواب دیا میں تو چھوڑنے کا نہیں، پروردگار نے ندا دی: آدمؑ کیا تو مجھ سے بھاگتا ہے؟ عرض کی یا رب تجھ سے مجھے شرم آئی۔

اُبیؓ بن کعب سے ایک دوسری غیر مرفوع روایت بھی انھیں معنوں میں ہے۔

اُبیؓ بن کعب سے ایک تیسری روایت یہ ہے کہ آدمؑ دراز قد، گندم گوں، جھنڈولے بالوں کے تھے، جیسے ایک بڑا درخت خرما ہو۔

سعیدؓ بن المسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بہشت میں اہل جنت اس حالت میں ہوں گے کہ برہنہ، امرد (بے ریش وبروت) گھونگر والے سرمگیں چشم ۳۳ برس کی عمر کے ہوں گے، جیسے آدمؑ تھے، جسم ساٹھ ہاتھ لانبا اور سات ہاتھ چوڑا ہوگا۔

حسنؒ بصری کہتے ہیں، آدمؑ تین سو برس تک بہشت کے لئے روتے رہے۔

ابوذرؓ غفاری کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کیا، سب سے پہلے نبی کون تھے؟ فرمایا آدمؑ: میں نے کہا کیا وہ نبی تھے؟ فرمایا ہاں، وہ نبی تھے خدا ان سے کلام کرتا تھا۔ میں نے پوچھا، تو رسول کتنے ہیں؟ فرمایا تین سو پندرہ ایک بڑی

جماعت ہے۔

سعیدؒ بن جبیر، بحوالہ ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں، آدمؑ کے چار اولاد تھیں ایک بطن سے ایک لڑکا ایک لڑکی، دوسرے بطن سے دوسرا لڑکا اور دوسری لڑکی، یہ سب توام پیدا ہوئے تھے، ایک لڑکا کاشت کار تھا اور دوسرے کے پاس بھیڑ بکریاں تھیں، کاشت کار کی بہن خوش رو تھی اور چرواہے کی بدشکل تھی، کاشت کار کہتا تھا، میری خوبرو بہن میرے ہی لئے شایاں ہے۔ چرواہا کہتا تھا میں اس کا مستحق ہوں۔ گفتگو بڑھی چرواہے نے کہا حیف کیا تو اس کی خوبروئی کے باعث اپنے ہی لئے اسے مخصوص کرنا چاہتا ہے؟ اچھا میں اور تو دونوں قربانی کریں (بھینٹ چڑھائیں) تیری قربانی قبول ہو تو اس کا تو مستحق ہے اور میری قبول ہو تو میں، چرواہا ایک بڑی آنکھ والا بڑے مضبوط سینگوں والا مینڈھا لایا اور کاشتکار کھانے کی چیزیں، مینڈھا مقبول ہوا اور کاشتکار کی قربانی یوں ہی رہ گئی اللہ تعالےٰ نے اس مینڈھے کو چالیس برس تک بہشت میں رکھا اور یہ وہی مینڈھا ہے جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے (اپنے فرزند اسماعیلؑ کے بدلے) ذبح کیا تھا۔ کاشتکار نے بات بنتی نہ دیکھی تو بگڑ کے چرواہے سے کہا، لا قتلنکؑ (میں تجھ کو قتل کر ڈالوں گا) چرواہے نے جواب دیا، لئن بسطت الیّ یدک لتقتلنی ما انا بباسط یدی الیک لا قتلک (تو نے اگر مجھے قتل کرنے کے لئے دست درازی کی تو میں تجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ نہ بڑھاؤں گا۔) یہ آیت کلام اللہ میں موجود ہے اور اس کا آخری مقطع ہے وذلک جزاء الظالمین۔ بہرحال کاشت کار نے اپنے بھائی کو قتل کر ڈالا آدمؑ کی تمام کافر اولاد اسی کافر سے ہے۔

ابن عباسؓ کہتے تھے، آدمؑ اپنی اولاد میں اس بطن کے لڑکے کو اُس بطن کی لڑکی سے اور اُس بطن کے لڑکے کو اس بطن کی لڑکی سے منسوب کرتے تھے (بیاہتے تھے)

اُبیؓ بن کعب کا بیان ہے، جب آدمؑ کے احتضار کا وقت آیا تو لڑکوں سے کہا میرے لئے بہشتی میوہ تلاش کرو میرا جی چاہتا ہے، لڑکے اسی حالت بیماری میں بہشتی میوہ تلاش کرنے نکلے، ناگاہ فرشتگان جناب الٰہی سے آمنا سامنا ہوا۔ جنھوں نے دریافت کیا فرزندان آدمؑ! کس جستجو میں ہو؟ جواب دیا بہشتی میوے کو والد کا جی چاہتا ہے، ہم اس کی تلاش

میں ہیں، فرشتوں نے کہا۔ واپس جاؤ کہ جو ہونا تھا ہو گیا۔ یہاں پہنچے تو آدمؑ کی جان نکل چکی تھی۔ فرشتوں نے انھیں لے کے غسل دیا، خوشبو لگائی، کفن پہنایا، قبر کھودی، لحد بنائی ایک فرشتے نے بڑھ کے امامت کی، نماز جنازہ پڑھائی، باقی فرشتے مقتدی بنے جو آدمؑ کی صف ان سب کے پیچھے تھی۔ قبر میں لاش دفن کر دی، مٹی برابر کی، اور کہا: اے فرزندان آدمؑ! یہی تمہاری راہ ہے اور یہی تمہارا طریقہ ہے۔

اُبیؓ بن کعب ایک دوسری روایت میں کہتے ہیں: آدمؑ کے سکرات کا وقت آیا تو اپنے لڑکوں سے کہا: جاؤ اور میرے لئے بہشتی میوے چن لاؤ۔ لڑکے نکلے تھے کہ فرشتے ملے، پوچھا کہاں چلے؟ لڑکوں نے کہا والد نے بھیجا ہے کہ ہم ان کے لئے بہشتی میوے توڑ لائیں، فرشتوں نے سمجھایا کہ واپس جاؤ۔ کام پورا ہو گیا۔ لڑکے فرشتوں کے ساتھ ساتھ واپس چلے تا آنکہ آدمؑ کے پاس پہنچے۔ حوّاؑ نے جو فرشتوں کو دیکھا تو ڈر گئیں لپک کے آدمؑ سے جا لگیں۔ آدمؑ نے کہا، ہٹ جا تیری ہی جانب سے مجھ پر یہ ابتلا پیش آیا، مجھ میں اور میرے پروردگار کے فرشتوں میں جگہ کر دے، آخر فرشتوں نے آدمؑ کی روح قبض کر کے انھیں غسل دیا، تکفین کی، خوشبو لگائی، نماز جنازہ پڑھی، قبر کھودی، دفن کیا اور پھر کہا فرزندان آدمؑ! (مردوں کے متعلق یہی تمہارا طریقہ ہے (یا ہونا چاہیئے)

ابوذرؓ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ آدمؑ تین قسم کی مٹی سے پیدا ہوئے، ایک قسم کی مٹی تو سیاہ تھی، ایک سفید رنگ اور ایک وہ جسے حَصْرَاء کہتے ہیں (یعنی ایسی زمین جو زرع روئیدگی ونشوونمو و قبول مدنیت کی صلاحیت رکھتی ہو)

خالد الحذّاء، جن کی کنیت ابومنازل تھی، کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ نکل کے حلقۂ اہل علم میں آیا تو ان لوگوں کو کہتے ہوئے سنا کہ (آدمؑ کے متعلق) حسنؒ یہ کہتے ہیں۔ میں حسنؒ سے ملا اور ان سے کہا: ابوسعید! یہ تو کہیئے آدمؑ آسمان کے لئے پیدا ہوئے تھے یا زمین کے لئے؟ جواب دیا: ابومنازل! یہ کیا سوال ہے؟ ظاہر ہے کہ آدم زمین کے لئے پیدا ہوئے تھے۔ میں نے کہا، آپ کی رائے میں اگر وہ ضبط کرتے اور درخت کا پھل نہ کھاتے تو؟

لے کنیت ابوسعید اور نام حسن ابن ابی الحسن البصری۔

جواب دیا، تو بھی، پیدا تو زمین کے لئے ہوئے تھے، کیونکہ نہ کھاتے چارہ کیا تھا۔

جعدہ بن ہبیرہ کہتے ہیں: وہ درخت جس نے آدمؑ کو مبتلائے فتنہ کیا، آزمائش میں ڈالا، انگور کا درخت تھا۔ جو بنی آدمؑ کے لئے بھی موجب فتنہ ہے۔

زیاد سے جو مصعبؓ کے آزاد غلام تھے، اور جعفرؓ بن ربیعہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا۔ آدمؑ پیغمبر تھے یا فرشتہ؟ فرمایا پیغمبر تھے خدا ان سے کلام کیا کرتا تھا۔

عقبہؓ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، انسان جتنے ہیں آدمؑ و حواؑ کی اولاد ہیں، جیسے تولتے ہیں ڈنڈی مارنے سے اتنا بچا لینا ممکن نہیں کہ پیتے وزن کی توفیر کر سکیں ویسے ہی یہاں بھی نسبی اضافات سے اس مساوات میں فرق نہیں آ سکتا جو ایک ماں باپ کی اولاد ہونے کے باعث تمام نوع انسان پر شامل ہے (کطف الصاع لن یملوہ) قیامت کے دن خدا تمہارے حسب و نسب کو نہ پوچھے گا۔ خدا کے نزدیک تو سب میں شریف و بزرگ وہی ہے جو تم سب میں زیادہ متقی و پارسا ہو۔

مفصل واقعات

ابن عباسؓ کہتے ہیں آدمؑ نماز ظہر و عصر کے مابین بہشت سے زمین پر اتارے گئے بہشت میں ان کا زمانۂ قیام نصف دن تھا، اس دن کا حساب آخرت کے دنوں میں ہے، نصف دن کے پانچ سو برس ہوئے، ہر دن بارہ گھنٹے کا، اہل دنیا کے حساب سے ایک دن کے ایک ہزار برس ہوتے ہیں۔

آدمؑ ہندوستان کے ایک پہاڑ پر اتارے گئے جس کو "نوذ" کہتے ہیں، اور حواؑ جدہ میں اتریں، آدمؑ اترے تو ان کے ساتھ بہشتی ہوا بھی تھی جس کے درختوں اور وادیوں میں لگنے سے تمام خوشبو ہی خوشبو بھر گئی۔ یہ آدم علیہ السلام ہی کی ہوا تھی جس سے خوشبو

پھیلی اور جس کے باعث ہندوستان خوشبو کا مستقر ہے کہ وہیں سے خوشبو لاتے ہیں۔

کہتے ہیں بہشت سے آدمؑ کے ساتھ درخت آس بھی اترا، حجراسود بھی اترا جو برف سے زیادہ سفید تھا، عصائے موسیٰ بھی اترا جو بہشتی درخت آس کی لکڑی کا تھا یہ دس ہاتھ کا لانبا تھا جتنے خود حضرت موسیٰ علیہ السلام لانبے تھے، مر و لوبان (لبان) بھی بہشت ہی سے حضرت آدمؑ کے ساتھ اتارے گئے بعد کو سندان (علاۃ)، ہتوڑا (مطرقہ) سنسی (کلبتان) یہ سب بھی ان کے پاس بھیجے گئے۔ کوہ نوذ پر جب آدمؑ کا ہبوط ہوا تو پہاڑ پر لوہے کی ایک شاخ دیکھی۔ دیکھتے ہی کہنے لگے یہ آس ہے۔ درخت جو پرانے ہوکر سوکھ گئے تھے ان کی لکڑیاں ہتوڑے مار مار کر توڑتے تھے، لکڑیاں جلا کے لوہے کی سلاخ پگھلائی جس سے چھری بنائی اور یہ پہلی چیز تھی جو لوہے کی بنی۔ آدمؑ اسے کام میں لاتے تھے، پھر تنور بنایا جو نوحؑ کو وراثت میں ملا، یہ وہی تنور تھا جس سے ہندوستان میں عذاب الٰہی نے جوش مارا تھا۔ (یعنی طوفان آیا تھا)

آدمؑ نے حج کیا تو حجراسود کو کوہ ابوقُبَیس پر نصب کردیا، یہ اندھیری راتوں میں روشن رہتا تھا جیسے چاند روشن رہتا ہو، اہل مکہ اس کی روشنی سے فائدہ اٹھاتے تھے (جاہلیت پھیلی تو یہ وتیرہ ہوگیا کہ) حائض عورتوں اور نجس زن و مرد پہاڑ پر چڑھ کر اسے چھوتے تھے (چومتے تھے) جس کے باعث یہ سیاہ پڑگیا۔ اسلام سے چار برس پیشتر کا واقعہ ہے کہ قریش نے اس کو ابوقبیس کی چوٹی سے اتار لیا اور خانۂ کعبہ میں نصب کردیا جہاں اب بھی منصوب ہے، آدمؑ نے ہندوستان سے مکے تک چالیس حج کئے تھے۔

جب آدمؑ کا ہبوط ہوا ہے تو وہ اتنے دراز قامت تھے کہ ان کا سر آسمان کو لگتا تھا، یہی باعث ہے کہ ان کی پیشانی کے بال گر گئے اور یہ مرض ان کی اولاد میں بھی بطور وراثت منتقل ہوا۔ روئے زمین کے چارپائے ان کی دراز قامتی سے بھاگ گئے اور اسی دن سے انسانوں سے وحشت کرنے لگے، آدمؑ اس پہاڑ پر کھڑے کھڑے فرشتوں کی آوازیں سنا کرتے اور بہشت کی ہوا کھایا کرتے، آخر ان کا قد گھٹ کے ساٹھ گز رہ گیا اور تا مرگ یہی قد رہا۔ آدم جیسا حسین وخوش رو انکی اولاد میں [illegible] علاوہ اور کوئی نہ ہوا۔

انحطاط قامت کے بعد آدمؑ نے جناب الٰہی میں عرض کی ،

یا رب! میں تیرے جوار میں تھا، تیرے دیار میں تھا، بجز تیرے نہ کوئی دوسرا میرا پروردگار تھا، نہ رقیب و نگراں تھا، میں بہشت میں مزے سے کھاتا پیتا تھا اور جہاں جی چاہتا تھا رہتا تھا۔ آخر تو نے اس مقدس پہاڑ پر مجھے اتارا تو یہاں بھی میں فرشتوں کی آوازیں سنتا تھا۔ تیرے عرش کے اردگرد جو گھیرے ہوئے ہیں ان کی کیفیت دیکھتا تھا مجھے بہشت کی ہوا ملتی تھی اور میں اس کی خوشبو سونگھتا تھا، بعد کو تو نے مجھے پہاڑ سے زمین پہ اتار دیا اور میرے قد و قامت کو گھٹا کر ساٹھ ہاتھ کر دیا۔ اب وہ آواز بھی مجھ سے منقطع ہوگئی۔ وہ نظر (خوش گذر) بھی نہ رہی، وہ منظر بھی رخصت ہوگیا، وہ ہوائے بہشت بھی جاتی رہی۔

اللہ تعالےٰ نے جواب دیا، آدمؑ میں نے تیرے ساتھ جو کچھ کیا وہ تیری ہی معصیت و نافرمانی کے باعث کیا۔

اللہ تعالےٰ نے آدمؑ کے ساتھ بہشت سے بھیڑ بکریوں کے آٹھ جوڑے بھی زمین پر اتارے تھے، جب آدمؑ و حواؑ کی برہنگی دیکھی تو ان میں سے ایک کو ذبح کرنے کا حکم دیا، آدمؑ نے اس کو ذبح کر کے اون لے لی، حواؑ نے اسے کاتا اور دونوں مل کے اسے بننے لگے اپنے لئے تو آدمؑ نے ایک جبہ تیار کیا اور حواؑ کے لئے ایک کرتہ اور ایک اوڑھنی، یہی کپڑے تھے جو دونوں نے پہنے آدمؑ و حواؑ کا اجتماع یوم جمعؑ[1] میں ہوا تھا۔ اسی لئے اس کا نام جمع پڑا اور عرفات پر دونوں میں تعارف ہوا تھا۔ یہی سبب ہے کہ یہ پہاڑی عرفات کے نام سے موسوم ہوئی۔

ہابیل و قابیل (قابئن)

آدمؑ و حواؑ تلافی مافات میں دو سو برس تک روتے رہے، چالیس دن تک نہ کھایا

---

[1] یوم جمع:- ایام حج کا وہ خاص دن جس دن کہ مزدلفہ میں اجتماع ہوتا ہے۔ جمع = مزدلفہ، یاد رکھو اس معنی میں اس لفظ پر الف و لام نہیں آتا۔

نہ پیا، کھانے پینے کی نوبت ایک چلّے کے بعد آئی اب تک کوہ نَوذ ہی پر تھے جس پر آدمؑ کا ہبوط ہوا تھا، سو برس تک آدمؑ حواؑ سے الگ تھلک رہے، سو برس کے بعد قریب گئے تو استقرار حمل ہونے پر قابیل اور اس کی بہن لبُوذ کہ اسی کی توأمؑ (جڑواں) تھی پہلے بطن سے پیدا ہوئی دوسرے بطن سے ہابیل اور ان کی بہن اقلیما کہ ہابیل کی توام تھی پیدا ہوئے بالغ ہوئے تو اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ بطن اول کی تزویج بطن ثانی سے اور بطن ثانی کی بطن اول سے کی جائے یعنی ہر بطن کے بھائی بہنوں کا آپس میں نکاح نہ ہو دوسرے بطن کے بھائی بہنوں سے ہو، قابیل کی بہن حسین اور ہابیل کی بہن بدشکل تھی۔ آدمؑ کو جو حکم ملا تھا حواؑ سے بیان کر دیا، حوا نے دونوں بیٹوں سے تذکرہ کیا، ہابیل تو راضی ہو گئے مگر قابیل نے ناخوش ہو کے کہا۔

نہیں۔ واللہ یہ بات نہیں، خدا نے یہ حکم کبھی نہیں دیا، یہ تو اے آدمؑ خود تیرا حکم ہے۔

آدمؑ نے کہا، یہی بات ہے تو تم دونوں قربانی کرو، اللہ تعالےٰ آسمان سے آگ نازل کرے گا، اس لڑکی کا جو مستحق ہو گا آگ اس کی قربانی کھالے گی۔

اس فیصلے پر دونوں رضامند ہوئے ہابیل کے پاس مویشی تھے، وہ اپنی بھیڑ بکریوں میں سے قربانی کے لئے کھانے کے قابل بہترین راس کو لے آئے اور مکھن اور دودھ بھی ساتھ لائے۔ قابیل زراعت پیشہ تھا اس نے اپنی زراعت کی بدترین پیداوار میں سے ایک بوجھ لیا۔ دونوں کوہ نَوذ پر چڑھ گئے، ساتھ ساتھ آدمؑ بھی تھے، وہاں قربانی رکھی (چڑھائی) جس کے متعلق آدمؑ نے جناب الٰہی کے لئے دعا کی، قابیل نے اپنے جی میں کہا، قربانی قبول ہو یا نہ ہو، مجھے پروا نہیں، بہر حال میری بہن کے ساتھ ہابیل کبھی نکاح نہیں کر سکتا۔ آگ اتری اور اس نے ہابیل کی قربانی کھالی، قابیل کی قربانی سے صاف بچ کر نکل گئی کیونکہ اس کا دل صاف نہ تھا۔

ہابیل اپنی بھیڑ بکریوں میں چلے تو قابیل نے گلے میں آکے یہ وعید سنائی کہ میں تجھ کو مار ڈالوں گا۔

ہابیل نے پوچھا کس لئے ؟

جواب دیا اس لئے کہ تیری قربانی قبول ہوئی، میری قربانی قبول نہ ہوئی مسترد ہو گئی۔ میری حسین و جمیل بہن تیرے تصرف میں آئی اور مجھے تیری بد رو بہن ملی، آج کے بعد لوگ یہی کہیں گے کہ تو مجھ سے بہتر تھا، ہابیل نے کہا۔

لئن بسطت الی یدک لتقتلنی ما انا بباسط یدی الیک لاقتلک انی اخاف اللہ رب العالمین، انی ارید ان تبوء باثمی واثمک فتکون من اصحاب النار، وذلک جزاء الظالمین (تو نے اگر مجھے قتل کرنے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا تو میں تجھے قتل کرنے کو اپنا ہاتھ بڑھانے والا نہیں کیونکہ میں خدائے رب العالمین سے ڈرتا ہوں، میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرا گناہ بھی تجھ ہی پر پڑے اور تیرا گناہ بھی تیرے ہی سر ہو کہ تو دوزخیوں میں شمار ہونے لگے۔ اور ظالموں کا یہی کیفر کردار (پاداش) ہے۔

ہابیل کے اس قول کا کہ، میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرا گناہ بھی تجھ ہی پر پڑے (انی ارید ان تبوء باثمی) مطلب یہ ہے کہ میرا قتل گناہ ہے، میرے قتل کرنے سے پہلے تو جتنا گناہ گار تھا مجھے قتل کر کے اس سے بھی زیادہ گناہ گار ہو جائے گا۔ لہٰذا میری خواہش ہے کہ یہ بوجھ بھی تیرے ہی سر پڑے۔

قابیل نے ہابیل کو قتل تو کر ڈالا مگر پھر نادم بھی ہوا، لاش وہیں چھوڑ دی، دفن نہ کی خدا نے ایک کوا بھیجا جو زمین پر مٹی کریدنے لگا کیونکہ قابیل کو دکھانا تھا کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کیا کرے، کیسے توپ دے، ہابیل کو اس نے عشا کے وقت قتل کیا تھا، دوسرے دن دیکھنے آیا تو ایک کوّے کو دیکھا جو دوسرے مردے کو توپنے کے لئے مٹی کرید رہا تھا یہ دیکھ کے اس نے کہا: افسوس، کیا میں اتنے سے بھی عاجز ہوں کہ اس کوے جیسا ہو سکوں کہ جس طرح یہ کوے کا مردہ چھپا رہا ہے میں بھی اپنی بھائی کی لاش چھپا سکوں آخر ہائے وائے کرنے لگا اور نادم ہوا۔ اب لاش کی جانب توجہ کی، بھائی کا ہاتھ پکڑا اور کوہ نوذ سے نیچے اتر آیا۔

آدمؑ نے قابیل سے کہا، جا تو ہمیشہ مرعوب رہے گا۔ جسے دیکھے گا اسی سے خوف کھائے گا۔ اس دعائے بد کے بعد قابیل کی یہ حالت ہو گئی کہ خود اس کی اولاد میں سے کوئی

اس کے پاس گزرتا تو کچھ نہ کچھ اس پر پھینک مارتا۔ ایک مرتبہ قابیل کا ایک اندھا بیٹا اپنے لڑکے کے ساتھ قابیل کے پاس آیا۔ لڑکے نے (کہ قابیل کا پوتا تھا) اپنے اندھے باپ سے کہا۔ یہ سامنے تیرا باپ قابیل ہے۔ اندھے نے قابیل کو پتھر پھینک مارا اور وہ قتل ہوگیا۔ اندھے کے لڑکے نے باپ سے کہا: بابا! تو نے اپنے باپ کو مار ڈالا۔ اندھے نے ہاتھ اٹھا کے بیٹے کو ایسا طمانچہ لگایا کہ وہ بھی مرگیا، پھر خود ہی افسوس کرنے لگا کہ مجھ پر حیف ہے کہ آپ ہی اپنے باپ کی پتھر سے اور بیٹے کی تھپڑ سے جان لی۔

حضرت شیثؑ

حواؑ جب پھر حاملہ ہوئیں تو اس بطن سے شیثؑ اور ان کی بہن عزورا پیدا ہوئیں۔ شیثؑ کا نام ہبتہ اللہ پڑا جو ہابیل کے نام سے نکالا تھا کیونکہ انکی پیدائش کے وقت جبرئیلؑ نے حواؑ سے کہا تھا کہ ہابیل کے بدلے تیرے لئے ہبتہ اللہ (خدا کی دین) ہے۔ شیثؑ کو عربی میں (شث) سریانی میں "شیات" اور عبرانی میں "سیث" کہتے ہیں حضرت آدمؑ نے انھیں کو مرتے وقت، وصیت کی تھی، جب وہ پیدا ہوئے ہیں تو آدمؑ کی عمر اس وقت ایک سو تیس (۱۳۰) برس کی تھی۔

عبدالحارث

آدمؑ نے پھر مقاربت کی، حواؑ پھر حاملہ ہوئیں، حمل کچھ گراں نہ تھا۔ شیطان بھیس بدل کے آیا اور کہنے لگا۔

حواؑ! یہ تیرے شکم میں کیا ہے؟

جواب دیا، میں نہیں جانتی۔

اس نے کہا عجب نہیں انھیں جانوروں میں سے کوئی جانور ہوگا۔
جواب دیا: میں نہیں جانتی۔
شیطان منہ پھیر کے چلا گیا۔ تا آنکہ جب گرانی پدیدار ہوئی تو پھر آیا اور دریافت کیا
حواؑ! تو اپنے آپ کو کیسا پاتی ہے؟
جواب دیا کہ میں ڈرتی ہوں کہ کہیں وہی نہ ہو جس کا تو نے مجھے خوف دلایا تھا، میں
اٹھنا چاہتی ہوں تو اٹھ نہیں سکتی۔
شیطان نے کہا تیری کیا رائے ہے کہ میں اگر خدا سے دعا کروں کہ وہ اس جنین کو
تجھ سا اور آدمؑ جیسا انسان بنا دے تو کیا تو میرے نام پر اس کا نام رکھے گی؟
حواؑ نے کہا ہاں۔
شیطان تو یہ سن کر چلا گیا مگر اب حواؑ نے آدمؑ کو اطلاع دی کہ ایک شخص نے
آکے مجھے خبر دی ہے کہ تیرے شکم کا جنین انھیں چار پایوں میں سے کوئی چار پایہ ہے،
میں بھی اس کی گرانی محسوس کر رہی ہوں اور ڈرتی ہوں کہ جو اس نے کہا ہے کہیں وہی نہ ہو
اب آدمؑ و حواؑ کو بجز اس کے اور کوئی اندیشہ نہ تھا، اسی فکر میں مبتلا رہتے تھے، تا آنکہ
لڑکا پیدا ہوا، اللہ تعالےٰ نے اسی کے متعلق فرمایا ہے۔ دَعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا
صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ (دونوں نے خدا سے کہ ان کا پروردگار ہے دعا کی
کہ اگر ہمیں فرزند صالح عنایت کرے تو ہم اس کے شکر گزار ہوں گے) آدمؑ و حواؑ نے یہ
دعا لڑکا پیدا ہونے سے پہلے کی تھی۔
جب اچھا خاصا، بھلا چنگا لڑکا پیدا ہو لیا تو شیطان نے حواؑ کے پاس آکے
پھر کہا، وعدہ کے مطابق تو نے اس بچے کا نام کیوں نہ رکھا؟
حواؑ نے پوچھا تیرا کیا نام ہے؟
شیطان کا نام تو عزازیل تھا۔ مگر یہ نام لیتا تو حواؑ پہچان لیتیں اس لئے کہا،
میرا نام حارث ہے۔
حواؑ نے اس بچے کا نام عبدالحارث رکھا۔ مگر وہ مر گیا، اللہ تعالےٰ کہتا ہے،

فلمّا اٰتاھما صالحاً جعلا لہ شرکاء فیما اٰتاھما فتعالی اللہ عمّا یشرکون

(جب اللہ نے ان دونوں کو فرزند صالح عطا فرمایا تو اللہ کی اس دین میں انھوں نے دوسروں کو اللہ کا شریک بنایا، یہ لوگ جو شرک کرتے ہیں اللہ اس سے برتر ہے)

بنائے بیت اللہ (خانۂ کعبہ)

اللہ تعالےٰ نے آدم پر وحی نازل کی کہ میرے عرش کے بالمقابل (روئے زمین پر) ایک حرم ہے۔ جا۔ وہاں میرے لئے تو ایک گھر بنا کے اس میں عبادت کر، جس طرح تو دیکھ چکا ہے کہ میرے فرشتے میرے عرش سے لگے رہتے ہیں تیری اور تیری اولا دمیں سے جو فرماں بردار ہوں گے وہاں ان سب کی دعائیں قبول کروں گا۔ آدمؑ نے عرض کی یارب یہ مجھ سے کیونکر ہوگا۔ میں اس پر کہاں قادر ہوں؟ اور اس کا پتہ کیسے لگا سکتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے لئے ایک فرشتہ متعین کردیا جس کے ساتھ وہ مکے چلے، دوران سفر میں جب آدمؑ کسی باغ یا ایسی جگہ میں گزرتے جو انھیں خوش آتی تو فرشتے سے کہتے: یہاں ٹھہر جا: وہ کہتا منزل مقصود کو پہنچنا ہے۔ اسی طرح چلتے چلتے مکے پہنچے راستہ میں جن جن مقامات پر ٹھہرے وہ آباد ہوئے اور جہاں جہاں سے گزرتے گئے وہ غیر آباد صحرا و دشت و بیابان رہے۔

(آدم علیہ السلام نے پانچ پہاڑیوں کے مصالح سے خانۂ کعبہ کی تعمیر کی (۱) طور سینا (۲) طور زیتون (۳) لبنان (۴) جودی (۵) حرا۔ جس سے کعبہ کی بنیا دیں استوار کیں) جب تعمیر سے فارغ ہوئے تو فرشتہ انھیں کوہ عرفات پہلے چلا اور وہاں وہ تمام مناسک دکھائے (بتائے) جن پر لوگ آج بھی عمل کرتے ہیں، اس سے بھی فراغت ہوگئی تو فرشتہ انھیں ساتھ لے کے مکے آیا جہاں وہ ایک ہفتہ تک بیت اللہ کا طواف کرتے رہے۔

حضرت آدمؑ کی وفات

خانۂ کعبہ کی تعمیر ہو چکی تو آدمؑ ہندوستان میں واپس آئے اور یہاں آکے کوہ نوذ پر انتقال کر گئے، شیثؑ نے جبرئیل سے آدمؑ کی نماز (جنازہ) پڑھنے کو کہا۔ مگر جبرئیل نے جواب دیا، تو ہی آگے بڑھ، اپنے باپ کی نماز جنازہ پڑھ، اور اس نماز کو تیس تکبیروں سے ادا کر۔ پانچ تکبیریں تو نماز پنجگانہ کی اور پچیس تکبیریں بر بنائے فضیلت آدمؑ۔

بنی آدمؑ

آدمؑ اس وقت تک زندہ رہے کہ انکی اولاد اور اولاد کی اولاد کوہ نوذ پر چالیس ہزار تک پہنچ گئی۔ آدمؑ نے دیکھا کہ ان میں زناکاری۔ شراب خواری و فتنہ و فساد پھیل گیا ہے۔ وصیت کی کہ اولاد شیثؑ کی مناکحت اولادِ قابیل کے سلسلے میں نہ ہونے پائے۔ اولاد شیثؑ نے آدمؑ کو ایک غار میں دفن کیا اور ایک پاسبان مقرر کر دیا کہ اولاد قابیل میں سے کوئی بھی اس کے نزدیک نہ آنے پائے۔ وہاں جو آتے تھے فرزندان شیثؑ ہی آتے تھے اور وہی آدمؑ کے لئے استغفار کرتے تھے۔ آدمؑ کی عمر نو سو چھتیس (۹۳۶) برس تھی۔

ایک سو فرزندان شیث نے کہ خوش رو بھی تھے انتقال آدمؑ کے بعد صلاح کی کہ دیکھیں تو ہمارے عمزاد بھائی یعنی اولادِ قابیل، کیا کرتے ہیں۔ اس مشورے کے مطابق وہ سو کے سو آدمی پہاڑ سے نیچے اتر کے اولاد قابیل کی عورتوں کے پاس پہنچے جو بدشکل تھیں، عورتوں نے ان سب کو روک لیا۔ آخر جب تک خدا نے چاہا وہیں رہے، جب ایک مدت گزر گئی تو دوسرے سو آدمیوں نے مشورہ کیا کہ دیکھنا چاہیئے ہمارے بھائیوں نے کیا کیا، وہ بھی پہاڑ سے نیچے اترے انھیں بھی عورتوں نے روک لیا۔ یہ واقعہ پیش آچکا تو پھر فرزندان شیثؑ پہاڑ سے نیچے اترے جس کے باعث ان میں معصیت پھیلی باہمی

مناکحت ہونے لگی، مختلط ہو گئے اور بنی قابیل اتنے بڑھے اتنے بڑھے کہ زمین بھر گئی۔
یہی وہ لوگ ہیں جو نوحؑ کے زمانے میں غرق ہوئے تھے۔

حضرت حوّا علیہا السّلام

آیت وخلق منہا زوجہا (اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا) کی تفسیر میں مجاہدؒ کہتے ہیں: اللہ تعالےٰ نے حواؑ کو حضرت آدمؑ کے قصیریٰ سے پیدا کیا قُصیریٰ سب سے چھوٹی پسلی کو کہتے ہیں، آدمؑ اس وقت سو رہے تھے بیدار ہوئے تو (دیکھ کے) کہا: اثا۔ یہ نبطی زبان کا لفظ ہے، اس کے معنی عورت کے ہیں۔

عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں، حواؑ کا نام حواؑ اس لئے پڑا کہ وہ ہر ایک ذی حیات (انسان) کی ماں ہیں۔

ابن عباسؓ ایک دوسری روایت میں کہتے ہیں: آدم علیہ السلام کا ہبوط (بہشت سے) ہندوستان میں ہوا اور حواؑ کا جدے میں، آدمؑ ان کی تلاش میں چلے تو چلتے چلتے مقام جمع تک پہنچے، یہاں حواؑ ان سے مُزدَلِفؔ ہوئیں، اس لئے اس کا نام مزدلفہ پڑا[1]۔ اور جمع میں دونوں مجتمع ہوئے اسی لئے وہ جمع کے نام سے موسوم ہوا۔

حضرت ادریس علیہ السّلام

ابن عباسؓ کہتے ہیں آدمؑ کے بعد روئے زمین پر پہلے پیغمبر جو مبعوث ہوئے وہ ادریسؑ تھے کہ وہی خنوخ بن یرذ ہیں اور یرذ ہی کا نام الیاذ ہے۔ ایک ایک دن میں ان کے اتنے اعمال حسنہ (جناب الٰہی میں) صعود کرتے تھے کہ ایک ایک مہینے میں اتنے اعمال بنی آدمؑ کے صعود نہیں کرتے، ابلیس نے ان پر حسد کیا اور قوم نے بھی انکی

---

[1] ازدلاف: اقتراب، نزدیک ہونا۔ جمع: محل اجتماع، حج، مقام حج۔

نافرمانی کی، تو خدا نے جیسا کہ فرمایا بھی ہے انھیں اپنے ہاں ایک برتر جگہ میں اٹھالیا۔ (ورفعناہ مکاناً علیاً) ادریس کو خدا نے بہشت میں داخل کیا اور فرمایا کہ میں اس کو یہاں سے نکالنے والا ہی نہیں یہ ادریس علیہ السلام کے ایک بڑے قصہ کا اختصار ہے۔

خنوخ یعنی ادریسؑ کے متوشلخ اور دوسرے لڑکے ہوئے مگر وصی متوشلخ ہی تھے، متوشلخ کے لمک اور دوسرے لڑکے ہوئے مگر وصی لمک ہی تھے، لمک کے حضرت نوحؑ پیدا ہوئے۔

حضرت نوح علیہ السلام

ابن عباسؓ کہتے ہیں، لمک کے صلب سے جب نوحؑ پیدا ہوئے ہیں تو اس وقت لمک کی عمر بیاسی (۸۲) برس تھی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ انسانوں کو اس وقت برائیوں سے روکنے والا کوئی نہ تھا۔ آخر اللہ تعالےٰ نے نوح علیہ السلام کو مبعوث کیا اور ان لوگوں کے پاس پیغمبر بنا کے بھیجا، نوحؑ کی عمر اس وقت چار سو اسی (۴۸۰) برس تھی، وہ ایک سو بیس برس تک قوم کو نبوّت کی دعوت دیتے رہے، جب اس دعوت الی اللہ پر کسی نے کان نہ دھرا اور راہ راست پر نہ آئے تو اللہ تعالےٰ نے انھیں کشتی بنانے کا حکم دیا جو انھوں نے بنائی اور اس پر سوار ہو گئے۔ اس وقت وہ چھ سو (۶۰۰) برس کے تھے، جنھیں (اس طوفان میں) غرق ہونا تھا وہ سب غرق ہو گئے۔ واقعہ کشتی (طوفان) کے بعد وہ ساڑھے تین سو سال (۳۵۰) تک زندہ رہے، ان کے فرزند سام پیدا ہوئے جنکی اولاد کے رنگ میں سفیدی و گندم گونی ہے، حام پیدا ہوئے جن کی اولاد میں سیاہی اور کچھ سفیدی ہے، یافث پیدا ہوئے جن کی اولاد میں سرخی مائل سیاہی ہے کنعان پیدا ہوا جو (طوفان میں) غرق ہو گیا۔ عرب اس کو یام کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ عربوں کا قول ہے۔ انما ھام عمنا یام ان سب کی ماں ایک ہی تھیں۔

طوفانِ نوحؑ

نوحؑ نے کوہ نوذ پر کشتی گڑھی (بنائی) اور وہیں سے طوفان بھی شروع ہوا۔ نوحؑ خود کشتی میں سوار ہوئے ساتھ میں ان کے وہی مذکورالاسم بیٹے اور بہویں یعنی بیٹوں کی بیویاں تھیں، اور تہتر (۷۳) متنفس اولاد شیثؑ میں سے تھے جو ان پر ایمان لا چکے تھے کشتی میں ان سب کی مجموعی تعداد (۸۰) تھی، نوحؑ نے (حیوانات کے بھی) دو دو جوڑے کشتی پر لے لئے تھے۔ یہ کشتی تین سو ہاتھ لانبی پچاس ہاتھ چوڑی اور تیس ہاتھ اونچی تھی۔ ہاتھ کا پیمانہ نوحؑ کے پردادا کے ہاتھ کے مطابق تھا۔ پانی سے یہ چھ ہاتھ باہر نکلی ہوئی تھی، بند تھی۔ نوحؑ نے اس میں تین دروازے بھی نکالے تھے جن میں بعض اوپر اور بعض نیچے تھے، اللہ تعالےٰ چالیس شبانہ روز تک مینھ برساتا رہا۔ وحشی جانور، چارپائے، چڑیاں یہ سب مینھ سے اثر پذیر ہو کے نوحؑ کے پاس آ گئے اور سب کے سب ان کے مطیع ہو گئے انھوں نے حسب حکم جناب باری تمام حیوانات کے دو دو جوڑے کشتی پر لے لئے، آدمؑ کا جثہ بھی ساتھ لے لیا اور اسے ایسی طرح رکھا کہ عورتوں اور مردوں کے درمیان حائل و حاجب رہے، رجب کی دس شبیں گزری تھیں کہ کشتی پر سوار ہوئے (۱۱۔ رجب) اور عاشورا (۱۰ محرم) کو پھر خشکی پر اترے یہی باعث ہے کہ روزہ رکھنے والوں نے عاشورا کا روزہ رکھا۔

پانی نکلا تو نصف نصف کر کے نکلا (یعنی طوفان کا نصف باعث تو زمین کا سیلاب تھا اور نصف موجب مینھ کی طغیانی) اللہ تعالےٰ نے یہی فرمایا ہے، ففتحنا ابواب السماء بماء منھمر وفجرنا الارض عیونا فالتقی الماء علیٰ امر قد قدر (ہم نے لگاتار پانی کی جھڑی سے آسمان کے دروازے کھول دیئے اور زمین کے سوتے (چشمے) جاری کر دیئے تو پانی ایک حکم پر جس کا اندازہ ہو چکا تھا پہنچ کے مل گیا) آیت میں ماء منھمر سے مراد ماء منصب (بہتا ہوا پانی ہے) اور فجرنا الارض کا مطلب ہے شققنا الارض (ہم نے زمین کو چاک چاک کر ڈالا اور اس میں شگاف کر کر دیئے) فالتقی الماءُ علیٰ امر قد قدر (پانی ایک حکم پر جس کا اندازہ ہو چکا تھا، پہنچ کے مل گیا) کے معنی یہ ہیں کہ پانی کے دو حصے ہو گئے، نصف پانی آسمان سے اور نصف .... زمین کا، زمین کے بلند ترین پہاڑ پر بھی پندرہ ہاتھ پانی چڑھ گیا۔

کشتی نے مع اپنے راکبوں کے چھ مہینے میں تمام زمین کا دورہ پورا کر لیا اور کہیں نہ ٹھہری

تاآنکہ حرم دیکھے، تک پہنچی مگر اس کے اندر نہ گئی اور ایک ہفتے تک حرم کے گرد پھرتی رہی (طواف کرتی رہی)، وہ گھر (خانۂ خدا) جو آدمؑ نے بنایا تھا اٹھا لیا گیا، غرق نہ ہونے پایا۔ یہی گھر بیت المعمور ہے، حجراسود بھی اٹھالیا گیا، غرق نہ ہونے پایا اور وہ کوہِ ابوقبیس پر رہا۔

کشتی جب حرم کے گرد پھر چکی تو راکبوں کو لئے ہوئے جُودِی پر پہنچی جو علاقۂ موصل کی ایک پہاڑی ہے کہ دو قلعوں کے پاس واقع ہے، چھ ماہ کا سفر ختم کرکے سال پورا کرنے کے لئے جودی پر آکے ٹھہر گئی تو اسی ششماہی کے بعد ارشاد ہوا: بعداً للقومِ الظالمین (ظالموں کے لئے دورباش) کوہ جودی پر جب کشتی ٹھہر چکی تو حکم ہوا: یا ارض ابلعی ماءکِ ویا سماء اقلعی (اے زمین اپنے پانی کو نگل لے اور اے آسمان رک جا) آسمان کے رکنے کا یہ مطلب ہے کہ اے آسمان اپنے پانی کو یعنی بارش کو روک لے، وَغِیضَ الماءُ (پانی خشک ہوگیا) زمین نے اسے جذب کرلیا، آسمان سے جو بارش ہوئی تھی اسی کی یادگار یہ سمندر اور دریا ہیں جو زمین پر نظر آتے ہیں۔ طوفان کا آخری بقیہ وہ پانی تھا جو زمین حسمٰی[1] میں چالیس برس بعد تک رہ کے جاتا رہا۔

مابعد طوفان

طوفان سے نجات ملی تو نوحؑ (مع اہل کشتی کے، نیچے اترے اور وہاں ہر شخص نے اپنے لئے ایک ایک گھر بنایا۔ اس بستی کا نام اسی لئے سوق الثمانین پڑا (یعنی اسی (۸۰) آدمیوں کا بازار) نوحؑ کے جتنے آباؤ اجداد گزرے تھے، تا بہ آدمؑ، سب کا دین اسلام تھا۔ نوحؑ نے شیر کو بد دعا دی کہ اس پر بخار چڑھا رہے کبوتر کے حق میں مانوس ہونے کی دعا دی اور کوّے کو کہا کہ یہ معاش کی جانب سے تنگی میں مبتلا رہے گا۔

عکرمہؒ کہتے ہیں، آدمؑ و نوحؑ کے درمیان دس نسلیں گزریں جن سب کا دین اسلام تھا۔

(یہ ایک استطرادی روایت تھی، اب آگے پھر وہی روایت چلتی ہے جو عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے اور جس کے جزئیات ابتدائے تذکرۂ نوحؑ سے لے کے حضرت عکرمہؒ کی روایت سے قبل تک مذکور ہو چکے ہیں۔)

---

[1] حسمٰی بادیۂ عرب کے ایک علاقے کا نام تھا جس میں اونچی اونچی پہاڑیاں واقع تھیں، نابغہ ذبیانی کے کلام میں اس کا تذکرہ ملتا ہے۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں، نوحؑ نے نسل قابیل کی ایک عورت سے نکاح کر لیا۔ اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام یوناطن رکھا۔ یہ لڑکا دیارِ مشرق کے ایک شہر میں پیدا ہوا تھا "معلنور شمس" تھا
سوق ثمانین کی وسعت آبادی کیلئے جب کافی نہ ہوئی تو لوگ وہاں سے نکل کے اس مقام پہ پہنچے جہاں شہر بابل آباد ہوا۔ بابل کی تعمیر انہیں لوگوں نے کی جو دریائے فرات اور مقام صراۃ کے درمیان واقع تھا، طول وعرض میں یہ شہر دوازدہ[۱۲] فرسنگ در دوازدہ[۱۲] فرسنگ تھا۔ اس کا دروازہ اس جگہ تھا جہاں آج (مصنف کے زمانے میں) وہ مکانات ہیں کہ آبادی میں سے گزرو تو بائیں جانب کوفے کے پل کے اوپر بھی عمارتیں ملتی ہیں۔ بابل کی آبادی بہت بڑھی لوگ بہت ہو گئے تاآنکہ ایک لاکھ تک شمار ہو گیا۔ یہ سب لوگ دین اسلام پر قائم تھے نوحؑ جب کشتی سے نکلے تو آدمؑ کا جثہ بیت المقدس میں دفن کر دیا اور (ایک زمانے کے بعد خود بھی انتقال کر گئے) صلّی اللہ علیٰ نبینا وعلیہ وبارک وسلم۔

اولاد نوح علیہ السلام

سمرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (فرزندان نوح علیہ السلام میں) عربوں کے ابوالآباء سامؑ ہیں، حبشیوں کے حامؑ ہیں اور رومیوں (رومانیوں) کے یافث ہیں۔ سعیدؒ بن المسیب کہتے ہیں۔ نوحؑ کے تین لڑکے تھے، سام وحام ویافث، سام سے تو اقوام عرب وفارس وروم پیدا ہوئے کہ ان سب میں خیر وفلاح ہے، حام سے اقوام سودان وبربر وقبط پیدا ہوئے اور یافث سے ترک وصقالبہ ویاجوج وماجوج کی قومیں پیدا ہوئیں۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کے پاس وحی بھیجی کہ اے موسیٰؑ تو اور تیری قوم اہل جزیرہ اور اہل العال (یعنی بالائی عراق کے باشندے) سام بن نوحؑ کی اولاد ہیں۔
ابن عباس کہتے ہیں کہ عرب، ایرانی، نبطی، ہندوستانی، سندھی اور بندی[۱] بھی سام بن نوحؑ کی اولاد ہیں۔
محمدؒ بن السائب کہتے ہیں: ہندوستانی وسندی (سندھی) وبندی، یوفر بن یقطن بن عابر

---

[۱] بند بھی اہل سند سے ملتی جلتی ایک قدیم قوم تھی۔

بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوحؑ کی اولاد ہیں، بند کے بیٹے کا نام مکران تھا

سلسلۂ انساب

قوم جرہم :۔ جرہم بن عامر بن سبا بن یقطن بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوحؑ (علیہ السلام) جرہم کا نام ہُذرَم تھا۔

حضرموت :۔ حضرموت بن یقطن بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوحؑ۔ یہ ان راویوں کا قول ہے جو قوم حضرموت کو بنی اسماعیلؑ میں منسوب نہیں کرتے۔ یقطن ہی کا نام قحطان بھی تھا۔

ابن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوحؑ۔ یہ قول ان کا ہے جو آل قحطان کو حضرت اسماعیلؑ کی اولاد نہیں مانتے۔

فارسی (پارسی۔ ایرانی) فارس بن بیرس بن یاسور بن سام بن نوحؑ۔

نبطی :۔ نُبَیط بن ماش بن ارم بن سام بن نوحؑ۔

اہل جزیرہ و اہل العال :۔ اولاد ماش بن ارم بن سام بن نوحؑ۔

عمالقہ :۔ عِملیق بن لُوذ بن سام بن نوحؑ، عملیق ہی کا نام عَرِیب تھا، قوم عمالقہ کا، ابوالآباء یہی ہے۔ بَربَری بھی عمالقہ ہی کی شاخ ہیں۔ جن کا سلسلہ یوں ہے: بربر بن تمیلا بن مازرب بن فاران بن عمرو بن عملیق بن لوذ بن سام بن نوحؑ، باستثنائے قبائل صنہاجہ وکتامہ کہ یہ بھی اگرچہ بربر ہیں مگر عمالقہ کی اولاد نہیں ہیں بلکہ افریقیس بن قیس بن صیفی بن سبا بن قحطان بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوحؑ کی اولاد ہیں، کہا جاتا ہے کہ بابل سے نکلتے ہوئے عملیق ہی نے پہلے پہل عربی زبان میں باتیں کیں۔ عرب العاربہ انھیں عمالقہ وجرہم کو کہتے ہیں۔

طَسَم و امیم :۔ اولاد لوذ بن سام بن نوحؑ۔

ثمود و جدیس :۔ اولاد جاثر بن ارم بن سام بن نوحؑ۔

عاد و عبیل :۔ اولاد عوص بن ارم بن سام بن نوحؑ۔

روم :۔ اولاد نِطی بن یونان بن یافث بن نوحؑ

نمَروذ (نمرود) : ابن کوش بن کنعان بن حام بن نوح ؑ ۔ نمرود ہی فرماں روائے بابل تھا اور اسی کے ساتھ حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ وعلی نبینا الصلاۃ والسلام کا واقعہ پیش آیا تھا۔

اختلاف زبان

قوم عاد کو ان کے زمانے میں عادِ ارَم کہتے تھے، جب یہ قوم تباہ ہوگئی تو قوم ثمود کو ثمودِ ارَم کہنے لگے ۔جب یہ قوم بھی برباد ہوگئی تو اولادِ آدم[1] کو ارمان کہنے لگے کہ وہی نبطی ہیں ان سب کا دین ... اسلام تھا اور بابل ان سب کا مقام تھا۔ تا آنکہ نمرود بن کوش بن کنعان بن حام بن نوح ؑ فرماں روا ہوا اس نے بت پرستی کی دعوت کی اور سب نے مان لی (بت پرست ہو گئے)، آخر یہ واقعہ پیش آیا کہ شام تو اس حالت میں بسر کی تھی کہ سُریانی زبان میں باتیں کرتے تھے اور صبح ہوئی تو اللہ تعالےٰ نے زبانیں بدل دیں اور ایسی بدل دیں کہ ایک کی ایک نہ سمجھتا تھا۔

اولادِ سام کی اٹھارہ (۱۸) زبانیں ہوگئیں۔

اولادِ حام کی بھی اٹھارہ (۱۸) زبانیں ہوگئیں

اولادِ یافث کی چھتیس (۳۶) زبانیں ہوگئیں۔

اللہ تعالےٰ نے (۱) قوم عاد (۲) عبیل (۳) ثمود (۴) جدیس (۵) عملیق (۶) طسم (۷) امیم (۸) اور اولادِ یقطن بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح ؑ کو عربی زبان کی تعلیم دی۔ (یعنی ان قوموں کی زبان عربی ہوگئی) یوناطن بن نوح ؑ نے بابل میں انھیں اقوام کے لئے جھنڈے قائم کئے۔

منازل بنی سام

بابل سے نکل کر اولاد سام نے زمین مجدل میں قیام کیا کہ ناف زمین یہی ہے، یہ وہ زمین ہے کہ جو ایک طرف تو علاقہ ساتیدما سے سمندر تک اور دوسری جانب یمن سے شام تک بیچوں بیچ واقع ہے یہی قوم ہے جسے اللہ تعالےٰ نے پیغمبری و نبوت، کتاب و شریعت، حسن و جمال گندم گونی اور گورا رنگ عنایت فرمایا۔

---

[1] ارم بن سام بن نوح ؑ۔

منازل بنی حام

بنی حام اُس علاقے میں فروکش ہوئے جہاں باد جنوب اور مغربی ہوائیں چلتی ہیں۔ اس گوشۂ زمین کو داروم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان میں کچھ گندم گونی اور بقدر قلیل گورا رنگ رکھا ہے ان کے علاقے آباد، موسم شاداب، طاعون مرفوع و مدفوع، اور ان کی زمین میں اشجار اثل[1] واراک و عُشَر وغاف ونخل پیدا کئے ان کے علاقوں کی فضائے آسمانی میں آفتاب و ماہتاب دونوں رواں ہیں (یعنی روشن رہتے ہیں)

منازل بنی یافث

اولاد یافث نے دیارِ صَفُون میں اقامت کی جہاں شمالی ومشرقی ہوائیں چلتی ہیں ان میں سرخی مائل سیاہی کا رنگ غالب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے علاقے الگ کردیئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں سخت سردی پڑتی ہے، ان کی فضائے آسمانی بھی الگ تھلگ رکھی ہے جس کے باعث کواکب سبعہ میں سے کسی کے یہ زیر حرکت نہیں۔ اور ہوں تو کیسے ہوں؟ یہ لوگ تو بنات النعش، جدی، فرقدین کے نیچے واقع ہیں (یعنی ان اقوام کے ممالک انھیں کروں یا ستاروں کے بالمقابل ہیں) یہ طاعون میں مبتلا ہوا کرتے ہیں۔

منازل عرب

کچھ زمانے کے بعد قوم عاد مقام شِحر میں آکے مقیم ہوگئی اور اسی مقام پر ایک وادی میں ہلاک وتباہ بھی ہوئی جس کو وادی مغیث کہتے ہیں۔ قوم عاد جب فنا ہوگئی تو شِحر میں اس کی جانشین قوم مہرہ ہوئی۔

قوم عَبِیل وہاں جارہی جہاں یثرب (مدینۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) آباد ہوا۔

عمالقہ صَنعاء جا پہنچے لیکن یہ اسوقت کی بات ہے جب صنعا کا نام بھی صنعا نہیں پڑا تھا۔ مرورِ زمانے کے بعد ان میں سے کچھ لوگوں نے یثرب جاکے وہاں سے قوم عبیل کو نکال دیا

[1] اثل، درخت طرفا۔ اراک، پیلو۔ عُشَر، چنار جیسا ایک عربی درخت جس کی لکڑیاں زیادہ تر چقماق کا کام دیتی ہیں۔ غاف عربوں کے مذاق کا ایک خاص درخت جس کے میوے بہت ہی شیریں ہوتے ہیں۔ نخل کھجور، درخت خرما۔

اور خود مقام جحفہ میں اقامت اختیار کی، بعد کو ایک سیلاب آیا جو ان سب کو بہا کرلے گیا جب ہی اس کا نام جحفہ[1] پڑا۔

قوم ثمود مقام حجر اور اس کے مضافات میں آباد ہوئی اور وہیں برباد بھی ہوئی۔

اقوام طسم و جدیس نے یمامہ میں رہنا شروع کیا اور وہیں ہلاک بھی ہوئے، یمامہ[2] انھیں میں سے ایک عورت کا نام تھا جس کے نام پر یہ مقام بھی یمامہ مشہور ہوا۔

قوم امیم سرزمین ابار میں جا بسی اور وہیں منقرض بھی ہوئی، یہ مقام علاقۂ یمامہ و شحر کے درمیان واقع ہے۔ مگر اب اس زمانے میں وہاں تک کسی کی رسائی نہیں کیونکہ اس پر جن غالب آچکے ہیں اس علاقہ کا نام ابار بن امیم کے نام پر آبار پڑا تھا۔

یقطن بن عابر کی اولاد دیار یمن میں آباد ہوئی اور اسی وجہ سے اس کا نام یمن[3] پڑا کیونکہ اس قوم نے یہیں تیامن کیا تھا یعنی قبلہ رخ سے چل کے بجانب یمین (دست راست کے رخ) آئے تھے اور یہاں آباد ہوئے تھے۔

کنعان بن حام (بن نوحؑ) کی اولاد کے کچھ لوگ شام میں آباد ہوئے اور اسی بنا پر اس کا نام شام[4] پڑا کیونکہ ان لوگوں نے تشاؤم کیا تھا، یعنی قبلہ رخ سے بائیں جانب مڑ گئے تھے۔ شام کو اولاد کنعان کی سرزمین کہا کرتے تھے، آخر بنی اسرائیلیوں نے آکے کنعانیوں کو قتل کر ڈالا اور (جو بچے انھیں) جلاوطن کر دیا، اب شام بنی اسرائیل کا ہو گیا۔ مگر ان پر بھی رومیوں نے حملہ کیا، ان کو قتل کر ڈالا اور جو بچے انھیں عراق میں جلاوطن کر دیا، شام میں بہت تھوڑے سے اسرائیلی رہ گئے اس کے بعد عرب آئے اور شام بھی عربوں ہی کے تحت تصرف میں آگیا۔ اولاد نوح کے درمیان

---

[1] جحف، لے جانا۔ بہالے جانا، جحفہ، نکال لینے کے بعد جو پانی حوض میں بچ رہا ہو، مقام جحفہ، سیلاب آنے سے پیشتر اس مقام کا نام مہیعہ تھا۔

[2] یہ وہی عورت ہے جسکی دوربینی اس قدر مبالغے سے بیان کی جاتی ہے کہ تین دن کی مسافت کے طویل و عریض فاصلے سے وہ اپنی آبادی میں آنے والے سواروں کو دیکھ لیا کرتی تھی۔

[3] یمن ناحیۃ الیمن، وہ علاقہ جو قبلہ رخ کے داہنے جانب واقع ہو۔

[4] شام وہ علاقہ جو قبیلے کے بائیں طر...

زمین کی تقسیم فَالَغ نے کی جن کو فَالِغ بھی کہتے ہیں فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوحؑ جیساکہ ہم اس کتاب میں پہلے بیان کر چکے ہیں۔

قوم سبا

فروہؓ بن مُسَیک غُطَیفی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں حاضر ہو کے عرض کی: یا رسول اللہ! میری قوم کے جو لوگ سامنے آچکے ہیں۔ یعنی ایمان لاچکے ہیں کیا میں انھیں لے کے قوم کے ان لوگوں سے نہ لڑوں جو پیچھے جا پڑے ہیں یعنی ہنوز ایمان نہیں لائے ہیں؟

آنحضرتؐ نے فرمایا: کیوں نہیں۔

بعد کو مجھے دوسرا خیال آیا تو میں نے پھر گذارش کی: یا رسول اللہ! نہیں، وہ بات نہیں بلکہ اہل سبا (سے لڑنا چاہیئے) کہ یہ لوگ بڑے غلبے والے اور نہایت طاقتور ہیں۔

آنحضرتؐ نے مجھ ہی کو اس مہم کا امیر بنایا اور اہل سبا سے لڑنے کی اجازت عطا فرمائی۔

میں حضور سے باہر نکلا ہی تھا، اللہ تعالےٰ نے قوم سبا کے متعلق جو وحی بھیجنی تھی بھیجی، نزول وحی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا: غُطیفی نے کیا کیا؟

میرے فرودگاہ پر آدمی بھیجا، میں چل چکا تھا، قاصد نے مجھے وہاں نہ پایا، راستے میں آلیا اور واپس لایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں جب میں حاضر ہوا تو آپؐ کو بیٹھا ہوا پایا، اردگرد اصحاب بیٹھے تھے، آنحضرتؐ نے فرمایا۔

اُدع القومَ، فمن اجابکَ منھم فاقبل ومن ابیٰ فلا تعجل علیہ حتیٰ تُحدّث الیَّ (قوم سبا کو اسلام کی دعوت دے، ان میں سے جو اس دعوت کو مان لے اور مسلمان ہو جائے اس کو قبول کر اور جو انکار کرے اس پر جلدی نہ کر، یعنی فی الفور منکرین اسلام کے خلاف کارروائی شروع نہ کر دے، تاآنکہ اس کا تذکرہ مجھ سے کرے۔ یعنی انکار کرنے والوں کے متعلق مجھے اطلاع دے کے کچھ کرنا تو کرنا۔

حاضرین میں ایک شخص نے سوال کیا، یا رسولؐ اللہ! سبا کیا ہے؟ یہ کوئی زمین ہے یا کسی

---

[1] فلع، فلق، تقسیم، جدا جدا کرنا، بانٹنا، فالغ یا فالق، قاسم تقسیم کنندہ۔

عورت کا نام ہے؟

آنحضرتؐ نے فرمایا: نہ یہ زمین ہے نہ عورت، یہ ایک شخص تھا جس سے عرب کے دس قبائل پیدا ہوئے۔ چھ تو یمن میں آباد ہوئے اور چار شام میں، شام میں تو (۱) لخم (۲) وجذام (۳) وغسان (۴) وعاملہ آباد ہوئے اور یمن والے (۱) ازد (۲) وکندہ (۳) وحمیر (۴) واشعر (۵) وانمار (۶) ومذحج ہیں۔

ایک شخص نے پھر سوال کیا: یا رسول اللہ! انمار کیا؟

آنحضرت (علیہ الصلاۃ والسلام) نے فرمایا: انمار وہی ہیں جن سے قبائل خثعم وبجیلہ نکلے۔

(۴) خلیل الرحمٰن حضرت ابراہیم علیٰ نبیّنا وعلیہ السلام

ابن السائب الکلبی کہتے ہیں: ابراہیمؑ کا باپ شہر حرّان (عراق) کا باشندہ تھا۔ ایک سال قحط پڑا تو تنگی معاش میں مبتلا ہو کے ہرمزگرد چلا آیا (یہ شہر ایران میں واقع تھا) اس کے ساتھ اسکی بیوی یعنی ابراہیمؑ کی ماں بھی تھیں جن کا نام لونا تھا، بنت کرنبا بن کوثا، جو ارفخشد بن سام بن نوحؑ کی اولاد میں تھے۔

محمد بن عمر الاسلمی نے کئی اہل علم سے روایت کی ہے کہ ابراہیم کی ماں کا نام ابیونا تھا۔ اور وہ افرایم بن ارعو بن فالغ بن عابر بن ارفخشد بن سام بن نوحؑ کے سلسلۂ نسب میں تھیں

محمد بن السائب کہتے ہیں: نہر کوثیٰ کو کرنبا نے کھودا تھا جو ابراہیمؑ کا جد مادری تھا ابراہیمؑ کا باپ بادشاہ نمرود کے بتوں پہ مامور ومتعین تھا۔ ابراہیمؑ ہرمزگرد میں پیدا ہوئے اور یہی ان کا نام تھا۔ بعد کو نقل مکان کر کے کوثیٰ آگئے جو بابل کے علاقے میں ہے، جب ابراہیمؑ بالغ ہوئے قوم کی مخالفت کی، عبادت الٰہی کی جانب دعوت دی، بادشاہ نمرود تک خبر پہنچی تو اس نے ابراہیمؑ کو قید کر دیا۔ سات برس تک قید خانے میں رہے۔ آخر کار نمرود نے ایک خطیرہ نما باغ (یا احاطہ) بنوایا۔ بڑی بڑی بھاری خشک لکڑیاں اس میں بھروا کے ان میں آگ لگوادی اور ابراہیمؑ کو اسی میں ڈلوا دیا۔ اس وقت انھوں نے کہا حسبی اللہ ونعم الوکیل (مجھے

اللہ کافی ہے اور بہترین بھروسہ کے قابل وہی ہے) وہ آگ سے صحیح وسلامت باہر نکل آئے ان پر آنچ تک نہ آئی۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں: آگ سے صحیح وسالم باہر نکلنے کے بعد ابراہیمؑ کوثیٰ سے چلے گئے۔ ان کی زبان اس وقت تک سریانی تھی جب حرّان سے دریائے فرات عبور کر گئے تو اللہ تعالےٰ نے زبان بدل دی۔ فرات کو عبور کرنے کی حیثیت سے عبران کہے گئے۔ نمرود نے ان کے پیچھے لوگ بھیجے اور حکم دے دیا کہ جو کوئی سریانی زبان میں باتیں کرتا ہو اسے جانے نہ دینا، میرے پاس لانا۔ سراغ لگانے والے مامورین کی ابراہیمؑ سے مڈبھیڑ ہوئی تو انھوں نے عبرانی میں باتیں کیں، مامورین انھیں چھوڑ کے چلے گئے اور نہ جانا کہ یہ کیا زبان بول رہے ہیں۔

محمد بن السّائب کہتے ہیں: واقعات مذکورہ کے بعد ابراہیمؑ ارض بابل سے شام میں ہجرت کر گئے، وہاں سارہ آئیں اور انھوں نے اپنے تئیں ابراہیمؑ کو بخش دیا۔ ابراہیمؑ نے ان سے نکاح کر لیا اور انھیں کے ساتھ نکل کھڑی ہوئیں۔ ان دنوں ابراہیمؑ کی عمر سینتیس (۳۷) برس تھی۔ حرّان پہنچ کے کچھ روز تو وہاں مقیم رہے پھر کچھ زمانے تک اردن میں اقامت کی، پھر مصر جا کے کچھ مدت تک وہاں رہے پھر شام واپس آئے اور یہاں سرزمین سبع میں ٹھہرے جو ایلیا (بیت المقدس یا اُورشلیم) اور فلسطین کے درمیان واقع ہے، یہاں ایک کنواں (بیر سبع) کھودا اور ایک مسجد بنائی۔ بعد کو بعض اہل شہر نے جب ان کو اذیت دی تو اس مقام کو بھی چھوڑ کے ایک دوسری جگہ فروکش ہوئے جو رملہ اور ایلیا کے مابین واقع تھی وہاں بھی ایک کنواں کھودا اور رہنے لگے۔ مال ومتاع وخدام وحشم میں ان کو وسعت اور فراخی حاصل تھی وہ پہلے مہمان نواز، پہلے ثرید (ایک قسم کا کھانا جس میں روٹیاں شوربے میں توڑ کے اچھی طرح بھگو کے کھاتے ہیں) کھلانے والے اور پہلے شخص ہیں جنھوں نے پیرانہ سری دیکھی۔

عاصم کہتے ہیں ابوعثمان نے غالباً سلمان فارسیؓ سے روایت کی ہے کہ ابراہیمؑ نے اپنے پروردگار سے خیر طلب کی، صبح ہوئی تو سر کے دو ثلث بال سفید تھے، عرض کی، یہ کیا ہے کہا گیا، یہ دنیا میں عبرت اور آخرت میں نور ہے۔

عکرمہؓ کہتے ہیں: خلیل الرحمٰن ابراہیم علیہ السّلام کی کنیت ابوالاضیاف تھی (یعنی مہمانوں کے باپ)

ابوہریرہؓ کہتے ہیں: ابراہیمؑ نے مقام قدوم میں اپنا ختنہ کیا، اس وقت ان کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) برس تھی۔ اس کے بعد وہ اسی برس اور زندہ رہے۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں: اللہ تعالے نے ابراہیمؑ کو جب اپنا خلیل (دوست) بنایا اور نبوت عطا فرمائی تو اس وقت ان کے تین سو (۳۰۰) غلام تھے۔ ان سب کو آزاد کر دیا اور سب کے سب اسلام لے آئے، ان کے پاس عصا اور ڈنڈے ہوتے تھے، یہ (دشمنان اسلام سے) ابراہیمؑ کی معیت میں انھیں ڈنڈوں سے لڑتے تھے (لٹھ چلاتے ڈنڈے مارتے) پہلے آزاد غلام وہی ہیں جو اپنے آقا کے شریک ہو کے لڑے ہیں۔

محمد بن السائب کہتے ہیں: ابراہیمؑ علیہ السلام کے اسماعیلؑ پیدا ہوئے کہ وہی خلف اکبر تھے، ان کی ماں ہاجر قبطی النسل کی تھیں۔ دوسرے لڑکے اسحاقؑ سارہ سے پیدا ہوئے یہ بصارت سے معذور تھے۔ سارہ کا سلسلہ نسب یہ ہے: سارہ بنت بثویل بن ناحور بن ساروغ بن ارعوا بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن لوحؑ: بقیہ لڑکے (۳) مَدَن (۴) و مَدیَنُ (۵) ویقشان (۶) وزمران (۷) و اشبق (۸) وشوخ تھے، ان سب کی ماں قنطورا بنت مفطور عرب عاربہ کی نسل سے تھیں۔ یقشان کی اولاد مکّے میں جا رہی، مَدیَنُ نے سرزمین مَدیَنُ میں اقامت کی تو انھیں کے نام سے یہ علاقہ موسوم ہوا، بقیہ لڑکے دوسرے شہروں میں چلے گئے (ایک مرتبہ) سب لڑکوں نے ابراہیمؑ سے عرض کی:

اے ہمارے باپ، تو نے اسماعیلؑ و اسحاقؑ کو تو اپنے ساتھ رکھا اور ہمیں حکم دیا کہ دیار غربت و وحشت میں منزل گزیں ہوں۔

ابراہیمؑ نے جواب دیا: مجھے ایسا ہی حکم ملا ہے۔ پھر انھیں اللہ تعالے کا ایک اسم سکھا دیا جس کی برکت سے وہ مینہ کے لئے دعا مانگتے اور نصرت طلب کرتے (تو جناب الہٰی میں یہ دعا قبول ہو جاتی) بعض اولاد ابراہیمؑ نے خراسان میں نزول کیا قوم خزر اُن کے پاس آئی اور کہنے لگی، جس نے تمہیں اپنے اسم کی تعلیم دی وہ بہترین باشندگان روئے زمین ہونے کے شایان ہے، یا زمین کا سب سے اچھا بادشاہ وہی ہو سکتا ہے اسی بنا پر انھوں نے اپنے بادشاہوں کا نام (لقب) خاقان رکھا۔

محمد بن عمر الاسلمی کہتے ہیں، ابراہیم نوے (۹۰) برس کے تھے کہ ان کے صلب سے اسماعیلؑ پیدا ہوئے، پھر تیس (۳۰) برس کے بعد اسحاقؑ پیدا ہوئے جب کہ ابراہیمؑ ایک سو بیس (۱۲۰) برس کے تھے۔ سارہ انتقال کر گئیں تو ابراہیمؑ نے ایک کنعانی بیوی سے نکاح کر لیا جنھیں قنطورا کہتے ہیں۔ ان سے چار لڑکے پیدا ہوئے: ماذی، زمران، سرج، سبق۔ ایک دوسری بیوی سے بھی نکاح کیا جن کا نام حجونی تھا، ان سے سات لڑکے ہوئے: نافس، مدین، کیشان، شروخ، اُمَیم، لوط، یقشان۔ ہٰذا ابراہیمؑ کے کل تیرہ (۱۳) لڑکے ہوئے۔

محمد بن السائب کہتے ہیں، ابراہیمؑ تین مرتبہ مکّے گئے، آخری مرتبہ لوگوں کو حج کی دعوت دی، یہ دعوت جس نے اور جس چیز نے بھی سنی مان لی، اس کے پہلے ماننے والوں میں قوم جرہم تھی جس نے عمالقہ سے بھی قبل دعوت حج بیت اللہ قبول کی۔ پھر یہ قوم مسلمان ہوگئی اور ابراہیمؑ شہر شام میں واپس آئے، جہاں آکے دو سو (۲۰۰) برس کی عمر میں انتقال کر گئے (صلی اللہ علی نبینا وعلیہ وبارک وسلم)

(۵) حضرت اسماعیل علیٰ نبینا وعلیہ السلام

محمد بن عمر الاسلمی نے کئی اہل علم سے روایت کی ہے جن سب کا قول یہ ہے: ہاجرہ حضرت اسماعیلؑ کی ماں، قوم کی قبطیہ تھیں، فسطاط مصر (قاہرہ) کے متصل مقام فرمائی (فرما) کے آگے ایک گاؤں تھا۔ وہیں کی وہ رہنے والی تھیں، قبطیوں کے ایک جابر وسرکش فرعون کے پاس وہ تھیں اور یہ وہی فرعون تھا جو ابراہیمؑ کی بیوی سارہ کے ساتھ پیش آیا تھا (یعنی ان کے ساتھ گستاخی کی تھی یا کرنی چاہی تھی) جس کے نتیجہ میں مصروع ہوگیا (یعنی ناکام و ذلیل ہونا پڑا تھا) یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ سارہ کا ہاتھ پکڑنے چلا تھا جس کا مآل یہ ہوا کہ سینے تک اس کا ہاتھ خشک ہوگیا۔ آخر سارہ سے التجا کی کہ خدا سے دعا کر کہ میری یہ مصیبت جاتی رہے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ تجھے ہیجان و جوش نہ دلاؤں گا (یعنی ناخوش و ناراض نہ کروں گا) سارہ نے اللہ تعالےٰ سے دعا کی تو اس کا ہاتھ پھیل گیا، شکایت جاتی رہی۔ اور افاقہ ہوگیا۔ فرعون نے (بطور شکر گزاری) ہاجرہ کو طلب کیا جو اس کے تمام خدّام میں سب سے زیادہ ایماندار تھیں اور سب سے

زیادہ ایماندار مانی جاتی تھیں انھیں ایک کسوت و لباس عنایت کیا اور سارہ کو ہبہ کردیا بخش دیا۔ (یعنی ہاجر کو سارہ کی ملکیت میں دے دیا) سارہ نے انھیں ابراہیمؑ کو بخش دیا۔ جنھوں نے مقاربت کی تو اسماعیلؑ پیدا ہوئے کہ ان کے خلف اکبر وہی تھے ان کا نام اشمویلؑ تھا معرب ہو کے اسماعیلؑ ہو گیا۔

ابن عون کہتے ہیں: محمد (ابن السائب الکلبی) کہتے تھے کہ اسماعیلؑ کی ماں کا نام آجر (بہ الف ممدودہ) ہے ہاجر (بہ ہائے مہملہ) نہیں ہے۔

ابوہریرہؓ کہتے ہیں، ابراہیمؑ اور سارہ ایک جبار کے پاس سے گزریں، اسے اطلاع ملی تو ابراہیمؑ کو بلا کے پوچھا:

یہ تیرے ساتھ کون ہے؟

جواب دیا، یہ میری بہن ہے۔

ابوہریرہؓ نے (یہ قصہ کہتے وقت) بیان کیا کہ ابراہیم بجز تین مرتبہ کے اور کبھی جھوٹ نہ بولے دو مرتبہ تو اللہ تعالےٰ کے متعلق اور ایک مرتبہ اپنی بیوی کے متعلق جھوٹ بولے تھے۔ اللہ تعالےٰ کے متعلق تو یہ جھوٹ بولے تھے کہ ایک واقعے میں کہا، اِنّی سَقِیۡمٌ (میں بیمار ہوں) دوسرے واقعہ میں کہا، بل فعلہ کبیرھم ھذا (میں نے تو نہیں بلکہ ان کے بڑے نے یہ کام کیا ہے) اور بیوی کے متعلق یہ جھوٹ تھا کہ اس جبّار سے کہا: یہ تو میری بہن ہیں۔

جبّار کے ہاں سے نکل کے ابراہیمؑ جب سارہ کے پاس آئے تو ان سے کہا: اس جبّار نے مجھ سے تیری نسبت سوال کیا تھا، میں نے اسے بتایا کہ تو میری بہن ہے۔ اور حقیقت میں اللہ تعالےٰ کے رشتہ سے تو میری بہن ہے، تجھ سے بھی اگر وہ پوچھے تو اپنے آپ کو میری بہن بتانا۔

جبار کے طلب کرنے پر سارہ جب اس کے پاس لائی گئیں تو اللہ تعالےٰ سے دعا کی کہ اس کے شر سے انھیں محفوظ رکھے۔ ایوب (کہ اس روایت کے ایک راوی ہیں) کہتے ہیں کہ سارہ کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ جبار کا ہاتھ (قدرۃ کاملہ کی دستگیری سے) پکڑ لیا گیا اور بڑی سخت گرفت ہوئی ناچار اس نے سارہ سے عہد کیا کہ یہ گرفت جاتی رہی تو پھر اس کے قریب نہ آئے گا (ہاتھ نہ بڑھائے گا) سارہ نے دعا کی وہ گرفت جاتی رہی اب پھر اس نے قصد کیا تو دوبارہ ایسی

گرفت میں آیا جو پہلے سے بھی شدید تھی۔ مکرر عہد کیا کہ اس بلا سے رہائی ملی تو قریب تک نہ آئے گا۔ سارہ نے پھر دعا کی اور پھر اسے نجات مل گئی تو تیسری مرتبہ بھی اس نے قصد کیا جس کی پاداش میں پہلی دو بار سے کہیں زیادہ شدت کے ساتھ گرفتار ہوا۔ اب کے پھر عہد کیا کہ چھوٹ جائے تو پاس نہ پھٹکے گا، سارہ نے اب کے بھی دعا کی اور وہ چھوٹ گیا۔ سارہ کو جو لایا تھا اسے (بلا کے) کہا۔

اسے (یعنی سارہ کو) یہاں سے باہر نکال، تو یہ میرے پاس انسان کو نہیں لایا، شیطان کو لے کے آیا۔

(واپس بھیجتے ہوئے) سارہ کی خدمت کے لئے ہاجرہ کو بھی ساتھ کر دیا، جب وہ ابراہیمؑ صلی اللہ علی نبینا و علیہ وسلم کے پاس لوٹیں تو وہ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے اور اللہ تعالےٰ سے دعا کر رہے تھے، سارہ نے کہا:

ابراہیمؑ تجھے بشارت ہو کہ اللہ تعالےٰ نے اس کافر فاجر کا ہاتھ روک لیا اور ہاجرہ کو اس نے میری خدمت کے لئے دیا۔ اس واقعہ کے بعد ہاجرہ ابراہیم صلی اللہ علی نبینا و علیہ وسلم کی ہو گئیں اور ان کے بطن سے اسماعیلؑ پیدا ہوئے (صلوات اللہ وسلامہ علیہ)

ابو ہریرہؓ نے یہ سب بیان کر کے کہا: اے آسمانی مینھ کی اولاد! یہ تھیں تمہاری ماں۔ کہ اسحاقؑ کی ماں کی ایک لونڈی تھیں۔

ابن شہاب زہری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم قبطیوں پر غالب آؤ اور وہ تمہارے محکوم ہو جائیں تو ان کے ساتھ احسان کرنا کیونکہ وہ عہد و ذمہ رکھتے ہیں اور ان سے قرابت ہے۔ آنحضرتؐ کی مراد اسماعیلؑ کی ماں سے ہے کہ وہ اسی قوم کی تھیں۔

لے اصل میں ہے: یا بَنِی مَاءِ السَّمَاءِ یعنی اے آسمانی مینھ کی اولاد کیوں کہ مَاءُ السَّمَاءِ آسمانی مینھ کو کہتے ہیں، لیکن واقعہ یہ ہے کہ ماء السماء ایک عربیہ خاتون کا لقب تھا جو عراق کے ایک عرب بادشاہ منذر لخمی کی ماں تھی اس کا رنگ بہت ہی صاف نکھرا ہوا تھا۔ اس لئے آسمانی مینھ سے تشبیہ دیتے تھے جو بالکل ہی خالص ہوتا ہے، یہ عہد جاہلیت کی بات ہے، مگر اسلام . . . . میں بھی یہ خاندان بہت ہی شریف اور نہایت ہی نامور مانا جاتا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اسی خاندان کے لوگوں کو یہ قصہ سنا رہے تھے اور انھیں کا فخر شرافت نسبی (باقی صد ۷۹ پر)

ابن عباسؓ کہتے ہیں، عورتوں نے پہلے پہل بڑے بڑے لانبے چوڑے دوپٹے جو اوڑھنے شروع کئے تو وہ اس بنا پر تھے کہ حضرت اسماعیل علی نبینا وعلیہ السلام کی ماں نے یہ لباس اختیار کیا تھا (نیچے دوپٹے سے جو چلتے وقت زمین کو جھاڑتا چلے گا) سارہ کو ان کا نشان اور کھوج نہ مل سکے گا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب انھیں (وہ ان کے فرزند اسماعیلؑ) کو لے کے ابراہیمؑ گئے چلے تھے۔

ابوجہم بن حذیفہ بن غانم کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام پر وحی نازل کر کے حکم دیا کہ بلد اللہ الحرام (مکہ مبارکہ) چلے جائیں۔ امتثال امر میں ابراہیمؑ براق پر سوار ہوئے۔ اسماعیلؑ کو کہ دو برس کے تھے اپنے آگے بٹھا لیا اور ہاجرہ کو پیچھے۔ ساتھ میں جبرئیل تھے جو بیت اللہ کا راستہ بتاتے چل رہے تھے۔ اسی کیفیت سے مکہ پہنچے تو وہاں اسماعیلؑ اور انکی ماں کو بیت اللہ کے ایک گوشے میں اتارا اور خود شام واپس گئے۔

عقبہ بن بشیر نے محمد بن علیؓ سے پوچھا: عربی زبان میں پہلے پہل کس نے کلام کیا تھا؟

جواب دیا: اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام نے جب کہ وہ تیرہ برس کے تھے۔

(محمد بن علی کی کنیت ابوجعفر تھی، عقبہ کہتے ہیں) میں نے پھر پوچھا۔ ابوجعفر! اس سے پہلے لوگوں کی زبان کیا تھی؟

کہا: عبرانی

میں نے مکرر سوال کیا: اللہ تعالیٰ اس زمانے میں اپنے پیغمبروں اور بندوں پر کس زبان میں اپنا کلام نازل کرتا تھا۔

جواب دیا: عبرانی میں۔

محمد بن عمر الاسلمی کئی اہل علم سے روایت کرتے ہیں: اسماعیلؑ جب پیدا ہوئے اسی زمانے میں عربی زبان ان کو الہام ہوئی۔ بخلاف ان کے تمام دوسرے فرزندان ابراہیم کی وہی زبان تھی جو ان کے باپ کی تھی (یعنی عبرانی یا سریانی)۔

(پچھلے صفحہ کا باقی) کم کہنے کے لئے کہا تھا کہ تم جن کی نسل میں ہو وہ تو خود ایک لونڈی تھیں، بات یہ ہے کہ جس خاندان میں تقویٰ ہو وہ بہرحال شریف ہے ورنہ کچھ بھی نہیں۔

محمد بن السائب کہتے ہیں: اسماعیلؑ نے عربی میں کلام نہیں کیا تھا اور اپنے باپ کی مخالفت جائز نہیں رکھی تھی، عربی میں تو انکی اولاد میں سے پہلے پہل ان لوگوں نے کلام کیا ہے جو ددماں کی جانب سے) رعلہ بنت لیشجب بن یعرب بن لوذان بن جُرہُم بن عامر بن سبا بن یقطن بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح کی اولاد تھے۔

حُیی بن عبد اللہ کہتے ہیں: یہ روایت مجھ تک پہنچی ہے کہ اسماعیل پیغمبر علی نبینا وعلیہ السلام نے اپنا ختنہ اس وقت کیا جب وہ تیرہ برس کے تھے۔

علیؒ بن رباح لخمی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمام عرب اسماعیل بن ابراہیمؑ کی اولاد ہیں علیہما السلام۔

محمد بن اسحاق بن یسار اور محمد بن السائب الکلبی دونوں صاحبوں کا بیان ہے: اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام کے بارہ لڑکے ہوئے:

۱:۔ نیاوذ، کہ بنت اور نابت بھی انھیں کو کہتے ہیں اور خلف اکبر بھی وہی تھے۔

۲:۔ قیذر

۳:۔ اَذبل

۴:۔ منسی، کہ انھیں کا نام منشی بھی ہے۔

۵:۔ مسمع، کہ مستماعہ بھی انھیں کو کہتے ہیں۔

۶:۔ دماء۔ کہ دوما سے بھی وہی موسوم ہیں اور انھیں کے نام سے دومۃ الجندل منسوب ہے۔

۷:۔ ماشی

۸:۔ اَذر

۹:۔ طیما

۱۰:۔ یطور

۱۱:۔ نیش

۱۲:۔ قیذما

ان سب کی ماں رعلہ تھیں جو بروایت محمد بن اسحاق ابن یسار مُضاض بن عمرو جرہمی

کی، اور بروایت محمد بن السائب الکلبی، یشجب بن یعرب کی بیٹی تھیں، یشجب کا سلسلۂ نسب محمد بن السائب کی پہلی روایت میں آچکا ہے۔ محمد بن السائب یہ بھی کہتے ہیں کہ رعلۃ جرہمیہ سے پہلے اسمٰعیلؑ نے عمالقہ میں بھی ایک عورت سے نکاح کیا تھا جس کے باپ کا نام صیدی تھا۔ یہ وہی عورت ہے کہ ابراہیمؑ جب اس کے پاس آئے تھے تو وہ سخت کلامی سے پیش آئی تھی۔ اسمٰعیلؑ نے اس کو چھوڑ دیا اور اس سے کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی۔

زید بن اسلم کہتے ہیں: اسماعیلؑ جب بیس (۲۰) برس کے ہوئے تو ان کی ماں ھاجر نوّے (۹۰) برس کی عمر میں انتقال کر گئیں، اسماعیلؑ نے انھیں مقام حجرؓ میں دفن کیا۔

ابوجہم کہتے ہیں، اللہ تعالےٰ نے ابراہیمؑ پر وحی نازل کی کہ بیت اللہ (خانہ کعبہ) کی تعمیر کریں۔ ابراہیمؑ اسوقت سو (۱۰۰) برس کے تھے اور اسماعیلؑ تیس (۳۰) برس کے، دونوں پیغمبروں نے مل کے یہ عمارت بنائی۔ ابراہیم کے بعد اسماعیلؑ نے انتقال کیا تو اپنی ماں کے ساتھ کعبے کے متصل حجر کے اندر دفن ہوئے۔ ان کی وفات پر نابت بن اسماعیلؑ خانۂ کعبہ کے متولی ہوئے۔ قوم جرہم کے لوگ جو ان کے ماموں تھے وہ بھی اس تولیت میں شریک تھے۔

اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروہ کہتے ہیں، بجز تین پیغمبروں کے اور کسی پیغمبر کی قبر معلوم نہیں۔

(۱) اسماعیلؑ کی قبر جو میزاب کے تلے رکن اور خانۂ کعبہ کے درمیان ہے۔

(۲) ہُودؑ کی قبر جو ریت کے ایک بہت بڑے ترچھی وضع کے ایک ٹیلے کے اندر یمن کے ایک پہاڑ کے نیچے واقع ہے۔ اس قبر پر تندمی کا درخت بھی ہے اور یہ بہت ہی گرم مقام ہے۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر، کہ درحقیقت تینوں قبریں انھیں پیغمبروں کی قبریں ہیں۔ (صلوات اللہ علیہم اجمعین)

مابین آدم و محمد علیہما السلام

حضرت آدم علیہ السلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کتنی صدیاں گزریں

عکرمہؒ کہتے ہیں: آدمؑ اور نوحؑ کے درمیان دس قرن کا زمانہ حائل ہے، یہ تمام نسلیں دین اسلام پر قائم تھیں۔

محمد بن عمر بن واقد الاسلمی کئی اہل علم سے روایت کرتے ہیں جن سب کا قول یہ ہے۔
آدمؑ و نوحؑ کے درمیان دس قرن گزرے۔ ہر قرن ایک سو (۱۰۰) برس، نوحؑ و ابراہیمؑ کے درمیان دس قرن، قرن سو برس، ابراہیمؑ و موسیٰؑ بن عمران کے درمیان دس قرن ہر قرن سو برس۔
ابن عباسؓ کہتے ہیں: موسیٰؑ بن عمران و عیسیٰؑ بن مریمؑ کے درمیان ایک ہزار نو سو (۱۹۰۰) برس گزرے، یہ درمیانی زمانہ عہد فترت[1] نہ تھا، ان دونوں پیغمبروں کے درمیانی عہد میں بنی اسرائیل میں ایک ہزار پیغمبر مبعوث ہوئے اور دوسری قوموں میں جو پیغمبر بھیجے گئے وہ ان کے علاوہ ہیں، عیسیٰؑ کی ولادت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان پانچ سو انہتر (۵۶۹) برس کا فصل ہے جس کے ابتدائی زمانے میں تین پیغمبر مبعوث ہوئے، کلام اللہ میں اسی کے متعلق ہے:۔ اذ ارسلنا الیھم اثنین فکذبوھما فعززنا بثالث (وہ واقعہ یاد کرو جب ہم نے ان کے پاس دو شخص بھیجے تو انھوں نے ان کی تکذیب کی آخر ہم نے تیسرے سے انھیں غلبہ دیا) وہ تیسرے پیغمبر شمعونؑ تھے جنکی بدولت غلبہ حاصل ہوا یہ حواریوں[2] میں سے تھے۔

عہد فترت جس میں اللہ تعالٰی نے کوئی رسول نہ بھیجا، چار سو چونتیس برس رہا۔
عیسیٰؑ ابن مریمؑ کے بارہ حواری تھے۔ ان کی پیروی تو بہتوں نے کی مگر ان سب میں حواری بارہ ہی تھے۔ حواریوں میں دھوبی اور شکاری (صیاد) بھی تھے۔ یہ سب لوگ پیشہ ور دستکار تھے کہ اپنے ہاتھوں سے کام کرتے تھے یہی حواری اصفیاء (برگزیدہ) نکلے۔
عیسیٰؑ علی نبینا و علیہ السلام جب اٹھائے گئے ہیں تو بتیس (۳۲) برس چھ (۶) مہینے کے تھے ان کی نبوت (۳۰) مہینے رہی، اللہ تعالٰی نے انھیں مع جسم کے اٹھالیا، وہ اس وقت زندہ ہیں عنقریب دنیا میں واپس آئیں گے، دنیا کے بادشاہ ہو جائیں گے، پھر اسی طرح وفات پائیں گے جس طرح سب لوگوں کو وفات ہوا کرتی ہے۔
عیسیٰؑ کی بستی کا نام ناصرہ تھا۔ ان کے اصحاب کو ناصری کہتے تھے، اور خود عیسیٰؑ ناصری

---

[1] عہد فترت وہ زمانہ جس میں ایک پیغمبر کے بعد دوسرا پیغمبر مبعوث نہ ہوا ہو۔
[2] حواری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انصار رضی اللہ عنہم۔

کہے جاتے تھے، نصاریٰ کا نام اسی لئے نصاریٰ پڑا۔

انبیا علیہم السلام کے نام و نسب

ابوذرؓ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کیا کہ پہلے نبی کون تھے؟

فرمایا: آدمؑ

میں نے گذارش کی: کیا وہ نبی تھے؟

فرمایا: ہاں، وہ ایسے نبی تھے کہ اللہ تعالےٰ ان سے کلام کرتا تھا۔

عرض کی: اچھا، تو رسول کتنے ہیں؟

فرمایا: تین سو پندرہ (۳۱۵) کی ایک بڑی تعداد۔

جعفرؓ بن ربیعہ اور زیادؒ (مصعبؓ کے آزاد غلام) کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آدمؑ کے متعلق سوال کیا گیا کہ آیا وہ نبی تھے؟ فرمایا کیوں نہیں، وہ نبی تھے، اللہ تعالےٰ ان سے کلام کرتا تھا۔

محمد بن السائب الکلبی کہتے ہیں: پہلے پہل جو نبی (پیغمبر) مبعوث ہوئے۔ وہ ادریسؑ تھے خنوخ بن یارذ بن مہلائل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدمؑ وہی ہیں۔

(۲) نوحؑ بن لمک بن متوشلخ بن خنوخؑ، کہ ادریسؑ وہی تھے۔

(۳) ابراہیمؑ بن تارح بن ناحور بن ساروغ بن ارغوا بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوحؑ۔

(۴) اسماعیلؑ اور اسحاقؑ فرزندان ابراہیم علیہم السلام۔

(۵) یعقوبؑ بن اسحاقؑ بن ابراہیمؑ۔

(۶) یوسف بن یعقوب بن اسحاقؑ۔

(۷) لوطؑ بن ہاران بن تارح بن ناحور بن ساروغ، کہ خلیل الرحمٰن ابراہیمؑ کے بھتیجے تھے۔

(۸) ہودؑ بن عبداللہ بن الخلود بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوحؑ۔

(۹) صالحؑ بن آسف بن کماشج بن اروم بن ثمود بن جاثر بن ارم بن سام بن نوحؑ۔

(۱۰) شعیبؑ بن یوبب بن عیفا بن مدین بن ابراہیم خلیل الرحمٰن۔
(۱۱) موسیٰؑ (۱۲) وہارونؑ، فرزندان عمران بن قاہث بن لاوی بن یعقوبؑ بن اسحاقؑ بن ابراہیمؑ۔
(۱۳) الیاسؑ بن تشبین بن العازر بن ہارونؑ بن عمران بن قاہث بن لاوی بن یعقوبؑ۔
(۱۴) الیسعؑ بن عزری بن نشوتلخ بن افرائیم بن یوسفؑ بن یعقوبؑ بن اسحاقؑ۔
(۱۵) یونسؑ بن متّی کہ فرزندان یعقوبؑ بن اسحاقؑ بن ابراہیمؑ کے سلسلہ نسب میں تھے۔
(۱۶) ایوبؑ بن زارح بن اموص بن لیفرزن بن العیص بن اسحاقؑ بن ابراہیمؑ۔
(۱۷) داؤدؑ بن ایشا بن عُوَید بن باعر بن سلمون بن نحشون بن عمیناذب بن ارم بن حصرون بن فارص بن یہوذا بن یعقوبؑ بن اسحاقؑ بن ابراہیمؑ۔
(۱۸) سلیمانؑ بن داؤدؑ۔
(۱۹) ذکریاؑ بن لبشوی کہ یہوذا بن یعقوب کی نسل میں تھے۔
(۲۰) یحییٰؑ بن ذکریاؑ۔
(۲۱) عیسیٰؑ بن مریمؑ بنت عمران بن ماثان کہ یہوذا بن یعقوبؑ کی اولاد میں تھے۔
(۲۲) محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب

اسمائے آبائے حضرت نبویؐ تا آدم علیہ السلام

ہشام بن محمد بن السائب بن بشیر الکلبی کہتے ہیں: میں ہنوز لڑکا ہی تھا کہ میرے والد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلۂ نسب کی یوں تعلیم دی۔

محمد الطیب المبارک (صلی اللہ علیہ وسلم) ابن عبداللہ بن عبدالمطلب، جن کا نام شیبۃ الحمد تھا۔ ابن ہاشم جن کا نام عمرو تھا، ابن عبدمناف، جن کا نام مغیرہ تھا، ابن قصی جن کا نام زید تھا ابن کلاب بن مرہ بن کعب ابن غالب بن فہر، جامعۂ قرشیت فہر ہی تک پہنچتا ہے، جو فہر سے مافوق گزرے ہیں انھیں قرشی (یا قریشی) نہیں کہتے۔ کنانی کہتے ہیں۔ فہر کے والد مالک بن النضر تھے، نضر کا نام قیس تھا، ابن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ، جن کا نام عمرو تھا، ابن الیاس

بن مضر ابن نزار بن معد بن عدنان ۔

کریمہؓ بنت مقدادؓ بن الاسود البرانی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معدّ کے والد عدنان تھے، ابن اُدَد بن یری ابن اعراق الثّری ۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نسب کا تذکرہ فرماتے تو اپنے سلسلۂ نسب کو معدّ بن عدنان اُدَد سے آگے نہ بڑھاتے بلکہ یہاں تک پہنچ کر رک جاتے اور ارشاد فرماتے، سلسلۂ نسب ملانے والے جھوٹے ہیں، اللہ تعالےٰ تو فرماتا ہے، وقروناً بین ذلک کثیرا ۔ (اس بیچ میں بہت سی نسلیں گزریں)

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اس کو (یعنی عدنان بن اُدَد سے آگے کے سلسلۂ نسب کو) جاننا چاہتے تو جان لیے ہوتے ۔

عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ عبداللہ آیت وعاداً وثمودا پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ جو لوگ ان کے (یعنی عاد وثمود کے) بعد گزرے انھیں بجز خدا کے اور کوئی نہیں جانتا، سلسلہ نسب ملانے والے (نسّاب) جھوٹے ہیں ۔

ہشام بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ معد و اسماعیل علی نبینا وعلیہ السلام کے درمیان تیس (۳۰) سے کچھ اوپر پشتیں گزری ہیں، وہ (یعنی محمد بن السائب) ان پشتوں کے نام نہیں لیتے تھے اور نہ ان کے سلسلے ملاتے تھے ۔ عجب نہیں یہ اس لئے چھوڑ دیا ہو کہ ابو صالح کی حدیث بروایت ابن عباسؓ ان کے گوش گزار ہوئی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سلسلہ نسب بیان کرنے میں معد بن عدنان تک پہنچتے تھے تو رک جاتے تھے ۔

ہشام کہتے ہیں ایک شخص نے میرے والد سے مجھے یہ روایت سنائی ۔ مگر خود میں نے ان سے یہ روایت نہیں سنی تھی ۔ وہ روایت یہ ہے کہ میرے والد معد بن عدنان کا سلسلہ نسب یوں بیان کرتے تھے ۔

معدّ بن عدنان بن اُدد بن الہمیسع بن سلامان بن عوص بن یوز بن قموال بن اُبَی بن العوام بن ناشد بن حزا بن بلداس بن تدلاف بن طابخ بن جاحم بن ناحش بن ماخی بن عیفی بن عبقر بن عبید بن الدعا بن حمدان بن سنبر بن یثربی بن یحزن بن یلحن بن ارعوی بن عیفی بن دیشان بن عیصر

بن اقناد بن ایہام بن مقصی بن ناحث بن زارح بن شمی بن مزی بن عوام بن قیذر بن اسماعیل بن ابراہیم علیہ السلام۔

ہشام بن محمد کہتے ہیں: تدمر کے ایک شخص نے جس کی کنیت ابو یعقوب تھی اور جو بنی اسرائیل کے مسلمین میں سے تھا، اسرائیلیوں (یہودیوں) کی کتابیں بھی پڑھی تھیں ان کے علوم سے بھی باخبر تھا۔ اس نے بیان کیا کہ یہ نام عبرانی زبان سے ترجمہ ہوئے ہیں۔ بورخ ابن ناریہ نے ارمیا کے کاتب تھے معدّ بن عدنان کا سلسلہ نسب اپنے ہاں ثبت کیا ہے۔ اپنی کتابوں میں لکھا ہے، اخبار اہل کتاب و علمائے یہود میں یہ مشہور ہے اور ان کی کتابوں میں مذکور ہے، جو نام انھوں نے لکھے ہیں انھیں ناموں کے قریب قریب ہیں، جو باہمی اختلاف ہے وہ زبان کی حیثیت سے ہے، کیونکہ۔

ہشام بن محمد کہتے ہیں: میں نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ معدّ، عیسیٰ ابن مریمؑ کے عہد میں تھے۔ ان کا سلسلہ نسب یوں ہے:

معد بن عدنان بن اود بن زید بن یقدر بن یقدم بن امین بن منحر بن صابوح ابن الهمیسع بن یشجب بن یعرب بن العوام بن نبت بن سلیمان بن حمل بن قیذر بن اسماعیلؑ بن ابراہیمؑ۔

ہشام کہتے ہیں کہ بعض علما نے سلسلۂ انساب میں عوام کو ہمیسع پر مقدم رکھا ہے (یعنی پہلے ہمیسع کا زمانہ گزرا ہے پھر عوام ہوئے ہیں) ان راویوں نے عوام کو ہمیسع کی اولاد میں قرار دیا ہے۔

ہارون بن ابی عیسیٰ شامی کہتے ہیں محمد بن اسحاق اپنی بعض روایتوں میں معد بن عدنان کا سلسلۂ نسب دوسرے طریق پر بیان کرتے تھے۔ وہ یوں کہتے تھے۔

معد بن عدنان بن مقوم بن ناحور بن تیرح بن یعرب بن یشجب بن نابت بن اسماعیلؑ۔

انھیں کی ایک دوسری روایت یہ بھی ہے:

معد بن عدنان بن اُدد بن ایتحب بن ایوب بن قیذر بن اسماعیلؑ بن ابراہیمؑ۔

محمد بن اسحاق کہتے ہیں، قصی بن کلاب نے بعض اشعار میں اپنے آپ کو قیذر کے سلسلہ نسب میں ظاہر کیا ہے۔

محمد بن سعد (مصنف کتاب): مجھے ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے اپنے والد کی روایت سے قصی کا وہ شعر یوں پڑھ کے سنایا تھا:۔

فلست لحاضن ان لم تقاتل • بما اولاد قیذر والنبیت

(یعنی قیذر و نبیت کی اولاد نے اللہ و نے شرف قدیم و سلسلہ لیکن اگر تم بیت دو اتیکی سے نسبت نہیں رکھی ہے تو پھر میں بھی اس سے بری ہوں)

ابو عبداللہ محمد بن سعد: معد کے قیذر بن اسماعیلؑ کی اولاد میں ہونے کی نسبت ہمیں علمائے انساب میں کوئی اختلاف نظر نہ آیا، یہ جو نسبتی اختلاف ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ راویوں کو ان کا سلسلہ نسب یاد نہ تھا۔ بلکہ یہ اہل کتاب سے ماخوذ ہے کہ انھیں سے عربی میں یہ نام نقل ہوئے اور اسی بنا پر اختلاف بھی پیدا ہوا۔ یہ طریقہ اگر درست و صحیح ہوتا اور اس سلسلہ میں کوئی غلطی نہ ہوتی تو سب سے بڑھ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہونا چاہئے تھا۔ ہمارے نزدیک تو امر حق یہ ہے کہ معد بن عدنان تک ہم اس سلسلے کا تسلسل متیقن مانتے ہیں۔ پھر اس کے اوپر عدنان سے لے کے اسماعیلؑ بن ابراہیمؑ تک خاموش رہتے ہیں۔

عروۃ بن الزبیرؓ کہتے ہیں ہم نے کسی کو ایسا نہ پایا جو معد بن عدنان سے اوپر کے سلسلۃ النسب سے آگاہ ہوتا۔

ابو الاسود کہتے ہیں: میں نے ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ معد بن عدنان سے اوپر کے سلسلۂ نسب کے متعلق ہم کو نہ تو کسی عالم کے علم میں کوئی ثابت و مستحق بات ملی اور نہ کسی شاعر کے شعر میں۔

عبداللہ بن خالد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مُضر کو برا نہ کہو (گالیاں نہ دو) وہ تو اسلام لا چکے تھے (مسلمان ہو گئے تھے)۔

محمد بن السائب کہتے ہیں: بخت نصر (بنوکد نضر) نے جب یمن کے قلعوں پر حملہ کیا ہے تو معد بھی اس مہم میں بخت نصر ہی کے ساتھ تھے۔

محمد بن السائب کہتے ہیں: معد بن عدنان کی اولاد حسب ذیل ہے:۔

(۱) نزار، کہ نبوت و ثروت و خلافت انھیں کی اولاد میں ہے (۲) قُنُص (۳) قُناصہ (۴) اسنام (۵) العُرف (۶) عوف (۷) شک (۸) حیدان (۹) حیدۃ (۱۰) عبید الرماح (۱۱) جنید (۱۲) جُنادہ (۱۳) القحم (۱۴) ایاد۔

ان سب کی ماں معانہ تھیں، بنت جوشم بن جلہمۃ بن عمرو بن وَدَّوۃ بن جرہم، اور قضاعۃ ان کی ماں کے بھائی (ماموں) تھے، مگر بعض بنی قضاعہ اور بعض علمائے انساب کہتے ہیں کہ قضاعہ معد کے بیٹے تھے اور معد کی کنیت انھیں کے نام پر تھی (یعنی ابو عمرو)، واللہ اعلم۔ قضاعہ کا نام عمرو تھا۔ وہ قضاعہ اس لئے کہے گئے کہ اپنی قوم سے منقضع (منقطع) ہو کے دوسرے لوگوں سے جاملے انقطاع کی جگہ انقضاع کہنا یہ ان لوگوں کی زبان ہے۔

نزار کے علاوہ معد بن عدنان کی اور جس قدر اولاد تھی سب کی سب دوسرے دوسرے قبائل میں پھیل گئی جن میں بعض معد ہی سے منسوب رہے۔ نزار بن معد کے صلب سے مضر و ایاد پیدا ہوئے جن کی ماں سَودۃ بنت عَک تھیں، نزار کی کنیت ایاد ہی کے نام پر تھی (یعنی ابو ایاد) تیسرے فرزند ربیعہ تھے کہ ربیعۃ الفرس وہی ہیں اور انھیں کو القشعم کہتے ہیں، چوتھے انمار تھے۔ ربیعہ و انمار کی ماں خدالہ بنت وعلان بن جوشم بن جُلہمہ بن عمرو بن جرہم تھیں۔ مُضر کو مُضر الحمرآء ایاد کو ایاد الشمطاء و ایاد البلقا، ربیعہ کو ربیعۃ الفرس اور انمار کو انمار الحمار کہتے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بجیلہ و خثعم کے والد انمار تھے، واللہ اعلم۔

ہشام بن محمد اپنے والد محمد بن السائب وغیرہ سے روایت کرتے ہیں، ابراہیمؑ کا باپ آذر تھا قرآن میں تو اسی طرح ہے مگر توراۃ میں ابراہیمؑ کو تارح کا بیٹا کہا ہے اور بعض یوں کہتے ہیں۔

آذر بن تارح بن ناحور بن ساروغ کہ انھیں شروغ بھی کہتے ہیں، ابن ارعوا، کہ انھیں ارعوا بھی کہتے ہیں، ابن فالغ کہ انھیں فالخ بھی کہتے ہیں ابن عابر بن شالح کہ ان کو شالخ بھی کہتے ہیں، ابن ارفخشذ بن سام بن نوح پیغمبر علیہ السلام، ابن لمک بن متوشلخ کہ انھیں موسلخ بھی کہتے ہیں۔ ابن خنوخ کہ وہی ادریس پیغمبر تھے علیہ السلام ابن یرذ کہ الیارذ بھی وہی ہیں اور انھیں کو الیاذر بھی کہتے ہیں ابن مہلائیل بن قینان بن انوس بن شیثؑ کہ انھیں کو شث بھی کہتے ہیں اور وہی ہبۃ اللہ بھی ہیں ابن آدم صلی اللہ نبینا و علیہ وسلم تسلیماً کثیراً۔

اُمّہات جناب نبویؐ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلۂ مادری

محمد بن السائب کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ آمنہ تھیں، بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مُرّہ۔

آمنہ کی والدہ برہ تھیں، بنت عبد العزّیٰ بن عثمان بن عبد الدار بن قصی بن کلاب۔

برّہ کی والدہ اُمّ حبیب تھیں، بنت اسد بن عبد العزیٰ بن قصیؔ بن کلاب۔

ام حبیب کی والدہ برّہ تھیں، بنت عوف بن عُبَید بن عویج بن عدی بن کعب بن لویؔ۔

برّہ کی والدہ قلابہ تھیں، بنت حارث بن مالک بن حباشہ بن غنم بن لحیان بن عادیہ بن صعصعۃ بن کعب بن ہند بن طابخۃ بن لحیان بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مُضر۔

قلابہ کی والدہ امیمہ تھیں، بنت مالک بن غنم بن لحیان بن عادیہ بن صعصعۃ۔

امیمہ کی والدہ دب تھیں بنت ثعلبہ بن الحارث بن تمیم بن سعد ابن ہذیل بن مُدرکہ۔

دُبّ کی والدہ عاتکہ تھیں، بنت غاضرۃ بن حُطَیط بن جشم بن ثقیف کہ انھیں کا نام قسی بھی تھا بن مُنبّہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خَصَفۃ بن قیس بن عیلان، کہ ان کا نام لیلیٰ تھا، بن مُضر۔

عاتکہ کی والدہ لیلیٰ تھیں، بنت عوف بن قسی، کہ انھیں کو ثقیف بھی کہتے ہیں۔

وہب بن عبد مناف بن زہرۃ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا تھے، ان کی والدہ قیلۃ تھیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہند بنت ابی قیلہ ان کی والدہ تھیں ابو قیلہ کا نام وجز تھا، بن غالب بن الحارث بن عمرو بن ہلکان بن افصیٰ بن حارثہ کہ قبیلہ خزاعہ کے تھے

قیلہ یا ہند بنت ابی قیلہ کی والدہ سلمیٰ تھیں، بنت لُوَیؔ بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ۔

سلمیٰ کی والدہ مادیہ تھیں بنت کعب بن القین، جو قبیلہ قضاعہ کے تھے۔

وجز (ابو قیلہ) ابن غالب کی والدہ سُلافہ تھیں، بنت وہب بن البکیر ابن مجدعہ

بن عمرو کہ از روئے خاندان بنی عمرو بن عوف اور از روئے قبیلہ اوس کے سلسلے میں تھے۔

سُلافہ کی والدہ قیس کی بیٹی تھیں اور قیس ربیعہ کے بیٹے اور بنی مازن میں تھے یعنی مازن بن لُوی بن ملکان اقصیٰ جو اسلم بن اقصیٰ کے بھائی تھے۔

ان کی والدہ نجبہ تھیں۔ بنت عبید بن الحارث کہ حارث بن الخزرج کے خاندان میں تھے

عبدمناف بن زہرہ کی والدہ حُبّی تھیں، بنت مالک بن قُصَیَّہ بن سعد بن ملیح بن عمرو، کہ قبیلۂ خزاعہ کے تھے۔

زہرۃ بن کلاب کی والدہ اُمّ قصّی تھیں جن کا نام فاطمہ تھا۔ بنت سعد بن سیل، کہ انھیں کا نام خیر بھی ہے، بن جمالہ بن عوف بن عامر الجادر کہ قبیلہ ازد کے تھے۔

محمد بن السائب کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ مادری میں پانسو (۵۰۰) ماؤں کے نام لکھے مگر ان میں کسی ایک کے متعلق میں نے زنا (یا ناجائز تعلق) اور کوئی ایسی بات نہ پائی جس کا علاقہ رسوم جاہلیت سے تھا۔

جعفرؒ بن محمد اپنے والد محمدؒ بن علیؓ بن الحسینؓ (بن علیؓ بن ابی طالب) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واقعہ یہ ہے کہ میں فقط نکاح سے نکلا ہوں، سفاح سے نہیں نکلا ہوں (سفاح: زنا تعلق ناجائز) آدم سے لے کے اب تک وہی عفاف و طہارت نسل میں چلی آئی) اہل جاہلیت کے سفاح کا مجھ پر کچھ بھی شائبہ نہ پڑا میں نکلا ہوں تو صرف طہارت سے نکلا ہوں۔

عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں آدمؑ سے لے کے اب تک نکاح سے نکلا ہوں، سفاح سے نہیں نکلا ہوں۔

(اُمّ المومنین) عائشہؓ (صدیقہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نکاح سے نکلا ہوں، سفاح سے نہیں نکلا ہوں (یعنی خود آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام ہی نہیں بلکہ تمام آبائی حضرت رسالتؐ تا بہ آدم علیہ السلام کی تولید ایسے نکاح شرعی سے ہوئی جس پر ناجائز تعلقات کا کہ عہد جاہلیت میں بہ اصناف متنوعہ معمول و مروج تھے، مطلق پر تو تک نہیں پڑا)

فواطم و عواتک

سلسلۂ مادری جناب نبویؐ کی وہ بیبیاں جنکے نام فاطمہ اور عاتکہ تھے

عاتکہ کلام عرب میں ایسی بی بی کو کہتے ہیں جو پاک و طاہر ہو (از روئے لغت عاتک و عاتکہ، شریف و کریم و خالص اللوّن و صافی مزاج کو کہتے ہیں، خصوصاً وہ بیبیاں جو اس قدر خوشبو میں بسی ہوں کہ اس کی کثرت سے جسم سرخ ہو رہا ہو' فاطمہ وہ لڑکی جس کا دودھ چھڑایا گیا ہو یا اپنی ماں سے جدا کر دی گئی ہو۔ عرب میں ان خواتین کی شرافت ضرب المثل تھی اور اسی بنا پر غزوۂ حنین میں آنحضرتؐ نے فرمایا تھا: میں فواطم و عواتک کی اولاد ہوں۔

محمد بن السائب الکلبی کہتے ہیں: عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار ابن قصیؔ کی ماں جن کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے ہُضَیبہ تھیں، بنت عمرو بن عتوارۃ بن عائش بن ظُرب بن الحارث بن فہر۔

ہُضَیبہ کی ماں لیلیٰ تھیں، بنت ہلال بن وہیب بن ضبّۃ بن الحارث بن فہر۔

لیلیٰ کی ماں سلمیٰ تھیں، بنت محارب بن فہر۔

سلمیٰ کی ماں (۱) عاتکہ تھیں، بنت یخلد بن النضر بن کنانہ۔

عمرو بن عتوارۃ بن عائش بن ظُرب بن الحارث بن فہر کی ماں (۲) عاتکہ تھیں بنت عمرو بن سعد بن عوف بن قسیّ۔

عاتکہ کی ماں (الف) فاطمہ تھیں، بنت ہلال بن عمرو بن ثُمالہ کہ قبیلہ ازد کے تھے۔

اسد بن عبدالعزّیٰ بن قصی کی ماں، جن کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے خُطیّا تھیں، ان کا نام رَیطہ تھا بنت کعب بن سعد بن تیم بن مُرّہ۔

کعب بن سعد بن تیم کی ماں نُعم تھیں، بنت ثعلبہ بن وائلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر

نُعم کی ماں ناہیہ تھیں، بنت الحارث بن منقذ بن عمرو بن مَعیص بن عامر بن لوی۔

ناہیہ کی ماں سلمیٰ تھیں، بنت ربیعہ بن وُہیب بن ضباب بن حُجیر بن عبد بن مَعیص بن عامر بن لوی۔

سلمیٰ کی ماں خدیجہ تھیں، بنت سعد بن سہم۔

خدیجہ کی ماں (۳) عاتکہ تھیں، بنت عبدۃ بن ذکوان بن غاضرۃ بن صعصعہ۔

ضباب بن حجیر بن عبد بن معیص کی ماں (ب) فاطمہ تھیں، بنت عوف بن الحارث بن عبد مناۃ بن کنانہ۔

عُبَید بن عُویج بن عدِی بن کعب کی ماں، جن کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے مخشیہ تھیں، بنت عمرو بن سلول بن کعب بن عمرو کہ قبیلہ خزاعہ کے تھے۔

مخشیہ کی ماں (۴) عاتکہ تھیں بنت مُدلج بن مُرۃ بن عبد مناۃ ابن کنانہ۔

یہ تمام بیبیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کے سلسلہ میں ہیں۔

عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد) کی ماں (ج) فاطمہ تھیں بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم۔ سلسلۂ فواطم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ترین فاطمہ یہی ہوتی ہیں۔

فاطمہ کی ماں صخرہ تھیں بنت عبد بن عمران بن مخزوم۔

صخرہ کی ماں تخمر تھیں، بنت عبد بن قصیّ۔

تخمر کی ماں سلمیٰ تھیں، بنت عامر بن عُمیرۃ بن وَدِیعۃ بن الحارث بن فہر۔

سلمیٰ کی ماں (۵) عاتکہ تھیں، بنت عبداللہ بن وائلہ بن ظِرب بن عیاذۃ بن عمرو بن بکر بن یشکر بن الحارث کہ عدوان بن عمرو بن قیس وہی ہیں اور عبداللہ بن حرب بن وائلہ بھی انھیں کو کہا جاتا ہے۔

عبداللہ بن وائلہ بن ظِرب کی ماں (د) فاطمہ تھیں، بنت عامر بن ظرب بن عیاذہ۔

عمران بن مخزوم کی ماں سُعدیٰ تھیں، بنت وہب بن تیم بن غالب۔

سعدیٰ کی ماں (۶) عاتکہ تھیں، بنت ہلال بن وہب بن ضبّہ۔

ہاشم بن عبد مناف بن قصی کی ماں (۷) عاتکہ تھیں، بنت مُرّۃ بن ہلال بن فالج بن ذکوان بن ثعلبہ بن بُہثہ بن سُلیم بن منصور بن عکرمہ بن خصَفہ بن قیس بن عیلان، سلسلہ عواتک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ترین عاتکہ یہی ہوتی ہیں۔

ہلال بن فالج بن ذکوان کی ماں (۵) فاطمہ تھیں بنت عبید بن رُواس بن کلاب بن ربیعہ۔
کلاب بن ربیعہ کی ماں مجد تھیں، بنت تیم الادرم بن غالب۔
مجد کی ماں (۶) فاطمہ تھیں بنت معاویہ بن بکر بن ہوازن۔
مرۃ بن ہلال بن فالج کی ماں (۸) عاتکہ تھیں بنت عدی بن سہم کہ اسلمؓ کے سلسلہ میں تھے جو خزاعہ کے بھائی ہوتے ہیں۔
وہب بن ضبۃ بن الحارث بن ہر کی ماں (۹) عاتکہ تھیں، بنت غالب بن فہر۔
عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم کی ماں (ش) فاطمہ تھیں بنت ربیعۃ بن عبدالعزی بن رزام بن حجوش بن معاویہ بن بکر بن ہوازن۔
معاویۃ بن بکر بن ہوازن کی ماں (۱۰) عاتکہ تھیں، بنت سعد بن ہذیل بن مدرکہ۔
قصیّ بن کلاب کی ماں (ح) فاطمہ تھیں، بنت سعد بن سیل، کہ بطن جدرہ کے تھے جو قبیلہ ازد سے تھے۔
عبد مناف بن قصیّ کی ماں حبّیٰ تھیں، بنت حلیل بن حُبشیۃ الخزاعی۔
حبّیٰ کی ماں (ط) فاطمہ تھیں بنت نصر بن عوف بن عمرو بن الحیّ کہ قبیلہ خزاعہ کے تھے۔
کعب بن لوی کی ماں ماویہ تھیں، بنت کعب بن القین، کہ وہی لغان تھے۔ بن جسر بن شیع اللہ بن اسد بن وَبَرۃ بن تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ۔ ماویہ کی ماں (۱۱) عاتکہ تھیں بنت کاہل بن عذرۃ۔ لوی بن غالب کی ماں (۱۲) عاتکہ تھیں بنت یخلد بن النضر بن کنانہ۔
غالب بن فہر بن مالک کی ماں لیلیٰ تھیں، بنت سعد بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر
لیلیٰ کی ماں سلمیٰ تھیں، بنت طابخۃ بن الیاس بن مضر۔
سلمیٰ کی ماں (۱۳) عاتکہ تھیں، بنت الاسد بن الغوث۔

ہشام بن محمد بن السائب نے اپنے والد کے علاوہ دوسرے راوی کی اس روایت سے ہمیں خبر دی کہ عاتکہ بنت عامر بن الظرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ مادری میں تھیں، جس کا تسلسل یوں ہے:-

بیرہ بنت عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب کی ماں امیمہ تھیں، بنت مالک بن غنم بن سُوید بن حبشی بن عادیہ بن صعصعۃ بن کعب بن طابخۃ بن لحیان۔ امیمہ کی ماں قلابہ تھیں، بنت الحارث بن صعصعۃ بن کعب بن طابخۃ بن لحیان۔ قلابہ کی ماں دُبّ تھیں بنت الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل۔ دُبّ کی ماں لبنیٰ تھیں، بنت الحارث بن نمیر بن اسید بن عمرو بن تمیم۔ لبنیٰ کی ماں فاطمہ تھیں بنت عبداللہ بن حرب بن وائلہ۔ فاطمہ کی ماں زینب تھیں بنت مالک بن ناضرہ بن غاضرہ بن حُطیط بن جُشم بن ثقیف۔ زینب کی ماں عاتکہ تھیں بنت عامر بن ظرب۔ عاتکہ کی ماں شقیقہ تھیں بنت محن بن مالک کہ قبیلۂ باہلہ کے تھے شقیقہ کی ماں سَوْدَہ تھیں، بنت اسید بن عمرو بن تمیم۔

یہ ہیں عواتک جو تعداد میں (۱۳) تھیں اور فواطم جو دس (۱۰) تھیں۔

اُمّہات آبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرتؐ کے آبا و اجداد کا سلسلہ مادری

محمد بن السائب الکلبی کہتے ہیں، عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم کی ماں فاطمہ تھیں بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم۔

فاطمہ کی ماں صخرہ تھیں، بنت عبد بن عمران بن مخزوم۔

صخرہ کی ماں تخمر تھیں بنت عبد بن قصی۔

عبدالمطلب بن ہاشم کی ماں سلمیٰ تھیں، بنت عمرو بن زید بن لَبِید بن خداش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار، نجّار کا نام تیم اللہ تھا، بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج۔

سلمیٰ کی ماں عُمیرہ تھیں، بنت صخر بن حبیب بن الحارث بن ثعلبہ بن مازن بن النجار۔

عمیرہ کی ماں سلمیٰ تھیں بنت عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار بن النجار۔

سلمیٰ کی ماں اثیلہ تھیں، بنت زعور بن حَرام بن جُندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجّار

ہاشم بن عبد مناف کی ماں عاتکہ تھیں، بنت مُرّۃ بن ہلال بن فالج بن ذکوان بن ثعلبہ بن بُہثہ بن سُلیم بن منصور۔

عاتکہ کی ماں عادیہ تھیں۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ صفیہ ان کا نام تھا، بنت حوزہ بن عمرو بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن۔

عادیہ، یا بقول بعض صفیہ، کی ماں رقاش تھیں، بنت الاسحم ابن مُنَبِّہ بن اسد بن عبد مناۃ بن عائذ اللہ بن سعد العشیرہ، کہ قبیلۂ مذحج کے تھے۔

رقاش کی ماں کبشہ تھیں، بنت الرافقی بن مالک بن الحماس بن ربیعہ بن کعب بن الحارث بن کعب۔

عبد مناف بن قُصَی کی ماں حُبّٰی تھیں، بنت حُلَیل بن حُبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو بن عامر کہ قبیلۂ خزاعہ کے تھے۔

حُبّٰی کی ماں ہند تھیں، بنت عامر بن النضر بن عمرو بن عامر، کہ قبیلۂ خزاعہ کے تھے۔

ہند کی ماں لیلیٰ تھیں، بنت مازن بن کعب بن عمرو بن عامر کہ قبیلہ خزاعہ کے تھے۔

قصی بن کلاب کی ماں فاطمہ تھیں، بنت سعد بن سیل کہ انھیں کو خیر کہتے ہیں بن حمالۃ بن عوف بن عامر الجادر[1]، جو قبیلہ آزد کے تھے خانہ کعبہ کی جدار یعنی دیوار پہلے پہل انھیں نے تعمیر کی اسی لئے ان کا لقب جادر پڑ گیا۔

فاطمہ کی ماں ظریفہ تھیں، بنت قیس بن ذی الرأسین، جن کا نام اُمَیَّہ تھا، بن جشم بن کنانہ بن عمرو بن القین بن فہم بن عمرو بن قیس بن عیلان۔

ظریفہ کی ماں مُخزہ تھیں، بنت عامر بن کعب بن افرک بن بُدیل بن قیس بن عَبقر بن انمار۔

کلاب بن مرّہ کی ماں ہند تھیں، بنت سُریر بن ثعلبہ بن الحارث بن مالک بن کنانہ بن خُزیمہ

ہند کی ماں اُمامہ تھیں، بنت عبد مناۃ بن کنانہ۔

امامہ کی ماں ہند تھیں بنت دودان بن اسد بن خزیمہ۔

مرّہ بن کعب کی ماں مَخشیہ تھیں، بنت شیبان بن محارب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ

مَخشیہ کی ماں وحشیہ تھیں، بنت وائل بن قاسط بن ہنب بن افصی بن دُعمی بن جدیلہ

وحشیہ کی ماں ماویہ تھیں، بنت ضُبیعہ بن ربیعہ بن نزار۔

---

[1] جدار۔ دیوار۔ الجادر، جو دیوار بنائے۔

کعب بن لوی کی ماں ماویہ تھیں، بنت کعب بن القین، جن کا نام نعمان تھا، بن جسر بن سیع اللہ بن اسد بن وبرہ بن تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ۔

ماویہ کی ماں عاتکہ تھیں، بنت کاہل بن عذرہ۔

لوی بن غالب کی ماں عاتکہ تھیں بنت یخلد بن النضر بن کنانہ، اسی قول (روایت) پر سب کا اجماع ہے، مگر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ لوی بن غالب کی ماں سلمیٰ تھیں بنت کعب بن عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو بن عامر، کہ قبیلہ خزاعہ کے تھے۔

عاتکہ کی ماں آنیسہ تھیں، بنت شیبان بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل۔

انیسہ کی ماں تماضر تھیں، بنت الحارث بن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔

تماضر کی ماں رہم تھیں، بنت کاہل بن اسد بن خزیمہ۔

غالب بن فہر کی ماں لیلیٰ تھیں، بنت الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ غالب بن فہر کی ماں لیلیٰ بنت الحارث نہ تھیں، لیلیٰ بنت سعد تھیں، بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر۔

لیلیٰ کی ماں عاتکہ تھیں بنت الاسد بن الغوث۔

عاتکہ کی ماں زینب تھیں، بنت ربیعہ بن وائل بن قاسط بن ہنب۔

فہر بن مالک کی ماں جندلہ تھیں، بنت عامر بن الحارث بن مضاض بن زید بن مالک کہ قبیلہ جرہم کے تھے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ فہر بن مالک کی ماں جندلہ بنت عامر نہ تھیں بلکہ جندلہ بنت الحارث تھیں، بن جندلہ بن مضاض بن الحارث، لیکن یہ حارث، حارث اکبر نہ تھے بلکہ عوانہ کے بیٹے تھے، یعنی عوانہ بن عاق بن یقطن کہ قبیلہ جرہم کے تھے۔

جندلہ کی ماں ہند تھیں، بنت الظلیم بن مالک بن الحارث، کہ قبیلہ جرہم کے تھے۔

مالک بن النضر کی ماں عکرشہ تھیں، بنت عدوان، کہ انھیں کو حارث کہتے ہیں، بن عمرو بن قیس بن عیلان بن مضر۔

نضر بن کنانہ کی ماں برہ تھیں، بنت مر بن اد بن طابخہ، برہ کے بھائی تمیم بن مر تھے۔

کنانہ بن خزیمہ کی ماں عوانہ تھیں، کہ انھیں کا نام ہند بھی ہے، بنت سعد بن قیس بن عیلان۔

عوانہ کی ماں وَعد تھیں، بنت الیاس بن مضر۔

خزیمہ بن مُدرکہ کی ماں سلمیٰ تھیں، بنت اسلم بن الحاف بن قضاعہ۔

مدرکہ بن الیاس کی ماں لیلیٰ تھیں، خِندِف انھیں کا نام ہے، بنت حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ۔

لیلیٰ کی ماں ضَریہ تھیں، بنت ربیعۃ بن نزار، مکے اور بناخ کے درمیان مارضَریہ کے نام سے جو تالاب مشہور ہے (بعہد مصنف) وہ انھیں کے نام پر موسوم ہے۔

الیاس بن مضر کی ماں رُباب (الرّباب) تھیں، بنت حَیدۃ بن مُعَدّ بن عدنان۔

مضر بن نزار کی ماں سَودہ تھیں بنت عکّ بن الرّیث بن عدنان بن اُدّو، اس خاندان کے جو افراد اپنے آپ کو قبائل یمن سے منسوب کرتے ہیں وہ اپنا سلسلہ نسب یوں بیان کرتے ہیں: عکّ بن عدثان بن عبداللہ بن نصر بن زہران، کہ قبیلہ اسد کے تھے۔

نزار بن مُعَدّ کی ماں مُعانہ تھیں، بنت جوشم بن جُلہُمہ بن عمرو بن بَرّۃ بن جرہم۔

معانہ کی ماں سلمیٰ تھیں، بنت الحارث بن مالک بن غنم، کہ قبیلۂ لخم کے تھے۔

مُعَدّ بن عدنان کی ماں مُہدَدہ تھیں، . . . . بنت اللہم بن جَلحَب بن جدیس بن جاثر بن ارم۔

قصیّ بن کلاب

محمد بن عمر الاسلمی نے بحوالۂ متعدد علمائے اہل مدینہ اور ہشام بن محمد نے بحوالۂ محمد بن السائب الکلبی ہم کو یوں خبر دی: کلاب بن مُرّۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک نے فاطمہ کو اپنے حبالۂ ازدواج میں لے لیا، فاطمہ سعد کی بیٹی تھیں ابن سَیل سیل کا اصل نام خیر تھا، بن حمالۃ بن عوف بن عامر، عامر ہی کو جادر کہتے ہیں کہ انھیں نے پہلے پہل جدار (دیوار) کعبہ تعمیر کی، بن عمرو بن جُعثمۃ بن مُبشّر بن صعب بن دُہمان بن نصر بن الازد۔ مارب (یمن) سے جن دنوں قبائل ازد باہر نکل کے آباد ہوئے انھیں ایام میں جعثمہ بھی نکل آئے اور بنی الدیل میں فروکش ہوئے یعنی دیل بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ، ان سے

پیمان رفاقت (محالفہ) باندھ لیا، باہم رشتہ داریاں ہوئیں ان لوگوں نے جعثمہ کے ہاں تزویج کی اور جعثمہ کو اپنی لڑکی بیاہ دی۔

کلاب بن مُرہ کے صلب سے فاطمہ بن سعد کے زہرۃ بن کلاب پیدا ہوئے پھر کچھ زمانے بعد قصی کی ولادت ہوئی جن کا نام زید رکھا گیا۔ کلاب بن مرہ کی وفات پر ربیعۃ بن حرام بن ضِنہ بن عبد بن کبیر بن عذرۃ بن سعد بن زید، کہ قضاعہ کے تھے وہاں آئے اور فاطمہ بنت سعد کو اپنی قوم بنی عذرۃ کے علاقہ میں لے آئے جو ملک شام کے شرفا تھے اور تابہ دیا رسَرغ و مادون سَرغ انھیں کا علاقہ تھا، زہرہ بن کلاب تو بڑے تھے، اپنی قوم ہی میں رہ گئے مگر قصی چھوٹے تھے اور ہنوز ان کا دودھ چھڑایا گیا تھا، فاطمہ ان کو اپنے ساتھ لے گئیں اسی بنا پر نام بھی قصی[1] مشہور ہوا کہ وہ انھیں لے کے اقصائے شام کو چلی گئی تھیں، وہاں ربیعہ کے صلب سے بھی ایک لڑکا ہوا جس کا نام رزاح پڑا۔

مراجعت مکۂ مشرّفہ

قصی اپنے آپ کو ربیعۃ بن حرام سے منسوب کرتے تھے (یعنی ربیعۃ کو اپنا والد کہتے تھے) قبیلۂ قضاعہ کے ایک شخص سے جس کا نام رقیع تھا ان کا مناضلہ[2] ہوا ہشام بن الکلبی کہتے ہیں کہ یہ بنی عذرہ کا ایک فرد تھا قصی اس پر غالب آئے، منضول کو غصہ آیا، دونوں میں شر بڑھا، تا آنکہ ناگفتنی باتیں شروع ہوئیں، منازعت ہونے لگی، رقیع نے کہا، تو کچھ ہم میں سے تو ہے نہیں پھر اپنے شہر میں کیوں نہیں جاتا، اپنی قوم سے کیوں نہیں جا ملتا؟ وہاں سے لوٹ کے قصی اپنی ماں کے پاس آئے اور پوچھا: میرے والد کون ہیں؟

جواب ملا: ربیعہ۔

قصی نے کہا: ربیعہ اگر میرے والد ہوتے تو میں نکالا نہ جاتا۔

قصی کی والدہ بولیں، تو کیا یہ کہدیا؟ واللہ حسن جوار کا بھی پاس نہ کیا، حفظ حق کے

---

[1] قصو، دوری، جو کچھ دور جا پڑے۔

[2] مناضلہ، تیراندازی، مسابقہ۔ منضول، جو اس میں مغلوب رہے۔

مراتب بھی مرعی نہ رکھے، میرے بیٹے خدا کی قسم! تو اپنی ذاتی حیثیت سے اپنے والد کی حیثیت سے اپنے خاندان کی حیثیت سے اس سے کہیں زیادہ شریف ہے اور تیرا گھرانا اس سے بہت اشرف ہے، کلاب بن مرّہ بن کعب بن لُوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ القرشی تیرے باپ تھے، تیری قوم مکّے میں بیت الحرام کے پاس اور اس کے اردگرد مقیم ہے۔

قصّی نے کہا: یہ بات ہے، تو خدا کی قسم میں یہاں کبھی نہ ٹھہروں گا۔

ماں بولیں: اچھا تو ابھی ٹھہرو، تاآنکہ حج کا موسم آجائے۔ اس وقت نکل کے حجاج عرب کے ساتھ ہولینا، کیونکہ میں ڈرتی ہوں تجھے کوئی ضرر نہ پہنچائے۔

قصی ٹھہر گئے، جب وہ وقت آیا تو ماں نے قبیلۂ قضاعہ کے کچھ لوگوں کے ساتھ انھیں روانہ کر دیا، مکے پہنچے تو زہرہ (ابن کلاب) ان دنوں زندہ تھے اس وقت زہرہ اور قصّی دونوں کے دونوں حج کے شعار میں تھے۔ قصی نے ان کے پاس آکے کہا۔

میں تیرا بھائی ہوں۔

زہرہ کی بصارت جاتی رہی تھی، بوڑھے ہوچکے تھے، جواب دیا: اچھا میرے قریب آؤ۔

قریب پہنچے تو زہرہ نے ان کے جسم پر ہاتھ پھیر کے کہا: خدا کی قسم میں اس آواز کو جانتا ہوں اس شباہت کو پہچانتا ہوں۔

جب حج سے فراغت ہوچکی تو بنی قضاعہ نے جو قصی کے ساتھ آئے تھے انھیں اپنے ہمراہ لے چلنے کی تدبیر کی کہ دیار قضاعہ میں واپس لے چلیں، مگر قصی نے کہ ایک طاقتور سخت مزاج، ثابت قدم، پرجوش، اور شباب کی امنگوں سے بھرے ہوئے تھے انکار کر دیا اور مکے ہی میں رہ پڑے، تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ حُلیل بن حُبشیّہ بن سلول بن کعب بن عمرو بن ربیعہ کی دختر حُبّٰی کے لئے پیام دیا، حُلیل کہ لحیّ الخزاعی انھیں سے مراد ہے اور وہی اس زمانے میں مکہ کی حکومت اور خانہ کعبہ کی حجابت (پردہ داری) کے متولی تھے قصی کے خاندان سے واقف ہو کر ان کی جانب مائل ہوگئے اور لڑکی بیاہ دی۔

تولیت بیت اللہ

حلیل کی وفات پر ان کے بیٹے المحترش، جانشین ہوئے کہ ابوغبشان انھیں کی کنیت تھی ہر سال موسم حج میں اہل عرب ان کو کچھ محصول (مرسوم) دیا کرتے تھے ایک سال اس میں کمی کر دی اور جو دیتے تھے اس میں سے کچھ نہ دیا۔ محترش کو غصہ آیا تو قصی نے ان کی دعوت کی اور خوب پلائی، اسی حالت میں کچھ اونٹ دے کر خانہ کعبہ کی تولیت ان سے خرید لی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک مشک بھر شراب دیکر یہ تولیت خریدی تھی، محترش راضی ہو گئے اور بیع کر کے مکے کی جانب مقابل جا رہے۔

خداش بن امیۃ الکعبی اور فاطمۂ خزاعیہ کہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فیض یافتہ تھیں ان دونوں کا بیان ہے کہ قصی نے جب حلیل بن حبشیہ کی بیٹی حبی کو اپنے عقد ازدواج میں لیا اور ان سے لڑکے پیدا ہوئے تو حلیل نے کہا۔

قصی کے لڑکے میرے ہی لڑکے ہیں، میری لڑکی کے لڑکے ہیں۔

خانۂ کعبہ کی تولیت اور مکے کی حکومت کا کام سنبھالنے کی قصی کو وصیت کر کے کہا کہ اس کے لئے تو ہی سزاوار ہے۔

(یہ درمیانی حدیث تو ایک ضمنی روایت تھی اب پھر وہی پہلی روایت شروع ہوتی ہے جو محمد بن عمر بن واقد الاسلمی اور ہشام بن محمد الکلبی سے مروی ہے۔ یہ حضرات کہتے ہیں کہ) :

اخراج بکر و خزاعہ

کہا جاتا ہے کہ جب حلیل بن حبشیہ انتقال کر چکے، قصی کی اولاد بڑھی مال و دولت میں فراوانی ہوئی، ان کی شرافت معظم و مسلم مانی جا چکی، تو قصی کی رائے یہ ہوئی کہ قبائل خزاعہ و بنی بکر کے مقابلہ میں خانہ کعبہ کی تولیت اور مکے کی حکومت کے لئے وہ خود ہی احق و اولیٰ ہیں کیونکہ اسماعیل بن ابراہیم (علیہما السلام) کی شاخ ہے تو قریش ہے اور یہی لوگ انکی

لے اصل میں لفظ "ذود" ہے جس کے معنی اونٹوں کے ہیں کہ تعداد میں تین سے دس تک، یا تین سے پندرہ تک یا تین سے بیس تک یا تین سے تیس تک یا دو سے نو تک ہوں۔

خالص اولاد میں ہیں، قریش و بنی کنانہ کے کچھ لوگوں سے قصی نے اس باب میں گفتگو کی اور مکہ سے قبائل خزاعہ اور بنی بکر کے اخراج کی انھیں دعوت دے کے کہا۔

اس منصب کے لئے ان سے زیادہ شایان و سزاوار ہم لوگ ہیں۔

ان کی بات لوگوں نے مان لی اور اس تجویز میں انھیں کے متبع ہو گئے۔

قصی نے اپنے ماں جائے بھائی رزاح بن ربیعۃ بن حرام العذری کو بھی خط لکھ کے استمداد کے لئے دعوت دی، رزاح خود بھی مدد کو نکلے اور ان کے بھائی (باپ کی صلبی اولاد) حُنّ و محمود و جُلہمہ بھی انھیں کے ساتھ ہو لئے آباع میں قضاعہ کے اور لوگ بھی ہمراہ چلے اور مکے پہنچ گئے۔

قبیلۂ صوفہ کے لوگ کہ غوث بن مُرّ کی اولاد میں تھے، عرفات سے لوگوں کو ہٹا دیا کرتے تھے۔ جب تک ان میں سے کوئی فرد پہلے رمی جمار نہ کر لیتا لوگ یہ منسک ادا نہ کر سکتے پہلے سال تو یہی قاعدہ رہا لیکن جب دوسرے سال قبیلۂ صوفہ نے (ایام حج میں) اسی ضابطہ مستمرہ پر عمل کیا تو قصی اپنی قوم قریش و کنانہ و قضاعہ کی جمعیت ساتھ لے کے عقبہ کے پاس پہنچے اور قبیلہ صوفہ سے کہا کہ تم سے زیادہ ہم اس کے مستحق ہیں، صوفہ نے انکار کیا تو باہم اس قدر جنگ ہوئی کہ محاربین صوفہ کو آخر کار ہزیمت اٹھانی پڑی، رزاح نے (یہ دیکھ کے کہ مخالفین کا زور ٹوٹ چکا ہے) قصی سے فرمائش کی کہ لوگوں کو رمی جمار کر کے گزر جانے کی اجازت دو، قصی نے اجازت دیدی اور جو کچھ مخالفین کے ہاتھ میں مناصب پر غالب آگئے (متصرف ہو گئے)، اسی زمانہ میں افاضہ[1] آج تک (بعہد مؤلف) قصی ہی کی اولاد میں ہے

اس ہزیمت سے خزاعہ اور بنی بکر کو ندامت و خجالت دامن گیر ہوئی قصی سے وہ الگ ہو گئے یہ دیکھ کر قصی نے پھر ان کے ساتھ جنگ کی تیاری کی۔ ابطح میں بڑے معرکہ کا رن پڑا فریقین میں بہتیرے قتل ہوئے آخر مصالحت کی جانب مائل ہوئے اور یعمر بن عوف بن کعب بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کو حکم ٹھہرایا۔ یعمر نے یہ فیصلہ کیا کہ:

تولیت خانہ کعبہ و حکومت مکہ کے لئے خزاعہ سے قصی بن کلاب اولیٰ ہیں۔

قصی نے خزاعہ و بنی بکر کے جو خون کئے ہیں وہ سب میرے قدموں تلے پامال ہیں

---

[1] افاضہ سے طواف افاضہ مراد ہے۔

یعنی ان کا کوئی خوں بہا نہیں۔
۳۔ خزاعہ و بنی بکر نے قریش و بنی کنانہ کے جو خون کئے ہیں ان کا خوں بہا دینا ہوگا۔
۴۔ قصی کے لئے تولیت خانۂ کعبہ و حکومت مکہ خالی کر دی جائے۔
اسی دن سے یعمر کا نام یعمر الشداخ پڑا کہ (اپنے فیصلے سے) تمام خون شدخ[1] کر دیئے۔

سر آغاز قریش

مقداد (ابن الاسود) کہتے ہیں، جب قصی کو فراغت حاصل ہوئی اور خزاعہ اور بنی بکر مکے سے نکالے جا چکے، تو قریش ان کے پاس مجتمع ہوئے اور اسی دن سے اس اجتماعی حالت کی بنا پر یہ لوگ قریش کے نام سے موسوم کئے گئے۔ تقرش (جس سے لفظ قریش نکلا ہے اس کے) معنی بھی تجمع (اجتماع) ہی کے ہیں۔

قصی کے معاملات مستقر و مستقیم ہوئے تو ان کے ماں جائے بھائی رزاح بن ربیعۃ العذری اپنی برادری والوں کے ساتھ کہ تین سو کی تعداد میں تھے، اپنے علاقہ میں واپس گئے رزاح اور حن قصی سے ملا کرتے تھے۔ حج کے موسم میں مکے آیا کرتے تھے، انھیں کے ساتھ رہتے تھے، انھیں کے گھر ٹھہرتے تھے اور دیکھتے تھے کہ قریش و عرب ان کی کیسی تعظیم کرتے تھے قصی بھی رزاح اور حن کی بزرگداشت مرعی رکھتے تھے اور انھیں صلہ دیا کرتے تھے قریش کے پیش نہاد بھی ان کا اجلال و اکرام تھا کیونکہ جنگ خزاعہ و بکر میں قریش کو ان سے مدد ملی تھی اس آزمائش میں وہ پورے اترے تھے اور حق استقامت ادا کیا تھا۔

ہشام بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ قریش کی وجہ تسمیہ فقط یہ ہے کہ فہر کے تینوں بیٹوں میں دو تو ایک ماں سے تھے اور ایک بیٹا دوسری ماں سے تھا۔ یہ سب جدا جدا ہو کے تہامۂ مکہ میں الگ الگ فروکش ہوئے، کچھ زمانے تک تو یہی حال رہا مگر پھر کچھ ایسے واقعات پیش آئے کہ باہم مجتمع ہوگئے مل جل گئے بنی بکر نے اس پر کہا، لقد

---

[1] شدخ اصل میں توڑنے کو کہتے ہیں، مراد معنی، خون کا کوئی معاوضہ و دیت قرار نہ دینا ہدر کر دینا۔ شداخ، اسم مبالغہ، جس میں یہ صفت نہایت مبالغہ کے ساتھ پائی جاتی ہو۔

تقرش بنو جندلۃ (جندلہؔ کی اولاد نے توسپھر تقرش یعنی اجتماع کرلیا)۔

ابتدائے بت پرستی

قبیلہ مضر کا پہلا شخص جو مکے میں فروکش ہوا وہ خزیمہ بن مدرکہ تھا، یہی وہ شخص ہے جس نے پہلے پہل ہُبل (بت) اس کی جگہ منصوب کیا تھا، اور اسی بنا پر اس بت کو صنم خزیمہ۔ (یعنی خزیمہ کا بت) کہتے تھے۔

خزیمہ کی اولاد مکہ ہی میں رہ پڑی اور اس وقت تک مقیم رہی کہ فہر بن مالک اس کے وارث ہوئے، اس زمانے میں بنی اسد و بنی کنانہ کے جو لوگ مکہ میں تھے سب کے سب نکل گئے اور وہاں جاکے آباد ہوئے جہاں آج تک (بعہد مصنف) ان کے منازل ومساکن موجود ہیں۔

اولاد قصی بن کلاب

محمد بن السائب کہتے ہیں کہ قصی کی تمام اولاد ان کی بیوی حُبّیٰ بنت حُلیل سے ہے۔

لڑکے:

۱:۔ عبدالدار بن قصی جو ان کے پہلے بیٹے تھے۔

۲:۔ عبد مناف بن قصی جن کا نام مغیرہ تھا۔

۳:۔ عبد العزّیٰ بن قصی۔

۴:۔ عبد بن قصی۔

لڑکیاں

۱:۔ تخمرُ بنت قصیّ۔

۲:۔ برّہ بنت قصیّ۔

لہ جندلہ کی اولاد سے فہر بن مالک ہی کی اولاد مراد ہے کیونکہ انھیں کی بیوی کا نام جندلہ بنت عامر بن الحارث یا جندلہ بنت الحارث تھا۔ اہل عرب میں طریق خطاب یہ بھی تھا کہ محل استعجاب میں بجائے نسبت اُبُوّت کے نسبت اُمُومَت درمیان میں لاتے تھے۔

عبداللہ بن عباس کہتے ہیں :۔ قصی کہا کرتے تھے کہ میرے چار لڑکے ہیں جن میں دو کے نام تو میں نے اپنے معبود کے نام پر رکھے ہیں ایک کو اپنے گھر کی نسبت سے اور ایک کو خاص اپنے سے موسوم کیا ہے اسی بنا پر عبد بن قصی کو عبد قصیؔ کہتے تھے، جن دو لڑکوں کو اپنے معبود سے نامزد کیا تھا وہ عبد مناف و عبدالعزیٰ تھے اور عبدالدارؔ کا سبب تسمیہ دار، یعنی گھر تھا۔

دارالندوہ

مجلس شورائے قریش

محمد عمرالاسلمی نے دو طریقوں سے روایت کی ہے، ایک روایت تو عبداللہ بن جعفر الزہری سے ہے جنھوں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن مسوّر بن مخرمہ کی کتاب سے بحوالۂ محمد بن جبیر بن مُطعِم یہ خبر دی ہے، دوسری روایت محمد بن السائب سے ہے جو ابو صالح کے واسطے سے ابن عباس کا قول بیان کرتے ہیں۔ ان دونوں روایتوں میں بالاتفاق کہا گیا ہے کہ کعب بن لوی کے پہلے فرزند قصی بن کلاب ہی ہیں جن کو ملک و مملکت حاصل ہوئی اور قوم نے بھی انکی اطاعت کی، وہ اہل مکہ میں ایسے مانے ہوئے شریف تھے کہ کسی کو انکی شرافت و عظمت میں مجال نزاع نہ تھی۔ قصی نے دارالندوہ تعمیر کر کے اس کا دروازہ بیت اللہ کی جانب رکھا یہی دارالندوہ ہے جس میں قریش کے تمام معاملات فیصل ہوتے تھے، نکاح یا جنگ، یا امور پیش آمدہ میں مشورہ۔ سب کا محل یہی تھا حتیٰ کہ :

۱:۔ جب لڑکی بالغ ہوتی اور قمیص پہننے کے سن کو پہنچتی تو اس کا قمیص وہیں چاک کیا جاتا اور پھر وہیں سے اپنے گھر والوں میں پہنچائی جاتی۔

۲:۔ علم جنگ خواہ اپنے لئے ہو یا کسی دوسری جماعت کے لئے، دارالندوے ہی میں گاڑا جاتا جو قصی کا خاص کام تھا۔

۳:۔ لڑکے کا ختنہ ہوتا تو دارلندوہ ہی میں ہوتا۔

۴:۔ قریش کا کوئی قافلہ نکلتا تو وہیں سے ہو کے نکلتا۔

لہ عربی میں (گھر کو دار) کہتے ہیں، بشرطیکہ وسیع ہو اور اس پر عمارت کا اطلاق ہو سکے، ورنہ معمولی مکان کو بیت کہیں گے۔

۵:۔ قصی کے بزرگداشت، برکت صلاح اخذ کرنے، اور ان کے فضل وشرف کا اعتراف کرنے کے لئے سفر سے واپس آتے تو پہلے دارالندوے ہی میں اترتے۔
جس طرح کسی مذہب کی پیروی کی جاتی ہے اہل مکہ اسی طرح قصی کے حکم کی پیروی کرتے، زندگی تو زندگی، قصی کے مرجانے کے بعد انھیں کے حکم پر عمل ہوتا۔

قصی بن کلاب کے اختیارات

۱:۔ حجابت (خانہ کعبہ کی پردہ برداری یا دربانی کہ جسے چاہیں اندر جانے دیں اور جسے چاہیں نہ جانے دیں۔
۲:۔ سقایہ (حاجیوں کو پانی پلانا)۔
۳:۔ رفادۃ (حاجیوں کو کھانا کھلانے کا انتظام)
۴:۔ لواء (علم جنگ بلند کرنا)۔
۵:۔ ندوہ (مجلس شوریٰ یا ایوان حکومت)
۶:۔ حکومت مکہ۔ یہ سارے اختیارات قصی کے ہاتھ میں تھے۔
۷:۔ اہل مکہ کے علاوہ جو لوگ مکہ میں داخل ہوتے قصی ان سب سے عُشر (محصول دہ یک) لیا کرتے

دارالندوے کا سبب تسمیہ

دارالندوے کا سبب تسمیہ فقط یہ ہے کہ وہ قریش کا منتدیٰ یعنی محل اجتماع تھا۔ نیک و بد خیر و شر، کوئی معاملہ ہو۔ سب کے لئے وہیں جمع ہوتے (ندوے کا ماخذ ندّی ہے اور ندّی مجمع قوم کو کہتے ہیں، جب وہ مجتمع ہوں تو اسی مناسبت سے ان کے دارالاجتماع کو ندوہ یا دارالندوہ کہیں گے۔

آبادی مکّہ

قصی نے مکہ کے مختلف حصہ کرکے اپنی قوم میں تقسیم کر دیئے اور ان منازل ومقامات میں قریش کی جماعتیں آباد کیں جہاں وہ اب (بعہد مصنف) ہیں مکّے میں عفاء اور سلم کے وقت

بکثرت تھے حرم کے اندر ان کے کاٹنے سے قریش پر ہیبت طاری ہوئی تو قصی نے خود ان کے کاٹنے کا حکم دیا اور کہا کہ "یہ تو محض اپنے مکانات و محلات اور راستوں کے لئے تم کاٹتے ہو، جو خرابی چاہے اس پر خدا کی لعنت ۔"

یہ کہہ کے اپنے ہاتھ سے درخت کاٹے اور ان کے اعوان و انصار نے بھی کاٹنے شروع کئے تو قریش نے بھی ہاتھ لگایا اور سب کاٹ ڈالے ۔

مُجَمِّع !
قصی کا خطاب

قریش نے قصی کو مجمع (جمع کرنے والے) کے لقب سے ملقب کیا، کیونکہ انھیں کی بدولت قریش کو جمعیت نصیب ہوئی تھی (اسی بنا پر) ان سے اور ان کے حکم سے برکت حاصل کرتے تھے ان کا اعزاز و اکرام کرتے تھے اور انھیں اپنا مالک و حکمران بنا رکھا تھا ۔

قصی نے قریش کی جماعتیں البطح[1] میں لا بسائیں، اسی لئے یہ سب قریش البطاح کے نام سے موسوم ہوئے ۔

قبائل بنی معیص بن عامر بن لوی و بنی تیم الادرم بن غالب بن فہر ۔ و بنی محارب بن فہر و بنی حارث بن فہر ظہر مکہ یعنی اس کے بالائی حصے میں مقیم رہے ۔ یہی لوگ ظواہر[2] ہیں کیونکہ قصی کے ساتھ یہ ابطح میں نہیں اترے تھے ۔ البتہ ابو عبیدہؓ بن الجراح کا گروہ کہ بن حارث بن فہر سے تھا ابطح میں فروکش ہوا ۔ لہٰذا یہ لوگ مُطیبین[3] اہل البطاح کے ساتھ شمار ہوتے تھے ۔

ایک شاعر جس سے مراد ذکوان ہے، کہ عمرؓ بن الخطاب کا آزاد غلام تھا اور ضحاک بن

---

[1] ابطح، بطحاء، بطاح، وہ فراخ وسیع وادی جس میں ریت اور کنکریاں ہوں ۔

[2] قریش الظواہر، جو مکے کے بالائی حصوں میں مقیم تھے قریش البطاح، جو مکے کے اندر فروکش ہوئے

[3] فرزندان عبد مناف و بنی عبد الدار میں کہ یہ سب قصی کی اولاد تھے، حجابہ و رفادہ لواء و سقایہ کے متعلق منازعہ تھا جسے طے کرنے کے لئے ایک جماعت آمادہ ہوئی تھی اور اسی جماعت کا نام مُطیبین پڑا تھا حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے خاندان والے انھیں لوگوں کے پڑوس میں آباد ہوئے تھے ۔

قیس العذری نے اس کو مارا تھا، کہتا ہے۔

فلو شهدتني من قريشٍ عصابةٌ　　قريش البطاح لا قريش الظواهر

(اے کاش قریش کی ایک جماعت میرے سامنے ہوتی)　　(اگر یہ جماعت قریش بطاح کی ہوتی قریش ظواہر کی نہ ہوتی)

ابوكم قصيٌّ كان يدعى مجمّعاً　　به جمّع اللّٰهُ القبائل من فهر

(تمہارے ہی باپ قصی ابن کلاب کہے جاتے تھے)　　(انھیں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قبائل فہر مجتمع و یکجا کر دیئے)

غرض کہ قریش کے جمع کر دینے کے باعث قصی مجمع کہے گئے اور قریش کا نام بھی قصی ہی کی بدولت قریش پڑا۔ ورنہ اس سے پہلے ان کو بنی النضر یا اولاد نضر کہتے تھے۔

صفت اجتماع

سعید بن محمد بن جبیر بن مُطعم سے روایت ہے کہ عبد الملک بن مروان نے محمد بن جبیر سے دریافت کیا کہ:

قریش کا نام قریش کب پڑا۔

محمد نے جواب دیا، قریش کا نام قریش اس وقت پڑا جب یہ لوگ تفرق و پراگندگی کے بعد مجتمع ہوئے، اسی اجتماع کا نام تقرش (یعنی قرشیت یا قریشیت) ہے، عبد المطلب نے کہا، میں نے یہ بات تو نہیں سنی البتہ یہ سنی ہے کہ قصی کو قریشی کہتے تھے اور اس سے پہلے قریش کا نام نہیں پڑا تھا۔

ابو سلمہؓ بن عبد الرحمٰنؓ بن عوف کہتے ہیں، قصی جب حرم میں فروکش ہو کے غالب آ چکے تو اچھے اچھے کام کئے، لہٰذا انھیں قرشی کہا گیا، اس نام سے پہلے پہل وہی موسوم ہوئے۔

ابو بکر بن عبد اللہ بن ابو جہم کہتے ہیں، قریش کے نام سے نضر بن کنانہ موسوم ہوئے تھے۔

تحمّس

شرع ابراہیمی پر زیادتیاں

یعقوب بن عتبہ الاخنسی کہتے ہیں، قریش و کنانہ و خزاعہ اور بقیہ اہل عرب کے وہ تمام

لوگ جو قریش کے سلسلۂ اولاد میں داخل تھے، یہ سب کے سب حُمس (یعنی مُتحمِّس ومتشدّد و سخت گیر) اور پابندی رسوم کے متعلق اپنے اوپر سختی تشدد کرنے والے تھے۔

یہی روایت محمد بن عمر نے بھی کی ہے مگر سند دوسری ہے، جس میں اتنا اضافہ ہے کہ قریش کے سلسلہ اولاد والے" یا قریش کے حلیف بھی" (یعنی وہ قبائل جو قریشیوں کے ساتھ پیمان رفاقت باندھتے تھے) متحمس تھے۔

محمد بن عمر کہتے ہیں، تحمس وہ چیزیں تھیں جو ان لوگوں نے دین میں ایجاد کی تھیں۔ ان محدثات پر وہ تحمس یعنی تشدد کرتے تھے کہ سختی سے اپنے آپ کو ان کا پابند بنا رکھا تھا۔

(۱) حج کر لیتے تو حرم سے باہر نہ نکلتے۔ اس بنا پر حق تک پہنچنے سے قاصر رہتے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم (علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کے لئے جو شریعت قرار دی تھی وہ عرفات پر وقوف کی شرط تھی کہ وہ من جملۂ حِل[1] ہے۔

(۲) گھی کو (موسم حج میں) پکا کے صاف نہیں کرتے تھے (اور ایسا کرنا حرام جانتے تھے)

(۳) بالوں کے چتر (چھتر یا چھوٹے شامیانے یا مختصر سائبان) نہیں بنتے تھے (یا نہیں بناتے تھے)

(۴) خود یہ لوگ ادیم (کیمخت) کے سُرخ رنگ کے قُبّے (یعنی چھوٹے چھوٹے شامیانے) نصب کرکے (ایام حج میں) رہتے اور مذہباً ایسا کرنا ضروری سمجھتے تھے)

(۵) جو حاجی باہر سے آتا تو اس پر لازم تھا کہ کپڑے پہنے ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کرے لیکن یہ پابندی اس شرط کے ساتھ تھی کہ ہنوز عرفات میں نہ گیا ہو۔

(۶) عرفات سے واپس آتے تو برہنہ ہو کے خانہ کعبہ کا طواف اضافہ کرتے یا پہنتے بھی تو دو اُحمسی[2] کپڑے پہنتے۔

---

[1] حِلّ: مقام بیرون حرم۔

[2] احمس انھیں لوگوں کو کہتے تھے۔ بضرورت دو کپڑے پہن کے طواف کرنے کی رسم بھی انھیں نے نکالی تھی، لہٰذا ان کپڑوں کو بھی انھیں سے منسوب کرکے احمسی کپڑے کہتے تھے ان رسوم کے اختیار کرنے کا سبب ان کی رائے میں خانۂ کعبہ کا ادب و احترام تھا، انھیں رسوم تعظیمی کی شہادت دینے کے لئے عربی زبان میں لفظ حُمْسَت بوزن و معنی حرمت یعنی اکرام و احترام آج تک چلا آتا ہے۔

(۷) اگر کوئی اپنے دو کپڑے پہنے ہوئے طواف کرتا تو پھر ان کپڑوں کا پہننا اس کے لئے حلال نہ ہوتا

مُزدلفہ کی روشنی

محمد بن عمر کہتے ہیں: قصی جس وقت مزدلفہ میں ٹھہرے تو وہاں آگ جلانے کی رسم نکالی، کہ عرفات سے جو آرہا ہو وہ اس روشنی کو دیکھے اس رسم کے مطابق ہمیشہ یہ آگ اسی شب میں، یعنی شب اجتماع عرفات (حج کی رات) میں روشن رہا کرتی، جاہلیت میں یہی دستور (آخر تک) تھا۔
عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے عہد میں بھی ہوا کی۔

محمد بن عمرؓ کہتے ہیں: یہ روشنی اب (یعنی تا بہ عہد راوی) ہوتی ہے۔

حاجیوں کی آسائش

قصی نے قریش پر سقایہ و رفادہ (یعنی حاجیوں کو پانی پلانا اور کھانا کھلانا لازم قرار دے کے ان سے خطاب کیا):

اے جماعت قریش، تم اللہ تعالیٰ کے زیر پناہ ہو، پڑوسی ہو، خانہ خدا والے ہو، اہل حرم ہو، حاجی اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، اس کے گھر کے زائر ہیں، اور تمام مہمانوں سے زیادہ مستحق کرامت ہیں، لہٰذا تم بھی ان کے لئے حج کے دنوں میں کھانے پینے کا انتظام کر دو، اور یہ انتظام اس وقت تک کے لئے ہو کہ وہ تمہارے ہاں سے رخصت ہو جائیں۔

حاجیوں کی آسائش کے لئے قریش ہر سال اپنے مال و دولت میں سے کچھ مقدار نکال کے قصی کے سپرد کر دیا کرتے تھے جو منیٰ (منا) کے دنوں میں اور مکے میں لوگوں کو اسی آمدنی سے کھانا کھلواتے اور پانی کے لئے حوض تیار کرواتے جن سے مکے منا و عرفات میں لوگ سیراب ہوتے، جاہلیت میں ہمیشہ یہ دستور جاری رہا اور قصی کی قوم اس پر عامل رہی۔ تا آنکہ اسلام آیا اور اسلام میں بھی آج تک (یعنی تا بعہد مصنف) یہی طریقہ جاری ہے۔

عبدالدّار

قصیّ جب بوڑھے ضعیف ہوئے تو عبدالدّار سے، کہ ان کے پہلے لڑکے اور اکبرالاولاد تھے مگر ضعیف واقع ہوئے تھے حتّیٰ کہ ان کے چھوٹے بھائی ان پر بالا رہتے تھے، یہ کہا کہ بیٹا! خدا کی قسم یہ لوگ اگرچہ تجھ پر بالا ہیں مگر میں تجھے ان لوگوں کے ساتھ ملائے دیتا ہوں (برابر کیئے دیتا ہوں)؛

۱:۔ ان میں سے کوئی شخص خانہ کعبہ میں اس وقت تک داخل نہ ہو سکے گا کہ تو دروازہ کھولے اور اسے اندر جانے دے۔

۲:۔ قریش کوئی علم جنگ بلند نہ کر سکیں گے جب تک کہ تو اپنے ہاتھ سے بلند نہ کرے۔

۳:۔ مکے میں جب کوئی پانی پئے گا تیرے پلائے پئے گا۔

۴:۔ موسم حج میں جو کوئی کھانا کھائے گا تیرے کھانے میں سے کھائے گا۔

۵:۔ قریش اپنے جس کام کا فیصلہ کرنا چاہیں گے تیرے ہی گھر میں کریں گے۔

یہ کہہ کے قصیّ نے عبدالدار کو (۱) دارالندوہ (۲) خانہ کعبہ کی حجابت (۳) لواء (۴) سقایت (۵) رفادت، دے دی اور یہ تخصیص اس لئے کی کہ دوسرے بھائیوں کے برابر ہو جائیں۔

قصیّ کی وفات

قصی نے انتقال کیا تو مقام حجون میں دفن ہوئے (اس حادثے میں) ان کی بیٹی تخمر اپنے باپ کے مرثیے میں کہتی ہیں؛

طرقَ النَّعِیُّ بُعَیدَ نومِ الهُجَّدِ　　فنعیٰ قصیًّا ذا النَّدٰی والسُّودَدِ

(سونے والے شب میں سو رہے تھے کہ کچھ ہی دیر کے بعد موت کی خبر دینے والے نے دروازہ کھٹکھٹایا اور قصی کی خبر مرگ سنائی جو کریم تھے، سخی تھے اور سردار اور رہبر قوم تھے)

فنعی المهذّب من لُؤیٍّ کلّها　　فانهلّ دمعی کالجمان العفردِ

(اس نے ایسے شخص کی خبر مرگ سنائی جو تمام خاندان لوی میں سب سے زیادہ مہذب تھا یہ سن کے میرے آنسو چلنے لگے جیسے موتی یا موتی کی ایک لڑی بکھر جائے)

فَأَرِقْتُ مِنْ حُزْنٍ وَهَمٍّ دَاخِلٍ أَرَقَ السَّلِيمِ[1] لِوَجْدِهِ الْمُتَفَقِّدِ !

(اس اندرونی رنج و غم سے میری نیند اچٹ گئی، جاتی رہی، جیسے بے قراری کے باعث سانپ ڈسے ہوئے کی حالت ہوتی ہے)

عبد مناف

محمد بن السائب کہتے ہیں، قصی کے انتقال کرنے پر عبد مناف بن قصی ان کے قائم مقام ہوئے، قریش کے تمام امور انھیں کے ہاتھ میں تھے، قصی نے اپنی قوم کے لئے جن محلات کی داغ بیل ڈالی تھی عبد مناف نے ان کے علاوہ دوسرے محلات کی داغ بیل بھی ڈالی، یہ عبد مناف ہی کی خصوصیت تھی کہ اللہ تعالےٰ نے جب آیہ وانذر عشیرتک الاقربین (اپنے خاندان کے قریب ترین لوگوں کو خدا کے خوف سے ڈراؤ) نازل فرمایا تو آنحضرت (صلوات اللہ علیہ) نے مخصوص خاندان عبد مناف ہی کو انذار فرمایا یعنی سطوت خداوندی سے ڈرایا۔

ابن عباس کہتے ہیں، اللہ تعالےٰ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیہ: وانذر عشیرتک الاقربین نازل فرمایا تو آنحضرت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) مروہ پر چڑھ گئے اور وہاں سے آواز دی یاآل فهر (اے خاندان فہر کے لوگو کہاں ہو) آواز دیتے ہی تمام قریش حاضر ہو گئے۔

ابو لہب بن عبد المطلب نے کہا: اولاد فہر یہ تیرے سامنے ہے جو کہنا ہو کہہ آنحضرت (سلام اللہ علیہ وبرکاتہ) نے فرمایا: یاآل غالب، اس آواز پر حارث و محارب فرزندان فہر کی اولاد واپس گئی۔

آنحضرت (علیہ التحیات) نے فرمایا یاآل لوی بن غالب، اس آواز پر تیم الادرم بن غالب کی اولاد واپس گئی۔

آنحضرت (رحمۃ اللہ وصلواتہ علیہ) نے فرمایا: یاآل کعب بن لوی، اس آواز

---

[1] سَلِیم اور مَسْلُوم، اس شخص کو کہتے ہیں جیسے سانپ نے ڈسا یا بچھو نے ڈنک مارا ہو۔

پر عامر بن لوئی کی اولاد واپس گئی۔

آنحضرت (علیہ السلام) نے فرمایا: یاآل مرۃ بن کعب اس آواز پر عدی بن کعب کی اولاد اور سہم و جمح ابنائے عمرو بن ہصیص بن کعب کی اولاد واپس گئی۔

آنحضرت (برکات اللہ علیہ) نے فرمایا: یاآل کلاب بن مرۃ، اس آواز پر مخزوم بن یقظۃ بن مرۃ اور تیم بن مرہ کی اولاد واپس گئی۔

آنحضرت (بارک اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: یاآل قصی، اس آواز پر زہرۃ بن کلاب کی اولاد واپس گئی۔

آنحضرت (علیہ الصلوات) نے فرمایا: یاآل عبد مناف، اس آواز پر عبدالدار بن قصی کی اولاد اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کی اولاد اور عبد بن قصی کی اولاد واپس گئی۔

ان سب کے چلے جانے پر ابولہب نے (آنحضرتؐ) سے کہا: یہ فرزندان عبد مناف تیرے سامنے ہیں، اب جو کہنا ہو کہہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

توحید کی دعوت

ان اللہ قد امرنی ان انذر عشیرتی الاقربین، وانتم الاقربون من قریش، وانی لا املک لکم من اللہ حظا ولا من الاخرۃ نصیبا الا ان تقولوا لا الہ الا اللہ فاشھد بھا لکم عند ربکم وتدین لکم بھا العرب وتذل لکم بھا العجم۔

(یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اپنے قریب ترین خاندان والوں کو ڈراؤں قریش میں قریب ترین تمہیں لوگ ہو، میں تم لوگوں کو اللہ تعالےٰ کی جانب سے نہ کسی حصے کا مالک بنا سکتا نہ آخرت سے کوئی بہرہ دلا سکتا۔ بجز اس صورت کے کہ تم کہو: لاالہ الا اللہ۔ اس صورت میں:

اقرار توحید کے نتائج

(۱) میں تمہارے پروردگار کے روبرو تمہارے حق میں شہادت دوں گا۔

(۲) تمام عرب تمہارا ہی دین اختیار کرے گا اور تمہارے ہی طریقہ کی پیروی کرے گا۔
(۳) اس کہنے سے تمام عجم تمہارا تابع و مطیع ہو جائے گا۔

ابولہب نے یہ سن کے کہا، تَبًّا لک فلھذا دعوتنا؟ (تو خسارے میں رہے، کیا اسی لئے تو نے ہم لوگوں کو بلایا تھا؟) اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے تبت یدا ابی لھب نازل فرمایا کہتا ہے تبت یدا ابی لھب یعنی خسرت یدا ابی لھب (ابولہب کے دونوں ہاتھ خسارے میں رہے) مطلب یہ ہے کہ اے پیغمبر تو خسارے میں نہیں رہا وہ خود ہی خائب و خاسر ہوا۔ کیونکہ انکار توحید کا آخری نتیجہ خسران ہی ہوا کرتا ہے)

اولاد عبد مناف

ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے اپنے والد سے روایت کی کہ
عبد مناف کے چھ لڑکے اور چھ لڑکیاں ہوئیں۔

(۱) مطلب بن عبد مناف، یہ سب میں بڑے لڑکے تھے، انھیں نے قریش کے لئے نجاشی (حکمران حبشہ) سے تجارتی معاہدہ کیا تھا کہ قریش اس کے ملک میں تجارت کر سکیں۔
(۲) ہاشم بن عبد مناف، ان کا نام عمرو تھا، انھوں نے ہرقل (فرمانروائے قلمرو شام و روم) سے پیمان و عہد لیا تھا کہ قریش امن و حفاظت کے ساتھ شام میں سفر تجارت کر سکیں۔
(۳) عبد شمس بن عبد مناف۔
(۴) الف۔ تماضر بنت عبد مناف۔
(۵) ب۔ حَنّہ بنت عبد مناف۔
(۶) ج۔ قلابہ بنت عبد مناف
(۷) د۔ برّہ بنت عبد مناف
(۸) ھ۔ ہالہ بنت عبد مناف

ان پانچوں بہنوں اور ان کے تینوں بھائیوں یعنی آٹھوں کی ماں عاتکہ کبریٰ تھیں، بنت مرّہ بن ہلال بن فالج بن ثعلبۃ بن ذکوان بن ثعلبۃ بن بہثۃ بن سُلیم بن منصور بن

عکرمۃ بن خصفۃ بن قیس بن عیلان بن مضر۔

(۹) نوفل بن عبد مناف، کسریٰ (بادشاہ ایران) سے انھیں نے اجازت نامہ حاصل کیا تھا کہ قریش عراق میں سفر و تجارت کر سکیں۔

(۱۰) ابو عمرو بن عبد مناف۔

(۱۱) ابو عبید بن عبد مناف، یہ خود بھی انتقال کر لئے اور نسل بھی نہ چلی، ان تینوں بھائیوں کی ماں واقدہ تھیں بنت ابو عدی کہ ان کا نام عامر تھا، بن عبد نہم بن زید بن مازن بن صعصعہ

(۱۲) و۔ ریطہ بنت عبد مناف، ہلال بن معیط کہ بنی کنانہ بن خزیمہ سے ان کی اولاد انھیں کے بطن سے تھی (یعنی ریطہ ہلال بن معیط کی منکوحہ تھیں۔) ریطہ کی ماں ثقفیہ تھیں (یعنی ان کا نام بھی یہی تھا)

ہاشم

ابن عباسؓ کہتے ہیں: ہاشم کا نام عمرو تھا، ایلاف قریش یعنی قریش کا داب و طریقہ انھیں سے منسوب ہے (اس ایلاف یا داب قریش کی تشریح ملاحظہ ہو)

وہ پہلے شخص ہیں کہ سال میں دو مرتبہ قریش کے لئے (بغرض تجارت) سفر کے طریقے نکالے۔ ایک سفر تو جاڑوں میں کرتے تھے (یعنی رحلۃ الشتا) جس میں یمن و حبشہ تک جاتے، حبشہ میں (اس کے فرمانروا) نجاشی کے پاس پہنچتے جو ان کی بزرگداشت کرتا اور انھیں عطیات دیتا۔ دوسرا سفر گرمیوں کا تھا (رحلۃ الصیف) جس میں شام تک جاتے، غزہ تک پہنچتے، کبھی کبھی انقرہ تک (واقع اناضول۔ روم۔ جسے عوام آج تک انگورہ کہتے ہیں) پہنچ جاتے قیصر روم کی پیش گاہ در آتے جو ان کی بزرگداشت کرتا اور انھیں عطیات دیتا

خطاب ہاشمیت

ایک مرتبہ قریش پر چند ایسی خشک سالیاں گزریں، ایسے ایسے قحط پڑے کہ مال و دولت سب کچھ جاتا رہا۔ انھیں دنوں ہاشم نے شام کا سفر کیا وہاں پہنچ کے بہت سی روٹیاں پکوائیں جب تیار ہو گئیں تو بوریوں اور تھیلیوں میں بھر کے اونٹوں پر بار کرالیں، واپسی میں

جب مکے پہنچے تو ان روٹیوں کو ہشم[1] یعنی توڑ توڑ کے ثرید بنالی۔ (وہ اونٹ جن پر روٹیاں لدی تھیں) ذبح کر ڈالے، باورچیوں کو حکم دیا۔ انھوں نے گوشت پکایا۔ جب تیار ہو گیا تو دیگیں مٹکوں میں الٹ دیں مکے والوں کو سیر شکم کھانا کھلایا، قحط کے بعد جس کی مصیبت میں لوگ مبتلا تھے یہ پہلی بارش (ارزانی و فراخی تھی)۔ اسی باعث ان کا نام ہاشم پڑا

عبداللہ بن الزبعری اس باب میں کہتے ہیں:۔

عَمْرُو الْعُلٰى هَشَمَ الثَّرِيْدَ لِقَوْمِهٖ   وَرِجَالُ مَكَّةَ مُسْنِتُوْنَ عِجَافٌ

(بلند مرتبہ عمرو نے اپنی قوم کے لئے روٹیاں توڑ کے ثرید تیار کی، یہ اس وقت کا واقعہ ہے کہ مکے کے لوگ قحط زدہ لاغر ہو رہے تھے)

معروف بن خربوذ مکی سے خاندان عدی بن الخیار بن عدی بن نوفل بن عبد مناف کے ایک شخص نے اپنے باپ کے حوالے سے روایت کی کہ وہب بن عبد قصی نے بھی اسی باب میں اشعار کہے تھے۔

تحمل هاشم ما ضاق عنه   واعيا ان يقوم به ابن بيض

(ہاشم نے وہ بوجھ اٹھا لیا جس کے برداشت کرنے اور اسے اٹھا کے کھڑے ہونے سے شریف النسان تنگ آگئے، تھک گئے)

اتاهم بالغرائر متأقات   من ارض الشام بالبر النفيض

(لوگوں کے لئے وہ ملک شام سے عمدہ صاف گیہوں کی بوریاں بھر بھر کے لائے جن سب ہی مشتاق ہوتے ہیں)

فاوسع اهل مكة من هشيم   وشاب الخبز باللحم الغريض

(انھوں نے بڑی وسعت و فراخی کے ساتھ روٹیاں توڑ توڑ کے مکہ والوں کو پیش کیں اور فربہ گوشت سے تر و تازہ کر دیا)

فظل القوم بين مكللات   من الشيزاء حائرها يفيض

(سب لوگوں نے لکڑی کے ان پیالوں پر ہاتھ مارا جو بھرے ہوئے تھے لبریز تھے اور ان کے کنارے چھلک رہے تھے۔)

---

[1] ہشم، توڑنا۔ روٹی توڑنا۔ ہاشم۔ توڑنے والا۔

بنی ہاشم و بنی امیہ میں عداوت کی ابتدا

اُمیّہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی کو (بربنائے واقعہ مذکورہ) ہاشم پر حسد ہوا، وہ مالدار تھے، لہٰذا جو ہاشم نے کیا تھا بہ تکلف وہی خود بھی کرنا چاہا مگر نہ کر سکے اور عاجز آ گئے قریش کے کچھ لوگوں نے اس پر شماتت کی تو امیہ کو غصہ آ گیا، ہاشم کو برا بھلا کہنے لگے اور انھیں مُنافرہ[1] کی دعوت دی۔

ہاشم نے اپنی عمر و قدر و منزلت کا خیال کر کے منافرہ ناپسند کیا مگر قریش نے نہ چھوڑا۔ اور ان کو محفوظ کر لیا، (ناچار) ہاشم نے امیہ سے کہا کہ میں تیرے ساتھ اس شرط سے منافرہ کرتا ہوں کہ اگر تو مغلوب ہو تو سیاہ آنکھوں کی پچاس اونٹنیاں بطن مکہ میں تجھے ذبح کرنے کے لئے دینی ہوں گی اور دس برس کے لئے مکہ سے جلاوطن ہونا پڑے گا۔ امیہ نے یہ شرط منظور کر لی، منافرہ ہوا، بنی خزاعہ کے کاہن کو دونوں نے حَکَم بنایا، جس نے ہاشم کے حق میں فیصلہ کیا، ہاشم نے امیہ سے وہ مشروط اونٹ لے لئے ذبح کئے اور حاضرین کی ضیافت کی، امیہ ملک شام میں نکل گئے اور وہاں دس برس تک مقیم رہے۔

یہ پہلی عداوت تھی جو ہاشم و امیہ کے قبائل میں واقع ہوئی۔

طلب حکومت

علی بن یزید بن عبداللہ بن وہب بن زمعہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ قصی

---

[1] منافرہ: مفاخرت اور اس کا محاکمہ، عربوں میں دستور تھا کہ جب دو فریق اپنی اپنی عظمت پر زور دیتے تو اعیان قوم کے مجمع عام میں ثالثوں کو حکم بنایا جاتا اور وہ کسی ایک کے حق میں فیصلہ کرتے اسی کا نام منافرہ تھا ابتدا میں اس دستور کی حد میں تصفیہ قوت و طاقت سے متجاوز نہ تھیں، فریقین جب مقابل ہوتے تو پہلا سوال یہ ہوتا کہ اَیُّنَا اعزُّ نفراً یعنی تنقیح طلب امر یہ ہے کہ ہم میں از روئے تعداد و کثرت یا قلت انفار غالب کون ہے اور مغلوب کون ہے۔ منافرہ اسی سوال کا جواب دینے کے لئے ہوتا یہی اس کی وجہ تسمیہ ہے۔

نے عبدالدار کو جو کچھ دیا تھا، یعنی حجابہ و لواء و رفادہ و سقایہ وندوہ، فرزندان عبدمناف یعنی ہاشم و عبدشمس و مطلب و نوفل نے اتفاق کرکے اولاد عبدالدار کے ہاتھوں سے اسے نکال لینا چاہا کیونکہ ان مناصب کے لئے فرزندان عبدالدار سے کہیں زیادہ وہ اپنے آپ کو مستحق سمجھتے تھے کہ فرزندان عبدالدار پر ان کو شرف بھی حاصل تھا اور قوم میں بھی انکی عظمت و بزرگی مسلم تھی۔

اس معاملہ کے مدبر و کارپرداز ہاشم بن عبدمناف تھے۔

بنی عبدالدار نے تفویض اختیار سے انکار کیا اور عامر بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار اس معاملہ میں ان کی کارسازی کو اٹھے۔

قبائل بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی، و بنی زہرہ بن کلاب، و بنی تیم بن مرّہ، و بنی حارث بن فہر نے بنی عبدمناف بن قصی کا ساتھ دیا۔ اور بنی عبدالدار کے ساتھ بنی مخزوم و سہم و جمح و بنی عدی بن کعب ہوئے، بنی عامر بن لوی و محارب بن فہر علیٰحدہ رہے اور فریقین میں سے کسی کے ساتھ نہ ہوئے۔

مطیّبین

دونوں جماعتوں میں سے ہر ایک نے بجائے خود سخت سے سخت قسمیں کھائیں کہ اپنی جماعت کو مخذول نہ ہونے دیں گے اور اپنے میں سے کسی کو فریق مقابل کے سپرد نہ کریں گے مابَلَّ بَحْرٌ صُوْفَۃً (یعنی عہد و پیمان اس وقت تک برقرار رہے گا جب تک کہ آب دریا بھیڑ اور دنبے کی اون کو تر کرسکے۔ اس زمانے میں قول و قرار کو مؤکد کرنے کے لئے یہی محاورہ مستعمل تھا۔ مطلب یہ تھا کہ کبھی اس کی خلاف ورزی نہ ہونے پائے گی)

بنی عبدمناف اور ان کے طرفداروں نے ایک شاہ کاسہ نکالا جسے خوشبوؤں سے بھر کے خانۂ کعبہ کے سامنے رکھ دیا۔ تمام لوگوں نے اس میں اپنے اپنے ہاتھ ڈالے اور حلف اٹھا کے انھیں ہاتھوں سے کعبے کا مسح کیا کہ یہ پیمان پوری طرح موثق ہو جائے، یہی کارروائی تھی جس کے بعد ان لوگوں کا نام مطیبین پڑا (یعنی خوشبو میں ہاتھ بھرنے والے)

احلاف

بنی عبدالدار اور ان کے ساتھیوں نے خون سے بھرا ہوا شاہ کاسہ لے گئے اس میں ہاتھ ڈالا اور سب نے عہد کیا کہ اپنی جماعت کو مخذول و رسوانہ ہونے دیں گے ما بل بحرٌ صوفۃً (جب تک آب دریا اون کو تر کرسکے) ان لوگوں کے (دو مختلف) نام پڑے:

۱:- احلاف (یعنی حلف اٹھانے والے)

۲:- لعقۃ الدم (یعنی خون چاٹنے والے)

مُسالمت

جنگ کی تیاریاں ہوئیں، دونوں جماعتیں آمادہ ہوگئیں، جنگ آوروں کا تعبیہ ہونے لگا، ہر ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ میں پیوست ہوگیا، یہ سامان ہو ہی رہا تھا۔لوگ اس آمادگی کے ساتھ تیار ہی تھے کہ مصالحت کی سلسلۂ جنبانی ہوئی اور اس قرارداد پر صلح وآشتی کی ٹھہری کہ:

۱:- سقایہ و رفادہ بنی عبدمناف بن قصی کو دے دیا جائے،

۲:- حجابہ و لواء و دارالندوہ حسب دستور سابق بنی عبدالدار کے پاس رہے اس قرارداد کے مطابق فیصلہ ہوگیا اور لوگ (جو درپے حرب و قتال تھے) آویزش سے رک گئے۔

دارالندوہ دارالامارہ کی حیثیت میں

فرزندان عبدالدار (از روئے معاہدۂ مذکورہ حجابہ و لواء کے ساتھ) دارالندوہ پر بھی متصرف رہے اور رہتے چلے آئے، تا آنکہ عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار بن قصی نے (کہ منصب تولیت انھیں کو حاصل تھا) دارالندوہ کو معاویہؓ بن ابی سفیان کے ہاتھ بیچ ڈالا (یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب ارض حجاز میں بھی معاویہؓ کی حکومت و سلطنت مسلم ہو چکی تھی) دارالندوہ کو لے کے معاویہؓ نے دارالامارۃ بنا لیا اور یہ آج تک (یعنی بعہد مصنف) خلفا ہی کے ہاتھ میں ہے۔

ہاشم کی تولیت

یزید بن عبدالملک بن المغیرة النوفلی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، مصالحت کے بعد یہ ٹھہری کہ ہاشم بن عبدمناف بن قصی، سقایہ و رفادہ کے متولی قرار پائے، ہاشم فراخ دست آدمی تھے، حج کا موسم آتا تو قریش کے مجمع میں کھڑے ہو کے تقریر کرتے۔

"اے جماعت قریش، تم لوگ اللہ کے زیر جوار ہو، بیت اللہ والے ہو، اس موسم میں تمہارے پاس اللہ تعالےٰ کے زائر آتے ہیں جو اس کے گھر کی حرمت کے ساتھ تعظیم سے پیش آتے ہیں، وہ اللہ تعالےٰ کے مہمان ہیں، اور سب میں بیشتر شایان تکریم وہی ہے جو اللہ کا مہمان ہو، اللہ تعالےٰ نے تمہیں اس نعمت سے مخصوص فرمایا ہے، خاص یہ کرامت تمہیں کو عطا کی ہے ایک ہمسایہ اپنے دوسرے ہمسایے کا جتنا لحاظ کرتا ہے اس سے کہیں زیادہ اللہ تعالےٰ تمہارا پاس و لحاظ کرتا ہے۔ لہٰذا تم بھی اس کے زائروں کی بزرگداشت مرعی رکھو، جو بکھرے ہوئے بال، غبار آلود، ہر ایک شہر سے ایسی ایسی لاغر و نحیف سواریوں پر آتے ہیں کہ قمار بازی کی تیر کی طرح بے بال و پر بے ساز و سامان ہوتے ہیں، چلے ہیں، چل کے تھک گئے ہیں، جسم سے بو آنے لگی ہے، کپڑوں میں جوئیں پڑ گئی ہیں، توشہ و زاد ختم ہو چکا ہے۔ تم انکی ضیافت کرو، کھانا کھلاؤ اور پانی پلاؤ۔"

قریش اسی بنا پر حاجیوں کی آسائش و راحت رسانی کا اس قدر سامان کرتے کہ گھر والے حسب مقدور معمولی چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی فراہم کر دیتے، ہاشم بن عبدمناف خود بھی ہر سال بہت سامان اسی غرض سے نکالتے اور قریش کے جو لوگ دولت مند تھے وہ بھی اعانت کرتے، ہرقل (بادشاہ روم) کے سکے کے سو سو مثقال ہر شخص بھیجتا، ہاشم حوضوں کی تیاری کا انتظام کرتے جن کا محل وقوع مقام چاہ زمزم ہوتا۔ ان میں مکے کے کنوؤں سے پانی لاتے اور بھر دیتے، حاجی یہی پانی پیتے تھے یوم الترویہ (۸ - ذی حجہ) ہی سے حاجیوں کی ضیافت کا سامان ہوتا اور مکہ و منیٰ (منا) و مقام اجتماع حجاج (جمع) و عرفات پر ان کو کھانا کھلایا جاتا، گوشت روٹی، گھی روٹی اور چھوارے، ستو کی ثرید بنا بنا کے دی جاتی، سب کے لئے پانی کا اہتمام ہوتا اور باوصف اس کے کہ حوضوں میں پانی کی کمی ہوتی پھر

بھی منا میں سب کو پانی پلوایا جاتا، مناسک حج سے فارغ ہو کر منا سے جب لوگ واپس آتے تو اس وقت ضیافت ختم ہوتی اور لوگ اپنے اپنے مقام پر چلے جاتے۔

تجارتی معاہدات

عبداللہ بن نوفل بن الحارث کہتے ہیں: ہاشم ایک شریف آدمی تھے، قیصر سے قریش کے لئے انھیں نے یہ عہد لیا تھا کہ امن وامان وحفاظت کے ساتھ سفر کرسکیں سڑکوں اور راستوں پر اپنا مال واسباب لے کے گزریں تو کرایہ ومحصول نہ دینا پڑے قیصر نے یہ اجازت نامہ لکھ دیا اور نجاشی (فرمانروائے حبشہ) کو بھی لکھا کہ قریش کو اپنے ملک میں داخل ہونے دیں، یہ لوگ تجارت پیشہ تھے (اور اسی لئے ان ممالک میں سفر کرنے کی انھیں ضرورت لاحق تھی)

عقد نکاح

قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ کہ تجارتی مال واسباب سے مملو تھا۔ ہاشم بھی ہو لئے۔ راستہ مدینہ پہ سے گزرتا تھا، قافلہ مقام سوق النبط میں فروکش ہوا (سوق النبط: نبطی قوم کا بازار) یہاں ایسے بازار میں پہنچے جو سال میں ایک ہی مرتبہ لگتا اور سب لوگ اس میں مجتمع ہوتے قافلے والوں نے خرید وفروخت کی اور داد وستد ہوئی۔

ایک مقام پر کہ سر بازار واقع تھا اہل قافلہ کو ایک عورت نظر پڑی ہاشم نے دیکھا کہ اس عورت کو جو چیز خریدنی ہیں ان کے متعلق احکام دے رہی ہے۔ یہ عورت دوراندیش مستقل مزاج صاحب جمال نظر آئی۔

ہاشم نے دریافت کیا یہ بیوہ ہے یا شوہر دار؟

معلوم ہوا بیوہ ہے، اُحَیحَہ بن الجلال کے عقد نکاح میں تھی، عمرو ومعبد، دو لڑکے بھی اس کے صلب سے پیدا ہوئے، پھر اِس نے جُدا کر دیا، اپنی قوم میں عزیز وشریف ہونے کے باعث یہ عورت اس وقت تک کسی کے نکاح میں نہ آتی جب تک یہ شرط نہ ہو جاتی کہ اس کی عنان اختیار اسی کے ہاتھ میں رہے گی، کسی شوہر سے نفرت وکراہت آتی تو اُس

سے جدا ہوجاتی (یعنی خود اس کو طلاق دیدیتی) اس کا نام سلمیٰ تھا بنت عمرو بن زید بن لبید بن خداش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔

ہاشم نے اس کو پیغام دیا۔ ان کی شرافت ونسب کا جب حال معلوم ہوا تو وہ راضی ہوگئی اور ان کے نکاح میں آگئی ہاشم اس کے پاس آئے اور دعوت ولیمہ کی تیاری کی قافلے کے جو لوگ وہاں تھے سب کو بلایا۔ تعداد میں یہ چالیس قریشی، تھے بنی عبدمناف و بنی مخزوم و بنی سہم کے کچھ لوگ بھی ان میں تھے، قبیلہ خزرج (اہل مدینہ) کے بعض افراد کو بھی دعوت دی اور سب کے ساتھ چند روز وہاں مقیم رہے۔

سلمیٰ حاملہ ہوئیں، عبدالمطلب پیدا ہوئے جن کے سر میں شَیبہ تھا۔ (یعنی سر میں کچھ بال سفید تھے) اسی مناسبت سے ان کا نام شیبہ رکھا گیا۔

وفات اور وصیت

ہاشم مع اپنے ہمراہیوں کے وہاں سے شام کو روانہ ہوئے، غزّہ میں پہنچے تھے کہ بیماری کی شکایت پیدا ہوئی، لوگ ٹھہر گئے اور اس وقت تک ٹھہرے رہے کہ ہاشم نے وفات پائی، غزّہ ہی میں ان کو دفن کیا اور ان کا ترکہ لے کے ان کے لڑکوں کے پاس واپس آئے۔ کہا جاتا ہے کہ ابورہم بن عبدالعزیٰ العامری کہ عامر بن لوی کے خاندان سے تھے اور اُن دنوں خود بیس برس کے لڑکے تھے۔ فرزندان ہاشم کے پاس یہ ترکہ لے کے آئے تھے

محمد بن السائب الکلبی کہتے ہیں: ہاشم بن عبدمناف نے اپنے بھائی مطلب بن عبدمناف کو اپنا وصی بنایا تھا۔ یہی باعث ہے کہ بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب آج تک ایک ہیں، اور بنی عبدشمس و بنی نوفل فرزندان عبدمناف (بھی اسی طرح) اب تک (یعنی تا بعہد مصنف) یک دست ہیں۔

اولاد

ہشام بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: ہاشم بن عبدمناف کے چار لڑکے اور پانچ لڑکیاں پیدا ہوئیں۔

(۱) شَیبۃ الحمد، انھیں کو عبدالمطلب کہتے ہیں، یہ اپنے مرتے دم تک قریش کے سردار رہے
(۲) الف - رُقیہ بنت ہاشم، ہنوز لڑکی ہی تھیں۔ اٹھان بھی نہ ہوا تھا کہ انتقال کر گئیں ان دونوں بھائی بہنوں کی ماں سلمیٰ تھیں بنت عمرو بن زید بن لبید بن خداش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار، ان کے دونوں ماں جائے بھائی عمرو و معبد تھے ابنائے اُحیحۃ بن الجلاح بن الحریش بن جَحجَبا بن کلفۃ بن عوف بن عمرو بن عوف بن الاوس۔
(۳) ابو صیفی بن ہاشم، ان کا نام عمرو تھا، یہ سب میں بڑے تھے۔
(۴) صیفی بن ہاشم، ان دونوں بھائیوں کی ماں ہند تھیں، بنت عمرو بن ثعلبۃ بن الحارث بن مالک بن سالم بن غنم بن عوف بن الخزرج۔ ان کے ماں جائے بھائی مخرمہ تھے ابن المطلب بن عبد مناف بن قصی۔
(۵) اسد بن ہاشم، ان کی ماں قیلہ تھیں ملقب بہ جزور بنت عامر بن مالک بن جذیمہ کہ انھیں کو اَلمُصطَلِق[1] بھی کہتے ہیں، وہ قبیلہ خزاعہ کے تھے۔
(۶) نضلہ بن ہاشم۔
(۷) ب - شفا بنت ہاشم۔
(۸) ج - رقیہ بنت ہاشم۔ ان تینوں کی ماں امیہ تھیں، بنت عدی بن عبداللہ بن دینار بن مالک بن سلامان بن سعد کہ قبیلۂ قضاعہ کے تھے ان کے دونوں ماجائے بھائی نُفَیل و عمرو تھے، نُفَیل بن عبدالعزیٰ العدوی و عمرو بن ربیعۃ بن الحارث بن حُبَیب بن جزیمۃ بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی۔
(۹) د - ضعیفۃ بنت ہاشم۔
(۱۰) ھ - خالدہ بنت ہاشم، ان کی ماں اُمّ عبداللہ تھیں جن کا نام واقدۃ بنت ابی عدی
(۱۱) و - حَنّہ بن ہاشم، ان کی ماں عدی تھیں، بنت حُبَیب بن الحارث بن مالک بن حطیط بن جشم بن قسّی کہ انھیں کو ثقیف کہتے ہیں۔

---

[1] اَلمُصطَلِق، خوش آواز، اچھا نغمہ سرا، جذیمہ بن سعد بن عمرو خزاعی کو یہ لقب ان کے حسن صوت کی بنا پر ملا تھا، قبیلہ خزاعہ کے پہلے مغنی وہی ہیں۔

ہاشم کا مرثیہ

ہاشم کی کنیت ابو یزید تھی، اور بعض لوگ کہتے ہیں ، وہ اپنے بیٹے اسد ابن ہاشم کے نام پر کنیت کرتے تھے (یعنی ابو اسد) ہاشم کی وفات پر ان کی اولاد نے بہت سے مرثیے کہے جن میں ایک مرثیہ مطالدہ بنت ہاشم کا ہے کہ محمد بن عمر نے اس کی روایت اپنے راویوں کے حوالے سے کی ہے لیکن اس کے اشعار میں کمزوریاں ہیں۔

بَكَرَ النَّعِيُّ بِخَيْرِ مَنْ وَطِئَ الْحَصَى　　　ذِي الْمَكْرُمَاتِ وَذِي الْفَعَالِ الْفَاضِلِ

(پیغام گوئی مرگ نے سویرے ہی ایسے شخص کی موت کی خبر سنائی جو زمین پر چلنے والوں میں سب سے اچھا ذی مکرمت و صاحب افعال بزرگ تھا)

بِالسَّيِّدِ الْغَمْرِ السَّمَيْدَعِ ذِي النُّهَى　　　مَاضِي الْعَزِيمَةِ غَيْرِ نِكْسٍ وَاغِلِ

(ایسے شخص کی سنائی جو سردار تھا، وسیع الاخلاق کریم تھا، شریف و سخی شجاع و متواضع تھا، دانشمند تھا، اولوالعزم تھا، ضعیف الرائے پیر فرتوت نہ تھا اور نہ سفلہ و کمینہ پست ہمت آدمی تھا)

زَيْنِ الْعَشِيرَةِ كُلِّهَا وَرَبِيعِهَا　　　فِي الْمُطْبِقَاتِ وَفِي الزَّمَانِ الْمُمْحِلِ

(متواتر خشک سالی و قحط کے زمانے میں وہ تمام خاندان کی زینت و رونق و بہار کا باعث تھا)

إِنَّ الْمُهَذَّبَ مِنْ لُؤَيٍّ كُلِّهَا　　　بِالشَّامِ بَيْنَ صَفَائِحٍ وَجَنَادِلِ

(تمام خاندان لؤی کا مہذب ترین ملک شام میں اس وقت آغشتہ سنگ و خاک ہے)

فَابْكِي عَلَيْهِ مَا بَقِيتِ بِعَوْلَةٍ　　　فَلَقَدْ رُزِئْتِ أَخَا نَدًى وَفَوَاضِلِ

(تو جب تک زندہ ہے اس پر زار زار روتی رہ اس لئے کہ تجھے ایسے بزرگ کی مصیبت اٹھانی پڑی ہے جو صاحب فیض و بزرگی تھا)

وَلَقَدْ رُزِئْتِ قَرِيعَ فِهْرٍ كُلِّهَا　　　وَرَئِيسَهَا فِي كُلِّ أَمْرٍ شَامِلِ

(تجھے ایسے شخص کی مصیبت اٹھانی پڑی ہے جو تمام قبیلہ فہر کا سردار تھا اور ہر ایک امر عام و شامل میں سب کا رئیس مانا جاتا تھا۔)

شفاء بنت ہاشم کہتی ہیں :-

عَیْنِ جُودِی بِعَبْرَۃٍ وَسُجُومِ　　وَاسْفَحِی الدَّمْعَ لِلْجَوَادِ الْکَرِیمِ

(اے آنکھ اشک بار رہو اور اس فیاض وکریم بزرگ کے لئے آنسو بہا)

ھَاشِمِ الْخَیْرِ ذِی الْجَلَالَۃِ وَالْمَجْدِ وَذِی الْبَاعِ وَالنَّدَی وَالصَّمِیمِ

(خیر و خوبی والے ہاشم کے لئے جو صاحب جاہ و جلال و بزرگی تھا، قوت دار حوصلہ مند فیاض اور خالص و مخلص آدمی تھا)

عَیْنِ وَاسْتَعْبِرِی وَسُحِّی وَجُمِّی　　لِأَبِیکِ الْمُسَوَّدِ الْمَعْلُومِ

(اے آنکھ اپنے باپ کے لئے جو مشہور سردار قوم تھا رو اور خوب رو اور روتی رہ)

وَرَبِیعٍ لِلْمُجْتَدِینَ وَحِرْزٍ　　وَلِزَازٍ لِکُلِّ أَمْرٍ عَظِیمِ

(جو حاجتمندوں کے حق میں بہار تھا اور ہر ایک بڑے سے بڑے کام کے لئے تعویذ یا سبب حفظ و امن تھا اور دروازہ مفاسد کو بند رکھنے والا دستہ تھا)

شَمَّرِیٍّ نَمَاہُ لِلْعِزِّ صَقْرٌ　　شَامِخُ الْبَیْتِ مِنْ سَرَاۃِ الْأَدِیمِ

(تجربہ کار رنا فذ العزم شہباز کہ عزت ہی کے لئے اس کا نشوو نما ہوا تھا اور اشراف روئے زمین کے گھرانوں میں اسکا گھر سب سے پرانا اور شریف تھا۔

شَیْظَمِیٍّ مُھَذَّبٍ ذِی فُضُولٍ　　أَرْیَحِیٍّ مِثْلَ الْقَنَاۃِ وَسِیمِ

(تنو مند بلند بالا فصیح و بلیغ شیر مرد، مہذب، صاحب فضائل سردار قوم جو خوش رو و خوش شکل و خوش منظر بھی تھا۔)

غَالِبِیٍّ سَمَیْدَعٍ أَحْوَذِیٍّ　　بَاسِقِ الْمَجْدِ مُفْرَجِیٍّ حَلِیمِ

(سردار غالب الاطوار حاذق و قہار جس کا شجرہ مجد و کرم تنا ور تھا اور جو خود ایک فیاض و بردبار سرگروہ سالار تھا)

صَادِقِ النَّاسِ فِی الْمَوَاطِنِ شَھْمٍ　　مَاجِدِ الْجَدِّ غَیْرِ نِکْسٍ ذَمِیمِ

(معرکوں میں راست باز بہادر و بزرگ آدمی جو سفلہ و ضعیف و پست ہمت بھی نہ تھا اور نہ خصلتوں کا برا تھا)

عبد المُطّلِب

محمد بن عمر بن واقد الاسلمی کہتے ہیں: مُطّلب بن عبد مناف بن قصی بن کلاب، ہاشم اور عبد شمس دونوں سے بڑے تھے، قریش کے لئے نجاشی سے انھیں نے تجارتی عہد نامہ حاصل کیا تھا، وہ اپنی قوم میں شریف تھے، سردار تھے اوران کی اطاعت کی جاتی تھی، جود و کرم کے باعث قریش انھیں الفیض کہتے تھے (یعنی فیاض)، ہاشم کے بعد سقایہ و رفادہ کے وہی متولی ہوئے، وہ اس باب میں کہتے ہیں :-

وَ اَبْلِغْ لَدَیْکَ بَنِیْ ھَاشِمٍ　　بِمَا قَدْ فَعَلْنَا وَلَمْ نُؤمَرْ

(ہم نے جو کچھ کیا ہے اور بغیر کسی حکم کے جو کام ہم سے ہوا ہے بنی ہاشم کو اپنے پاس بلا کے اس کی اطلاع دے دے)

اَقَمْنَا لِنَسْقِیْ حَجِیْجَ الْحَرَا　　مَ اِذْ تُرِکَ الْمَجْدُ لَمْ یُؤثَرْ

(ایسی حالت میں کہ مجد و شرف متروک ہو چکا تھا ہم نے حاجیانِ بیت الحرام کو پانی پلانے کا انتظام کیا)

نسوق الحجیج لِاَ بْیَاتِنَا　　کَاَنَّھُمْ بَقَرٌ تُحْشَرُ

(حاجیوں کو ہم اپنے گھروں میں اس طرح کھینچ لاتے ہیں کہ گویا وہ اجتماعی طور پر گائے بیل ہیں جو بے عذر کھنچے چلے آتے ہیں)

ثابت بن المنذر بن حرام کہ حسّان ؓ بن ثابت شاعر (جناب نبویؐ) کے والد تھے عمرہ کے لئے (مدینہ مبارکہ سے) مکہ میں آئے، یہاں مطلب سے ملے جو ان کے دوست تھے (باتوں باتوں میں) ان سے کہا :-

اگر تو اپنے بھتیجے شَیبہ کو ہمارے قبیلہ میں دیکھتا تو (اس کے شکل و شمائل میں) تجھے خوبی و خوبروئی وہیبت و شرافت نظر آتی، میں نے دیکھا کہ وہ اپنے ماموں زاد بھائیوں میں تیراندازی کررہا ہے کہ نشان آموزی[1] کے دونوں تیر میرے کف دست جیسے مقدار کے

---

[1] نشانہ آموزی کے تیر اصل میں اس کے لئے لفظ مرماۃ ہے جس سے مراد وہ کمزور تیر ہے کہ لڑکے اس سے تیراندازی سیکھتے تھے ہر ایک لڑکے کے پاس ایسے ایسے دو تیر ہوا کرتے، اسی لئے اصل میں بھی لفظ تثنیہ وارد ہے -

ہدف میں داخل ہو جاتے ہیں، جب تیر نشانہ پہ بیٹھتا ہے تو وہ کہتا ہے، انا ابن عمرو والعلیٰ (میں بلند مرتبہ عمرو کا فرزند ہوں)

مطلب نے کہا: میں تو جب تک وہاں نہ جاؤں اور اس کو ساتھ نہ لاؤں اتنی بھی تاخیر نہیں کر سکتا کہ شام ہو جائے (یعنی اتنی عجلت ہے کہ آج کے دن تمام ہونے کا انتظار کرنا بھی ممکن نہیں)

ثابت کہا: میری رائے میں اسے نہ تو سلمیٰ تیرے سپرد کر دے گی اور نہ اس کے ماموں تجھے (لے جانے) دیں گے۔ اگر تو اسے وہیں رہنے دے کہ اپنے ننھیال میں اس وقت تک رہے کہ خود بخود تیرے پاس برضا و رغبت آ جائے تو اس میں تیرا کیا حرج ہے؟

مطلب نے کہا: اے ابو اوس! میں تو اسے وہاں نہ چھوڑوں گا کہ اپنی قوم کے مآثر و فضائل سے بیگانہ بنا رہے، تجھے یہ تو معلوم ہی ہے کہ اس کا حسب[1] و نسب وجد و شرف سب کچھ اس کی قوم ہی کے ساتھ ہے۔

مطلب مکے سے نکل کے چلے اور مدینے میں پہنچ کے ایک گوشے میں فروکش ہوئے۔ شیبہ کو دریافت کرتے رہے حتیٰ کہ اپنے ننھیالی لڑکوں میں تیر اندازی کرتے ہوئے وہ مل گئے۔ مطلب نے دیکھا تو باپ کی شباہت ان میں نظر آئی، پہچان لیا۔ آنکھیں اشکبار ہوئیں گلے سے لگایا، حلۂ یمانی پہنایا اور کہنے لگے:

عَرَفْتُ شَيْبَةَ وَالنَّجَّارُ قَدْ حَفَلَتْ ابناؤُ هَا حَوْلَهُ بِالنَّبْلِ تَنْتَضِلُ

(میں نے شیبہ کو پہچان لیا اور ایسی حالت میں پہچانا کہ قبیلۂ بنی نجار کے لڑکے اس کے گرد تیر اندازی کے لئے مجمع کئے ہوئے تھے)

عَرَفْتُ اَجْلَادَهُ منا وَشِيْمَتَهُ فَفَاضَ مِنِّي عَلَيْهِ وَابِلٌ سَبِلُ

(میں نے پہچان لیا کہ اس کا زور بازو و طور و طریق ہم ہی میں سے ہے اور یہ پہچان کر میری آنکھیں اس پر آنسوؤں کے ڈونگرے برسانے لگیں۔)

سلمیٰ نے پیغام بھیج کر مطلب کو اپنے یہاں فروکش ہونے کی دعوت دی جس کے جواب میں مطلب نے کہا:

---

[1] حَسَبُ، اصل میں لفظ سط آیا ہے، وَسِطَةُ الرجل حسبه۔

میری حالت اس (تکلف) سے بہت ہی سبک واقع ہوئی ہے، میں جب تک اپنے بھتیجے کو نہ پاؤں گا اور اسے اس کے شہر و قوم میں نہ لے جاؤں گا اس وقت تک گرہ بھی نہیں کھولنا چاہتا۔

سلمیٰ نے کہا، میں تو اس کو تیرے ساتھ بھیجنے کی نہیں۔

سلمیٰ نے اس جواب میں مطلب کے ساتھ درشتی و خشونت ظاہر کی تو انھوں نے کہا ایسا نہ کر میں تو بغیر اس کے ساتھ لئے واپس جانے والا نہیں، میرا بھتیجا سن شعور کو پہنچ چکا ہے اور غیر قوم میں ہے اور اجنبی ہے۔ ہم لوگ اس خاندان کے ہیں کہ ہماری قوم کی شرافت اور اپنے قومی شہر میں قیام کرنا یہاں کی اقامت سے اس لئے بہتر ہے اور وہ جہاں کہیں بھی ہو بہرحال تیرا ہی لڑکا ہے۔

سلمیٰ نے جب دیکھا کہ شیبہ کو ساتھ لئے بغیر، مطلب (اپنی کوشش میں) کمی کرنے والے نہیں ہیں، تو ان سے تین دن کی مہلت طلب کی اور اب مطلب بھی نقل مکان کر کے انھیں کے ہاں فروکش ہو گئے، تین دن تک ٹھہرنے کے بعد شیبہ کو لے کر چل کھڑے ہوئے اور بہ روایت ہشام بن محمد (اس موقع پر) مطلب نے یہ شعر پڑھے:۔

اَبْلِغْ بَنِی النَّجَّارِ اِن جِئْتَهُم　　اَنِّی مِنْهُم وَابْنُهُمْ وَالخَمِیسِ

(بنی نجار کے پاس آنا تو ان سے کہہ دینا کہ میں بھی اور ان کا لڑکا بھی یہ جماعت کی جماعت سب انھیں میں سے ہے۔)

رَأَیْتُهُمْ قَوماً اِذَا جِئْتَهُمْ　　هَوَوْا لِقَائِی وَاَحَبُّوا حَسِیسِی

(میں نے دیکھا کہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس آئے تو وہ میری ملاقات کے خواہشمند ہوتے ہیں اور میری آہٹ سے بھی الفت رکھتے ہیں)

(ان دونوں شعروں کی روایت تو ہشام بن محمد نے اپنے والد سے کی ہے۔ اب آگے پھر وہی محمد بن عمر والی روایت شروع ہوتی ہے۔)

شیبہ کا نام عبدالمطلب کیوں پڑا

محمد بن عمر کہتے ہیں: مطلب شیبہ کو لیے ہوئے ظہر کے وقت مکے پہنچے، قریش نے

(یہ دیکھ کے) کہا:-

هذا عبد المطلب (یہ مطلب کا غلام ہے)

مطلب نے کہا، ہائیں، افسوس، یہ تو حقیقت میں میرا بھتیجا شیبہ ابن عمرو ہے۔

لوگوں نے (بنظر امعان) شیبہ کو جب دیکھ لیا تو (پہچان کے) سب نے کہا، ابنہ لعمری (میری جان کی قسم یہ تو عمرو کا لڑکا ہے)

اس وقت سے عبد المطلب برابر مکے ہی میں مقیم رہے، تا آنکہ سن بلوغ کو پہنچے اور جوان ہوئے۔

آبائی میراث اعزازی

مطلب بن عبد مناف نے تجارت کی غرض سے یمن کا سفر کیا تھا، وہاں مقام اَدمانَ میں انتقال کر گئے، ان کے بعد رفادہ و سقایہ کے عبد المطلب ابن ہاشم متوّلی ہوئے اور یہ مناصب ہمیشہ انھیں کے ہاتھ میں رہے، حاجیوں کو کھانا کھلاتے، پانی پلاتے، مکّے میں کئی حوض بنوا لئے تھے کہ انھیں سے حاجیوں کو سیراب کراتے جب زمزم سے پانی پلانے کا آغاز ہوا تو مکّے میں حوضوں کے ذریعہ پانی پلانے کا دستور بند ہو گیا اور عبد المطلب نے حجاج کو زمزم ہی سے پانی پلوانا شروع کیا، اس کا سر آغاز اس وقت سے ہوا جب زمزم کو از سرِ نو کھود کے جاری کیا ہے۔ یہی پانی عرفات تک پہنچاتے تھے اور وہاں بھی سب کو پلواتے تھے۔

چشمۂ زمزم

زم زم اللہ تعالےٰ کی جانب سے پانی پینے کے لئے تھا، خواب میں کئی مرتبہ، عبد المطلب کو بشارت ہوئی، کھودنے کا حکم ملا۔ اور وہ جگہ بھی بتا دی گئی (ایک رات بحالت رویا) کہا گیا:

طیبہ کو کھود ڈال۔

انھوں نے پوچھا طیبہ کیا ہے؟

دوسرے دن پھر آ کے کہا: بَرّہ کو کھود۔

انھوں نے پوچھا: برّہ کیا ہے؟

تیسرے دن وہ اپنی خوابگاہ میں استراحت کر رہے تھے کہ خواب میں ایک شخص آکے کہتا ہے: مَضْنُونَہ کو کھود۔ انھوں نے پوچھا:

مضنونہ کیا ہے بیان کر تو کیا کہتا ہے؟

چوتھی شب میں پھر آکے کہا: احفر زمزم (زمزم کو کھود)

انھوں نے پوچھا: وما زمزم (زمزم کیا ہے؟)

جواب دیا: لا تُنْزَحُ ولا تُذَمُّ، تسقی الحجیج الاعظم وھی بین الفرث والدم، عند نقرۃ الغراب الاعصم (زمزم وہ ہے کہ نہ اس کا پانی ختم ہوگا نہ اُس کی مذمت کی جاسکے گی، حاجیوں کو خاطر خواہ وہ سیراب کرے گا، یہ گندگی اور خون کے درمیان اس جگہ واقع ہے جہاں غُرابِ[1] اَعْصَمْ منقار سے کرید تا رہتا ہے)۔

محمد بن عمر کہتے ہیں کہ ذبیح کی جگہ سے جہاں گندگی اور خون جمع رہتا ہے غراب اعصم وہاں سے ہٹتا ہی نہ تھا۔

وھی شرب لک ولولدک من بعدک (اسی خواب میں عبدالمطلب کو یہ بھی بشارت ہوئی کہ یہ تیرے پینے کے لئے اور تیرے بعد تیری اولاد کے پینے کے لئے ہے)

عبدالمطلب نے زمین کھودنے، مٹی پھینکنے پانی نکالنے کے سامان وآلات لئے اور اپنے بیٹے حارث بن عبدالمطلب کو ساتھ لیا کہ اس وقت تک بجز ان کے اور کوئی دوسرا لڑکا نہ تھا کدال اور پھاؤڑے سے عبدالمطلب زمین کھودتے تھے مٹی کو برتن میں بھر دیتے تھے جسے حارث اٹھا اٹھا کے باہر ڈال دیتے تھے، تین دن تک کھودتے رہے جس کے بعد زمزم کا نشان ملا، عبدالمطلب نے اللہ اکبر کا نعرہ مارا اور کہا۔

ھذا طوی اسماعیل (یہ وہی زمزم ہے جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے جاری ہوا تھا اور بعد کو پٹ گیا۔

---

[1] غراب اعصم: وہ کوا جس کے دونوں پاؤں اور چونچ سرخ رنگ کے ہوں اور اس کے پروں میں کچھ سفیدی ہو اس زمانہ میں اسی رنگ کا ایک کوا مقام زمزم پر آکے بیٹھتا تھا، زمزم تو باقی نہ رہا تھا البتہ اس کی جگہ قریش قربانی کیا کرتے تھے اور اسی باعث سے وہ کوّا وہاں سے ہٹتا نہ تھا۔

تحکیم

اب قریش نے بھی جان لیا کہ عبدالمطلب نے پانی تک دسترس حاصل کر لی لہٰذا سب نے آ کے کہا: ہمیں بھی اس میں شریک کرو۔

عبدالمطلب نے کہا میں تو شریک کرنے والا نہیں، یہ امر میرے ہی ساتھ مخصوص ہے تمہارا اس میں لگاؤ نہیں، اس معاملہ میں جسے چاہو ثالث مقرر کر لو کہ اس سے محاکمہ کریں اور وہ فیصلہ دے۔

قریش نے کہا: ہذیم، کہ قبیلۂ بنی سعد کی کاہنہ ہے، یہ کاہنہ مقام مُعان میں مقیم تھی، جو شام کے نواح میں واقع ہے۔

آخر سب لوگ اسی کے ہاں چلے، عبدالمطلب کی معیت میں اولاد عبدمناف سے بیس آدمی تھے اور قریش نے بھی اپنے قبائل میں سے بیس آدمی لئے تھے، شام کے راستہ میں جب یہ لوگ فقیر، یا اس کے قریب تک پہنچے تو سب کے ہاں پانی کا ذخیرہ ختم ہو چکا تھا (فقیر ایک سوکھے نالے کے مخزن کا نام تھا جس میں کبھی پانی رہا ہو گا مگر ان دنوں مدتوں سے خشک پڑا تھا)

تشنگی کا غلبہ ہوا تو سب نے عبدالمطلب سے کہا: کیا رائے ہے؟ جواب دیا، یہ موت ہے، بہتر یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک شخص اپنے لئے ایک ایک گڑھا (قبر) کھود رکھے، جب کوئی مرے تو ساتھ والے اسے دفن کر دیا کریں، حتٰی کہ آخر میں صرف ایک شخص رہ جائے کہ اسے ضائع ہونے کی موت مرنا پڑے (یعنی مرنے کے بعد پیچھے کوئی اس کو قبر میں دفن کرنے والا نہ ہو) یہ صورت اس سے آسان ہے کہ تم سب کے سب مر جاؤ (اور کوئی کسی کو دفن نہ کر سکے)، سب لوگ (اسی رائے کے مطابق) وہیں ٹھہر گئے اور بیٹھ کے موت کا انتظار کرنے لگے۔

قدرتی فیصلہ

عبدالمطلب نے یہ دیکھ کے کہ سب کے سب موت کے منتظر بیٹھے ہیں لوگوں سے خطاب کیا:

خدا کی قسم خود کو اپنے ہاتھوں سے اس طرح تہلکے میں ڈالنا تو بڑی عاجزی و بے بسی کی بات ہے ہم کیوں نہ چلیں پھریں قدم بڑھائیں (بیٹھے کیوں رہیں؟) شاید اس علاقے میں کہیں نہ کہیں اللہ تعالٰی ہمیں پانی عطا فرمائے۔ یہ سن کے سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے، عبدالمطلب بھی اپنے سامان کے پاس آئے اور سوار ہو کے چلے، سواری چلی ہی تھی کہ اس کے سُم کے نیچے سے ایک چشمۂ

آب شیریں نمودار ہوا، عبدالمطلب اور ان کے ہمراہیوں نے تکبیر کہی اور سب نے پانی پیا، قریش کے بھی افراد قبائل کو بلا کے کہا: ھلمّوا الی الماء الرّواء فقد سقانا اللہ (دیہ لو آب زلال وصافی، کہ خود اللہ تعالےٰ نے ہمیں سیراب فرمایا) سب نے پانی پیا اور پلایا اور کہا:

قد قضی لک علینا، الذی سقاک ھذا الماء بھذہ الفلاۃ ھو الذی سقاک زمزم، فواللہ لا نخاصمک فیھا ابدا (حقیقت یہ ہے کہ ہمارے خلاف تیرے حق میں فیصلہ ہو چکا جس نے اس دشت میں تجھے یہ پانی عطا فرما کے سیراب کیا ہے اسی نے آب زمزم بھی تجھ کو عنایت فرمایا ہے، خدا کی قسم ہم اس باب میں کبھی تجھ سے مخاصمت نہ کرینگے)

یہ سن کے عبدالمطلب نے مراجعت کی، ساتھ ہی وہ سب لوگ بھی واپس آئے کاہنہ تک کوئی نہ گیا، اور زمزم کو عبدالمطلب کے لئے چھوڑ دیا۔

دوسری روایت

معتمر بن سلیمان التیمی کہتے ہیں:۔ میں نے اپنے والد کو ابو مجلز سے روایت کرتے سنا کہ خواب میں کسی نے عبدالمطلب سے آکے کہا: کھود۔ عبدالمطلب نے پوچھا کہاں؟ جواب ملا: وہاں وہاں۔ عبدالمطلب نے اس پر عمل نہ کیا تو پھر خواب میں آکر ان سے کہا گیا: کھود اس جگہ کھود جہاں گندگی ہے، جہاں دیمک ہے، جہاں قبیلۂ خزاعہ کی نشست گاہ ہے۔

عبدالمطلب نے کھودا تو ایک ہرن ملا، ہتھیار ملا اور بوسیدہ کپڑے ملے۔

قوم نے جب مال غنیمت دیکھا تو ایسا معلوم ہوا کہ گویا عبدالمطلب سے لڑنا چاہتے ہیں اس حالت میں عبدالمطلب نے منت مانی کہ اگر ان کے دس لڑکے ہوئے تو ایک کو قربان کریں گے۔

جب دسوں پیدا ہو چکے اور عبدالمطلب نے عبداللہ کو قربان کرنا چاہا تو قبیلہ بنی زہرہ نے روک دیا اور کہا:

عبداللہ کے اور اتنے اونٹوں کے درمیان قرعہ ڈالو، قرعہ ڈالا تو سات مرتبہ عبداللہ پر قرعہ عبداللہ پر پڑا اور ایک مرتبہ اونٹوں پر۔

سلیمان کہتے ہیں:۔ میں نہیں جانتا کہ سات کی تعداد ابو مجلز نے کہی تھی، یا نہیں آخر کو یہ ہوا کہ عبدالمطلب نے عبداللہ کو تو رہنے دیا اور اونٹوں کی قربانی کی۔

یہاں تک تو ابو مجلز کی روایت تھی، اب آگے پھر محمد بن عمر کی روایت شروع ہو

دفینۂ قدیمہ

محمد بن عمر کہتے ہیں، جس وقت قبیلۂ جرہم نے محسوس کیا کہ مکّے سے اب ان کو چلا جانا چاہیئے تو ہرن، سات قلعی تلواریں[1] اور پانچ مکمل زرہیں دفن کر دیں تھیں جن کو عبدالمطلب نے برآمد کیا۔

عبدالمطلب کا شیوہ خدا پرستی تھا ظلم وستم وفسق و فجور کو اعظم المنکرات سمجھتے تھے انھوں نے دونوں غزال کہ سونے کے تھے کعبے کے سامنے چڑھا دیئے، تلواریں (خانہ کعبہ کے) دونوں دروازوں پر لٹکا دیں کہ خزانۂ کعبہ محفوظ رہے، اور کنجی اور قفل سونے کا بنانے لگا دیا۔

ابن عباس کہتے ہیں :۔ یہ غزال قبیلۂ جرہم کا تھا، عبدالمطلب نے جب زمزم کی کھدائی شروع کی تو غزال (ہرن) اور قلعی تلواریں بھی (کھود کے) نکالیں۔ ان پر قداح[2] ڈالے تو سب کعبے کے لئے نکلیں، یہ سونے کی چیزیں تھیں جو کعبے کے دروازہ پر چڑھا دیں مگر قریش کے تین شخصوں نے ایکا کر کے انھیں چرالیا۔

محالفہ

ہشام بن محمد نے اپنے والد سے، عبدالمجید بن ابی عَبْس سے، اور ابو المُقَوِّم وغیرہم سے روایت کی ہے کہ ان سب نے بیان کیا کہ تمام قریش میں عبدالمطلب سب سے زیادہ خوش رو سب سے زیادہ بلند و بالا، سب سے زیادہ بردبار و متحمل مزاج، سب سے زیادہ فیاض اور سب سے زیادہ ان مہلکات سے دور رہنے والے شخص تھے جو لوگوں کی حالت و حیثیت بگاڑ دیا کرتے ہیں کبھی ایسا اتفاق نہیں پیش آیا کسی بادشاہ نے انھیں دیکھ کے انکی تعظیم و تکریم نہ کی ہو اور ان کی سفارش نہ مانی ہو، وہ جب تک زندہ رہے قریش کے سردار بنے رہے، قبیلۂ خزاعہ کے کچھ لوگوں نے آکے اُن سے کہا : نحن قومٌ متجاورون فی الدار، ھَلُمّ فلنحالفک (ہم سب لوگ گھر کے اعتبار سے آپس میں ہمسایہ و ہم جوار ہیں یعنی آؤ محالفہ یعنی باہمی امداد و نصرت کا عہد و پیمان کر لیں)

---

[1] قلعی تلواریں : سیوف قلعیہ، بادیہ عرب میں ایک مقام مَرج القلعۃ، تھا جہاں کی تلواریں نہایت عمدہ تھیں شمشیر قلعی اس مقام سے منسوب ہے۔

[2] قِداح، جمع قدح، فال دیکھنے اور شگون لینے کے لئے تیر، جاہلیت عرب میں اس کا عام دستور تھا اور اس طریقہ کو قداحۃ کہتے تھے، میسر جسکی تحریم کلام اللہ نے کی یہ رسم بھی اسی کی ایک قسم تھی۔

عبدالمطلب نے یہ درخواست قبول کرلی اور سات شخصوں کو لے کے چلے جو اولاد مطلب
(ابن عبد مناف)، وارقم بن نفلۃ بن ہاشم وضحاک وعمرو فرزندانِ ابوصیفی بن ہاشم تھے، اس میں
سے نہ تو فرزندانِ عبدشمس میں سے کوئی شریک ہوا اور نہ نوفل کی اولاد میں سے کسی نے شرکت کی
عبدالمطلب اپنی جماعت کو لئے ہوئے دارالندوہ میں آئے جہاں دونوں گروہوں نے ایک
دوسرے کی مدد ومواسا کیلئے عہد وپیمان کئے اور ایک عہدنامہ لکھ کے خانۂ کعبہ میں لٹکا دیا۔
عبدالمطلب اس باب میں کہتے ہیں۔

سَأُوصِي زُبَيْرًا ان توافت مَنِيَّتِي بامساك ما بيني وبين بني عمرو
(اگر میری موت آئی تو میں زبیر کو وصیت کر جاؤں گا کہ میرے اور فرزندانِ عمرو خزاعی کے
درمیان جو معاہدہ تھا وہ اس پر قائم رہے اور ٹوٹنے نہ دے)

وان يَحْفَظَ الحِلف الذي سَنَّ شَيْخُهُ ولا يلحِدنّ فيه بظلم ولا غدر
(میں یہ وصیت کر جاؤں گا کہ اس کے بزرگ نے جو عہد کیا ہے اس کی حفاظت کرے اور ایسا نہ
ہو کہ کسی طرح کے ظلم وعذر کے باعث اس کی خلاف ورزی ہو)

هَم حفظوا الالّ القديم وحالفوا اباك فكانوا دون قومك من فهر
(اے زبیر، خاندانِ فہر کہ وہی تیری قوم والے ہیں ان سب میں سے یہی لوگ ہیں کہ انھوں نے
پرانی قسم کی حفاظت کی اور تیرے باپ کے حلیف بنے)

اسی بنا پر عبدالمطلب نے اپنے بیٹے زبیر بن عبدالمطلب کو اس عہد وپیمان کی وصیت کی،
زبیر نے ابوطالب سے اور ابوطالب نے یہی وصیت عباسؓ ابن عبدالمطلب سے کی تھی۔

نبوت اور حکومت کی پیشگوئی

مِسْوَر بن مَخْرَمَۃ الزہری کہتے ہیں، عبدالمطلب جب کبھی یمن جاتے تو قوم حِمیَر کے ایک
سرگروہ کے ہاں فروکش ہوتے ایک مرتبہ کے نزول میں ایک یمنی سے وہیں ملاقات ہوئی، جو
بہت ہی طویل العمر تھا اور اس نے (قدیم) کتابیں پڑھی تھیں۔ اس نے عبدالمطلب سے کہا،
تاذن لی ان افتش مکانا منک؟ (کیا تو مجھ کو اجازت دیتا ہے کہ تیرے جسم
میں سے کوئی جگہ ٹٹولوں)
عبدالمطلب نے جواب دیا: لیس کل مکان منی اذن لک فی تفتیشہ (میں

تجھے ہر جگہ ٹٹولنے کی اجازت تو نہیں دے سکتا)

یمنی نے پھر کہا: انما ھو منخریک (وہ جگہ جو ٹٹولنی ہے صرف تیرے دونوں نتھنے ہیں)

عبدالمطلب نے اجازت دی: فذٗ ومٗلک (یہی بات ہے تو بسم اللہ) یمنی نے عبدالمطلب کے یار، یعنی نتھنوں کے بال دیکھے اور کہا، اری نبوۃ واری ملکا واری احدھما فی بنی زھرۃ (میں نبوت دیکھ رہا ہوں، ملک اور حکومت دیکھ رہا ہوں، مگران دونوں میں سے ایک چیز مجھے قبیلۂ بنی زہرہ میں نظر آتی ہے)

عبدالمطلب نے اس سفر سے واپس آکے خود تو ہالہ بنت وہیب ابن عبدمناف بن زہرہ سے نکاح کیا اور اپنے بیٹے عبداللہ کا نکاح آمنہ بنت وہب ابن عبدمناف بن زہرہ سے کر دیا جن سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اولاد عبدالمطلب کو نبوت و خلافت دونوں عطا فرمائی اور اللہ تعالیٰ (اس خانوادۂ شریف کے تقدس وعظمت کو) خوب جانتا ہے، جہاں اس نے یہ عطیہ عطا فرمایا ہے۔

خضاب

ہشام بن محمد اپنے والد سے بیان کرتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ان سے مدینے کے ایک شخص نے جعفر بن عبدالرحمٰن بن المسوَر بن مخرمہ سے روایت کی جو اپنے والد (عبدالرحمٰن بن المسور) سے راوی تھے ان دونوں راویوں کا بیان یہ ہے کہ یہی جس قریشی نے پہلے پہل وسمے سے خضاب کیا وہ عبدالمطلب بن ہاشم تھے تھے (اصل کتاب میں بجائے عبدالمطلب کے عبدالملک بن ہاشم مرقوم ہے جسے خطائے مطبعی سمجھنا چاہیئے)

واقعہ یہ ہے کہ عبدالمطلب جب یمن جاتے تو ایک حمیری سردار کے گھر اترتے، عبدالمطلب سے اس نے کہا، اگر تو ان سفید بالوں کا رنگ بدل دے تو پھر جوان نظر آئے۔

عبدالمطلب نے اجازت دی تو اس کے حکم سے پہلے مہندی کا خضاب لگایا گیا پھر اس پر وسمہ چڑھایا گیا۔ عبدالمطلب نے کہا: ہمیں اس میں سے بطور زاد سفر کے تھوڑا خضاب دے دینا۔

میزبان نے بہت سا خضاب ان کے ساتھ کر دیا، شب میں وہ مکے پہنچے اور دن میں باہر نکلے تو ان کے بال ایسے نظر آئے جیسے کوّے کے سیاہ پر ہوں نُتَیلہ بنت جناب بن کُلَیب نے کہ عباس بن عبدالمطلب کی ماں تھیں، یہ دیکھ کے کہا، شَیبۃ الحمد! یہ اگر ہمیشہ رہ جائے تو خوبصورتی ہے۔ عبدالمطلب نے جواب دیا:

ولو دام لی ھذا السواد حمدتہ فکان بدیلا من شباب قد انصرم

(یہ سیاہی اگر میرے لئے ہمیشہ رہتی تو میں اس کی تعریف کرتا اور اس صورت میں یہ اس جوانی کا بدلہ ہوتی جو ختم ہو چکی ہے)

تمتعت منہ والحیاۃ قصیرۃ ولا بد من موت نُتَیلۃ او ھرم

(میں نے اس سے فائدہ تو اٹھایا مگر زندگی تھوڑی ہے اور اے نُتَیلہ آخر کار مرنا یا بوڑھا ہونا ضروری ہے)

وماذا الذی یجدی علی المرء خفضہ ونعمۃ یوما اذا عرشہ انھدم

(انسان کو اس کی فراخی و نعمت بھلا کیا نفع پہنچا سکتی ہے جبکہ ایک دن اس کے تخت کو منہدم ہونا ہی ہے)

فموت جہیز عاجل لا شوی لہ احب الی من مقالھم حکم

(ان حالات میں لوگوں کی دانش آرائی سے زیادہ محبوب میرے نزدیک وہ موت ہے جو آراستہ ہو، جلد آئے اور اس میں کسی قسم کی آسانی و سفلگی نہ ہو)

یہی واقعہ تھا جس کے بعد اہل مکہ سیاہ خضاب کرنے لگے۔

منافرہ

محمد بن السائب الکلبی کہتے ہیں کہ مجھ سے دو شخصوں نے روایت کی ہے جن میں ایک تو قبیلۂ بنی کنانہ کے ایک صاحب تھے جنھیں ابن ابی صالح کہتے تھے اور دوسرے ایک ذی علم تھے جو مقام رقہ کے باشندے اور قبیلۂ بنی اسد کے آزاد غلام تھے، ان دونوں صاحبوں کا بیان یہ ہے کہ عبدالمطلب بن ہاشم وحرب بن امیہ کے درمیان (سفر حبشہ کے دوران میں) منافرے کی ٹھہری اور دونوں نے نجاشی حبشی (بادشاہ حبشہ) کو حکم قرار دیا لیکن اس نے اس بیچ میں پڑنے اور فیصلہ کرنے سے انکار کر دیا، ناچار نُفَیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قُرط بن رزاح بن عدی بن کعب کی جانب رجوع کرنا پڑا اور وہی حکم بنائے گئے لیکن انھوں نے حرب سے یہ کہا، اتنافر رجلا ھو اطول منک قامۃ۔ واعظم منک ھامۃ واوسم منک وسامۃ، واقل منک لامۃ، واکثر منک ولدا واجزل منک صفدا، واطول منک مذودا۔ (کیا تو ایسے شخص سے منافرہ کرتا ہے جو تجھ سے زیادہ بلند و بالا ہے، تجھ سے زیادہ بڑے سر والا ہے، تجھ سے زیادہ وجیہ ہے، موجبات ملامت

وہول و خوف میں تجھ سے بہت کم ہے، تجھ سے زیادہ کثیر الاولاد ہے، تجھ سے زیادہ جزیل العطاء و کریم و جواد ہے، تجھ سے زیادہ اسکی زبان[1] لانبی ہے ؟)

نفیل نے بمقابلۂ حرب کے عبدالمطلب کے حق میں فیصلہ کیا، اس پر حرب نے کہا: اِنَّ من انتکاث الزمان اَن جعلناک حَکَماً (یہ زمانے کا نقض و ابرام ہے، یعنی خراب و فساد و نیرنگی روزگار کی یہ بھی ایک دلیل ہے کہ ہم نے تجھے حکم بنایا)

محمد بن السائب کہتے ہیں: جب تک منافرہ نہیں ہوا تھا اور نُفَیل بن عبدالعزیٰ کو کہ عمرؓ بن الخطاب کے دادا تھے حکم نہیں بنایا تھا اس وقت تک عبدالمطلب ہی حرب بن امیہ کے ہمنشین و ہمدم تھے۔ جب نفیل نے عبدالمطلب کے حق میں فیصلہ کیا تو حرب و عبدالمطلب دونوں جدا ہو گئے اور حرب عبداللہ ابن جُدعان کے ندیم و ہمراز ہو گئے۔

طائف میں کامیابی

ابو مسکین کہتے ہیں: طائف میں ایک کنواں (یا چشمہ) عبدالمطلب کی ملکیت میں تھا جسے ذُوالہرم کہتے تھے، یہ ایک زمانے سے قبیلۂ ثقیف کے قبضے میں تھا، عبدالمطلب نے مطالبہ کیا تو انھوں نے انکار کر دیا، جُندب ابن الحارث بن حُبَیّب بن الحارث بن مالک بن حطیط بن جُشَم بن ثقیف (ان دونوں) قبیلہ ثقیف کے سردار تھے جو منکر ہو گئے، اور عبدالمطلب سے لڑنے لگے دونوں کو منافرے کی ضرورت پڑی جس کے لئے کاہن بنی عذرہ منتخب ہوا کہ اس کو عزّیٰ سلمہ کہتے تھے اور وہ شام میں رہتا تھا، منافرہ چند اونٹوں پر قرار پایا جو نامزد کر لئے گئے (یعنی شرط ہوئی کہ جیتنے والے کو اتنے اونٹ دیئے جائیں گے۔)

عبدالمطلب چند قریشیوں کو لے کر نکلے ساتھ میں حارث بن عبدالمطلب تھے کہ ان کے علاوہ عبدالمطلب کے ان دنوں کوئی دوسرا لڑکا نہ تھا۔

جندب چلے تو ان کے ہمراہ ثقیف کے کچھ لوگ تھے،

عبدالمطلب اور ان کے ساتھیوں کے پاس (راستہ میں) پانی ختم ہو گیا ثقفیوں سے پانی مانگا تو انھوں نے نہ دیا، اللہ تعالےٰ نے خود ہی عبدالمطلب کے اونٹ کے نیچے

---

[1] اردو میں تو زبان درازی بُرے معنوں میں مستعمل ہے مگر عربوں کے محاورے میں زبان دراز اس شخص کو کہتے ہیں جو نہایت فصیح اللسان ہو۔

ان کے لئے ایک چشمہ جاری کر دیا۔ عبدالمطلب نے خدائے عزوجل کی حمد کی اور جان لیا کہ یہ اسی کا احسان ومنت ہے۔ سب نے سیر ہو کے پانی پیا اور بقدر ضرورت لے لیا۔ ثقفیوں کا بھی پانی ختم ہو گیا، عبدالمطلب سے التجا کی تو انھوں نے سب کو پانی پلوایا۔

کاہن کے پاس آئے تو انھوں نے عبدالمطلب کے حق میں فیصلہ کیا۔ عبدالمطلب نے شرط کے اونٹ لے کر ذبح کر ڈالے، ذُوالہرم کو اپنے قبضے میں لے لیا اور واپس آئے خدا نے عبدالمطلب کو جندب پر اور عبدالمطلب کی قوم کو جندب کی قوم پر فضیلت بخشی۔

عبدالمطلب کی منت!

بیٹے کی قربانی

ابن عباسؓ اور محمد بن ربیعۃ الحارث وغیرہما سے روایت ہے کہ زمزم کھودنے میں عبدالمطلب نے جب اپنے مددگاروں کی قلت دیکھی تو تن تنہا کھودتے تھے اور صرف اپنے بیٹے حارث کو کہ وہی خلف اکبر تھے ان کے شریک حال ہے تو منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے انھیں پورے دس بیٹے دیئے حتی کہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں تو ایک کو قربانی چڑھائیں گے جب دس کی تعداد پوری ہو گئی تو باپ نے بیٹوں کو جمع کر کے اس منت کی اطلاع دی، اور چاہا کہ اس نذر کو اللہ تعالیٰ کے لئے وفا کریں، ان بیٹوں کے نام حسب ذیل ہیں:

۱:۔ الحارث بن عبدالمطلب۔

۲:۔ الزبیر بن عبدالمطلب۔

۳:۔ ابو طالب۔

۴:۔ عبداللہ۔

۵:۔ حمزہ۔

۶:۔ ابولہب

۷:۔ الغیداق۔

۸:۔ المُقَوِّم

۹:۔ ضرار۔

۱۰۔ العباس۔

ان میں سے کسی نے بھی اختلاف نہ کیا سب نے وفائے نذر اور ان کے حسب خواہش عمل کرنے کی صلاح دی۔

عبدالمطلب نے کہا: اچھا تو تم میں سے ہر ایک اپنے اپنے نام قدح میں لکھ لکھ کر ڈال دے۔ اس پر عمل ہو چکا تو عبدالمطلب نے خانۂ کعبہ کے اندر آکے سادن (پجاری) سے کہا، ان سب کوے کے نام نکال۔ سادن نے نام نکالا تو سب سے پہلے عبداللہ ہی کا نام نکلا جن سے عبدالمطلب کو خاص محبت تھی (باایں ہمہ) ذبح کرنے کی چھری لئے ہوئے عبدالمطلب ان کا ہاتھ پکڑے قربان گاہ کو چلے لڑکیاں (یعنی عبداللہ کی بہنیں) کہ وہیں کھڑی تھیں رونے لگیں اور ایک نے کہا۔ اس قربانی کے بدل کی تدبیر کر اور وہ یہ ہے کہ حرم میں جو تیری ساٹھ اونٹنیاں ہیں ان پر سے پانسے ڈال۔

عبدالمطلب نے سادن سے کہا: عبداللہ پر اور دس اونٹوں پر پانسے ڈال سادن نے نام نکالا تو عبداللہ کا نام نکلا۔ عبدالمطلب دس دس اونٹ بڑھاتے رہے تا آنکہ سو کی تعداد پوری ہو گئی اور اب نام نکالا تو قربانی کے لئے اونٹ کا نام نکلا، عبدالمطلب نے اللہ اکبر کا نعرہ مارا اور ساتھ ہی لوگوں نے بھی تکبیر کہی۔ عبدالمطلب کی لڑکیاں اپنے بھائی عبداللہ کو لے گئیں اور اونٹوں کو لے کے عبدالمطلب نے صفا و مروا کے درمیان قربانی کی۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں، عبدالمطلب نے جب ان اونٹوں کی قربانی کی تو ہر ایک کے لئے ان کو چھوڑ دیا (یعنی جو چاہے گوشت کھائے، کوئی روک نہ رکھی۔ انسان یا درندہ یا طیور کوئی بھی ہو کسی کی ممانعت نہ کی، البتہ نہ خود کھایا نہ ان کی اولاد میں سے کسی نے فائدہ اٹھایا۔

عکرمہ، عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں، ان دنوں دس اونٹوں کی دیت (خوں بہا) ہوتی تھی (یعنی دستور تھا کہ ایک جان کے بدلے دس اونٹ دیئے جائیں) عبدالمطلب پہلے شخص ہیں جنھوں نے ایک جان کا بدلہ سو اونٹ قرار دیا، جس کے بعد قریش اور عرب میں بھی یہ دستور ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کو بحال خود برقرار رکھا۔

استسقا

عبدالرحمٰن بن موہب بن رباح الاشعری قبیلۂ بنی زہرہ کے حلیف تھے۔ ان کے لڑکے سے ولید بن عبداللہ بن جمیع الزہری روایت کرتے ہیں، یہ لڑکا اپنے والد عبدالرحمٰن کے حوالے سے راوی ہے کہ مخرمہ بن نوفل الزہری کہتے تھے۔ میں نے اپنی ماں رقیہ بنت ابی صیفی بن ہاشم بن عبد مناف سے کہ عبدالمطلب کی لِدَہ[1] (یعنی ہمجولی) تھیں یہ روایت (مندرجہ ذیل ہی ہے رقیقہ مذکورہ) بیان کرتی تھیں،

قریش پر ایک مرتبہ ایسی خشک سالیاں گزریں جو مال و منال سب (اپنے ساتھ) لے گئیں اور جان پر آبنی میں نے انھیں دنوں ایک شخص کو خواب میں کہتے سنا:

یا معشر قریش، ان ھذا النبی المبعوث منکم وھذا إبّان خروجہ وبہ یاتیکم الحیا والخصبُ، فانظروا رجلاً من اوسطکم نسباً طوالاً، عظاماً ابیض، مقرون الحاجبین، اھدب الاشفار، جعداً سھل الخدّین، رقیق العرنین، فلیخرج ھو وجمیع ولدہ، ولیخرج منکم من کل بطن رجل، فتطھروا وتطیّبوا، ثم استلموا الرکن ثم ارقوا راس ابی قبیس، ثم یتقدم ھذا الرجل فیستسقی وتؤمنون، فانکم ستسقون۔

نبی موعود کی بشارت

رقیہ کو خواب میں جو بشارت ہوئی اس کا مفہوم یہ تھا):

یہ پیغمبر جو مبعوث ہونے والا ہے تم ہی لوگوں میں سے ہوگا۔ اس کے ظہور کا یہی زمانہ ہے اسی کے طفیل تمھیں فراخی و کشائش نصیب ہوگی، دیکھو، ایسا شخص تلاش کرو جو تم سب میں

---

[1] لِدَہ: وہ ہمجولی، لڑکا یا لڑکی، جو کسی کے ہم عمر و ہم سن ہو، یعنی دونوں ایک ہی دن یا قریب قریب ایک ہی تاریخ میں پیدا ہوئے ہوں اور دونوں کی تربیت و پرورش بھی ایک ہی ساتھ ہوئی ہو اس لفظ کا صیغۂ تثنیہ الدان، اور جمع لدات و لدون ہے اسی کے مرادف لفظ: ترب بھی ہے کہ وہ بھی انھیں معنی میں مستعمل ہے۔

اوسط النسب یعنی نہایت شریف خاندان کا ہو، بلند بالا ہو، بڑا ہو بھاری بھرکم ہو، سفید رنگ گورا چٹا ہو۔ اس کی بھویں جٹی ہوں، پلکیں دراز ہوں، گھونگھر والے بال ہوں، رخسار بہت بھرے بھرے نہ ہوں، ناک پتلی ہو (یا ناک کا بانسا پتلا ہو) وہ نکلے اس کی اولاد نکلے اور تم میں سے ہر ایک گھرانے کا ایک ایک شخص نکلے سب کے سب طہارت کرو، خوشبوئیں لگاؤ رکن حرم کو بوسہ دو، کوہ قبیس کی چوٹی پر چڑھ جاؤ، وہ شخص آگے بڑھے استسقاء کے لئے دعاء کرے اور تم سب آمین کہو، ایسا کروگے تو سیراب کئے جاؤگے (یعنی دعاء قبول ہوگی اور باران رحمت نازل ہوگا)

آنحضرت اجتماع استسقاء میں

رقیقہ نے اس خواب کا واقعہ لوگوں سے بیان کیا سب نے دیکھا تو یہ صفت اور یہ حلیہ جو خواب میں بتایا گیا تھا عبدالمطلب کا حلیہ تھا، سب لوگ انہیں کے پاس جمع ہوئے ہر گھرانے سے ایک ایک شخص نکلا، جو حکم ملا تھا بجالائے پھر ابو قبیس پر چڑھ گئے۔ ساتھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے کہ اسوقت لڑکے ہی تھے عبدالمطلب آگے بڑھے اور دعاء کی۔

لاھم ھولاء عبیدک وبنو عبیدک واماءک وبنات امائک وقد نزل بنا ما تری وتتابعت علینا ھذہ السنون فذھبت بالظلف والخف واشفت علی الانفس فاذھب عنا الجدب وائتنا بالحیا والخصب۔

دعائے باران رحمت

(یا اللہ یہ تیرے بندے ہیں، یہ تیرے بندہ زادے ہیں، یہ تیری لونڈیاں ہیں، یہ تیری کنیز زادیاں ہیں، تو دیکھ رہا ہے کہ ہم پر کیا مصیبت نازل ہے، یہ خشک سالیاں ایسی پڑیں کہ ان تمام جانوروں کو ہلاک کرڈالا جو پنجے اور سم رکھتے تھے اور اب تو جانوں پر آبنی ہے یا اللہ ہم سے اس قحط کو دفع کر ابر رحمت برسا اور فراخی عطا فرما،

لوگ ہنوز واپس بھی نہ چلے تھے کہ اس قدر مینہ برسا، اتنی بارش ہوئی کہ وادیاں جاری ہوگئیں، نالے بہنے لگے، سیلاب آگیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے طفیل میں ان سب کو سیرابی نصیب ہوئی اسی ذیل میں رقیقہ بنت ابو صیفی بن ہاشم بن عبد مناف کہتی ہیں:۔

بشيبة الحمد اسقى الله بلدتنا وقد فقدنا الحياء واجلود المطر

(عبدالمطلب کے طفیل میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے شہر کو سیراب کیا حالانکہ کیفیت یہ تھی کہ ابر باراں کو ہم کھو چکے تھے اور مینھ بسرعت روانہ ہو چکا تھا۔

فجاد بالماء جونی له سبل دان فعاشت به الانعام والشجر

(آخر ایسے ابر تاریک نے پانی برسایا جو مینھ سے لبریز تھا اور اس بارش کے باعث حیوانات و نباتات جی اٹھے۔

منّاً من الله بالميمون طائره وخير من بشرت يوما به مضر

(یہ اللہ تعالیٰ کا احسان تھا اور اس بابرکت اور نیک طالع کے باعث یہ احسان ظہور پذیر ہوا جو ان سب لوگوں سے بہتر ہے جن کی کبھی قوم مضر کو بشارتیں ہوئی تھیں)

مبارك الامر يستسقى الغمام به ما فى الانام له عدل ولا خطر

(وہ کہ خود مبارک ہے، اس کے امور مبارک ہیں، اس کی بدولت باران رحمت نازل ہوتا ہے وہ بے نظیر ہے اور خلائق میں کوئی اس کا عدیل و سہیم نہیں)

واقعہ ابرہہ

عثمان بن ابی سلیمان، عبدالرحمٰن بن البیلمانی، عطا بن یسار، ابورزین العقیلی، مجاہد اور ابن عباسؓ جن کے بیانات آپس میں مخلوط ہو گئے ہیں روایت کرتے ہیں کہ نجاشی (فرماں روائے حبشہ) نے ابوصحم ارباط کو چار ہزار فوج دے کے یمن بھیجا تھا، ارباط نے ملک تسخیر کر لیا، اہل ملک کو ذلیل کر ڈالا ان پر غالب آ گیا نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہوں کو محتاج بنا دیا اور فقیروں کی خوب تذلیل کی۔

جو حالات اس نتیجے سے مرتب ہوئے ان کی بنا پر حبشہ کا ایک شخص کہ اسے ابویکسوم ابرہۃ الاشرم کہتے تھے اٹھ کھڑا ہوا اور اہل یمن کو اپنی اطاعت کی دعوت دی، لوگوں نے یہ دعوت قبول کر لی تو اس نے ارباط کو مار ڈالا اور یمن پر متصرف ہو گیا۔

موسم حج کے دنوں میں ابرہہ نے دیکھا کہ لوگ حج بیت اللہ کا سامان کر رہے ہیں:

پوچھا، یہ لوگ کہاں جاتے ہیں؟

جواب ملا حج بیت اللہ کے لئے مکے جاتے ہیں،

دریافت کیا: وہ (یعنی بیت اللہ) کس چیز سے بنایا گیا ہے؟

جواب ملا: پتھر سے، پھر پوچھا: اس کی پوشش کیا ہے؟

کہا: یہاں سے جو دھاری دار کپڑے جاتے ہیں وہی اس کی پوشش کے کام آتے ہیں۔

ابرہہ نے کہا: مسیح کی قسم تمہارے لئے اس سے اچھا گھر تعمیر کروں گا، آخر یہ عمارت اس نے تعمیر کرلی۔

کعبۂ یمن

ابرہہ نے اہل یمن کے لئے سفید و سرخ و زرد و سیاہ پتھروں کا ایک گھر بنایا جو سونے چاندی سے مجلی اور جواہر سے مرصع تھا۔ اس میں کئی دروازے تھے جن میں سونے کے پتر اور زرین گل میخیں جڑی تھیں اور بیچ بیچ میں جواہر تھے اس مکان میں ایک بڑا سا یاقوت احمر لگا ہوا تھا، پردے پڑے تھے، عود مندلی (یعنی مقام مندل کا جو خوشبویات کے لئے مشہور تھا وہاں لوبان، اگر، عود) سلگاتے رہتے تھے، دیواروں پر اس قدر مشک ملا جاتا کہ سیاہ ہوجائیں حتیٰ کہ جواہر بھی نظر نہ آتے۔

لوگوں کو اس مکان کے حج کرنے کا ابرہہ نے حکم دیا، اکثر قبائل عرب کئی سال تک اس کا حج کرتے رہے، عبادت و خدا پرستی و زہد و پارسائی کے لئے متعدد اشخاص اس میں معتکف بھی تھے اور مناسک یہیں ادا کرتے تھے۔

بیت اللہ کا انتقام

نُفَیل الخثعمی نے نیت کر رکھی تھی کہ اس عبادت خانے کے متعلق کوئی مکروہ حرکت کرے گا اس میں ایک زمانہ گزر گیا، آخر ایک شب میں جب اس نے کسی کو جنبش کرتے نہ دیکھا تو اٹھ کے نجاست و غلاظت اٹھا لایا صومعہ کے قبیلے کو اس سے آلودہ کر دیا اور بہت سی گندگی جمع کر کے اس میں ڈال دی۔

ابرہہ کو اس کی خبر ملی تو سخت غضب ناک ہوا اور کہنے لگا:

عرب نے فقط اپنے گھر (کعبۃ اللہ) کے لئے غضب میں آکر یہ کارروائی کی ہے، میں اس کو ڈھا دوں گا۔ اور ایک ایک پتھر توڑ ڈالوں گا۔

حرم پر لشکر کشی

نجاشی کو ابرہہ نے لکھ کے اس واقعہ کی اطلاع دی اور اس سے درخواست کی کہ اپنا ہاتھی جس کا نام محمود تھا بھیج دے، یہ ہاتھی ایسا تھا کہ عظمت وجسامت وقوت کے لحاظ سے روئے زمین پر کسی نے اس کی نظیر نہ دیکھی تھی، نجاشی نے اسے ابرہہ کے پاس بھیج دیا۔

جب آگیا تو ابرہہ لوگوں کو لے کے نکلا، (یعنی فوج لے کے مکۂ مشرفہ پر چڑھائی کی) ساتھ میں حمیر کے بادشاہ اور نفیل بن حبیب الخثعمی بھی تھے۔ حرم کے قریب پہنچے تو ابرہہ نے فوجیوں کو حکم دیا کہ لوگوں کے بھیڑ بکریاں (د عبرہا) لوٹ لیں، اس حکم کے مطابق سپاہیوں نے چھاپا مارا اور عبد المطلب کے کچھ اونٹ پکڑ لئے۔

خدا اپنے گھر کا آپ محافظ ہے

نفیل عبد المطلب کا دوست تھا، اونٹوں کی نسبت عبد المطلب نے اس سے گفتگو کی تو اس نے ابرہہ سے عرض کی:

اے بادشاہ تیرے حضور میں ایسا شخص آیا ہے جو تمام عرب کا سردار، فضل وعظمت وشرف میں سب پر فائق ہے، لوگوں کو اچھے اچھے گھوڑوں پر سوار کراتا ہے، عطیات دیتا ہے کھانے کھلاتا ہے، اور جب تک ہوا چلتی ہے (یعنی علی الدوام)، یہی اس کا وتیرہ وشیوہ ہے۔

نفیل نے اس تقریب کے ساتھ عبد المطلب کو ابرہہ کے حضور میں پیش کیا اس نے عرض دریافت کی تو کہا:

ترد علیّ ابلی (غرض یہ ہے کہ میرے اونٹ مجھے واپس مل جائیں) ابرہہ نے کہا:

مادری ما بلغنی عنک الا الغرور وقد ظننت انک تکلمنی فی بیتکم هذا الذی صوشرفکم (میری رائے میں تیرے متعلق جو اطلاع مجھے ملی وہ محض دھوکے پر مبنی تھی، میں تو اس گمان میں تھا کہ تو مجھ سے اپنے اس گھر کے متعلق گفتگو کریگا جس کے ساتھ تم سب کی عزت وشرف وابستہ ہے)

عبد المطلب نے جواب دیا: اردد علی ابلی، ودونک والبیت، فان له ربا سیمنعه (تو مجھے میرے اونٹ واپس دے، بیت اللہ کے ساتھ جو چاہے کر، کیونکہ واقعہ یہ ہے کہ اس گھر کا ایک پروردگار ہے وہ خود ہی عنقریب اس کی حفاظت کریگا

ابرہہ نے حکم دیا کہ عبدالمطلب کے اونٹ واپس دے دیئے جائیں، جب اونٹ مل گئے تو عبدالمطلب نے ان کے سموں پر چمڑے چڑھا دیئے[1]، ان پر نشان کر دیئے، ان کو قربانی کے لئے مخصوص کر کے حرم میں چھوڑ دیا کہ انھیں پکڑیں گے تو پروردگار حرم غضب ناک ہوگا۔

طیرابابیل

عبدالمطلب حرا پر چڑھ گئے، ساتھ میں عمرو بن عاید بن عمران بن مخزوم مطعم بن عدی اور ابو مسعود ثقفی تھے، عبدالمطلب نے اس موقع پر (جناب الٰہی میں) عرض کی،

لاھُمَّ انَّ المرءَ یمنعُ رَحْلَہ　　فامنَع حلالک

(یا اللہ انسان اپنے سامان کی حفاظت کرتا ہے، تو اپنے متاع و سامان کعبے کی حفاظت کر۔)

لایغلبَنَّ صلیبُھم ومحالُھم　　غدواً محالک

(ان کی صلیبیں اور ان کے فریب و حیلے تیری قوت پر قدرت پر غالب نہیں آسکتے)

اِن کُنتَ تارکھُم وقبلتَنا فامرٌ ما بدا لک (اگر تو انھیں چھوڑ دینے والا ہے کہ ہمارے قبیلے کے ساتھ جو چاہیں کریں تو تجھ کو اختیار ہے)

سمندر سے چڑیوں کے غول آگے بڑھے ہر ایک چڑیا تین تین سنگریزے لئے ہوئے تھی دو تو دونوں پاؤں میں اور ایک چونچ میں، یہ پتھر چڑیوں نے ان پر گرانے شروع کئے، جس چیز تک یہ پتھر پہنچے ان کو توڑ پھوڑ کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اور اس جگہ دانے نکل آتے، یہ پہلی بیماری چیچک تھی جو ظہور پذیر ہوئی، جتنے تلخ درخت تھے (یا جن کے پھل کڑوے تھے) ان پتھروں نے سب کی بیخ کنی کر ڈالی، اللہ تعالےٰ کے حکم سے ایک سیلاب آیا جو ان سب کو بہا کے گیا اور سمندر میں ڈال دیا۔

اصحاب فیل

ابرہہ اور جتنے لوگ اس کے ساتھ باقی رہ گئے تھے سب کے سب بھاگ نکلے، ابرہہ

---

[1] اونٹ کے سموں پر چمڑے چڑھانا، علامت بنا دینا یہ ان کی تقدیس کی نشانیاں تھیں کہ لوگ سمجھ جائیں یہ قربانی کے اونٹ ہیں اور خدائے عزوجل سے تعلق رکھتے ہیں۔

کا ایک ایک عضو جسم سے کٹ کٹ کر گرتا جاتا تھا۔

نجاشی کا ہاتھی فیل محمود رُک گیا تھا، اس نے یہ دلیری و جرأت نہ کی کہ حرم پر حملہ کرتا۔ اس لئے بچ گیا لیکن دوسرے ہاتھی نے یہ گستاخی کی تھی سنگبار ہوگیا، یہ بھی کہتے ہیں کہ (ایک دو نہیں بلکہ) تیرہ ہاتھی تھے۔

اب حرا سے عبد المطلب نیچے اتر آئے، حبشہ کے دو شخصوں نے حاضر ہو کے ان کے سر کو بوسہ دیا اور عرض کی:

انت کنت اعلم (تو خوب جانتا تھا)

اولاد عبد المطلب

محمد بن السائب کہتے ہیں: عبد المطلب کے بارہ لڑکے اور چھ لڑکیاں پیدا ہوئیں:

۱:۔ حارث یہ عبد المطلب کے سب سے بڑے لڑکے تھے انھیں کے نام سے وہ اپنی کنیت کرتے تھے (یعنی ابوالحارث) یہ اپنے باپ (عبد المطلب) کی زندگی ہی میں انتقال کر گئے تھے ان کی ماں صفیہ تھیں بنت جنیدب ابن حجیر بن زباب بن جلیب بن سواۃ بن عامر بن صعصعہ

۲:۔ عبداللہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد تھے۔

۳:۔ زبیر جو ایک شریف شاعر تھے، عبد المطلب نے انھیں کو وصیت کی تھی (یعنی اپنا وصی انھیں کو بنایا تھا۔)

۴:۔ ابوطالب[1] جن کا نام عبد مناف اور عبد الکعبہ تھا، لاولد انتقال کر گئے۔

۵:۔ الف، ام حکیم جن کا نام البیضاء تھا۔

۶:۔ ب، عاتکہ

۷:۔ ج، برّہ

۸:۔ د، امیمہ

۹:۔ ھ، اروی۔ ان سب کی والدہ فاطمہ تھیں، بنت عمرو بن عایذ ابن عمران بن مخزوم بن

---

[1] ابو طالب لاولد نہ تھے ان کی اولاد آج تک باقی ہے، چنانچہ اس فصل کے آخر میں خود مصنف نے بھی یہی لکھا ہے، غالباً یہ سہو خطی ہوگا۔

یقظۃ بن مرۃ بن کعب بن لُوَیّ ۔

۱۰:۔ حمزہؓ کہ شیر خدا و شیر رسول خدا تھے ۔ غزوۂ بدر میں شریک تھے اور احد میں شہید ہوئے ۔

۱۱:۔ المُقَوِّم

۱۲:۔ حَجل جن کا نام مغیرہ تھا ۔

۱۳:۔ صفیہ ۔ ان سب کی ماں ہالہ تھیں، بنت وہیب بن عبد مناف ابن زہرۃ بن کلاب اور ہالہ کی ماں عَبِّلَۃ تھیں، بنت المطلب بن عبد مناف ابن قصی ۔

۱۴:۔ عباسؓ ایک شریف و دانشمند اور ہیبت والے ورعب والے بزرگ تھے ۔

۱۵:۔ ضرار کہ از روئے جمال و سخاوت نوجوانان قریش میں ممتاز تھے ۔ اللہ تعالے نے جس زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل فرمائی ہے انھیں دنوں وہ لاولد انتقال کر گئے

۱۶:۔ قُثَم بن عبد المطلب، یہ بھی لاولد تھے ان سب کی ماں نُتَیلہ تھیں بنت جناب بن کلیب بن مالک بن عمرو بن عامر بن زید مناۃ بن عامر کہ وہی ضحیان تھے ابن سعد بن الخزرج بن تیم اللہ بن النمر بن قاسط بن ہنب بن افصیٰ بن دُعمیّ بن جدیلہ بن اسد بن ربیعۃ بن نزار بن معد بن عدنان ۔

۱۷:۔ ابو لہب بن عبد المطلب جن کا نام عبد العزیٰ تھا اور ابو عُتبہ ان کی کنیت تھی، حسن و جمال کے باعث عبد المطلب نے ابو لہب ان کی کنیت رکھی تھی، فیاض آدمی تھے ان کی ماں لبنیٰ تھیں، بنت حاجر بن عبد مناف ابن ضاطر بن حُبْشِیّہ بن سلول بن کعب بن عمرو کہ قبیلہ خزاعہ کے تھے ۔ لُبنیٰ کی ماں ہند تھیں بنت عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرّۃ اور ہند کی ماں سودا تھیں، بنت زہرۃ بن کلاب ۔

۱۸:۔ الغیداق بن عبد المطلب جن کا نام مصعب تھا، ان کی ماں مُمَنَّعَۃ تھیں بنت عمرو بن مالک بن مُؤمّل بن سُوَید بن اسعد بن مشنوء بن عبد ابن جَبتر بن عَدِیّ ابن سلول بن کعب بن عمرو کہ قبیلہ خزاعہ کے تھے اور انھیں کے ماں جائے بھائی عوف تھے ابن عبد عوف بن عبد بن الحارث ابن زہرۃ، یہی عوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور صحابی عبد الرحمٰنؓ بن عوف کے والد تھے ۔

کلبی کہتے ہیں کہ تمام عرب میں فرزندان عبد المطلب کی طرح کسی ایک باپ کی اولاد بھی

نہ تھی اور نہ کوئی ایسا تھا جو ان سے زیادہ شریف وجسیم وبلند بینی، روشن پیشانی ہو، قرۃ بن حجل بن عبدالمطلب انھیں کے متعلق کہتے ہیں:

اعدد ضرار ان عددت فتی ندا　　واللیث حمزۃ واعدد العباسا

(اگر کسی فیاض نوجوان کا شمار کرنا ہے تو ضرار کو شمار کر، شیر مرد حمزہ کو شمار کر اور عباس کو شمار کر)

وعد زبیرا والمقوم بعدہ　　والصتم حجلا والفتی الرأاسا

(زبیر کو اور اس کے بعد مقوم کو، حجل کو شمار کر جو نوجوان سردار ہے)

والقرم غیداقا نعد حجاجحا　　سادوا علی رغم العدو الناسا

(بہادر غیداق کو شمار کر کہ یہ سب عظمائے قوم ہیں اور برغم دشمن انکو سب کی سرداری حاصل ہوچکی ہے)

والحارث الفیاض ولی ماجدا　　ایام نازعہ الھمام الکاسا

(فیاض حارث کو شمار کر جو ایسا بہادر تھا کہ جام مرگ پینے کے دنوں میں اس نے دنیا سے مجد وشرف کے ساتھ منہ موڑا)

مافی الانام عمومۃ کعمومتی　　خیرا ولا کاناسنا اناسا

(جیسے چچا میرے ہیں تمام مخلوق میں ویسے اچھے چچا کسی کے نہیں اور نہ جیسے لوگ ہم میں ہیں ویسے کسی خاندان میں ہیں)

فرزندان عبدالمطلب میں عباس، ابوطالب، حارث، ابولہب کی اولاد تو چلی اور اگرچہ حمزہ، مقوم، زبیر، اور حجل کی صلبی اولاد بھی تھی مگر سب کا خاتمہ ہوگیا اور باقی جتنے تھے سب لاولد رہے۔

بنی ہاشم میں کثرت تعداد پہلے تو حارث بن عبدالمطلب کی اولاد میں رہی پھر ابوطالب کی اولاد میں منتقل ہوگئی۔ لیکن آخر بنی عباس میں یہ کثرت آگئی۔

عبداللہ کا نکاح آمنہ سے

ام النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مسور بن مخرمہ اور ابوجعفر محمدؒ بن علیؒ بن الحسینؓ کہتے ہیں،

آمنہ بنت وہب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب اپنے چچا وہیب بن عبدمناف

(نانہیرہ کی تربیت میں تھیں، عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی اپنے بیٹے عبداللہ (ابوالنبی صلی اللہ علیہ وسلم) کو لے کے ان کے ہاں گئے اور عبداللہ کے لئے آمنہ بنت وہب کی خواستگاری کی، چنانچہ نکاح ہوگیا)

اسی مجلس میں خود اپنے لئے عبدالمطلب بن ہاشم نے وہیب کی بیٹی ہالہ کی خواستگاری کی اور یہ نکاح بھی ہوگیا، یہ دونوں عقد یعنی عبداللہ بن عبدالمطلب اور عبدالمطلب بن ہاشم کے ازدواج ایک ہی مجلس اور ایک ہی نشست میں ہوئے ہالہ بنت وہیب کے بطن سے حمزہ پیدا ہوئے جو نسب میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے مگر سن و عمر میں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رضاعی بھائی تھے

محمد بن السائب اور ابوالفیاض الخثعمی کہتے ہیں:

عبداللہ بن عبدالمطلب نے جب آمنہ بنت وہب سے نکاح کیا تو وہیں تین دن بسر کئے، ان لوگوں میں یہ قاعدہ تھا کہ نکاح کے بعد بیوی کے پاس جاتے تو تین دن تک اسی گھر میں رہتے۔

جس عورت نے عبداللہ پر اپنے آپ کو پیش کیا تھا

اس باب میں جو روایتیں اور خبریں ہم کو ملی ہیں ان میں اختلاف ہے کوئی تو کہتا ہے کہ وہ عورت ورقہ بن نوفل کی بہن قتیلہ تھی، بنت نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی، اور کوئی کہتا ہے فاطمہ بنت مرّ الخثعمیہ تھی۔

عُروہ بن زبیر، محمد بن صفوانؓ اور سعید بن محمد بن جبیر کہتے ہیں:

یہ عورت (جس نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ بن عبدالمطلب پر پیش کیا تھا) ورقہ بن نوفل کی بہن قتیلہ بن نوفل تھی وہ دیکھ کے اپنے لئے بُردِ شوہر ا پسند کرتی تھی[1]۔

عبداللہ بن عبدالمطلب (ایک دن اتفاقاً) قتیلہ کے پاس سے گزرے اس نے اپنی ذات سے انھیں تمتع حاصل کرنے کے لئے بلایا اور ان کا کنارہ دامن پکڑ لیا عبداللہ نے انکار کیا کہ مجھے واپس آجانے دے، وہاں سے جلدی جلدی نکل کے آمنہ بنت وہب کے پاس آئے اور ان

---

[1] (اصل میں ہے کانت تنظر وتعتاف اعتیاف کے لغوی معنی اپنی پسند سے زاد و توشہ حاصل کرنے کے ہیں، لیکن محاورے میں اس کا وہی مفہوم ہے جو مذکور ہوا ہے)

سے ملے چنانچہ حمل ٹھہر گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کا بطن میں استقرار ہوا بعد کو اس عورت کے پاس لوٹے تو اس کو منتظر پایا، پوچھا۔

تو نے مجھ پر جو پیش کیا تھا آیا اس پر راضی ہے؟

اس نے کہا:

نہیں، تو یہاں سے گزرا تھا تو تیرے چہرے میں ایک نور چمک رہا تھا، اب واپس آیا ہے تو وہ نور ندارد ہے، بعض لوگ بجائے اس کے یہ روایت کرتے ہیں کہ قتیلہ نے (عبداللہ سے) کہا:

جس طرح گھوڑے کی پیشانی چمکتی ہے اسی طرح جب تو یہاں سے گزرا تھا تو تیری دونوں آنکھوں کے درمیان چمک تھی، ایک تابندگی درخشاں تھی، اب جو واپس آیا ہے تو چہرے میں وہ بات نہیں۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں: جس عورت نے عبداللہ بن عبدالمطلب پر جو بات پیش کی تھی وہ ورقہ بن نوفل کی بہن اور خاندان اسد بن عبدالعزیٰ کی ایک عورت تھی۔

ابوالغیاض الخثعمی کہتے ہیں:

عبداللہ بن عبدالمطلب قبیلہ خثعم کی ایک عورت کے پاس سے گزرے جسے فاطمہ بنت مُرّ کہتے تھے یہ بہت ہی نوخیز و نوجوان و باعصمت و عفیفت و پاکدامن عورت تھی اور اس نے کتابیں بھی پڑھی تھیں، نوجوانان قریش میں اس کے چرچے تھے، عبداللہ کے چہرے میں اس کو نور نبوت نظر آیا تو پوچھا: تو کون ہے؟

عبداللہ نے حقیقت بیان کی تو کہا: کیا تو مجھ سے ممتّع ہونے پر راضی ہے؟ میں تجھے سو اونٹ دوں گی۔

عبداللہ نے اس کی طرف دیکھ کے کہا:

اما الحرامُ فالمماتُ دونَهُ والحِلُّ لاحِلَّ فاستبینَهُ

(فعل حرام تو ممکن نہیں، بجائے اس کے مرجانا قبول ہے، اور حلال کی کوئی صورت نہیں کہ اس کی سبیل نکلے)

فکیف بالامر الذی تنوینهُ

(پھر وہ امر کیونکر ہو جو تیری نیت ہے)

عبداللہ اس کے بعد آمنہ بنت وہب کے پاس جا کے رہے پھر جو د فاطمہ) خثعمیہ اور

اس کے حسن و جمال کا خیال آیا کہ اس نے ان پر کیا بات پیش کی تھی تو اس کے پاس آئے مگر اب کے مرتبہ اس کی وہ توجہ نہ دیکھی جو پہلی بار دیکھی تھی، پوچھا:

تو نے جو مجھ سے کہا تھا کیا اس پر اب بھی راضی ہے؟

فاطمہ نے جواب دیا: قد کان ذالک مرۃ فالیوم لا۔ (وہ ایک مرتبہ کی بات تھی، اب نہیں یہ مقولہ اسی وقت سے ضرب المثل مشہور ہو گیا)،

اس نے یہ بھی پوچھا۔

میرے بعد تو نے کیا کیا؟

عبداللہ نے کہا: میں اپنی بیوی آمنہ بنت وہب سے ملا،

اس نے کہا: خدا کی قسم میں ایسی عورت نہیں جس کے چال چلن میں شک و تبہ کی گنجائش ہو، بات یہ ہے کہ میں نے تیرے چہرے میں دیکھا کہ نور نبوت چمک رہا ہے چاہا تھا کہ یہ نور مجھ میں آ جائے مگر خدا نے نہ چاہا اور اس نے اس کو وہیں منتقل کیا جہاں ہونا تھا۔

فاطمہ نے عبداللہ پر جو پیش کیا تھا اور عبداللہ نے اس سے انکار کیا تھا نوجوانان قریش کو بھی اس کی خبر ملی، انھوں نے اس سے تذکرہ کیا تو اس نے کہا:

انی رایت مخیلۃ عرضت فتلالات بحناتم القطر

(میں نے دیکھا کہ ایک گھٹا سامنے ہے جو تیرہ و تار یعنی بابرکت ابر باراں سے روشن ہو گئی ہے)

فلمائھا نورٌ یضئُ لہٗ ماحولہٗ کاضاءۃ الفجر

(اس کے پانی میں ایک ایسا نور ہے جس سے اس کے اردگرد اسی طرح روشنی ہو رہی ہے جس طرح صبح صادق کی روشنی ہوتی ہے)

ورأیتہٗ شرفاً ابوءُ بہٖ ما کلّ قادح زندہ یوری

(میں نے دیکھا کہ یہ ایک ایسی عزت ہے جو مجھے حاصل کرنی چاہیئے لیکن ہر شخص جو چقماق جھاڑتا ہے ضروری نہیں کہ وہ کامیاب ہی ہو)

للّٰہ مازھریۃٌ سلبت ثوبیک ما استلبت وما تدری

(قبیلہ بن زہرہ کی وہ خاتون کیسی خوش نصیب ہے جس نے اے عبداللہ تجھ سے یہ دولت حاصل کر لی اور تجھے خبر تک نہ ہوئی۔)

اسی سلسلہ میں اس نے یہ بھی کہا۔

بنی ہاشم قد غادرت من اخیکم امینۃ اذ للباہ یعتلجان

(اے بنی ہاشم تمہیں خبر بھی ہے تمہارے بھائی کا نور وضوء چھوٹی سی آمنہ نے اس سے لے لیا)

کما غادر المصباح بعد خبوہ فتائل قد میثت لہ بدھان

(اس کی مثال ایسی ہے جس طرح چراغ کے بجھ جانے کے بعد بتیاں اسکے روغن میں تر رہتی ہیں)

وما کل ما یحوی الفتی من تلادہ بحزم ولا فاتۃ لتوان

(انسان جو کسی متاع کہن پر حاوی ہو جائے تو یہ ہمیشہ یہ اس کے حزم و دوراندیشی کا نتیجہ نہیں سمجھنا چاہیئے اور جو بات اس سے رہ گئی اس کو اس کی سستی وغفلت ہی پر محمول نہ کرنا چاہیئے)

فاجمل اذا طالبت امراً فانہ سیکفیکہ جدان یصطرعان

(جب تو کسی امر کا طلبگار رہو تو اس میں خوبی اور خوش اسلوبی کو ملحوظ رکھ کہ دو باہم آویزنصیبوں کے نتائج تجھے کفایت کریں گے)

سیکفیکہ اما یدٌ مقفعلۃٌ واما یدٌ مبسوطۃٌ ببنان

(جو مٹھی بند ہے یا جو ہات کھلے ہوئے ہیں ان میں سے کوئی نہ کوئی تیرے لئے کافی ہوگا اور عنقریب کافی ہوگا۔)

ولما قضت منہ امینۃٌ ما قضت نبا بصری عنہ وکلَّ لسانی

(چھوٹی سی آمنہ نے جب اس سے فراغت حاصل کر لی تو پھر اس نوجوان کی جانب سے میری بصارت کند اور زبان گونگی ہوگئی یعنی اس واقعہ کے بعد اس کی طرف مجھ کو رغبت نہیں رہی)

ابو یزید مدنی کہتے ہیں:

مجھے خبر دی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ قبیلۂ خثعم کی ایک عورت کے پاس سے گزرے جس نے دیکھا کہ ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک ایسا نور تاباں ہے کہ اس کی چمک آسمان تک پہنچی ہوئی ہے، یہ دیکھ کے اس نے عبداللہ سے کہا:

ھل لک فیَّ (آیا تو مجھ سے تمتع اٹھانے میں راغب ہے؟)

عبداللہ نے کہا:

نعم حتی ارمی الجمرہ (ہاں مگر میں پہلے رمی جمرات کر لوں)

عبداللہ نے یہ کہہ کے رمی جمرات کے مناسک ادا کئے، پھر اپنی بیوی آمنہ بنت وہب کے پاس گئے پھر وہ خثعمیہ عورت یاد آئی تو وہاں پہنچے، اس نے پوچھا:

ھل اتیت امرأۃ بعدی (کیا میرے بعد تو کسی عورت کے پاس گیا ہے)

عبداللہ نے کہا:

نعم امراتی امنۃ بنت وھب (ہاں اپنی بیوی آمنہ بنت وہب کے پاس)

خثعمیہ نے کہا:

فلا حاجۃ لی فیک انک مررت وبین عینیک نور ساطع الی السماء فلما وقعت علیھا ذھب، فاخبرھا انھا حملت خیر اھل الارض۔

(اب مجھے تیری ضرورت نہیں جب تو یہاں سے گزرا تھا تو تیری دونوں آنکھوں کے درمیان ایک نور تابفلک تاباں تھا، جب اس سے ملا تو وہ نور جاتا رہا اس کو اطلاع دیدے کہ وہ بہترین اہل زمین کی حاملہ ہے)

حمل آمنہ بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یزید بن عبداللہ بن وہب بن زمعہ اپنی پھپھی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتی تھیں:

ہم لوگ سنا کرتے تھے کہ آمنہ بنت وہب جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حاملہ ہوئیں تو وہ کہتی تھیں:

مجھے یہ محسوس ہی نہ ہوا کہ میں حاملہ ہوں، نہ ویسی گرانی کا احساس ہوا جیسی عورتوں کو ہوا کرتی ہے البتہ نئی بات ایام کی بندش تھی وہ بھی گاہے بند ہو جاتے گاہے عود کر آتے۔

ایک مرتبہ میں سوتے جاگتے کی درمیانی حالت میں تھی کہ ایک آنے والے نے آکے مجھ سے کہا:

تو نے محسوس بھی کیا کہ تو حاملہ ہے؟

میں نے گویا اس کا یہ جواب دیا۔

میں کیا جانوں

اس نے کہا:

تو اس امت کے سردار اور پیغمبر کی حاملہ ہے اور یہ واقعہ یعنی استقرار حمل دوشنبہ کو ہوا ہے۔
آمنہ کہتی ہیں کہ یہی بات تھی جس نے مجھ کو حمل کا یقین دلایا۔ پھر ایک زمانہ تک سکوت رہا تا آنکہ ولادت کا وقت قریب آیا تو وہی پھر آیا اور اس نے کہا:
کہہ: اُعِیذُہٗ بالصّمد الواحد من شر کل حاسد (میں ہر ایک حاسد کے شر سے اس بچہ کے لئے خدائے واحد و صمد سے پناہ مانگتی ہوں)

آمنہ کہتی ہیں:
میں (اس تعلیم کے مطابق) یہی کہا کرتی تھی، عورتوں سے تذکرہ کیا تو انھوں نے کہا اپنے دونوں بازوؤں اور گلے میں لوہا لٹکائے، لوہا لٹکا تو لیا مگر یہ چند ہی روز لٹکا رہا پھر میں نے اس کو کٹا ہوا پایا تو پھر نہ لٹکایا۔

زہری کہتے ہیں:
آمنہ کہتی تھیں کہ میں حاملہ ہوئی تو وضع حمل تک کسی قسم کی مشقت نہ پائی۔

اسحاق بن عبداللہ کہتے ہیں:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کہتی تھیں کہ بارہا میں حاملہ ہوئی میرے لڑکے ہوئے لیکن اس سے زیادہ بھیڑ بکریوں کا کوئی بچہ بھاری نہ رہا ہوگا۔

محمد بن عمر الاسلمی کہتے ہیں:
یہ قول (یعنی اسحاق بن عبداللہ کا بیان مذکور الصدر) من جملہ ان باتوں کے ہے جو ہمارے نزدیک مجہول ہیں اور اہل علم اس سے واقف نہیں، آمنہ بنت وہب اور عبداللہ بن عبدالمطلب کے بجز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی دوسرا لڑکا ہی نہیں ہوا۔

ابو جعفر محمد بن علی کہتے ہیں: آمنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حاملہ ہی تھیں کہ انھیں حکم ملا، احمد نام رکھنا۔

عبداللہ کی وفات

محمد بن کعب اور ایوب بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ کہتے ہیں:
قریش کے ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ کہ ملک شام میں تجارت کے لئے جا رہا تھا۔
عبداللہ بن عبدالمطلب بھی نکلے اور غزہ تک گئے اہل قافلہ تجارت سے فارغ ہو کے واپس

ہوئے تو مدینے سے گزرے عبداللہ نے کہ اسوقت بیمار تھے کہا کہ میں اپنے ننھیال بنی عدی بن النجار کے لوگوں میں رہ جاتا ہوں، وہاں وہ ایک مہینے تک ٹھہرے اور لوگ چلے گئے اور مکہ پہنچے، عبدالمطلب نے عبداللہ کی نسبت دریافت کیا تو کہا۔

وہ بیمار تھے، ہم انھیں ان کے ننھیال یعنی خاندان عدی ابن النجار میں چھوڑ آئے۔

عبدالمطلب نے اپنے بڑے بیٹے حارث کو بھیجا تو عبداللہ وفات پا چکے تھے اور نابغہ کے گھر میں دفن ہوئے تھے، نابغہ عدی بن النجار کے ایک فرد تھے اور ان کا گھر جس میں عبداللہ دفن ہوئے، وہ ہے کہ جب تم اس محلہ میں داخل ہو گے تو تمہارے بائیں جانب ایک چھوٹی سی عمارت پڑے گی[1]

ننھیال والوں نے حارث سے عبداللہ کی بیماری، ان کی تمریض و تیمارداری کی کیفیت بیان کی اور کہا کہ ہم انھیں دفن کر چکے، حارث یہ سن کے واپس آئے، عبدالمطلب کو اس واقعہ کی اطلاع دی تو خود ان کو اور عبداللہ کے بھائی بہن سب کو سخت صدمہ ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بطن مادر میں تھے، عبداللہ نے پچیس برس کی عمر میں وفات پائی

محمد بن عمر الواقدی کہتے ہیں:

عبداللہ بن عبدالمطلب کی وفات اور ان کی عمر کے متعلق جتنی روایتیں ہیں ان سب میں صحیح ترین قول ہمارے نزدیک یہی ہے۔

زہری کہتے ہیں:

عبدالمطلب نے عبداللہ کو مدینے میں سوکھے چھوارے لینے بھیجا تھا، مدینہ ہی میں وہ انتقال کر گئے۔

محمد بن عمر کہتے ہیں:

ثابت ترین روایت پہلی روایت ہے۔

ابو عبداللہ محمد بن سعد کہتے ہیں:

عبداللہ کی وفات کی نسبت ہم سے ایک روایت اور بھی کی گئی ہے اور وہ حسب ذیل ہے۔

ہشام نے اپنے والد محمد بن السائب اور عوانۃ بن الحکم، دونوں صاحبوں سے روایت

---

[1] یہ نشان جو مصنف نے دیا ہے اسی زمانے کا ہے۔ اب تو محلۂ بنی عدی تک باقی نہ رہا۔

کی ہے کہ عبداللہ بن عبدالمطلب نے اس وقت وفات پائی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۸، ۲۹، مہینے کے ہو چکے تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ (۷) مہینے کے ہو چکے تھے۔

محمد بن سعد کہتے ہیں:

ثابت ترین روایت پہلی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطن مادر ہی میں تھے کہ عبداللہ انتقال کر گئے۔

محمد بن عمر بن واقد الاسلمی کہتے ہیں،

عبداللہ عبدالمطلب نے اُمّ ایمن کو پانچ اَوارِک اونٹوں کو اور بھیڑ کے ایک مختصر گلے کو ترکے میں چھوڑا جس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وارث ہوئے، اوارک ان اونٹوں کو کہتے ہیں جن کی خوراک درخت اراک (پیلو) ہے۔ امّ ایمن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ گری نصیب ہوئی، ان کا نام برکۃ تھا۔

آمنہ بنت وہب اپنے شوہر عبداللہ بن عبدالمطلب کے مرثیے میں کہتی ہیں:

عفا جانب البطحاء من ابن هاشم　　وجاور لحدًا خارجًا فی الغماغم

(فرزند ہاشم کی وفات کے باعث کنارہ بطحا کا نام ونشان تک مٹ گیا، نوحہ وبکا وگریہ وغوغلکے غیر متمیز شور میں باہر نکل کے وہ ایک لحد کا مجاور ہو گیا)

دَعَتهُ المَنَایا دعوۃً فاجابھا　　وما ترکت فی النّاس مثل ابن هاشم

(موت نے اسے دعوت دی اور اس نے وہ دعوت قبول کر لی، انسانوں میں کسی ایک کو بھی موت نے ایسا نہ چھوڑا جو فرزند ہاشم جیسا ہوتا۔)

عَشِیَّۃَ رَاحُوا یحملُون سریرَہٗ　　تَعَاوَرَہٗ اصحابُہٗ فی التزاحم

(شب میں اس کا تابوت اٹھا کے چلے تو اس کے ساتھیوں نے انبوہ میں تابوت کو دست بدست لیا۔)

فَاِن یَکُ غالَتہُ المنایا وریبُھا　　فقد کان معطاءً کثیرَ التراحُم

(اگر وہ مر گیا تو کیا ہوا، اس کے آثار خیر تو نہیں مرے، کیونکہ وہ نہایت درجہ فیاض اور بہت ہی رحم دل تھا)

قد استراحَ الیراعُ من ترجمۃ القسم الاول من الجزء الاول من کتاب الطبقات الکبیر، صبیحۃ لیلۃ أُسری بالنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم الی المسجد الاقصی الذی بورکَ حولہ من شہور سنۃ ۱۳۳۷ للہجرۃ، وبذلک قد تمت الانباء الخصیصۃ بما قبل مولدہٖ بنعمۃ اللّٰہ، وبنعمۃ تتمّ الصالحات، وللہ الحمد من قبل ومن بعد، وعلیہ الاتکال وبیدہ التوفیق ربّنا تقبل منا انک انت الغفور الرحیم ؂

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ارسل الینا شاھدًا ومبشرًا ونذیرًا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجًا منیرا، صلی اللہ علیہ وعلی الہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا۔

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ط

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت

ابو جعفر محمدؒ بن علیؓ کہتے ہیں:

ماہ ربیع الاول کی دس شبیں گزریں تھیں کہ دوشنبہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے، اصحاب فیل اس سے پہلے نصف ماہ محرم میں آچکے تھے لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور واقعہ فیل کے درمیان پچپن شبیں گزر چکی تھیں۔

محمد بن عمر کہتے ہیں کہ ابو معشر نجیح المدنی کہا کرتے تھے:

ماہ ربیع الاول کی دو شبیں گزری تھیں کہ دوشنبہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔

عبد اللہ بن عباسؓ کہتے ہیں:

تمہارے پیغمبر (علیہ الصلوٰۃ والسلام) دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے تھے۔

عبد اللہ بن عقلمۃ بن الفغوا، عبد اللہ بن عباس محمد بن کعب، عمران بن مناح، سعید بن جبیر، بنت ابی تجراۃ، اور قیس بن مخرمہ کہتے ہیں:

رسول اللہ علیہ وسلم عام الفیل میں پیدا ہوئے (یعنی جس سال اصحاب فیل کا واقعہ پیش آیا کہ ابرہہ نے کعبہ شریفہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً پر چڑھائی کی ہے اسی سال آنحضرت صلوٰۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی)

ابن عباسؓ کہتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الفیل میں پیدا ہوئے یوم الفیل سے عام الفیل مراد ہے۔

زہری محمد بن کعب القرظی المسور ابو وجزہ، مجاہد، ابن عباسؓ جن کی روایتیں باہم مخلوط ہو گئی ہیں کہتے ہیں کہ آمنہ بنت وہب (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ) نے کہا۔

میں اس بچے، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باردار ہوئی تو وضع حمل تک میں نے کوئی مشقت محسوس نہ کی۔ مجھ سے جدا ہونے پر ایک ایسا نور ان کے ساتھ ہی نکلا کہ مشرق سے لے کے مغرب تک اس کی روشنی پھیل گئی بعد کو اپنے دونوں ہاتھوں کے سہارے زمین پر آئے تو ایک مشت خاک لے کے آسمان کی جانب سر اٹھایا۔

بعض کہتے ہیں:

زمین پر آئے تو اپنے دونوں زانوؤں پر جھکے ہوئے تھے، سر آسمان کی جانب بلند تھا ان کے ساتھ ایک ایسا نور برآمد ہوا کہ شام کے محل و بازار روشن ہو گئے حتیٰ کہ میں نے بُصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں دیکھ لیں۔

اسحاق بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ نے کہا۔

ان کے پیدا ہوتے ہی مجھ سے ایک ایسا نور برآمد ہوا کہ ملک شام کے قصر و ایوان اس سے روشن ہو گئے، پیدا ہوئے تو پاک وصاف وطاہر و مطہر پیدا ہوئے جس طرح بھیڑ بکریوں کے بچے پیدا ہوتے ہیں کہ ان کے کچھ بھی آلائش نہیں ہوتی، زمین پر آئے تو فرش خاک پر اپنے ہاتھ کے سہارے بیٹھے ہوئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے متعلق ابن القبطیہ نے روایت کی کہ آنحضرت علیہ السلام کی والدہ کہتی تھیں۔

میں نے دیکھا کہ گویا ایک شہاب مجھ سے نکلا ہے کہ زمین اس سے روشن ہو گئی ہے،

عکرمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی والدہ سے پیدا ہوئے

تو پتھر[1] کے ایک کونڈے کے نیچے انھیں الٹا لٹا دیا مگر کونڈا پھوٹ گیا، میں نے دیکھا تو وہ آنکھ پھاڑ کے آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔

ابو العجفا، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میرے پیدا ہوتے وقت میری والدہ نے دیکھا کہ ان سے ایسا نور تاباں ہے کہ بُصریٰ کے قصر و ایوان اس سے روشن ہو گئے ہیں۔

ابو امامۃ الباہلی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری والدہ نے دیکھا کہ گویا ان سے ایسا نور برآمد ہوا ہے جس سے شام کے قصر و ایوان روشن ہو گئے۔

حسان بن عطیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں اور دونوں زانوؤں پر ٹیک لگائے آسمان کی طرف ٹکٹکی باندھے ہوئے تھے۔

عبداللہ بن عباسؓ اپنے والد عباسؓ بن عبدالمطلب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو ختنہ شدہ ناف بریدہ تھے، عبدالمطلب کو اس پر مسرت آمیز تعجب ہوا، ان کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر بڑھ گئی اور انھوں نے کہا۔ میرے اس لڑکے کی ایک خاص شان ہو گی، چنانچہ فی الواقع آنحضرتؐ کی خاص شان ہوئی۔

یزید بن عبداللہ بن زَمعہ کی بہن کہتی ہیں:

آمنہ بنت وہب کے بطن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو آمنہ نے عبدالمطلب کو خبر کرائی خوش خبری لانے والا ایسے وقت میں ان کے پاس پہنچا کہ وہ حجر[2] میں اپنے بیٹوں اور قوم کے کچھ لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، اطلاع دی کہ آمنہ کے لڑکا پیدا ہوا، عبدالمطلب خوش ہوئے اور ان کے ساتھ جتنے لوگ تھے سب اٹھے آمنہ کے پاس آئے تو جو کچھ انھیں نظر آیا تھا، جو ان سے کہا گیا تھا اور جس کا حکم ملا تھا عبدالمطلب کو سب کچھ سنا دیا، عبدالمطلب آنحضرتؐ کو لئے ہوئے کعبہ میں آئے وہاں کھڑے ہو کر خدا سے دعا کی اور خدا نے جو نعمت بخشی اس کا شکر کرتے رہے۔

محمد بن عمر الاسلمی کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ اس دن عبدالمطلب نے یہ کہا تھا۔

---

[1] پتھر کا کونڈا، اصل میں بُرمہ کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی ہیں قِدر من الحجارۃ، پتھر کی دیگ،
[2] حجر وہ مقام جس پر حطیم شامل ہے جو شمالی جانب سے کعبہ کو محیط ہے۔

الحمد للہ الذی اعطانی　　　　ھذا الغلام الطیب الاردان

(ہر طرح اور ہر قسم کی حمد و ثنا اس خدا کے لئے ہے جس نے مجھے یہ پاکدامن لڑکا عنایت فرمایا)

قد ساد فی المھد علی الغلمان　　　　اعیذہ باللہ ذی الارکان

(یہ وہ لڑکا ہے کہ گہوارہ ہی میں تمام لڑکوں پر سردار ہوگیا اس کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں اور اس کے لئے خدا سے پناہ مانگتا ہوں)

حتی اراہ بالغ البنیان　　　　اعیذہ من شر ذی شنآن

(میری خواہش ہے کہ اس کو تا بہ بنیاد رسیدہ دیکھوں۔ میں اس کی نسبت بغض رکھنے والے کے شر سے پناہ مانگتا ہوں)

من حاسد مضطرب الجنان

(میں اس حاسد سے پناہ مانگتا ہوں جو مضطرب العنان ہو، یعنی ایک روش پر اسے قرار نہ ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام

غنیمہ کے آزاد غلام سہل، مریس کہ نصرانی تھے اور انجیل پڑھا کرتے تھے ان کا بیان ہے کہ انجیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت موجود ہے کہ وہ اسماعیلؑ کے خاندان سے ہوں گے اور ان کا نام احمدؐ ہوگا۔

ابو جعفر محمد بن علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنوز بطن مادر ہی میں تھے کہ آمنہ کو حکم ہوا:

ان کا نام احمدؐ رکھنا۔

محمد بن علی، یعنی ابن الحنفیہؒ سے روایت ہے کہ انھوں نے علی بن ابی طالب علیہ السلام کو یہ کہتے سنا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

میرا نام احمدؐ رکھا گیا۔

جبیرؓ بن مطعم کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا۔

میں محمدؐ ہوں، احمدؐ ہوں، حاشر[1] ہوں، ماحی ہوں، خاتم ہوں، عاقب ہوں۔

---

[1] حاشر وہ پیغمبر جو قرب قیامت کے زمانے میں مبعوث ہو۔ ماحی: جس کی (بقیہ ص۱۶۱ پر)

حذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ کی ایک گلی میں یہ کہتے ہوئے سنا:
میں محمدؐ ہوں، احمد ہوں، حاشر ہوں، مقفی[1] ہوں، نبی رحمت ہوں۔
ابوموسیٰ اشعری کہتے ہیں:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنے نام بتائے جن میں سے بعض نام ہم نے یاد کر لئے آپ نے فرمایا تھا: میں محمدؐ ہوں، احمدؐ ہوں، مقفی ہوں، حاشر ہوں، نبی رحمت ہوں، نبی توبہ ہوں، نبی ملحمہ[2] ہوں۔
مجاہد روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
میں محمدؐ ہوں، احمدؐ ہوں، رسول رحمۃ ہوں، رسول ملحمہ ہوں، مقفی ہوں، حاشر ہوں جہاد کے لئے مبعوث ہوا ہوں، زراعت کے لئے مبعوث نہیں ہوا ہوں۔
جُبیر بن معطم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پانچ نام ہیں۔
۱:۔ میں محمدؐ ہوں۔
۲:۔ احمد ہوں۔
۳:۔ ماحی ہوں، کہ اللہ تعالےٰ میرے باعث کفر کو مٹاتا ہے۔
۴:۔ حاشر ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر محشور ہوں گے۔
۵:۔ اور میں عاقب ہوں۔
جبیر بن مطعم سے دوسری روایت بھی اسی طرح ہے مگر اس میں یہ لفظ زائد ہے۔
میں وہ عاقب ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔
نافع بن جبیر سے روایت ہے کہ وہ عبدالملک بن مروان کے پاس گئے تو عبدالملک نے ان سے پوچھا تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ناموں کا شمار معلوم ہے جنکو جبیر یعنی ابن مطعم گنا کرتے تھے۔

(پچھلے صفحہ کا بقیہ نوٹ) بدولت گناہ مٹ جائیں۔ خاتم، خاتم النبیین۔ عاقب: جس کی بعثت تمام پیغمبروں کے بعد ہوئی ہوں۔)
[1] مُقَفّی: جس کا زمانہ تمام پیغمبروں کے بعد آئے۔
[2] نبی ملحمہ: وہ پیغمبر جو قرب قیامت کے ایام فتنہ و فساد کے کچھ ہی دنوں پیشتر مبعوث ہوں)

نافع نے کہا: ہاں وہ چھ نام ہیں۔

(۱) محمد

(۲) احمد

(۳) خاتم

(۴) حاشر

(۵) عاقب

(۶) ماحی

حاشر اس لئے کہ آنحضرتؐ تم سب کو (خدا کے خوف سے) ڈرانے کے لئے عذاب شدید کے روبرو قیامت کے ساتھ ساتھ مبعوث ہوئے۔

عاقب اس لئے کہ پیغمبروں کے بعد آئے۔

ماحی اس لئے کہ جن لوگوں نے ان کا اتباع کیا، اللہ تعالےٰ نے ان کے گناہ آنحضرتؐ کے طفیل میں محو کر دیئے۔

ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے بندگان خدا - دیکھو! ان لوگوں کے دشنام و لعنت کو اللہ تعالےٰ تمہاری طرف سے کیونکر پلٹ دیتا ہے۔

ان لوگوں سے آنحضرتؐ کی مراد قریش کے لوگ تھے۔ سامعین نے عرض کی:

کیف یا رسول اللّٰہ (یا رسول اللہ وہ کیونکر؟)

فرمایا: یشتموں مُذَمَّمًا ویلعنون مُذَمَّمًا وانا محمد (وہ مذمم[1] کو گالیاں دیتے ہیں، مذمم پر لعنت کرتے ہیں، حالانکہ میں مذمم نہیں ہوں، میں تو محمدؐ ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت

ابوہریرہؓ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میرے نام پر نام رکھو، مگر میری کنیت پر کنیت نہ رکھو، کیونکہ میں ہی ابوالقاسم ہوں۔

---

[1] (مذمم:- مذموم، نکوہیدہ سیرت، محمدؐ - ستودہ خصال)

ابوہریرہؓ سے (بہ نو سری) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میرے نام اور کنیت، دونوں کو جمع نہ کرو (یعنی ایسا نہ کرو کہ کسی کا نام رکھو تو میرا ہی نام رکھو اور کنیت رکھو تو وہ بھی میری ہی کنیت ہو، ایک تک مضائقہ نہیں مگر دونوں کا اجتماع نامناسب ہے) میں ابوالقاسم ہوں، اللہ دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

ابوہریرہؓ کی ایک اور روایت میں محلوفؔ ابی قاسم، کے الفاظ ہیں کہ اس سے آنحضرتؐ ہی مراد ہیں۔

انسؓ بن مالک سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع میں تھے کہ ایک شخص نے آواز دی یا ابا القاسم اس آواز پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملتفت ہوئے تو اس نے کہا میں نے آپ کو آواز نہیں دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا:

سموا باسمی ولا تکنتوا بکنیتی (میرے نام پر نام رکھو مگر میری کنیت پر کنیت نہ رکھو)

جابرؓ کہتے ہیں:

ایک انصاری کے لڑکا پیدا ہوا جس کا نام اس نے محمد رکھا، انصار اس پر غضبناک ہوئے اور کہا:

یہ نام اس وقت رکھا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم اجازت حاصل کرلیں۔ آنحضرتؐ سے تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا:

انصار نے اچھا کیا۔ پھر ارشاد ہوا۔

میرا نام رکھو میری کنیت نہ رکھو کیونکہ فقط میں ہی ابوالقاسم ہوں کہ تمہارے درمیان خدا کی نعمتیں تقسیم کرتا ہوں۔

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے۔

ایک انصاری نے اپنی کنیت ابوالقاسم رکھی، انصار نے اس پر کہا:

جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب میں ہم دریافت نہ کرلیں تجھے

ؔ (محلوف، حلف کردہ، خدا کی قسم)

اس کنیت سے مخاطب نہ کریں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا:

میرا نام رکھو میری کنیت نہ رکھو۔

سعید کہتے ہیں: قتادہ اس امر کو مکروہ سمجھتے تھے کہ کوئی شخص اپنی کنیت ابوالقاسم رکھے خواہ اس کا نام محمد نہ ہو۔

عبدالرحمن بن ابی عمرۃ الانصاری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میرا نام اور میری کنیت جمع نہ کرو۔

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میرا نام نہ رکھو، میری کنیت رکھو، مطلب یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے اس بات کی ممانعت فرمائی کہ نام اور کنیت دونوں جمع ہوں۔

ابو ہریرہؓ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میرے نام اور میری کنیت کو جمع نہ کرو۔

مجاہد کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میرا نام رکھو، میری کنیت نہ رکھو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت کا جنھیں شرف حاصل ہوا۔ آنحضرتؐ کی رضاعی بھائی بہن،

برّہ بنت تجراۃ کہتی ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے پہل ثویبہؔ نے اپنے ایک لڑکے کے ساتھ دودھ پلایا جسے مسروح کہتے تھے، یہ واقعہ حلیمہ کی آمد سے قبل کا ہے ثویبہ نے اس سے پہلے حمزہ بن عبدالمطلب کو دودھ پلایا تھا، اور اس کے بعد ابو سلمہ بن عبدالاسد المخزومی کو دودھ پلایا

ابن عباس کہتے ہیں:

ثویبہ نے کہ ابولہب کی لونڈی تھیں، حلیمہ کی آمد سے پیشتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کو چند روز دودھ پلایا تھا، اور آپ ہی کے ساتھ ابوسلمہ بن عبدالاسد کو بھی دودھ پلاتی تھیں، لہٰذا ابوسلمہ آپ کے دودھ شریک بھائی تھے۔

عروۃ بن الزبیرؓ سے روایت ہے کہ ثوَیبَہ کو ابولہب نے آزاد کر دیا تھا اور اسی وجہ سے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا، ابولہب کے مرنے پر بعض لوگوں نے اس کو بدترین حالت میں خواب میں دیکھا تو پوچھا:

کہو کیا گزری؟

ابولہب نے کہا۔

تمہارے بعد ہمیں کوئی آسائش نہ ملی، البتہ میں ثویبہ کو آزاد کرنے کے باعث اس میں سیراب ہوا۔ ابولہب نے "اس میں" کہا تو انگوٹھے اور اس کے بعد انگلیوں کے پوروں کے درمیان اشارہ کیا تھا۔

محمد بن عمر کئی اہل علم سے روایت کرتے ہیں جو کہتے تھے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں ثویبہ کی خبرگیری فرماتے تھے، خدیجہؓ بھی ثویبہ کی بزرگداشت کرتیں ثویبہ اُن دنوں آزاد نہ تھیں، ان کی آزادی کی غرض سے خدیجہؓ نے ابولہب سے درخواست کی کہ ان کے ہاتھ فروخت کر دیں کہ آزاد کر دی جائیں مگر ابولہب نے انکار کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ میں ہجرت کی تو ابولہب نے ثویبہ کو آزاد کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے بھی ثویبہ کو صلے بھجواتے اور کپڑے دیتے، تاآنکہ غزوۂ خیبر سے واپس آتے وقت ۷ھ میں خبر ملی کہ ثویبہ انتقال کر گئیں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

ثویبہ کے بیٹے مَسرُوح نے کیا کیا؟

کہا گیا۔

وہ تو ثویبہ سے پہلے ہی مر چکے تھے، ان کی قرابت میں بھی کوئی باقی نہیں۔

قاسم بن عباس الاسلمی کہتے ہیں:

ہجرت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثویبہ کا حال دریافت فرمایا کرتے اور

ان کے لئے صلے اور کپڑے بھیجا کرتے تھے، حتیٰ کہ ان کی وفات کی خبر آئی تو استفسار فرمایا:

ان کی قرابت میں کون باقی ہے؟ لوگوں نے کہا: کوئی نہیں۔

عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حمزہؓ بن عبدالمطلب میرے رضاعی بھائی ہیں۔

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں:

حمزہؓ بن عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دودھ شریک بھائی تھے، آنحضرتؐ کو بھی اور انھیں بھی ایک عربیہ نے دودھ پلایا تھا۔ قبیلۂ بنی سعد بنی بکر کے لوگوں میں حمزہؓ کے دودھ پلانے کا انتظام تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اپنی (دودھ پلانے والی) ماں حلیمہ کے پاس تھے کہ حمزہؓ کی والدہ نے آنحضرتؐ کو اپنا دودھ پلایا تھا۔

امّ سلمیٰؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی:

یارسول اللہ آپ حمزہؓ کی لڑکی کی جانب سے کہاں (بھولے ہوئے) ہیں؟ یا آپ سے یہ کہا گیا: حمزہؓ کی لڑکی کو آپ کیوں نہیں پیغام دیتے؟

آنحضرتؐ نے فرمایا:

رضاعت کی حیثیت سے حمزہ میرے بھائی ہیں۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حمزہؓ کی بیٹی کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خواہش کی گئی تو فرمایا:

وہ مجھ پر حلال نہیں، وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے، جو نسب سے حرام وہ رضاعت سے بھی حرام ہے۔

علی بن ابی طالب علیہ السلام کہتے ہیں کہ حمزہؓ کی لڑکی کی نسبت میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی اور ان کے حسن و جمال کا بھی تذکرہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

از روئے رضاعت وہ میرے بھائی کی لڑکی ہے، کیا تجھے علم نہیں کہ اللہ تعالےٰ نے جو نسب سے حرام کیا ہے وہ رضاعت سے بھی حرام ہے۔

محمد بن عبیداللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو صالح کو علیؓ (ابن ابی طالب) سے روایت

کرتے سنا کہ وہ کہتے تھے:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حمزہؓ کی لڑکی کے لئے تذکرہ کیا تو فرمایا:

وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے۔

عراک بن مالک سے روایت ہے کہ زینب بنت ابی سلمہ نے ان کو خبر دی کہ ام حبیبہؓ (ام المومنین) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی:

ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ آپ دُرّۃ بنت ابی سلمہ سے نکاح کرنے والے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أعلی ام سلمۃ (کیا ام سلمہ پر؟) پھر فرمایا:

لو انی لم انکح ام سلمۃ ماحلت لی، ان اباها اخی من الرضاعۃ

(میں اگر ام سلمہ سے نکاح نہ بھی کئے ہوتا تو بھی دُرّۃ بنت ابی سلمہ میرے واسطے حلال نہ ہوتی ازروئے رضاعت اس کا باپ، تو میرا بھائی ہے)

حلیمہ سعدیہ

یحییٰ بن یزید السعدی کہتے ہیں:

مکے میں بچوں کو دودھ پلانے کی غرض سے قبیلۂ بنی سعد بن بکر کی دس عورتیں آئیں تو سب کو تو بچے مل گئے، ایک باقی رہیں تو حلیمہ باقی رہیں۔

حلیمہ بنت عبداللہ بن الحارث بن شجنۃ بن جابر بن ازارم بن ناصرۃ بن فصیتہ بن نصر بن سعد بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمۃ ابن خصفۃ بن قیس بن عیلان بن مضر۔

حلیمہ کے ساتھ ان کے شوہر حارث بھی تھے ابن عبدالعزیٰ بن رفاعۃ بن یلان بن ناصرۃ بن فصیتہ بن نصر بن سعد بن بکر بن ہوازن۔

حارث کی کنیت ابو ذویب تھی حلیمہ کے لڑکے عبداللہ انھیں کے صلب سے تھے اور ہنوز شیر خوار تھے۔

حارث کی دو لڑکیاں بھی تھیں انیسہ بنت الحارث اور جدّامۃ بنت الحارث،

جدامہ کا لقب شیما[1] تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہی گود میں لئے رہتیں اور اپنی ماں کے ساتھ آنحضرتؐ کو کھلایا کرتیں۔

حلیمہ پر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رضاعت پیش کی گئی تو کہنے لگیں:

یتیمٌ ولا مال لہ وما عست امّہ ان تفعلَ

(یتیم بے مال و منال، ان کی ماں کیا کر لینگی)

قبیلہ کی تمام عورتیں حلیمہ کو چھوڑ کے چلی گئیں تو حلیمہ نے اپنے شوہر سے کہا۔

تیری کیا رائے ہے؟ میری ساتھ والیاں تو چلی گئیں اور مکہ میں دودھ پلانے کے لئے بجز اس یتیم بچے کے کوئی نہیں، اگر ہم اسے لیں تو کیا؟ کیونکہ مجھے یہ برا معلوم ہوتا ہے کہ بے کچھ لئے گھر واپس جائیں۔

شوہر نے جواب دیا:

اس کو لے لے، شاید اللہ تعالےٰ اس میں ہمارے لئے بہتری کرے۔

حلیمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کے پاس آئیں، ان سے لے کے آنحضرتؐ کو اپنے آغوش میں لے لیا تو دونوں چھاتیاں اس قدر بھر آئیں کہ اب ان سے دودھ ٹپکا کہ تب ٹپکا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسودہ ہو کے پیا اور آپ کے دودھ شریک نے بھی پیا جس کی پہلے یہ حالت تھی کہ بھوک کے مارے سوتا نہ تھا۔

آنحضرتؐ کی والدہ نے (حلیمہ سے) کہا:

مہربان اور شریف دائی۔ اپنے بچے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے خبردار رہنا کیونکہ عنقریب اس کی ایک خاص شان ہوگی۔

آمنہ نے آنحضرتؐ کی ولادت کے وقت جو کچھ دیکھا تھا اور اس مولود کی نسبت جو ان سے کہا گیا تھا حلیمہ کو سب کچھ بتا دیا اور یہ بھی کہا:

مجھ سے (متواتر) تین شب کہا گیا کہ اپنے بچے کو اولاً قبیلۂ بنی سعد بن بکر میں، پھر آل ابو ذویب میں دودھ پلوانا۔

---

[1] (شیما وہ عورت جس کے جسم پر دھبے ہوں)

حلیمہ نے کہا یہ بچہ جو میری گود میں ہے اسی کا باپ ابو ذویب میرا شوہر ہے۔
غرض کہ حلیمہ کی طبیعت خوش ہو گئی اور ان سب کو سن کے خوشی خوشی آنحضرتؐ کو لئے ہوئے اپنی فرودگاہ پر پہنچی، گدھی پر اسباب دکجاوہ رکھا اور حلیمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے آگے لئے ہوئے بیٹھ گئیں ان کے آگے حارث بیٹھے، چلتے چلتے وادی السّرر میں پہنچے ساتھ والیوں سے ملاقات ہوئی جو شاداں و مسرور تھیں اور حلیمہ و حارث کوشش کر رہے تھے کہ ان کے برابر آ جائیں۔
حلیمہ سے ان عورتوں نے پوچھا:
کیا کیا؟
جواب دیا:
اخذت واللہ خیر مولود رأیتہ قط واعظمھم برکۃ (خدا کی قسم جتنے بچے میں نے دیکھے ان سب میں بہترین مولود و بزرگ ترین برکت والے کو میں نے لیا ہے)
عورتوں نے کہا:
کیا وہ عبد المطلب کا لڑکا؟
حلیمہ نے کہا:
ہاں۔
حلیمہ کہتی ہیں:
ہم نے اس منزل سے کوچ بھی نہ کیا تھا کہ دیکھا بعض عورتوں میں حسد نمایاں ہے۔
محمد بن عمر کہتے ہیں بعض لوگوں نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حلیمہ اپنے گھر لے کے چلیں تو آمنہ بنت وہب نے کہا۔
أُعِيذُهُ بالله ذی الجلال من شر ما مر علی الجبال
(جسم پر جو شر گزرتے ہیں، جو بدی و خرابی وخستگی لاحق ہوتی ہے، جو آفات و امراض پیش آتے ہیں ان سب سے میں اس بچے کو خدائے ذوالجلال کی پناہ میں دیتی ہوں اور اس کے لئے خدا سے پناہ مانگتی ہوں۔)

حتی اراہ حامل الجلال ولیفعل العرف الی الموالی

(میں اس وقت تک کے لئے اس کو خدا کی پناہ میں دیتی ہوں کہ اسے امر جلال کا حامل اور غلاموں کے ساتھ نیکی کرتے دیکھ لوں)

وغیرھم من حشوۃ الرجال

(اور صرف غلاموں ہی کے ساتھ نہیں بلکہ یہ بھی دیکھوں کہ ان کے علاوہ دوسرے ادنیٰ درجے کے لوگوں کے ساتھ بھی وہ نیکیاں کر رہا ہے)

شق صدر

محمد بن عمر اپنے اصحاب سے روایت کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو برس تک قبیلۂ بنی سعد میں رہے، دودھ چھڑایا گیا ہے تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے آپ چار برس کے ہیں، آنحضرتؐ کی والدہ سے ملنے کے لئے آپ کو لے کے چلے حلیمہ نے ان سے آنحضرتؐ کے حالات بیان کئے اور آپ کی برکت سے جو دیکھا تھا اس کی کیفیت سنائی۔ آمنہ نے کہا:

میرے بچے کو واپس لے جائیں اس کی نسبت مکّہ کی وبا سے ڈرتی ہوں، خدا کی قسم اس کی ایک خاص شان ہوگی،

چنانچہ حلیمہ آنحضرت سلام اللہ علیہ کو واپس لے گئیں،

آنحضرتؐ جب چار برس کے ہوئے تو اپنے بھائی بہنوں کے ساتھ نکل جاتے تھے یہ جگہ محلے کے قریب ہی تھی اور یہاں چارپائے رہتے تھے اسی مقام پر دو فرشتوں نے آکے آنحضرتؐ کا شکم چیر کر ایک سیاہ نقطہ نکال کے اس کو پھینک دیا اور سونے کے

۱؎ اس نظم کے دوسرے مصرعہ میں لفظ جبال بوزن خیال آیا ہے، جبال کے معنی جسم کے ہیں، محاورۂ عرب میں کہتے ہیں۔

ھو عظیم الجبال یعنی وہ شخص بڑے جسم و جثّہ، کلّے ٹھلّے کا تناور و تنومند آدمی ہے آخری مصرعہ میں "حشوہ" وارد ہے جس کے معنی ارا ذل کے ہیں یعنی کم پایہ افراد۔

ایک طشت میں رکھ کے برفاب سے شکم کو دھویا، امت کے ایک ہزار آمیوں کے ہم سنگ کرکے آپ کو تولا تو آپ ہی بھاری ٹھہرے ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا:

دَعْهُ فلو وزنت بامته کلها لوزنهم (جانے دو اگر تمام امت کے ساتھ وزن کروگے تب بھی آپ ہی کا پلہ گراں ہوگا)

آنحضرتؐ کے بھائی چیختے چلاتے اپنی ماں کے پاس پہنچے کہ:

اُدرکی اخی القُرشِی (میرے قریشی بھائی کی خبر لے)

حلیمہ مع اپنے شوہر کے دوڑتی ہوئی نکلیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی حالت میں پایا کہ آپ کا رنگ اڑا ہوا تھا، آمنہ کے پاس آنحضرتؐ کو لے کے پہنچیں اور کیفیت سنا کے کہا، انا لا نردہ الا علی جدع آنفنا (ہم اس بچے کو یوں واپس نہیں کرتے اپنی ناک کٹا کے واپس کرنے پر مجبور ہیں)

مگر مراجعت کے وقت آنحضرتؐ کو پھر لیتی آئیں اور ایک سال یا اسی کے قریب قریب آنحضرتؐ (واقعہ شق صدر کے بعد) حلیمہ ہی کے پاس رہے کہ اب آپ کو وہ کہیں دور نہ جانے دیتی تھیں۔

کچھ دن گزرے تھے کہ حلیمہ نے دیکھا ایک ابر آنحضرتؐ پر سایہ گستر ہے، جب آپ ٹھہر جاتے ہیں تو وہ بھی ٹھہر جاتا ہے اور چلتے ہیں تو وہ بھی چلتا ہے، حلیمہ اس بات سے بھی ڈریں اور آنحضرتؐ کو لے کے چلیں کہ آپ کو آپ کی والدہ کے سپرد کردیں اس وقت آپ پانچ برس کے تھے (وہاں سے لے کے چلیں تو مکے کے قریب پہنچی تھیں کہ) لوگوں کے مجمع میں آپ کو گم کردیا، تلاش کیا اور نہ پایا تو آ کے عبدالمطلب کو خبر دی، عبدالمطلب نے بھی جستجو کی انھیں بھی نہ ملے تو کعبے کے پاس آ کے وہ کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے:

لاهُمَّ اَدِّ راکبی محمّدا　　اَدِّهٖ اِلیَّ واصطنع عندی یدا

(یا اللہ میرے شہسوار محمد کو مجھے دیدے، اسے مجھ کو دیدے، میرے پاس بھیجدے، اور اس عنایت کی بدولت مجھ پر اپنا فضل و کرم کر)

انت الذی جعلته لی عضدا　　لا یبعد الدھر بہ فیبعدا

(یا اللہ تو ہی نے اس لڑکے کو میرا بازو بنایا ہے، یا اللہ ایسا نہ ہو کہ زمانہ اس کو دور کر دے تو پھر یہ دوری ہو جائے گا)

انت الذی سمیتہ محمدا

(تو ہی نے تو اس کا نام محمد رکھا ہے اور اس ستودگی اور ستائش سے موسوم کیا ہے)

کندیر بن سعید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے:

میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ ایک شخص نظر آیا جو کہہ رہا تھا:

رب (اے میرے پروردگار)

ردّ الیّ راکبی محمدا ۔ ردہ الیّ واصطنع عندی یدا

(محمدؐ کو مجھے واپس کر دے، اسے میرے پاس واپس کر دے اور اس طرح میرے حق میں عنایت کر)

میں نے کہا یہ کون ہے؟

لوگوں نے جواب دیا:

عبدالمطلب بن ہاشم ہیں، اپنے اونٹوں کی تلاش میں اپنے ایک فرزند زادے کو بھیجا تھا اور اس لڑکے کی یہ برکت ہے کہ جس کام میں اس کو بھیجا وہ ضرور کامیاب ہو کے واپس آیا۔

سعید کہتے ہیں ہم لوگ کچھ ہی دیر ٹھہرے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگئے عبدالمطلب نے آنحضرتؐ کو گلے سے لگایا اور کہا:

اب میں تجھے کسی ضرورت کے لئے نہ بھیجوں گا۔

ابن القبطیہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت قبیلۂ بنی سعد بن بکر میں ہوئی

واقعہ یہود

اسحاق بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب آنحضرتؐ کی والدہ نے دودھ پلانے کے لئے (حلیمہ) سعدیہ کے سپرد کیا تو یہ بھی کہا کہ میرے بچے کی حفاظت کرتی رہنا اسی کے ساتھ وہ تمام باتیں بھی حلیمہ کو بتا دیں (جو آنحضرتؐ کے متعلق) انھوں نے دیکھی تھیں کچھ روز گزرے تھے کہ حلیمہ کے پاس یہودیوں کا گزر ہوا جن سے حلیمہ نے کہا۔

میرے اس بچے کی نسبت تم مجھے کچھ باتیں نہیں بتاتے، یہ شکم میں رہا اس طرح رہا، پیدا ہوا تو یوں پیدا ہوا، اور میں نے یہ یہ کچھ اس کی نسبت دیکھا ہے۔ غرض کہ آنحضرتؐ کی والدہ نے جو باتیں بتائی تھیں سب کہدیں،

ایک یہودی نے ان میں سے کہا:

اقتلوہ (اسے قتل کر ڈالو)

دوسروں نے کہا:

ایتیمٌ ھو (کیا یہ بچہ یتیم ہے؟)

حلیمہ نے کہا:

نہیں، یہ (اپنے شوہر کی طرف اشارہ کرکے) اس کا باپ ہے اور میں اس کی ماں ہوں۔

سب نے کہا،

لو کان یتیماً لقتلناہ (اگر یہ بچہ یتیم ہوتا تو ہم اس کو قتل کر ڈالتے۔)

جب یہ واقعہ پیش آیا تو حلیمہ آنحضرتؐ کو لے کے چلی گئیں اور کہنے لگیں،

قریب تھا کہ میں اپنی امانت ہی کو خراب اور ضائع کر چکی تھی،

اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک دودھ شریک بھائی تھے جو آنحضرتؐ سے کہنے لگے:

اتری انہ یکون بعثٌ (کیا آپ کی رائے میں پیغمبری و بعثت ہونے والی ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اما والذی نفسی بیدہ لآخذنّ بیدک یوم القیامۃ ولاعرفنّک (قسم ہے اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ قیامت کے دن میں تیرا ہاتھ پکڑ لوں گا اور تجھے پہچان لوں گا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد جب یہ صاحب ایمان لائے تو بیٹھ کے رویا کرتے تھے اور کہتے تھے، انما ارجوان یاخذ النبی علیہ السلام بیدی یوم القیامۃ فانجو (مجھے تو صرف اتنی امید ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن میرا ہاتھ پکڑ لیں گے تو میری نجات ہو جائے گی)

پاس رضاعت

یحییٰ بن یزید السعدی کہتے ہیں :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : تم سب میں زیادہ فصیح میں ہوں اس لئے کہ میں قریش سے ہوں اور میری زبان بنی سعد بن بکر کی زبان ہے (جو فصحائے عرب مشہور تھے)

اُسامۃ بن زید اللیثی قبیلۂ بنی سعد کے ایک بزرگ سے روایت کرتے ہیں حلیمہ بنت عبداللہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکے پہنچیں، یہ وہ زمانہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہؓ سے نکاح کر چکے تھے حلیمہ نے آنحضرتؐ سے قحط وگرانی اور مویشیوں کے ہلاک ہو جانے کی شکایت کی آنحضرتؐ نے خدیجہؓ سے اس باب میں گفتگو کی تو انھوں نے حلیمہ کو چالیس بکریاں دیں اور سواری کے لئے ایک اونٹ عنایت کیا جو سامان ومتاع سے لدا ہوا تھا، حلیمہ یہ سب لے کے اپنے اہل وعیال میں واپس آگئیں۔

محمد بن المنکدر کہتے ہیں :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ایک عورت نے کہ آنحضرتؐ کو دودھ پلایا تھا آنے کی اجازت طلب کی، جب یہ خاتون حاضر ہوئیں تو آنحضرتؐ نے فرمایا :

میری ماں، میری ماں، اپنی چادر لے کے ان کے لئے بچھادی جس پر وہ بیٹھیں۔

عمر بن سعد کہتے ہیں :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ آنحضرتؐ کے پاس آئیں تو آپ نے ان کے لئے اپنی چادر بچھادی، ان کے کپڑوں کے اندر اپنا ہاتھ ڈال کے ان کے سینے پر رکھا اور جو ضرورت ان کی تھی پوری کردی،

ابو بکرؓ کے پاس آئیں تو انھوں نے بھی اپنی چادر بچھادی اور کہا :

مجھے اجازت دیجئے کہ باہر سے اپنا ہاتھ آپ کے کپڑوں تک لے جاؤں اس کے بعد ان کی ضرورت پوری کردی، بعد کو عمرؓ کے پاس آئیں تو انھوں نے بھی یہی کیا۔

وفد ہوازن

زُہری، عبداللہ بن جعفر، اور ابن ابی سبرہ وغیرہم کہتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گاہ میں قبیلۂ ہوازن کا وفد بمقام جعرّانہ پیش ہوا جب کہ آنحضرتؐ مال غنیمت تقسیم کر چکے تھے اس وفد میں ابوثروان بھی تھے کہ رشتۂ رضاعت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہوتے تھے اس موقع پر انھوں نے عرض کی:

ان خطیروں میں وہ ہیں جنھوں نے آپ کی کفالت کی تھی، آپ کی چچی ہیں خالائیں ہیں دائیاں ہیں، ہم اپنے آغوش میں آپ کو پالتے رہے ہیں، انہی چھاتیوں سے آپ کو دودھ پلاتے رہے ہیں، میں نے آپ کو دودھ پیتے دیکھا ہے، کوئی دودھ پیتا بچہ آپ سے اچھا نہیں دیکھا، آپ کو دودھ چھوڑتے دیکھا ہے کہ کوئی دودھ چھڑایا ہوا بچہ آپ سے اچھا نہیں دیکھا، آپ کو جوان دیکھا کہ کوئی جوان آپ سے اچھا نہیں دیکھا، نیک خصلتیں آپ میں درجۂ کمال تک پہنچ چکی ہیں، بایں ہمہ آپ کی جڑ بنیاد ہم ہیں، آپ کے خاندان کے لوگ ہم ہیں، ہم پر احسان کیجئے، اللہ آپ پر احسان کرے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم لوگوں نے اتنی سستی و تاخیر کی کہ میں نے گمان کیا اب تم لوگ نہ آؤ گے۔

حالت یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بردے (جو لڑائی کے لونڈی غلام بنا لئے گئے) تقسیم کر چکے تھے اور ان کے حصے بھی لگ چکے تھے۔

ہوازن کے چودہ آدمی مسلمان ہو کے آئے تھے اور جو لوگ رہ گئے تھے ان کے اسلام کی خبر لائے تھے ان لوگوں کے سردار اور خطیب ابو مرو زُہیر بن صرد تھے جنھوں نے عرض کی:

یا رسول اللہ! ہمیں آپ کے بیخ و بن اور آپ کے خاندان ہیں جس مصیبت میں ہم مبتلا ہیں وہ آپ پر مخفی نہیں انھیں خطیروں میں آپ کی پھوپیاں ہیں خالائیں ہیں اور دائیاں ہیں، کھلائیاں ہیں جو آپ کی کفالت کر چکی ہیں اگر ہم حارث بن ابی شمر (بادشاہ غسان) یا نعمان بن منذر (بادشاہ حیرہ) سے یہی سلوک کئے ہوتے اور جو منزلت آپ کی ہے ہم میں یہی محل و مقام ان کو حاصل ہوا ہوتا تو ہم ان کی عاطفت و افادہ کے بھی امیدوار

ہوتے، اور آپ تو بہترین کفیل ہیں۔

دوسری روایت یہ ہے کہ اس دن ابو صرد نے حسب ذیل تقریر کی:

دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) یہی حظیرے ہیں جن میں آپ کی بہنیں ہیں پھوپیاں ہیں، خالائیں ہیں، چچیری اور خالہ زاد بہنیں ہیں اور ان میں جو دور کے رشتے کے بھی ہیں وہ بھی آپ سے قریبی تعلق رکھتی ہیں، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، انھیں نے اپنے کنار وآغوش میں آپ کو لیا ہے اپنی چھاتیوں کا دودھ آپ کو پلایا ہے، اور اپنے زانوؤں پر آپ کو کھلایا ہے اور اب آپ ہی بہترین کفیل ہیں'

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سب سے اچھی بات وہی ہے جو راستی میں سب سے اچھی ہو، مسلمانوں میں جو میرے پاس ہیں انھیں تم دیکھ رہے ہو، اب بتاؤ تمہیں اپنے زن وفرزند زیادہ محبوب ہیں یا مال ومنال؟

وفد نے عرض کی:

یارسول اللہ حسب و مال دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار کر لینے کی آپ نے ہمیں اجازت دی ہے، ہم تو حسب کے برابر کسی چیز کو نہیں سمجھتے۔ آپ ہمارے بال بچوں کو واپس کر دیجئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو میرے لئے اور اولاد عبد المطلب کے لئے ہے وہ تمہارے لئے ہے، مسلمانوں سے میں بھی تمہارے لئے مسالت کروں گا، لوگوں کے ساتھ ظہر کی نماز جب میں پڑھ چکوں تم کہنا:

نستشفع برسول اللہ الی المسلمین وبالمسلمین الی رسول اللہ

(مسلمانوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلمانوں کی بدولت ہم طلبگار شفاعت ہیں) اس پر میں تم سے کہوں گا کہ میرے اور بنی عبد المطلب کے حصے میں جو ہیں وہ تمہارے ہیں، مع ہذا میں تمہارے لئے لوگوں سے بھی طلبگاری کروں گا؛

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ظہر کی نماز پڑھ چکے تو ان لوگوں نے اٹھ کے جو باتیں آنحضرتؐ نے فرمائی تھیں عرض کیں۔

آنحضرتؐ نے اپنا اور بنی عبدالمطلب کے حصے کے بردے (لونڈی غلام) ان کو واپس کر دیئے اور مہاجرین اور انصار نے بھی اپنے اپنے حصے واپس کر دیئے اور قبائل عرب سے بھی آنحضرتؐ نے ان کے لئے خواہش ظاہر فرمائی، سب نے اسی ایک بات پر اتفاق کر لیا کہ تسلیم و رضا پر آمادہ ہیں، جتنے بردے قبضہ میں ہیں سب واپس کر دیں گے البتہ کچھ لوگوں نے بردوں کے دینے سے ہاتھ روک لئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں معاوضہ میں اونٹ دے دیئے

وفاۃ آمنہ ام النبی صلی اللہ علیہ وسلم

زہری، عاصم بن عمر بن قتادہ، عبداللہ بن ابی بکرؓ بن محمد بن عمرو بن حزم اور ابن عباسؓ سے روایت ہے جن کے بیان خلط ملط ہو گئے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ آمنہ بنت وہب کے پاس تھے، چھ برس کے ہوئے تو آنحضرتؐ کو مدینے، آپ کے ننھیال بنی عدی ابن النجار میں لے کے چلیں کہ ان سے مل لیں، ساتھ میں ام ایمن تھیں جو آپ کی کھلائی تھیں، دو اونٹ سواری میں تھے، نابغہ کے گھر آنحضرتؐ کو لے کے اتریں اور ایک مہینے تک انھیں لوگوں میں رہیں، وہاں کی اقامت میں جو باتیں پیش آئی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو یاد کر کے بیان کیا کرتے تھے بنی عدی بن النجار کا اُطُم[1] دیکھا تو پہچان لیا اور فرمایا:

میں اس اطم پر انصار کی ایک لڑکی اُنیسہ کے ساتھ کھیلا کرتا تھا اور اپنے ننھیالی لڑکوں کے ساتھ ہم ایک چڑیا کو اڑایا کرتے تھے جو اس اطم پر آ آ کے بیٹھا کرتی تھی۔

گھر کو دیکھ کے فرمایا:

میری ماں مجھے لے کے یہیں اتری تھیں، اور اسی گھر میں میرے والد عبداللہ بن عبدالمطلب کی قبر ہے بنی عدی بن النجار کے حوض میں میں نے اچھی طرح سے پیراکی سیکھ لی تھی۔

---

[1] اطم: قصر، یا وہ گھر جو مربع و مسطح ہو۔

کچھ یہودی بھی وہاں آ آ کے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا کرتے تھے ام ایمن کہتی ہیں کہ میں نے ان میں سے ایک کو کہتے سنا کہ یہ (یعنی آنحضرتؐ) اس امت کے پیغمبر ہیں اور یہی ان کا دارالہجرۃ ہے۔ میں نے (یعنی ام ایمن نے) اس کی باتوں میں سب کو ذہن نشین کر لیا۔

آنحضرتؐ کی والدہ آپ کو لے کے مکے واپس چلیں، مقام ابواء میں پہنچ کے انتقال کر گئیں وہیں انکی قبر ہے؛

ام ایمن نے آنحضرتؐ کو لے کے مکے مراجعت کی، سواری میں وہی دونوں اونٹ تھے جنھیں مدینے جاتے وقت لائے تھے، آنحضرتؐ کی والدہ زندہ تھیں تب بھی اور بعد کو بھی، ام ایمن ہی آنحضرتؐ کو پالتی پوستی تھیں۔

عمرہ حدیبیہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام ابواء میں پہنچے تو فرمایا:

اللہ تعالےٰ نے مجھ کو اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی اجازت دے دی ہے۔

قبر کے پاس آنحضرتؐ آئے، اس کو درست کیا، صفائی ستھرائی کی اور روئے مسلمان بھی آپ کے رونے پر گریاں ہوئے، جب اس باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی تو فرمایا:

مجھ پر ان کی رحمت و محبت چھا گئی تو میں رو دیا؛

قاسم کہتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ماں کی قبر کی زیارت کے لئے (اللہ تعالےٰ سے) اجازت چاہی تو مل گئی مگر ان کے لئے مغفرت کی درخواست کی تو قبول نہ ہوئی۔

بریدہ کہتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ فتح کر لیا تو ایک مقام پر آئے ایک بُن قبر پر بیٹھ گئے اور لوگ بھی آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے آپ نے اپنی ہیات ایسی بنالی تھی جیسے کوئی کسی سے خطاب کرتا ہو کچھ دیر یوں ہی گزری تھی کہ روتے ہوئے اٹھ گئے۔ عمرؓ نے کہ جناب رسالت میں سب سے زیادہ جرأت رکھتے تھے آنحضرتؐ کے روبرو آ کے عرض کی:

یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، باعث گریہ کیا ہے؟ فرمایا:

یہ میری والدہ کی قبر ہے، میں نے اللہ تعالیٰ سے زیارت کے لئے درخواست کی تو اجازت دے دی، مغفرت کے لئے درخواست کی تو قبول نہ کی، مجھے وہ یاد آئیں تو رقت آگئی اور میں رو دیا۔

یہ ایسا دن تھا کہ اس دن سے زیادہ رونے والوں کی تعداد اور کبھی نظر نہ آئی ۔

ابن سعد کہتے ہیں :

یہ غلط ہے اس لئے کہ آمنہ کی قبر مکے میں نہیں ہے ۔ اَبْوَاء میں ہے ۔

بعد وفات والدۂ جناب نبویؐ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبدالمطلب کے آغوشِ رأفت میں

زہری، عبدالواحد بن حمزۃ بن عبداللہ، منذر بن جہم، مجاہد، ابوالحُوَیرِث اور نافع بن جبیر، جن کے بیانات باہم خلط ملط ہو گئے ہیں کہتے ہیں :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ آمنہ بنت وہب کے ساتھ ہوتے تھے (یعنی انھیں کے ساتھ رہتے تھے) جب وہ انتقال کر گئیں تو آنحضرتؐ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کو لے لیا اور اپنی صلبی اولاد سے بھی زیادہ آپ کے ساتھ رقت و شفقت سے پیش آئے کمال تقرب کا برتاؤ کرتے، اپنے نزدیک ہی رکھتے، عبدالمطلب جب تنہا ہوتے، جب سوتے رہتے (کہ ایسے وقتوں میں کوئی اندر نہ آسکتا) آنحضرتؐ اس وقت بھی ان کے پاس جاتے، ان کے بستر پر بیٹھ جاتے (حالانکہ کسی دوسرے کی اتنی مجال نہ تھی) یہ دیکھ کے عبدالمطلب کہتے : دَعُوْا ابنی، انّہ لیونس ملکًا (میرے بیٹے کو رہنے دو، وہ ملک و سلطنت سے مانوس نظر آتا ہے)۔

قبیلۂ مدلج کے کچھ لوگوں نے ایک مرتبہ عبدالمطلب سے کہا :

احتفظ بہ فانا لم نر قدمًا اشبہ بالقدم التی فی المقام منہ

(اس لڑکے کی حفاظت کر کیونکہ مقام ابراہیمؑ میں حضرت ابراہیمؑ کا جو نشان قدم ہے اس کے ساتھ اس لڑکے کے قدموں سے زیادہ مشابہ ہم نے کسی کا قدم نہیں دیکھا)

عبدالمطلب نے ابوطالب سے کہا :

سنی یہ لوگ کیا کہتے ہیں،

اسی بنا پر ابو طالب آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حفاظت کیا کرتے تھے،

ام ایمن سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ گیری کرتی تھیں ایک مرتبہ عبد المطلب نے کہا۔

یا برکۃ[1] لا تغفلی عن ابنی فانی وجدتہ مع غلمان قریباً من السدرۃ وان اہل الکتاب یزعمون ان ابنی ہذا نبی ہذہ الامۃ (اے برکت میرے بیٹے سے غافل نہ رہ، میں نے اسے چند لڑکوں کے پاس بیری کے درخت کے پاس پایا ہے حالانکہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ یہ گمان کرتے ہیں کہ میرا یہی بیٹا اس امت کا پیغمبر ہے)

عبد المطلب جب کھانا کھانے بیٹھتے تو کہتے: علیَّ بابنی (میرے بیٹے کو میرے پاس لاؤ) جب تک آپ نہ آتے کھانا نہ کھاتے۔ آجاتے تو کھاتے اور کھلاتے۔

عبد المطلب کی وفات

ابو طالب سے آنحضرت کے لئے وصیت

عبد المطلب جب مشرف بموت ہوئے، وقت رحلت قریب آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت و احتیاط کے لئے ابو طالب کو وصیت کی مرنے لگے تو اپنی لڑکیوں سے فرمائش کی

ابکیننی وانا اسمع (مجھے روؤ کہ میں بھی سنوں)

سب لڑکیوں نے منظوم مرثیے کہے اور ان کا ماتم کرتی رہیں امیمہ کی نوبت آئی تو عبد المطلب کی زبان بند ہو چکی تھی بول نہ سکتے تھے ان کا مرثیہ سن کے سر ہلانے لگے، مطلب یہ تھا کہ تو نے سچ کہا، میری جو صفت کی میں حقیقۃً ایسا ہی تھا، امیمہ بنت عبد المطلب کے وہ اشعار یہ ہیں،

اَعَینَیَّ جُودا بدمع دِرَر　　علی طیب الخیم والمعتصر

دلت میری دونوں آنکھو! آنسو بہاؤ، اشکبار رہو، ایسے شخص پر جو طبیعت و عادت کا پاک و

---

[1] برکۃ، کسی خاتون سے خطاب کرتے اور نام نہ لینا چاہتے تو عرب اس کو "برکۃ" کے لفظ سے مخاطب کرتے: یعنی برکت والی بی بی، جیسے ہندوستان میں عورتیں "بوا" کہتی ہیں اور مصر و شام میں آج کل "حرمتہ" کا اطلاق کرتے ہیں)

طیّب اور عطیات دینے میں کریم و فیاض تھا)

علی ماجد الجد واری الزناد جمیل المحیا عظیم الخطر

(اس پر جو صاحب مجد و عظمت تھا، نفیبہ ور تھا، اہل حاجت کا معین و مددگار تھا، خوبرو تھا، عالی رتبہ و عظیم القدر تھا)

علی شَیْبَۃِ الحمد ذی المکرمات وذی المجد والعزّ والمُفْتَخَرْ

(آنسو بہاؤ، شیبۃ الحمد پر آنسو بہاؤ، اور اس مکرمت و بزرگی و عزت و فخر والے شخص کو روؤ)

وذی الحلم والفضل فی النائبات کثیر المکارم جم الفخر

(وہ کہ حوادث و مصائب کے وقت تحمل و بردباری و فضیلت اس سے ظاہر ہوا کرتی بہت سی مکرمتیں اس کی ذات میں تھیں، بہت سے فخر اس میں موجود تھے۔)

لہ فضل مجدٍ علی قومہ مُبینٍ یلوح کضوءِ القمر

(وہ اپنی قوم پر ایسی فضیلت و برتری رکھتا تھا جو ضیائے ماہتاب کی طرح کھلی ہوئی واضح و روشن تھی)

اتَتْہُ المنایا فلم تُشْوِہٖ بصرف اللیالی وریب القدر

(یہ سارے فضائل اس میں جمع تھے مگر موت آئی تو گردش ایام و حادثہ تقدیر سے کوئی چیز اس کو نہ بچا سکی)

عبدالمطلب انتقال کے بعد مقام حجون میں دفن کئے گئے وہ اس وقت بیاسی ۸۲ برس کے تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک سو دس (۱۱۰) برس کی عمر تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔

کیا آپ کو عبدالمطلب کی موت یاد ہے؟

فرمایا:

ہاں، میں ان دنوں آٹھ برس کا تھا۔

ام ایمن کہتی ہیں:

میں نے اس دن دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبدالمطلب کے تابوت کے پیچھے پیچھے رو رہے تھے۔

ہشام بن محمد بن السائب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

عبدالمطلب بن ہاشم نے یوم الفجار سے پیشتر وفات پائی ان کی عمر ایکسو بیس (۱۲۰) برس تھی۔

ابوطالب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوطالب کے آغوشِ رافت میں

مجاہد، ابن عباسؓ، محمد بن صالح، عبداللہ بن جعفر، ابراہیم بن اسماعیل ابن ابی حبیبہ، جن کی روایتیں باہم غلط ملط ہوگئی ہیں، کہتے ہیں:

عبدالمطلب جب انتقال کر گئے تو ابوطالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس رکھا اور آنحضرت علیہ السلام انھیں کے ساتھ رہنے لگے، ابوطالب مال و دولت والے نہ تھے مگر آنحضرتؐ کو بہت ہی چاہتے تھے حتیٰ کہ اپنی اولاد کے ساتھ بھی اتنی محبت نہ تھی سوتے تو آنحضرتؐ بھی انھیں کے پہلو میں سوتے باہر نکلتے تو آنحضرتؐ بھی ساتھ ہوتے، یہ گرویدگی اتنی بڑھی اس حد تک پہنچی کہ کسی شے کے ابوطالب اتنے گرویدہ نہ ہوئے تھے۔

آپ کو خاص طور پر اپنے ساتھ کھانا کھلاتے، حالت یہ تھی کہ ابوطالب کے عیال و اطفال، خواہ ایک ساتھ یا الگ الگ، کسی طرح بھی کھانا کھاتے مگر سیر و آسودہ نہ ہوتے لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانے میں شریک ہوتے تو سب کے سب آسودہ ہو جاتے:

لڑکوں کو کھانا کھلانا چاہتے تو ابوطالب کہتے:

کما انتم حتیٰ یَحْضُرَ ابنی (تم لوگ تو جیسے ہو ظاہر ہے، ٹھہرو میرا بیٹا آجائے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آتے اور ساتھ کھاتے تو کھانا بچ جاتا اور اگر آپ ساتھ میں نہ ہوتے تو لڑکوں کو سیری نصیب نہ ہوتی، اسی بنا پر ابوطالب آنحضرتؐ صلوات اللہ علیہ سے کہا کرتے کہ انک لمبارک (تو حقیقت میں بابرکت ہے)

صبح کو سب لڑکے اٹھتے تو آنکھوں میں چیپڑ بھرے ہوتے، بال بکھرے ہوتے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں تیل اور آنکھوں میں سرمہ لگا ہوتا۔

ابن القبطیہ کہتے ہیں:

ابو طالب کے لئے بطحاء میں ایک دوہرا وساوہ رکھ دیا جاتا تھا جس پر وہ تکیہ لگا کے بیٹھا کرتے، ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آکے اسے بچھا دیا اور اسی پر لیٹ رہے ابو طالب آئے اور تکیہ لگانا چاہا (تو وساوہ نہ ملا) پوچھا :

وساوا کیا ہوا ؟

لوگوں نے جواب دیا :

وہ تو تیرے بھتیجے نے لے لیا۔

ابو طالب نے کہا :

حِلّ بطحاء کی قسم حقیقت ہے یہ میرا بھتیجہ نعمت کی قدر کرتا ہے۔

عمرو بن سعد کہتے ہیں :

ابو طالب کے لئے ایک وساوا ڈال دیا جاتا جس پر وہ بیٹھا کرتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہنوز لڑکے تھے آکے اس پر بیٹھ گئے، ابو طالب نے یہ دیکھ کر کہا :

قبیلۂ ربیعہ کے معبود کی قسم ہے کہ یہ میرا بھتیجا فی الواقع نعمت کی قدر کرتا ہے۔

شام کا پہلا سفر

خالد بن خداش بحوالۂ مُعْتَمِر بن سلیمان روایت کرتے ہیں کہ معتمر کہتے تھے :

میں نے اپنے والد سلیمان کو ابو مجلز سے یہ روایت کرتے سنا ہے کہ عبد المطلب یا ابو طالب نے اس روایت میں خالد کو شبہ تھا کہ عبد المطلب کا نام تھا یا ابو طالب کا عبد اللہ کے انتقال کر جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب توجہ کی، جب کبھی سفر میں جاتے تو ساتھ میں آنحضرت سلام اللہ علیہ کو بھی لے جاتے، ایک مرتبہ شام کا رخ کیا، منزل پر پہنچ کر اتر پڑے وہاں ایک راہب ان کے پاس آکے کہنے لگا۔

تم میں کوئی صالح آدمی ہے ؟

جواب دیا :

ہم میں ایسے لوگ ہیں جو مہمان کی میزبانی کرتے ہیں، قیدی کو رہا کرتے ہیں اور نیکی کرتے

ہیں، یہ یا اسی قبیل کا جواب دیا تھا۔

راہب نے پھر کہا،

تم ہیں ایک صالح آدمی ہے۔ کچھ دیر ٹھہر کے پھر پوچھا :

اس لڑکے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ کہاں ہیں؟

مخاطب نے جواب دیا :

یہ اس کے ولی و مربی موجود ہیں۔ یا یہ جواب دیا گیا کہ :

یہ اس کے ولی ہیں ۔

راہب نے کہا :

احتفظ بهذا الغلام، ولا تذهب به الى الشام، ان اليهود حسد، واني اخشاهم عليه (اس لڑکے کی حفاظت کر اور اسے شام نہ جا یہودی حسد کرنے والے ہیں اور مجھے اس لڑکے کی نسبت ان سے خوف ہے)

انھوں نے کہا۔ یہ تو نہیں کہتا، یہ اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے ۔

راہب نے اس کا جواب دیا اور کہا :

یا اللہ میں محمد کو (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرے سپرد کرتا ہوں۔ یہ کہا اور پھر مر گیا ۔

بحیرا راہب

داؤد بن الحصین کہتے ہیں :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بارہ برس کے ہوئے تو ارض شام میں تجارت کرنے کے لئے ایک قافلہ روانہ ہو رہا تھا، ابو طالب بھی آنحضرت صلوٰۃ اللہ علیہ کو لے کر نکلے اور قافلہ کے ساتھ ہو لئے۔ اہل قافلہ بحیرا راہب کے پاس جا کے اترے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بحیرا نے ابو طالب سے جو کہنا تھا کہا اور انھیں حکم دیا کہ آنحضرت کی حفاظت کریں اسی بنا پر آنحضرت علیہ السلام کو لے کے ابو طالب مکے واپس آئے ۔

اَلاُمِیْنُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوطالب کے ساتھ ہی رہے اور جوان ہوئے، اللہ تعالے کو آپ پر اپنا فضل وکرم کرنا تھا، اس لئے خود ہی آپ کی حراست و حفاظت کرتا تھا اور جاہلیت کے امور و معائب سے آپ کو بچاتا تھا۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ اپنی قوم ہی کے طریقے پر تھے اور انھیں کا مسلک رکھتے تھے، تاآنکہ ایسے جوان ہوئے کہ مروت وجواں مردی میں تمام قوم سے افضل، خلق میں سب سے اچھے، اختلاط ومعاشرت میں سب سے شریف تر، باتیں کرنے میں سب سے بہتر۔ حلم وامانت میں سب سے بڑے تکلم میں سب سے سچے فحش وا ذیت میں سب سے دور ونفور تھے نہ کبھی گالی گلوچ یا بدکلامی کرتے دیکھے گئے نہ کسی سے لڑتے جھگڑتے یا کسی پر شبہ کرتے پائے گئے۔

ایسی اچھی اچھی خیر وصلاح کی عادتیں اللہ تعالے نے آپ کی ذات میں جمع کر دی تھیں کہ قوم نے آپ کا نام ہی "الامین" رکھ دیا، مکے میں بیشتر آپ کا یہی لقب رہا۔ ابوطالب مرتے وقت تک آپ کی حفاظت واحتیاط وحمایت ونصرت میں سرگرم رہے۔

ابوطالب کی اولاد

محمد بن السائب کہتے ہیں:

ابوطالب کا نام عبدمناف تھا (ابوطالب کنیت تھی) انکی اولاد میں:

۱:۔ طالب بن ابی طالب سب سے بڑے تھے مشرکین جبراً انھیں اور تمام بنی ہاشم کو نکال کے غزوہ بدر میں لے گئے تھے طالب نکل کے کہنے لگے:

لاھم اما یغزون طالب فی مقنب من ھذہ المقانب

(یا اللہ ان ضرر رساں بھیڑیوں کے ایک غول میں ہو کر طالب لڑ تو رہا ہے، لڑنے میں ان گرگوں کا ساتھ تو دیتا ہے)

فلیکن المغلوب غیر الغالب ولیکن المسلوب غیر السالب

دگمریا اللہ جو غالب ہے وہ مغلوب ہو جائے اور جو چھین رہا ہے اس سے چھن جائے)
مشرکین قریش کو جب ہزیمت ہوئی تو وہ (طالب) نہ قیدیوں میں پائے گئے نہ مقتولوں میں ملے، نہ مکے میں واپس آئے اور نہ ان کا حال معلوم ہوا۔ ان کی اولاد بھی نہیں۔
۲:- عقیل بن ابی طالب، انکی کنیت ابویزید تھی، طالب میں اور ان میں دس برس کی چھوٹائی بڑائی تھی (یعنی طالب دس برس بڑے تھے) انساب قریش کے یہ عالم تھے۔
۳:- جعفر بن ابی طالب، یہ عقیل سے دس برس چھوٹے تھے قدیم الاسلام مہاجرین حبشہ میں ہیں، غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے، ذوالجناحین (دو پروں والے) وہی ہیں کہ ان ۔ ۔ ۔ ۔ پروں کے ذریعہ بہشت میں وہ جہاں چاہتے ہیں پرواز کرتے ہیں۔
۴:- علی بن ابی طالب، یہ جعفر سے دس برس چھوٹے تھے۔
۵:- الف - امّ ہانی بنت ابی طالب، ان کا نام برہنہ تھا۔
۶:- ب - جمانہ بنت ابی طالب۔
۷:- ج - ریطہ بنت ابی طالب، بعض لوگ اسماء بنت ابی طالب بھی کہتے ہیں، ان سب کی ماں فاطمہ تھیں، بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف ابن قصی۔
۸:- طلیق بن ابی طالب، ان کی ماں علّہ تھیں، اور ان کے ماں جائے بھائی حُوَیرث تھے، ابن ابی ذباب بن عبداللہ بن عامر بن الحارث ابن حارثہ بن سعد بن تیم بن مُرّہ۔

ابوطالب کا خاتمہ اور عرض اسلام

سعید بن المسیبؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ابوطالب کے احتضار کا جب وقت آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے، دیکھا تو وہاں عبداللہ بن امیہ اور ابوجہل بن ہشام ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
یاعم قل لا الٰہ الا اللہ، کلمۃ اشہد لک بھا عند اللہ (چچا!
لا الٰہ الا اللہ کہو، اس کلمے کے کہنے سے اللہ تعالے کے پاس میں تیرے حق میں گواہی دوں گا)
اس پر ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ نے کہا:

اے ابوطالب، کیا تو عبدالمطلب کی ملت سے بیزار و نفور ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر کلمہ توحید ان پر پیش کرتے رہے اور کہتے رہے کہ اے چچا لاالہ الا اللہ کہہ، اس کلمے کے باعث اللہ تعالے کے پاس میں تیرے حق میں گواہی دوں گا۔

یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اور وہ دونوں کہتے تھے کہ اے ابوطالب کیا تو عبدالمطلب کی ملت سے پھرا جاتا ہے؟

یہ مکالمہ (عرض ورد) یوں ہی ہوتا رہا تاآنکہ آخری بات جو ابوطالب نے کہی وہ یہ تھی کہ میں عبدالمطلب کی ملت پر ہوں، یہ کہا اور پھر انتقال کر گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لاستغفرن لک مالم انہ (اے ابوطالب) اے چچا، مجھے جب تک روکا نہ جائے میں تیرے لئے مغفرت طلب کرتا رہوں گا۔ استغفار کیا کروں گا)۔ ابوطالب کے مرنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے استغفار کرتے رہے تاآنکہ یہ آیت نازل ہوئی ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ما تبین لھم انھم اصحاب الجحیم (پیغمبر اور مومنین پر جب یہ بات واضح ہو چکی کہ مشرکین جہنمی ہیں تو چاہے یہ مشرکین قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں ان کے لئے استغفار مناسب نہیں)

عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر العذری کہتے ہیں:

ابوطالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:

اے میرے بھتیجے، خدا کی قسم اگر قریش کے اس کہنے کا خوف نہ ہوتا کہ میں ڈر گیا کیونکہ ایسی بات کہی گئی تو یہ تجھ پر اور تیرے باپ کی اولاد پر گالی ہوگی تو میں وہی کرتا جو تو کہتا ہے اور اس سے تیری آنکھ کو ٹھنڈک پہنچاتا اس لئے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تیری باتیں میرے ساتھ قابل شکر ہیں، محسوس کر رہا ہوں کہ تجھے کیا کچھ شغف و شفقت مجھ سے ہے مشاہدہ کرتا ہوں کہ تو میرے حق میں کیسی نصیحت و خیر خواہی مرعی رکھتا ہے۔

ابوطالب نے اس کے بعد فرزندان عبدالمطلب کو طلب کر کے کہا، لن تزالوا بخیر ما سمعتم من محمد وما اتبعتم امرہ فاتبعوہ واعینوہ ترشدوا

(محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں جب تک سنتے رہو گے اور حکم مانتے رہو گے اس وقت تک برابر خیر و فلاح میں رہو گے، ان کی پیروی کرو انھیں مدد دو کہ خود تم کو ہدایت نصیب ہو)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کے فرمایا۔

اتامرھم بھا وتدعھا لنفسک (تو انھیں تو اس کا حکم دیتا ہے مگر خود اپنے لئے چھوڑ دیتا ہے؟)

ابو طالب نے کہا:

اما انک لوسالتنی الکلمۃ وانا صحیح لتابعتک علی الذی تقول ولکن اکرہ ان اجزع عند الموت فتری قریش انی اخذتھا جزعا وردتھا فی صحتی۔ (میں جب تندرست تھا اس وقت اگر تو مجھ سے اس کلمہ کا سوال کرتا جو تو کہہ رہا ہے میں اسی کی پیروی کرتا لیکن موت کے وقت یہ برا جانتا ہوں کہ جزع و فزع میں ڈالا جاؤں اور خوفزدہ مشہور رہوں کیونکہ اس صورت میں قریش کی رائے یہ ہوگی کہ میں نے اپنی تندرستی کے حالت میں تو اس کے ماننے سے انکار کر دیا تھا مگر سکرات کے وقت ڈر کے قبول کر لیا)

عمرو بن دینار، ابو سعیدؓ یا ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آیت انک لا تھدی من احببت (تو جس سے محبت کرتا ہے اس کو ہدایت یافتہ نہیں بنا سکتا) ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی۔

ابن عباسؓ آیت وھم ینھون عنہ وینأون عنہ (وہ لوگ مشرکین و کفار کو تو پیغمبر کی اذیت رسانی سے باز رکھتے ہیں مگر خود اس کا اتباع و امتثال نہیں کرتے) کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی جو لوگوں کو روکتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت نہ پہنچے اور آپ دائرۂ اسلام میں داخل ہونے سے بچتے تھے اور اس میں سستی کرتے تھے۔

اموات مشرکین کے لئے استغفار

علیؓ (ابن ابی طالب) کہتے ہیں:-

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو طالب کے انتقال کی خبر دی تو آپ رونے لگے اور پھر فرمایا:

اذھب دفاغسلہ وکفنہ و واریہ غفر اللہ لہ ورحمہ (جا کے اسے غسل دے، اور کفن پہنا اور توپ دے، یعنی دفن کر دے، اللہ تعالے اس کی مغفرت کرے (اور رحم فرمائے، چنانچہ میں نے یہی کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئی دن تک ابو طالب کے لئے استغفار کرتے رہے اور گھر سے نہ نکلے، تا آنکہ جبرئیلؑ یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔

ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین (پیغمبر کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لا چکے مناسب نہ تھا کہ مشرکوں کے لئے استغفار کرتے)

علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسب حکم میں نے بھی غسل کیا (یعنی ابو طالب کی میت کو غسل دینے کے بعد بموجب ارشاد و ہدایت نبویؐ خود بھی غسل کر ڈالا تھا)

عمرو کہتے ہیں کہ ابو طالب نے جب انتقال کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالے تجھ پر رحم کرے اور تجھے بخش دے جب تک جناب الٰہی سے ممانعت نہ ہو گی میں تیرے لئے استغفار کرتا رہوں گا۔

اس ارشاد سے مسلمان بھی اپنے مردوں کے لئے دعائے مغفرت کرنے لگے جو شرک کی حالت میں مرے تھے تب اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی، ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی (پیغمبر کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لا چکے ہیں، مناسب نہ تھا کہ مشرکوں کے لئے استغفار کریں، چاہے وہ قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں)

تجہیز و تکفین

علیؓ (ابن ابی طالب کہتے ہیں:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں حاضر ہو کے عرض کی:
ان عمك الشيخ الضال قدمات (یا حضرتؐ آپ کا بوڑھا گمراہ چچا مر گیا) بوڑھے گمراہ چچا سے علیؓ کی مراد خود ان کے والد تھے (یعنی ابو طالب)
آنحضرت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ارشاد فرمایا:
اذهب فواره ولا تحدثن شيئا حتى تاتيني (جا کے اسے دفن کر دے اور جب تک میرے پاس نہ آنا اس وقت تک کوئی بات بیان نہ کرنا، یا اس وقت تک کچھ نہ کرنا)
میں نے (تدفین کے بعد) حاضر ہو کر (کیفیت) بیان کی تو مجھے حکم دیا اور اس کے مطابق میں نے غسل کیا، تو آنحضرت (سلام اللہ علیہ) نے میرے لئے ایسی دعائیں کیں کہ خواہ کوئی کیسی ہی چیز پیش کی جائے مگر جتنی مسرت مجھے ان دعاؤں سے ہوئی اتنی کسی چیز سے نہ ہوگی۔

منزلت بعد الموت

عباسؓ بن عبد المطلب کہتے ہیں:
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی:
هل نفعت ابا طالب بشيء؟ فانه قد كان يحوطك ويغضب لك (کیا آپ نے ابو طالب کو بھی کچھ نفع پہنچایا جو آپ کو گھیرے رہا کرتے تھے، حفاظت کیا کرتے تھے اور اگر کوئی ایذا دینا چاہتا تو اس سے آپ کے لئے بگڑ بیٹھا کرتے تھے)
نعم وهو في ضحضاح من النار، ولولا ذلك لكان في الدرك الاسفل من النار (ہاں وہ خفیف اور ہلکی سی آگ میں ہے اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو دوزخ کے طبقہ اسفل میں ہوتا)
ابن شہاب سے روایت ہے کہ انھیں علیؓ بن الحسینؓ (ابن ابی طالب) نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ابو طالب نے وفات پائی تو جعفرؓ (ابن ابی طالب) کو ان کا (یعنی ابو طالب کا) ورثہ و ترکہ نہ ملا بلکہ طالب و عقیل (فرزندانِ

ابو طالب، ان کے وارث ہوئے اس کا سبب یہ تھا کہ نہ مسلمان کافر کا وارث ہو نہ کافر مسلمان کا۔

عروہ کہتے ہیں:

جب تک ابو طالب نے وفات نہیں پائی اس وقت آپ سے رکے رہے، عروہ کا مطلب یہ ہے کہ جب تک ابو طالب جیتے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی سے قریش رکے رہے۔

اسحاق بن عبداللہ بن الحارث کہتے ہیں،

عباسؓ (ابن عبدالمطلب) نے عرض کی،

یا رسول اللہ أترجو لابی طالب (یا رسول اللہ کیا آپ ابو طالب کے لئے بھی امید رکھتے ہیں، یعنی آیا ان کے لئے بھی کچھ امید مغفرت ہے؟)

فرمایا،

کل الخیر ارجو من ربی (میں اپنے پروردگار سے ہر طرح کی خیر و خوبی اور نیکی کی امید رکھتا ہوں)

وفات خدیجۃ الکبریٰ

محمد بن عمر الاسلمی کہتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دسویں سال، ماہ شوال کا نصف تھا کہ ابو طالب نے انتقال کیا۔ اس وقت وہ کچھ اوپر اسی (۸۰) برس کے تھے، ان کی وفات کے ایک مہینے پانچ دن کے بعد خدیجہ (رضی اللہ عنہا) پینسٹھ (۶۵) برس کی عمر میں انتقال کر گئیں، اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دوہری مصیبتیں جمع ہو گئیں خدیجہ بنت خویلد کی موت (جو آپ کی بیوی تھیں) اور ابو طالب کی موت جو آپ کے چچا تھے۔

مکے میں آنحضرتؐ کا شغل شبانی

راعی خلق بحیثیت راعی غنم

عبید بن عمیرؓ کہتے ہیں:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
مامن نبی الا و قد رعی الغنم (کوئی پیغمبر ایسا نہیں جس نے بھیڑ بکریاں نہ چرائی ہوں)
لوگوں نے عرض کی:
وانت یا رسول اللہ (یا رسول اللہ اور آپ؟ یعنی آپ نے بھی چرائی ہیں۔)
فرمایا۔ وانا (اور میں نے بھی)
ابوہریرہؓ کہتے ہیں،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اللہ تعالے نے اسی کو پیغمبر مبعوث فرمایا جو بھیڑ بکریاں چرا چکا ہو۔
لوگوں نے عرض کی:
یا رسولؐ اللہ، اور آپ؟
فرمایا، وانا رعیتھا لاھل مکۃ بالقراریط (اور میں نے بھی اہل مکہ کے لئے چند قیراطوں یعنی اجرت کے بدلے چرائی ہیں)
ابوسلمہؓ بن عبدالرحمن کہتے ہیں:
اراک (یعنی درخت مسواک، پیلو) کے پھل کے لئے کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سے گزرے تو آنحضرتؐ نے فرمایا۔
ان پھلوں میں جو سیاہ ہوگیا ہو اسے لو، بھیڑ بکریاں چراتا تھا تو میں بھی ان کو چنا کرتا تھا۔

لوگوں نے عرض کی:

یا رسول اللہ آپ نے بھی بھیڑ بکریاں چرائی ہیں؟

فرمایا:

ہاں، اور ایسا کوئی پیغمبر نہیں جس نے نہ چرائی ہوں۔

جابرؓ بن عبداللہ کہتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ہم لوگ کَبَاث (اراک کے پکے پکے پھل) چنا کرتے تھے، آنحضرتؐ (صلوٰۃ اللہ علیہ) نے فرمایا:

جو سیاہ ہو گیا ہو وہ لو، کہ سب میں اچھے وہی ہوتے ہیں، میں جب بھیڑ بکریاں چراتا تھا تو میں بھی اسے چنتا تھا۔

ہم نے عرض کی:

یا رسول اللہ کیا آپ بھی بھیڑ بکریاں چراتے تھے؟

فرمایا:

ہاں، اور کوئی ایسا پیغمبر نہیں جس نے نہ چرائی ہوں۔

ابو اسحاق کہتے ہیں:

بھیڑ بکریاں چرانے والوں اور اونٹ چرانے والوں میں تنازع اور جھگڑا تھا جس میں اونٹ والوں نے ان پر زیادتی کی اور بڑھ چلے، ہم کو اطلاع ملی، اور حقیقت حال خدا کو معلوم ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

موسیٰؑ مبعوث ہوئے اور بھیڑ بکریوں کے چرواہے تھے، داؤدؑ مبعوث ہوئے اور وہ بھیڑ بکریوں کے چرواہے تھے، میں مبعوث ہوا تو میں بھی اَجیاد[1] میں اپنے لوگوں کی بھیڑ بکریاں چراتا تھا۔

---

[1] (اَجیاد: مکہ مبارکہ کی ایک سرزمین یا پہاڑی کا نام ہے جو چراگاہ کا کام دیتی تھی)

آنحضرت حرب الفجار میں

ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ، محمد بن ابراہیم التیمی یعقوب بن عتبۃ الاخنسی سے روایت ہے، اور ان کے علاوہ دوسروں نے بھی اس واقعہ کے بعض حصے بیان کئے ہیں ان سب کا یہ قول ہے:

جنگ فجار کا باعث یہ ہوا کہ نعمان بن منذر (فرماں روائے حیرہ) نے تجارت کے لئے بازار عکاظ[1] میں کچھ لطیمہ[2] بھیجا تھا اس کو عروہ بن عتبہ بن جابر ابن کلاب الرحال[3] نے اپنی پناہ[4] میں لے لیا تھا۔

جو لوگ وہ لطیمہ لے کے آئے تھے ایک تالاب پر فروکش ہوئے جسے اوارہ کہتے تھے، قبیلۂ بنی بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کا ایک شخص براض ابن قیس، شاطر آدمی تھا، جس نے عروہ پر حملہ کرکے اسے قتل کر ڈالا اور بھاگ کے خیبر میں چھپ رہا۔ بشر بن ابی خازم الاسدی سے کہ شاعر تھا، ملاقات ہوئی تو یہ واقعہ بیان کرکے کہدیا کہ عبداللہ بن جُدعان، ہشام بن المغیرہ، حرب ابن امیہ نوفل بن معاویہ الدیلی اور بلعا بن قیس کو اس کی اطلاع کردے۔

---

[2] لطیمہ: مشک، خوشبوئیات:

[3] رحّال، وہ شخص جو اونٹوں کے کجاوے کے فن میں ماہر ہو۔ عروہ بن عتبہ کا یہ خاص لقب تھا اور اسی مہارت کے باعث وہ "رحال" مشہور تھے۔

[4] پناہ میں لینا: جس طرح اس زمانے میں مال و متاع کا بیمہ کرتے ہیں، اسی طرح عرب میں بھی دستور تھا کہ مال کو کہیں بھیجتے تو کسی کی پناہ میں دے دیتے جو اس کی حفاظت وغیرہ کا ذمہ دار ہوتا۔

[1] عکاظ: عرب کا مشہور ترین بازار جہاں ہر سال ایک بڑا بھاری میلہ ہوتا تھا، عرب کی پیداوار دستکاری و دل و دماغ کی نمائش کی جاتی تھی اور علم و ادب کا سب سے بڑا دنگل ہوتا تھا، سال میں ایک مرتبہ بازار لگتا اور ماہ ذیقعدہ کی پہلی سے بیسویں تاریخ تک کھلا رہتا اس کا موقع (مقام) وہ میدان تھا جو نخلہ اور طائف کے درمیان واقع ہے۔

ان لوگوں کو خبر ہوئی تو جان بچا کے حرم (بیت اللہ) سے التجا کی۔

اسی دن جب کہ دن آخر ہو چلا تھا، قبیلہ قیس کو یہ خبر ملی تو ابو برا نے کہا:

ہم تو قریش کی طرف سے دھوکے ہی میں تھے۔

آخر ان پناہ گیروں کے پیچھے پیچھے چلے مگر انھیں اس وقت پایا جب کہ حرم کے اندر وہ جا چکے تھے[1]

قبیلۂ بنی عامر کے ایک شخص نے جسے اورم بن شعیب کہتے تھے، اپنی پوری آواز میں ان پناہ گیروں کو پکار کے کہا:

ان میعاد ما بیننا وبینکم ھذہ اللیالی من قابل وانا لانا تلی فی جمیع

(آئندہ سے ہمارے تمہارے درمیان انھیں راتوں کا وعدہ ہے، اور ہم مزدلفہ میں کمی اور سستی نہ کریں گے) یہ کہہ کے اورم نے یہ شعر بھی پڑھا:

لقد وعدنا قریشًا وھی کارھۃٌ　　بأن تجئُ الی ضرب مَ عابیل

احابیش

اس سال عکاظ کا بازار نہ لگا، قریش، قبیلۂ کنانہ، اسد بن خُزیمہ اور احابیش کے سب لوگ جو ان میں شامل تھے، سال بھر تک ٹھہرے رہے اور اس جنگ کے لئے (جو ٹھن چکی تھی) تیاریاں کیا کئے۔

احابیش[2] میں یہ قبائل تھے۔

---

[1] عرب میں دستور تھا کہ سخت سے سخت مجرم بھی جب تک حرم کعبہ میں پناہ گیر رہتا اس سے تعرض نہ کرتے۔

[2] احابیش: مکہ مبارکہ کے پائیں میں ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جسے حبشی کہتے ہیں۔ اسی پہاڑی کے دامن میں سب لوگوں نے آپس کی مناصرت و معاونت پر قسمیں کھائی تھیں قسم کے الفاظ یہ تھے: نحن لیدٌ علی غیرنا ما سجا لیلٌ و وضح نھارٌ وما رسا حُبشیٌ۔ یعنی جب تک رات کی شان یہ ہے کہ اندھیری ہو، جب تک دن کا منظر

(باقی حاشیہ صفحہ ۱۹۶ پر)

۱:۔ الحارث بن عبد المناۃ بن کنانہ
۲:۔ عُضَل
۳:۔ القارۃ
۴:۔ دِیش
۵:۔ المصطلق، یہ لوگ قبیلۂ خزاعہ کے تھے اور انکی شرکت کا باعث یہ تھا کہ قبیلہ بلحارث بن عبد مناۃ کے ساتھ ان کا محالفہ (باہمی عہد و پیمان) تھا۔

سرداران قریش

قبیلۂ قیس عیلان کے لوگوں نے بھی جنگ کی تیاری کرلی اور آئندہ سال کے لئے موجود ہو گئے۔
سرداران قریش یہ لوگ تھے:
۱:۔ عبداللہ بن جدعان
۲:۔ ہشام بن المغیرۃ
۳:۔ حرب بن اُمیہ
۴:۔ ابو اُحَیحَۃ سعید بن العاص
۵:۔ عتبہ بن ربیعۃ
۶:۔ العاص بن وائل
۷:۔ معمر بن حبیب الجمعی
۸:۔ عکرمۃ بن عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار۔
لشکر جو نکلا تو جدا جدا جھنڈیوں کے تحت نکلا، سب کی ٹولیاں اور جماعتیں الگ

(پچھلے صفحہ کا بقیہ) یہ ہے کہ روشن رہے، جب تک کوہ حبشی اپنی جگہ پر قائم و استوار رہے گا اس وقت تک ہم لوگ غیروں کے مقابلہ میں یکدست رہیں گے اسی مناسبت سے یہ محالفین احابیش قریش کے نام سے مشہور ہوئے۔
یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ حُبشی (پہاڑ) معرف باللّام نہیں۔ بلحارث، اصل میں ابا الحارث تھا قبیلۂ مذکورہ اسی ابو الحارث کے نام سے منسوب ہے جسے عرف عام میں بلحارث ہی کہتے ہیں۔

الگ تھیں، کسی ایک سرلشکر کے تحت نہ تھا، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عبداللہ بن جدعان کے یہ سب ماتحت تھے[1]۔

سرداران قیس

قبیلہ قیس میں یہ لوگ تھے:۔

۱:۔ ابو براء عامر بن مالک بن جعفر

۲:۔ سبیع بن ربیعۃ بن معاویۃ النصری

۳:۔ دُرَید بن الصمۃ

۴:۔ مسعود بن معتب الثقفی

۵:۔ ابو عروۃ بن مسعود

۶:۔ عوف بن ابی حارثۃ المرّی

۷:۔ عباس بن رعل السُّلمی

یہ سب لوگ سردار و سپہ سالار تھے (یعنی غنیم کی طرح ان سرداروں میں سے بھی ہر ایک کی فوج اپنی اپنی جگہ مستقل و خود مختار تھی اور کوئی ایک سرلشکر نہ تھا جس کے سب ماتحت و فرماں پذیر ہوتے) لیکن یہ بھی کہا جاتا ہے ابو البراء ان سب کے اولی الامر تھے جھنڈا انھیں کے ہاتھ میں تھا اور صفیں انھیں نے برابر کیں (مصنف نے یہ دوسرا قول بصیغۂ تضعیف بیان کیا ہے، واللہ اعلم)

مقابلۂ فریقین

فریقین کا مقابلہ ہوا تو دن کے ابتدائی حصہ میں قریش پر، کنانہ پر اور ان کے متعلقین

---

[1] روایت کا خاص لفظ ہے خَرَجُوْا مُتَسَانِدِیْنَ، متساندین کے متبادر معنی تو ایک دوسرے پر ٹیک لگانے والے سہارا لینے والے کے ہیں، مگر عہد جاہلیت کے محاورہ میں اس کا وہی مفہوم تھا۔ جو ترجمہ میں لکھا گیا، یقال: هم متساندون، ای تحت رایات شتّٰی لا تجمعهم رایة امیرٍ واحد)

پر قیس کے لئے شکست ہوئی مگر پچھلے پہروں میں قریش و کنانہ کے لئے قیس پر ہزیمت آئی[له]
فاتحوں نے اپنی حریفوں کے قتل کرنے میں ایسی مرگا مرگی پھیلائی (یعنی اس کثرت سے
لوگوں کو قتل کیا) کہ عتبہ بن ربیعہ نے جو اس وقت جوان تھے اور ہنوز ان کی عمر پورے تیس برس بھی
نہ ہوئی تھی صلح کے لئے آواز دی اور اس شرط پر مصالحت ہوگئی کہ مقتولوں کا شمار کیا گیا اور قریش
نے اپنے مقتولین کے علاوہ علیم کے جن لوگوں کو قتل کیا تھا قیس کو ان سب کے خوں بہا دیئے
جنگ نے اپنے بوجھ رکھ دیئے (یعنی لڑائی ختم ہوگئی) اور قریش و قیس دونوں اپنے اپنے مقام پر
واپس آگئے۔

جنگ میں آنحضرتؐ کی شرکت

حرب الفجار کا تذکرہ کرتے ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
میں اپنے چچاؤں کے ساتھ اس جنگ میں موجود تھا، میں نے اس میں شرکت کی تھی، تیر
چلائے تھے اور میں یہ نہیں چاہتا کہ ایسا میں کاش نہ کئے ہوتا (یعنی یہ شرکت جنگ و تیراندازی
موجب پشیمانی نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اس جنگ میں شریک ہوئے ہیں اس وقت بیس
برس کے تھے اور یہ جنگ فجار واقعہ اصحاب فیل سے بیس برس بعد ہوئی تھی۔

حکیمؓ ابن حزام کہتے ہیں۔
میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرب الفجار میں موجود تھے۔
محمد بن عمر کہتے ہیں:
عربوں نے فجار کے متعلق بہت سے اشعار کہے ہیں۔

له یعنی پہلے حملہ میں قیس کو فتح، قریش کو شکست، اور پچھلے میں قیس کو شکست قریش
کو فتح ہوئی۔ ترجمہ میں عرب کا خاص انداز بیان دکھایا گیا ہے کہ وہ اس مفہوم کو
کیونکر ادا کرتے تھے۔

آنحضرت حلف الفضول میں

عُروۃ بن الزبیرؓ کہتے ہیں؛

میں نے حکیمؓ بن حزام کو کہتے ہوئے سنا کہ قریش جب فجار سے واپس آ رہے تھے وقت حلف الفضول کا واقعہ پیش آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں بیس سال کے تھے۔

محمد بن عمر کہتے ہیں :

ضحاک کے علاوہ دوسرے راوی نے مجھ سے روایت کی کہ جنگ فجار شوال میں ہوئی تھی اور اس حلف کی نوبت ذی قعدہ میں آئی تھی[1]

جتنے عہد و پیمان ہو چکے تھے حلف الفضول کا معاہدہ ان سب میں معزز تھا سب سے پہلے زبیر بن عبدالمطلب نے اس کی دعوت دی بنی ہاشم و بنی زہرہ و بنی تیم، یہ سب لوگ عبداللہ بن جُدعان کے گھر میں جمع ہوئے، زبیر نے ان کے لئے کھانے کا انتظام کیا۔ سب نے اللہ تعالے کو بیچ میں ڈال کے ان لفظوں میں عہد کیا۔

جب تک دریا میں صوف کے بھگونے کی شان باقی ہے، ہم مظلوم کا ساتھ دیں گے تا آنکہ اس کا حق ادا کیا جائے اور معاش میں ہم (اس کی) خبر گیری و مواسات (یعنی) کریں گے۔

قریش نے اسی بنا پر اس حلف (عہد) کا نام حلف الفضول رکھا۔

جبیر بن مطعم کہتے ہیں :

میں ابن جدعان کے گھر میں جس حلف میں شریک ہوا تھا، مجھے یہ پسند نہیں کہ سرخ

---

[1] پہلی روایت، بحوالہ عروۃ بن الزبیرؓ کے راوی محمد بن عمر الواقدی ہی ہیں جو انھوں نے ضحاک بن عثمان سے روایت کی ہے۔ ضحاک نے عبداللہ بن عروہ بن الزبیرؓ سے، اور عبداللہ نے اپنے والد عروہؓ سے یہ دوسری روایت کسی دوسرے راوی سے ہے جس میں روایت ضحاک کی بظاہر تصحیح اور درحقیقت میں توضیح کی گئی ہے۔

رنگ کے اونٹ ملیں تو میں اس کو توڑ دوں، ہاشم و زہرہ و تیم نے قسمیں کھائی تھیں کہ کوئی دریا جب تک کسی صوف کو بھگو سکتا ہے، وہ مظلوم کا ساتھ دیں گے اور اگر مجھ کو (اب بھی) اس میں بلایا جائے تو میں قبول کر لوں گا، حلف الفضول یہی ہے۔

محمد بن عمر کہتے ہیں :

ہم کو معلوم نہیں کہ اس حلف میں بنی ہاشم سے کوئی سبقت لے گیا ہو (یعنی جہاں تک علم کی رسائی ہے سب سے پہلے بنی ہاشم ہی نے اس کار خیر کی طرح ڈالی اور ایسے بابرکت عہد و پیمان کے آثار استوار کیے۔

آنحضرتؐ کا دوسرا سفر شام

نفیسہ بنت مُنیہ کہ یعلی بن منیہ کی بہن تھیں، کہتی ہیں :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پچیس برس کے ہوئے تو ابو طالب نے کہا کہ میں ایسا شخص ہوں کہ میرے پاس مال کہاں، زمانہ ہم پر سخت گزر رہا ہے اور یہ تمہاری قوم کے قافلے ہیں جن کے سفر شام کا وقت آگیا ہے خدیجہؓ بنت خویلد اپنے تجارتی قافلوں میں تمہاری قوم کے کچھ لوگوں کو بھیجا کرتی ہیں، اگر وہاں جا کے تم اپنے آپ کو ان پر پیش کرو تو وہ فوراً تمہیں منظور کر لیں گی،

یہ گفتگو جو آنحضرتؐ اور آپ کے چچا کے درمیان ہوئی تھی خدیجہؓ کو اس کی خبر پہنچی تو انھوں نے اس باب میں پیغام بھیجا اور آنحضرتؐ کو کہلایا کہ آپ کی قوم کے کسی شخص کو میں جتنا (اجورہ) دیتی ہوں (آپ اس تجارتی سفر کے لئے رضامند ہو جائیں تو) آپ کی خدمت میں اس کا دونا پیش کروں گی۔

عبداللہ بن عقیل کہتے ہیں :

ابو طالب نے کہا، اے میرے بھتیجے، مجھے خبر ملی ہے کہ خدیجہ نے فلاں شخص کو دو بکروں کے عوض اپنا اجیر مقرر کیا ہے، جو معاوضہ خدیجہ نے اس کو دیا ہے ہم اس معاوضہ پہ تیرے لئے تو راضی نہیں، مگر کیا تو اس سے گفتگو کرنے پر آمادہ ہے ؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما احببت (تو جیسا چاہے)

ابو طالب نے یہ سنا تو خدیجہؓ کے پاس گئے اور ان سے کہا:

اے خدیجہ، کیا تو نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اجرت پر کام دینے کے لئے راضی ہے؟
ہم کو خبر ملی ہے کہ تو نے فلاں شخص کو دو بکروںؔ کے معاوضہ پر اپنا اجیر مقرر کیا ہے، لیکن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے تو چار بکروں سے کم پر راضی نہ ہوں گے۔

خدیجہ نے کہا:

اگر کسی دور کے مبغوض آدمی کے لئے بھی تو یہ سوال کرتا تو ہم ایسا ہی کرتے اچھہ جائے کہ تو نے تو ایک قریبی دوست کے لئے یہ خواہش کی ہے۔

نسطور راہب

نفیسہ بنت منیہ کہتی ہیں:

ابو طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ یہ وہ رزق ہے جو خود اللہ تعالیٰ نے تیری جانب اُسے کھینچ کے بھیجا ہے، آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہؓ کے غلام میسرہ کے ساتھ روانہ ہوئے اور آپ کے جتنے چچا تھے سب نے اہل قافلہ کو آپ کے متعلق وصیت کی، چلتے چلتے آنحضرتؐ اور میسرہ ملک شام کے شہر بُصریٰ میں پہنچے اور وہاں ایک درخت کے سائے میں فروکش ہوئے، نسطور راہب نے یہ دیکھ کے کہا:

اس درخت کے نیچے بجز پیغمبر کے اور کوئی نہیں اترا،

میسرہ سے پوچھا:

کیا اس شخص (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی آنکھوں میں سُرخی ہے؟

میسرہ نے کہا:

ہاں، اور یہ سرخی کبھی اس سے جدا نہیں ہوتی،

لہ بکرہ اردو میں تو بُکرَہ گوسفند نرینہ کو کہتے ہیں مگر عربی میں جوان اونٹوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے، اور یہاں مراد بھی یہی ہے)

نسطور نے کہا :

وہ پیغمبر ہے، اور سب میں پچھلا پیغمبر ہے -

بتوں سے نفرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارتی مال و اسباب کو فروخت کر لیا تو ایک شخص سے مناقشہ ہوا جس نے آنحضرتؐ سے لات و عزیٰ کے حلف اٹھانے کو کہا، آنحضرتؐ نے فرمایا :

میں نے کبھی ان دونوں کی قسم نہیں کھائی، اور میں تو گزرتے وقت ان سے منہ موڑ لیا کرتا ہوں،

اس شخص نے کہا :

بات وہی ہے جو آپ نے فرمائی، اور پھر میسرہ سے کہا :

ھذا واللہ نبیٌ تجدہ احبارنا فی کتبھم (خدا کی قسم یہ تو وہی پیغمبر ہے، جس کی صفت ہمارے علماء کتابوں میں مذکور پاتے ہیں)

میسرہ کا یہ حال تھا کہ جب دوپہر ہوتی اور گرمی بڑھتی تو وہ دیکھتا کہ دو فرشتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دھوپ سے سایہ کر رہے ہیں، یہ سب کچھ اس کے دل نشین ہو گیا۔ اور خدا نے اس کے دل میں آنحضرتؐ کی ایسی محبت ڈال دی کہ گویا وہ آنحضرت کا غلام بن گیا۔

قافلے کی مراجعت

قافلے نے اپنا تجارتی مال و اسباب فروخت کر کے فراغت کر لی۔ جس میں معمول سے دوچند نفع اٹھایا، واپس چلے تو مقام مَرُّ الظّہران میں پہنچ کے میسرہ نے عرض کی :

یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ خدیجہ کے پاس چل دیجئے اور آپ کے باعث اللہ تعالےٰ نے خدیجہ کو جو نفع پہنچایا ہے اس کی اطلاع دیجئے : خدیجہ آپ کا یہ حق یاد رکھیں گی ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس رائے کے مطابق پہلے روانہ ہو گئے تا آنکہ ظہر

کے وقت مکہ پہنچے خدیجہ اس وقت اپنے ایک بالاخانے میں بیٹھی ہوئی تھیں، دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اونٹ پر سوار تشریف لاتے ہیں اور دو فرشتے ادھر ادھر سے سایہ کئے آتے ہیں، خدیجہ نے اپنے ہاں کی عورتوں کو یہ نظارہ دکھایا تو ان کو تعجب ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور منافع کا حال بیان کیا تو خدیجہؓ خوش ہوئیں، اور جو کچھ دیکھا تھا بعد کو میسرہ کے آنے پر جب بیان کیا تو میسرہ نے کہا:

میں تو جب سے ملک شام سے واپس چلا ہوں یہی دیکھتا آیا ہوں۔

میسرہ نے وہ باتیں بھی کہدیں جو نسطورا راہب نے کہی تھیں، اور اس شخص کی گفتگو بھی بیان کر دی جس نے مال کے بیچنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخالفت کی تھی،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدوم سے خدیجہؓ کی یہ تجارت ایسی کامیاب نکلی کہ جتنا پہلے نفع ہوا کرتا تھا اس کا دوچند نفع ہوا آنحضرتؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے لئے خدیجہؓ نے جو معاوضہ نامزد کیا تھا اس کو بھی دوچند کر دیا (یعنی بجائے چار کے آٹھ اونٹ کر دیئے)

خدیجہؓ سے آنحضرتؐ کی تزویج

نفیسہ بنت منیہ کہتی ہیں:

خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی اس بزرگی اور برتری کے ہوتے بھی جو اللہ تعالےٰ نے ان کے لئے چاہی تھی حقیقتہً ایک عاقبت اندیش مستقل مزاج[1] اور شریف بیوی تھیں۔

اور اس وقت تمام قریش میں بہ اعتبار خاندان کے سب سے زیادہ شریف، بہ اعتبار عزت کے سب سے بڑی اور بہ اعتبار مال و دولت کے سب سے بڑھ کے تھیں، اگر ہو سکتا تو قوم کے جتنے لوگ تھے سب اُن کے ساتھ نکاح کرنے کے خواہش مند تھے یہ سب درخواست کر چکے تھے اور سب نے مال و زر بھی پیش کئے تھے۔

---

[1] مستقل مزاج: اصل میں جدۃ ہے، جس کے معنی شدت و قوت والی عورت کے ہیں استقلال طبیعت کے یہی اوصاف ہیں اور محاورے میں بھی مراد یہی ہے۔

خدیجہؓ کے تجارتی قافلے ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب شام سے واپس آئے تو چپکے سے خدیجہ نے مجھے ان کے پاس بھیجا اور میں نے کہا:

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو نکاح کرنے سے کیا امر مانع ہے؟

فرمایا:

میرے ہاتھ میں وہ سامان نہیں ہے جس سے نکاح کرسکوں، میں نے عرض کی،

اگر سامان ہو جائے اور آپ کو حسن و جمال و زر و مال و شرف کفاءت کی جانب دعوت دی جائے تو کیا آپ قبول فرمائیں گے؟

اچھا تو کون ہے؟

میں نے عرض کی:

خدیجہؓ،

فرمایا:

وہ میرے لئے کیونکر؟ (یعنی میرے ساتھ ان کی تزویج کی کیا سبیل ہے)

میں نے عرض کی:

یہ میرا ذمہ،

فرمایا:

تو میں کروں گا،

میں نے جا کر خدیجہؓ کو خبر دی تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ فلاں وقت آئیں اور اپنے چچا عمرو بن اسد کو بلایا کہ وہ آکر نکاح کر دیں چنانچہ وہ حاضر ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچاؤں کے ساتھ تشریف لائے جن میں سے ایک نے رسم نکاح ادا کی۔

عمرو بن اسد نے اس موقع پر کہا:

ھذا البضع لا یقرع انفہٗ (یہ وہ نکاح ہے کہ اس کی ناک نہیں ٹکرائی

جا سکتی، یعنی اس پر کسی قسم کی نکتہ چینی و حرف گیری ممکن نہیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ نکاح کیا ہے تو آپ اس وقت پچیس برس کے تھے اور خدیجہؓ ان دنوں چالیس برس کی تھیں، واقعہ اصحاب فیل سے وہ پندرہ برس پہلے پیدا ہو چکی تھیں۔

محمد بن جبیر بن مطعم، عائشہؓ اور ابن عباسؓ کہتے ہیں۔

خدیجہؓ کے چچا عمرو بن اسد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خدیجہؓ کا نکاح کیا، خدیجہؓ کے والد حرب فجار سے پہلے مر چکے تھے۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں:

عمرو بن اسد بن عبدالعزی بن قصی نے خدیجہؓ بنت خویلد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد نکاح میں دیا، عمرو اس وقت بہت بوڑھے تھے، اسد کے صلب سے اس وقت بجز عمرو کے اور کوئی اولاد باقی نہیں رہی تھی، اور عمر بن اسد کے تو کوئی پیدا ہی نہ ہوا۔

دو جھوٹی روایتیں

(۱) معمر بن سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ ابو مجلز نے روایت کی کہ خدیجہؓ نے اپنی بہن سے کہا:

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کے ان سے میرا تذکرہ کر، یہی الفاظ تھے یا اسی قسم کے الفاظ کہے، خدیجہؓ کی بہن آنحضرتؐ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے پاس آئیں اور جو خدا نے چاہا آنحضرتؐ نے ان کو جواب دیا۔

ان لوگوں نے (یعنی خدیجہؓ کی طرف کے لوگوں نے) اتفاق کر لیا کہ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی خدیجہؓ کے ساتھ نکاح کریں خدیجہؓ کے والد کو اتنی شراب پلائی گئی کہ وہ مست ہو گئے، پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا اور خدیجہؓ کو آپ کے نکاح میں دیدیا، بوڑھے کو ایک لباس پہنادیا جب وہ ہوش میں آیا تو پوچھا:

یہ حلہ کیسا؟

لوگوں نے جواب دیا:

یہ تجھے تیرے داماد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پہنایا ہے۔

بوڑھا بگڑ گیا اور ہتھیار اٹھا لیا، بنی ہاشم نے بھی ہتھیار سنبھالے اور کہا:

کچھ اس قدر ہم تمہارے خواہشمند نہ تھے۔

اس کشاکشی کے بعد آخر کار مصالحت ہو گئی۔

(۲) محمد بن عمر اس سند کے علاوہ دوسری سند سے یہ روایت کی ہے کہ خدیجہؓ نے اپنے والد کو اس قدر شراب پلائی کہ وہ مست ہو گیا، گائے ذبح کی، والد کے جسم میں خوشبو لگائی اور ایک مخطط (دھاری دار) حلّہ پہنایا، جب اسے ہوش آیا تو پوچھا،

ما ھذا العقیر، وما ھذا العبیر، وما ھذا الحبیر؟ (یہ ذبیحہ کیسا؟ یہ خوشبو کیسی؟ اور یہ دھاری دار لباس کیسا؟)

خدیجہؓ نے جواب دیا:

تو نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عقد نکاح میں مجھے دیا ہے (یہ سب کچھ اسی ذیل میں ہے)

اس نے کہا:

میں نے یہ کام نہیں کیا، بھلا میں ایسا کام کیوں کر دوں گا، بزرگان قریش نے تجھے پیغام دیا تب تو میں نے کیا ہی نہیں؛

محمد بن عمر کہتے ہیں:

ہمارے نزدیک یہ سب سہو[1] ونسیان اور وہم ہے، جو بات ہمارے نزدیک ثابت ہے اور اہل علم سے محفوظ چلی آتی ہے وہ یہ ہے کہ خدیجہؓ کے باپ خویلد بن اسد کا جنگ فجار سے پیشتر انتقال ہو چکا تھا اور خدیجہؓ کو ان کے چچا عمرو بن اسد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد نکاح میں دیا تھا۔

---

[1] وہم وسہو، اصل میں لفظ اوہل ہے جس کے معنی ضعف، انسیان، وہم اور غلط کے ہیں۔ توہل کا استعمال یہیں سے نکلا ہے جس کے معنی معروف غلط میں آنے یا لانے کے ہیں۔

آنحضرتؐ کی اولاد اور انکے نام

ابن عباسؓ کہتے ہیں :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے فرزند قاسم تھے جو نبوت سے پہلے مکے میں پیدا ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں کے نام پر کنیت بھی کرتے تھے (یعنی ابو القاسم کنیت اسی بنا پر تھی کہ قاسم آپ کے فرزند کا نام نامی تھا)

۲:- بعد کو آپ کے صلب سے زینبؓ پیدا ہوئیں،

۳:- پھر رقیہؓ پیدا ہوئیں،

۴:- پھر فاطمہؓ پیدا ہوئیں،

۵:- پھر ام کلثومؓ پیدا ہوئیں،

۶:- عہد اسلام میں (یعنی بعثت کے بعد) آپ کے صلب سے عبداللہ پیدا ہوئے جن کا طیب و طاہر لقب پڑا۔

ان تمام نبی زادوں اور نبی زادیوں کی والدہ خدیجہؓ تھیں، بنت خویلدؓ ابن اسد بن عبد العزی بن قصی، اور خدیجہؓ کی ماں فاطمہ تھیں، بنت زائدۃ ابن الاصم بن ہرم بن رواحہ بن حجر بن معیص بن عامر بن لوئی،

ان سب میں پہلے قاسم نے انتقال فرمایا، پھر عبداللہ نے وفات پائی، اور یہ دونوں حادثے مکے میں ہوئے، عاص بن وائل السہمی نے اس موقع پر کہا کہ قد انقطع ولدہ فھو ابتر (آپ کی اولاد منقطع ہو گئی لہذا ابتر ہیں۔

اللہ تعالے نے اس پر آیت نازل فرمائی :

ان شانئك ھو الابتر (حقیقت میں ابتر وہ ہے جو تیری عیب جوئی کرتا ہے، یا تجھ پر عیب لگاتا ہے،)

محمد بن جبیر بن مطعم کہتے ہیں،

قاسم دو برس کے تھے کہ انتقال کیا[1]

محمد بن عمر کہتے ہیں:

سلمٰی صفیہ بنت عبدالمطلب کی آزاد لونڈی، خدیجہؓ کی زچگی میں دایگی کا کام کرتی تھیں (یعنی وہی قابلہ ہوا کرتی تھیں) لڑکا ہوتا تو خدیجہؓ دو بکریاں، لڑکی ہوتی تو ایک بکری کا عقیقہ کرتیں دو دو لڑکوں کے درمیان ایک ایک کا فاصلہ تھا، لڑکوں کے لئے دودھ پلانے والیاں مقرر کیا کرتیں اور ان کے پیدا ہونے سے پہلے ہی یہ انتظام کرلیتیں،

ابراہیم بن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عبدالمجید بن جعفر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کے چھٹے سال ماہ ذیقعدہ میں حدیبیہ سے واپس آئے تو آپ نے حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقس قبطی والی اسکندریہ کے پاس بھیجا اور انھیں ایک خط بھی دیا جس میں مقوقس کو اسلام کی دعوت دی تھی، مقوقس نے جب یہ خط پڑھا تو حاطب سے اچھی باتیں کیں، خط سربمہر تھا، مقوقس نے اس کو ہاتھی دانت کی ایک ڈبیہ میں رکھ کے اس پر مہر لگا کے ایک لونڈی کے سپرد کر دیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کا جواب لکھا مگر اسلام نہ لایا۔

مقوقس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں

(۱) ماریہ کو

(۲) ان کی بہن سیرین کو

---

[1] اس روایت کا سلسلۂ اسناد یوں ہے:

اخبرنا محمد بن عمر قال حدثنی عمرو بن سلمۃ الھذلی بن سعد ابن محمد بن جبیر بن مطعم عن ابیہ قال الخ اس میں سلمۃ الھذلی اور سعید کے درمیان لفظ "بن" غلط ہے اور بجائے اس کے "عن" ہونا چاہئے، کیونکہ سعید بن محمد کے سلسلۂ اولاد میں عمرو بن سلمہ نہ تھے، واللہ اعلم۔

(۳) اپنے گدھے کو جس کا نام یعفور تھا۔

(۴) اپنے خچر کو جس کا نام دلدل تھا، تحفتہً بھیجا، یہ خچر سفید رنگ کا تھا اور ان دنوں عرب میں بھی ایسا خچر نہ تھا۔

ابو سعید کہ اہل علم میں سے تھے، کہتے ہیں:

ماریہؓ علاقہ انصنا (مصر) کے مقام حفن کی تھیں۔

عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ کہتے ہیں:

ماریہؓ قبطیہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے تھے، وہ گورے رنگ گھونگر والے بال کی حسین و جمیل بیوی تھیں۔

ماریہ قبطیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اور ان کی بہن کو ام سلیم بنت ملحان کے ہاں ٹھہرایا اور پھر ان کے پاس آکر دونوں بیبیوں پر اسلام پیش کیا اور دونوں مسلمان ہو گئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماریہ قبطیہ ملک یمین کی حیثیت سے اپنے پاس رکھا بنی النفیر کے اموال و اسباب میں آنحضرتؐ کا کچھ مال مقام عالیہ میں تھا، ماریہؓ کو بھی وہیں بھیج دیا جہاں وہ گرمیوں میں رہیں اور خزانۃ النخل میں بھی رہتی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہیں ان کے پاس آیا کرتے تھے وہ اچھی دیندار تھیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماریہؓ کی بہن سیرینؓ، حسان بن ثابت شاعر کو بخشدی جن کے بطن سے حسانؓ کے بیٹے عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔

پیغمبر زادۂ اسلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صلب سے ماریہؓ کے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام (آنحضرت علیہ صلوٰۃ والسلام ہی نے) ابراہیمؑ رکھا، ساتویں دن آنحضرتؐ نے ان کا عقیقہ کیا ایک بکری ذبح کی۔ ابراہیم کے سر کے بال اتروائے اور اس کے ہموزن چاندی مسکینوں کو خیرات کی، بالوں کو فرمایا

تو زمین میں دفن کر دیے گئے اور لڑکے کا نام ابراہیمؑ رکھا گیا، ابراہیمؑ کی دائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آزاد لونڈی سلمیٰ تھیں، سلمیٰ نکل کے اپنے شوہر ابو رافع کے پاس گئیں اور ان سے کہا کہ میں نے ایک لڑکے کی دائیگی کی ہے، ابو رافع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آنحضرتؐ کو مبارکباد دی آنحضرتؐ نے انھیں ایک غلام انعام دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں رشک کھانے لگیں اور جس وقت ماریہؓ کے لڑکا ہوا تو ان پر یہ بات گراں گزری۔

ابو جعفر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کچھ دنوں ماریہؓ کے پاس نہ گئے کیونکہ آپؐ کی بیویوں پر وہ گراں گزرتی تھیں، بیویاں ان پر رشک کھاتی تھیں مگر اس قدر جتنا عائشہؓ کو رشک تھا

محمد بن عمر کہتے ہیں،

ابراہیمؑ ہجرت کے آٹھویں سال ماہ ذی حجہ میں ماریہؓ کے بطن سے پیدا ہوئے۔

انسؓ بن مالک کہتے ہیں۔

ابراہیمؑ جب پیدا ہوئے تو جبرئیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے کہا۔

السلام علیک یا ابا ابراہیم (اے ابراہیمؑ کے والد السلام علیکم)

انسؓ بن مالک کہتے ہیں، صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حرم سے) باہر نکل کے ہمارے پاس آئے اور فرمایا کہ آج شب کو میرے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے اور میں نے اپنے باپ کے نام پر اس کا نام ابراہیمؑ رکھا ہے۔

حسنؒ کہتے ہیں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل رات میرے ایک لڑکا ہوا ہے اور میں نے اپنے باپ کے نام پر اس کا نام ابراہیمؑ رکھا ہے۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں:

ابراہیمؑ کی والدہ سے جب ابراہیمؑ پیدا ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیمؑ کی ماں کو جو (کہ مسکین تھیں) ان کے لڑکے (ابراہیم) نے آزاد کر دیا۔

شیر خوارگی

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ کہتے ہیں :

ابراہیمؑ جب پیدا ہوئے تو زنانِ انصار نے باہم رغبت کی کہ کون انھیں دودھ پلائے (یعنی سب چاہتی تھیں کہ ابراہیم کو ہم ہی دودھ پلائیں کوئی دوسری مرضعہ نہ ہو)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیمؑ کو امّ بردہؓ کے سپرد کر دیا بنت المنذر بن زید بن لبید بن خواش بن عامر بن غنم، بن عدیؔ بن النجار۔

امّ بردہؓ کے شوہر براءؓ تھے ابن اوس بن خالد بن الجعد بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن عدی بن النجار۔

ابراہیم کو امّ بردہؓ دودھ پلاتی تھیں اور وہ اپنے انھیں رضاعی باپ ماں کے پاس محلہ بنی النجار میں رہتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ام بردہ کے گھر آتے تھے اور دوپہر کے وقت وہیں قیلولہ فرماتے تھے اور اس وقت ابراہیمؑ آنحضرتؐ کے پاس لائے جاتے تھے۔

آنحضرتؐ اپنے عیال کے ساتھ

انسؓ بن مالک کہتے ہیں :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات میرے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جس کا نام میں نے اپنے باپ کے نام پر ابراہیم رکھا ہے (علیہ السلام)

آنحضرت (صلوات والسلام) نے ابراہیمؑ کو امّ سیف کے حوالے کر دیا، جو مدینے کے ایک لوہار کی بیوی تھیں، اس لوہار کا نام ابو سیف تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے چلے اور میں آپ کے پیچھے ہو لیا، تاآنکہ ہم ابو یوسف کے پاس پہنچے جو اس وقت اپنی دھونکنی دھونک رہے تھے اور تمام گھر دھوئیں سے بھر گیا تھا، میں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آگے بڑھنے میں جلدی کر کے ابو یوسف کے

یہاں پہنچ گیا اور ان سے کہا:

ابو سیف روک دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے۔

ابو سیف رک گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے کو بلوایا، سینے سے لگایا اور جو خدا نے چاہا فرمایا۔

انسؓ بن مالک کہتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ میں نے کسی کو عیال و اطفال پر مہربان نہ پایا، ابراہیمؑ کے دودھ پینے اور رہنے کا انتظام عوالی مدینہ (بالائی حصہ شہر) میں تھا، آنحضرتؐ وہیں تشریف لے جاتے تھے اور ساتھ ساتھ ہم بھی آتے تھے۔

گھر میں دھواں بھرا ہوتا مگر آپ اندر چلے جاتے، کیونکہ ابراہیمؑ کے مرضعہ کے شوہر لوہار تھے ابراہیمؑ کو آنحضرتؐ (اپنی گود میں) لے لیتے اور بوسہ دیتے تھے۔

عائشہؓ کہتی ہیں:

ابراہیمؓ جب پیدا ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو لئے ہوئے میرے پاس آئے اور فرمایا

میرے ساتھ اسکی شباہت دیکھ،

میں نے کہا:

میں تو کوئی شباہت نہیں دیکھتی،

فرمایا:

کیا تو اس کے گورے رنگ اور گوشت کو نہیں دیکھتی۔

میں نے کہا،

جو صرف دائی (یا اونٹنی)، کے دودھ سے پالا جاتا ہے وہ گورا اور موٹا فربہ ہو جایا کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عائشہؓ کی دوسری روایت عمرہ نے کی ہے اور اس کا بھی یہی مضمون ہے البتہ اس میں یہ فقرہ زیادہ ہے کہ عائشہؓ نے کہا:

"جسے بھیڑ کا دودھ پلایا جائے وہ فربہ اور گورا ہوتا ہے"

محمد بن عمر کہتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چند راس بھیڑ بکریاں ابراہیمؓ کے واسطے مخصوص تھیں، اور ایک اونٹنی کا دودھ بھی انھیں کے لئے خاص تھا یہی وجہ ہے کہ ان کا اور انکی والدہ ماریہؓ کا جسم اچھا تھا۔

ابراہیمؓ کی وفات

آنحضرتؐ بوقت وفات ابراہیمؓ

مکحول کہتے ہیں:

ابراہیمؓ کے نزع روح کا عالم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے سہارے اندر تشریف لائے، ابراہیمؓ انتقال کر گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آبدیدہ ہو گئے عبدالرحمٰنؓ نے یہ دیکھ کے کہا:

یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہی بات تو ہے جس سے آپ لوگوں کو منع فرمایا کرتے مسلمان جب آپ کو روتے دیکھیں گے تو سب رونے لگیں گے۔

آنحضرتؐ کے جب آنسو تھمے تو فرمایا:

فقط رحم کی بات ہے، اور جو خود رحم نہیں کرتا اس پر رحم کیا بھی نہیں جاتا ہم تو لوگوں کو صرف نوحہ کرنے سے روکتے ہیں اور اس امر سے کہ کسی شخص کا ماتم یوں کیا جائے کہ جو باتیں اس میں نہ ہوں ان کا بین ہو۔

پھر فرمایا:

اگر یہ جامع راستہ نہ ہوتا (یعنی اگر سبیل موت جامع جمیع عالم نہ ہوتی) اگر یہ ایسی راہ نہ ہوتی جس پر سب ہی کو چلنا ہے اور جو ہم میں پچھلے ہیں وہ ہمارے اگلوں سے مل جانے والے ہیں تو اس غم کے علاوہ ہم ابراہیمؓ پر کچھ اور ہی غم کئے ہوتے، اور ہم (اس حالت میں بھی) اس (کی وفات) پر رنجیدہ ہیں، آنکھیں اشک بار ہیں، دل رنجیدہ ہے، مگر ہم ایسی بات نہیں کرتے جو پروردگار کو ناخوش کردے، ابراہیمؓ کی رضاعت (شیر خوارگی) کا جو زمانہ باقی رہ گیا تو وہ بہشت میں پورا ہوگا۔

عبدالرحمٰنؓ بن عوف کہتے ہیں :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑ کے اس نخلستان کو لے چلے جہاں ابراہیمؓ تھے ۔ ان کا دم نکل ہی رہا تھا کہ آپ نے میری آغوش میں دے دیا، آنحضرتؐ یہ دیکھ کر آبدیدہ ہوگئے تو میں نے عرض کیا :

یا رسول اللہ آپ گریاں ہیں ؟ کیا آپ نے گریہ و بکا سے منع نہیں کیا تھا ؟

میں نے نوحے کی ممانعت کی تھی، دو احمقانہ و فاجرانہ آوازوں کی ممانعت کی تھی، ایک آواز وہ کہ عیش و نعمت کے وقت بلند ہو جو لہو لعب و مزامیر شیطان ہے اور دوسری وہ آواز کہ مصیبت کے وقت نکلے، جو چہروں کا خراشنا، جیب و دامن پھاڑنا، اور شیطان کی جھنکار ہے ۔

حُدَیبیہ میں عبداللہ بن نمیرؓ نے (اسی ذیل میں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فقرہ بھی) بیان کیا کہ :

یہ تو فقط رحم کی بات ہے اور جو خود رحم نہیں کرتا اس پر رحم کیا بھی نہیں جاتا۔[1]

اے ابراہیمؓ اگر یہ (موت کا معاملہ) امر حق نہ ہوتا، اگر یہ وعدۂ صادقہ نہ ہوتا اگر یہ ایسا راستہ نہ ہوتا جس پر سب ہی کو چلنا ہے اور ہم میں جو پیچھے رہ گئے ہیں وہ بھی اگلوں کے ساتھ عنقریب شامل ہو جانے والے ہیں تو ہم تجھ پر اس سے کہیں زیادہ سخت رنج کئے ہوتے ۔

اور حقیقت میں ہم تیرے واسطے رنجیدہ ہیں، آنکھ میں آنسو بھرے ہیں، دل رنج سے بھر پور ہے اس پر بھی ہم ایسی بات نہیں کہتے جو پروردگار عزوجل کو ناخوش کر دے۔

مکحول سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فرزند ابراہیمؓ کے پاس تشریف لے گئے جو سکرات اور چل چلاؤ کے عالم میں تھے، اور آنحضرت (سلام اللہ علیہ) آبدیدہ ہوگئے عبدالرحمٰنؓ بن عوف ساتھ تھے، عرض کی :

آپ گریہ کرتے ہیں حالانکہ آپ نے گریے سے روکا ہے ؟

فرمایا :

---

[1] یہ ایک جملہ معترضہ تھا، اب پھر روایت سابقہ شروع ہوتی ہے، آنحضرت صلوٰۃ اللہ علیہ کے بقیہ ارشادات ۔

میں نے فقط نوحہ کرنے سے روکا ہے اور اس بات کی ممانعت کی ہے کہ مرنے والے میں جو وصف نہ ہو اس کا بین کیا جائے (گریۂ بے اختیار) تو حقیقت میں رحمت ہے۔

عطا کہتے ہیں کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ابراہیمؓ نے جب انتقال کیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا:

دل عنقریب رنجیدہ ہوا چاہتا ہے، آنکھ عنقریب اشکبار ہونے کو ہے بایں ہمہ ایسی بات ہرگز ہم نہ کہیں گے جو پروردگار کو ناخوش کردے، اگر یہ سچا وعدہ اور جامع دن نہ ہوتا تو ہمارا غم تجھ پر بہت سخت بڑھ جاتا، اور اے ابراہیمؓ ہم تیرے لئے رنجیدہ ہیں۔

بکیرؓ بن عبداللہ بن الاشج سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرزند پر گریہ فرمایا، اسامہؓ بن زید نے چیخ کے نالہ کیا، آنحضرتؐ نے انھیں روک دیا، اسامہؓ نے عرض کی:

میں نے تو آپ کو روتے دیکھا؛

فرمایا؛

رونا رحمت ہے اور چیخنا شیطان سے ہے۔

حکمؓ کہتے ہیں:

ابراہیمؓ نے جب انتقال کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر یہ معدود اجل نہ ہوتی، اگر یہ معلوم وقت نہ ہوتا تو جتنا رنج ہم نے کیا ہے اس سے زیادہ سخت رنج کرتے، آنکھ آبدیدہ ہے، دل رنجیدہ ہے، مگر اللہ نے چاہا تو ہم وہی بات کہیں گے جو پروردگار کو راضی رکھے اور اے ابراہیمؓ تیری وفات پر ہم رنجیدہ ہیں؛

قتادہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ابراہیمؓ نے وفات پائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛

آنکھ آبدیدہ ہے، دل رنجیدہ ہے، مگر اللہ نے چاہا تو ہم اچھی ہی بات کہیں گے، اور اے ابراہیمؓ ہم تجھ پر غمگین ہیں؛

اسی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

ابراہیمؓ کی بقیہ شیر خوارگی بہشت میں پوری ہوگی۔

عمرو بن سعید کہتے ہیں، ابراہیمؑ نے جب وفات پائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ابراہیمؑ میرا فرزند ہے، وہ دودھ پیتے مرا ہے[1]، بہشت میں اس کے لئے دودائیاں (دانائیں) ہیں جو اس کی شیر خوارگی کی تکمیل کر رہی ہیں۔

شعبیؒ کہتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت میں ابراہیمؑ کو ایک دودھ پلانے والی دائی ہے جو اس کی شیر خوارگی کا بقیہ پورا کر رہی ہے۔

براءؓ بن عازب کہتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ابراہیمؑ کا جب انتقال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی ایک دودھ پلانے والی بہشت میں ہے۔

انسؓ بن مالک کہتے ہیں:

میں نے ابراہیمؑ کو دیکھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو دم توڑ رہے تھے یہ دیکھ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھیں بھر آئیں اور فرمایا کہ آنکھ آبدیدہ ہے، دل رنجیدہ ہے اور ہم بجز اس بات کے جس سے ہمارا پروردگار راضی رہے کچھ اور نہیں کہتے، اے ابراہیمؑ واللہ ہم تیرے لئے غمگین ہیں۔

قتادہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرزند کی نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا کہ اس کی شیر خوارگی بہشت میں پوری ہوگی۔

براءؓ بن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرزند ابراہیمؑ پر نماز پڑھی، جو (ماریہؓ) قبطیہ کے بطن سے تھے، ابراہیمؑ جب مرے ہیں تو سولہ مہینے کے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے لئے ایک انّا ہے جو بہشت میں اس کی . . .

---

[1] وہ دودھ پیتے مرا ہے: اصل میں ہے، انہ مات فی الثدی، عربوں میں ان دنوں محاورہ تھا کہ جو بچے عالم شیر خوارگی میں انتقال کرتے تو ان کے لئے کہتے، وہ چھاتی (پستان) میں مرا ہے، مفاد وہی ہے جو ترجمے میں ہے۔

شیرخوارگی پوری کر رہی ہے، اور وہ صدیق ہے۔

عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرزند ابراہیمؓ پر نماز پڑھی اور وہ سولہ (۱۶) مہینے کے تھے۔

براءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ابراہیمؓ کی ایک دودھ پلانے والی بہشت میں ہے جو اس کی شیرخوارگی کا بقیہ پورا کر رہی ہے، اور وہ صدیق اور شہید ہے۔

اسمٰعیل السدی کہتے ہیں:

میں نے انسؓ بن مالک سے پوچھا کہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرزند ابراہیمؓ پر نماز پڑھی تھی؟ انھوں نے کہا، مجھے معلوم نہیں اللہ ابراہیمؓ پر رحم کرے، وہ اگر جیتے تو صدیق و نبی ہوتے۔

انسؓ بن مالک کہتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرزند ابراہیمؓ پر (جنازے کی نماز میں) چار تکبیریں کہیں۔

جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ابراہیمؓ نے انتقال کیا تو آنحضرت نے ان پر نماز پڑھی۔

مسعر بحوالہ عدی بن ثابت روایت کرتے ہیں کہ عدی نے براءؓ کو یہ کہتے سنا کہ بہشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند متوفی کی دودھ پلانے والی یا دائی ہے۔

حدیث میں دودھ پلانے والی کا لفظ تھا یا دائی کا؟ مسعر کو اس میں شک ہے۔

براءؓ کہتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ابراہیمؓ نے سولہ (۱۶) مہینے کی عمر میں وفات پائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے بقیع میں دفن کرو اس لئے کہ اس کی ایک دودھ پلانے والی بہشت میں ہے، ابراہیمؓ آنحضرت کی جاریہ قبطیہ کے بطن سے تھے۔

محمد بن عمر بن علیؓ بن ابی طالب کہتے ہیں:

بقیع میں پہلے پہل عثمانؓ بن مظعون دفن ہوئے، پھر ابراہیمؓ فرزند رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی نوبت آئی۔

محمد بن موسیٰ (راوی حدیث) کہتے ہیں کہ محمد بن عمر بن علیؓ ابن ابی طالب نے مجھے خبر دینے کے لئے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔

بقیع کی حد پر پہنچ کے اس مزبلے کے نیچے سے گزرتے ہوئے جو مکان کے پیچھے ہے بائیں جانب سے ہو کے مکان کی منتہی سے آگے بڑھ گئے تو وہیں ابراہیمؑ کی قبر ہے۔

ابراہیم بن نوفل بن المغیرہ بن سعید الہاشمی نے خاندان علیؓ (ابن ابی طالب) کے ایک شخص سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ابراہیمؑ کو دفن کر لیا تو فرمایا۔

کیا کوئی ہے جو ایک مشک لائے؟

ایک انصاری یہ سن کے ایک مشک پانی لایا تو آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا:

اسے ابراہیمؑ کی قبر پر چھڑک:

ابراہیمؑ کی قبر راستے کے قریب ہے، اسی کے ساتھ راوی نے اشارہ کیا کہ یہ قبر عقیل کے مکان کے قریب ہے۔

عطا کہتے ہیں:

ابراہیمؑ کی قبر جب برابر ہو چکی تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ جیسے پتھر قبر کے کنارے پڑا ہو آنحضرت اپنی انگلی سے برابر کرنے لگے اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص جب کوئی کام کرے تو اسے درست طور پر کرنا چاہیئے کہ مصیبت زدہ کی طبیعت کو اس سے تسلی ہوتی ہے۔

مکحول کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے کی قبر کے کنارے دیکھا تو لحد میں ایک شگاف نظر آیا، گورکن کو خشک مٹی کا ایک ٹکڑا[1] (بڑا ڈھیلا) دے کر فرمایا۔

انھا لاتضر ولا تنفع ولکنھا تقر عین الحی (یہ نہ مضر ہے نہ مفید، لیکن زندہ آدمی کی آنکھ میں اس سے ٹھنڈک آتی ہے، یعنی مرنے والے کو قبر کی درستی و نادرستی سے کوئی سروکار نہیں نہ اس سے مضرت نہ اس سے نفع تاہم دیکھنے والا جب قبر کو درست دیکھتا ہے تو ایک گونہ تسلی ہوتی ہے)

---

[1] خشک مٹی کا ٹکڑا یا ڈھیلا: اصل میں لفظ مَدَرَہ ہے جس کے یہی معنی ہیں۔

کسوف بوقت وفات ابراہیم

سائب بن مالک کہتے ہیں :

آفتاب میں کسوف (گرہن) آگیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ابراہیمؑ نے اسی دن وفات پائی۔

مغیرہؓ بن شعبہ کہتے ہیں :

جس دن ابراہیمؑ کی وفات ہوئی سورج میں گرہن لگ گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، خدا کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں آفتاب و ماہتاب بھی ہیں۔ کسی کی موت سے ان میں گہن نہیں لگتا، جب تم دونوں کو گہن کی حالت میں دیکھو تو دعا کرو تا آنکہ کھل جائیں۔

محمود بن لبید کہتے ہیں :

جس دن ابراہیمؑ کی وفات ہوئی آفتاب میں گہن لگ گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ سنا تو باہر نکل آئے، اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا :

سخت ترین حادثہ میں بھی ہدایت و اصلاح جاری رہی

امابعد، ایہا الناس ان الشمس والقمر ایتان من آیات اللہ لا ینکسفان لموت احد ولا لحیاۃ احد فاذا رایتم ذلک فافزعوا الی المساجد۔

(اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کے بعد اے لوگو واضح ہو کہ اللہ تعالےٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں آفتاب و ماہتاب بھی ہیں، نہ کسی کی موت سے گہناتے ہیں نہ کسی کی حیات سے، لہٰذا جب تم یہ کیفیت دیکھو تو (زوال نعمت کے نمونے سے ا سہمے ہوئے مسجدوں کی جانب رجوع کرو، یعنی جناب الٰہی میں دست بدعا ہو کہ اپنے فضل سے جو نور و نعمت ہمیں عنایت فرمائی ہے وہ برقرار رہے، ایسا نہ ہو کہ انھیں کی طرح اُن میں بھی زوال آئے)

یہ کہتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔
لوگوں نے عرض کی،
یا رسول اللہ، آپ تو خدا کے پیغمبر ہیں، پھر آپ روتے ہیں؟
فرمایا:
میں فقط ایک انسان ہی تو ہوں، آنکھ میں آنسو بھرے ہیں، دل میں خشوع ہے، با ایں ہمہ ایسی بات نہیں کہتا جو پروردگار کو ناراض کر دے، خدا کی قسم اے ابراہیمؓ حقیقت میں ہم تیرے لئے رنجیدہ ہیں،
ابراہیمؓ نے جب انتقال کیا ہے تو اٹھارہ مہینے کے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا کہ ابراہیمؓ کی ایک دودھ پلانے والی بہشت میں ہے۔
عامر کہتے ہیں،
ابراہیمؓ اٹھارہ مہینے کے تھے کہ وفات پائی۔
اسماء بنت یزید کہتی ہیں:
ابراہیم نے جب وفات پائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تعزیت کرنے والے نے عرض کی:
یا رسول اللہ خدا کا حق جاننے پہچاننے کے سب سے زیادہ شایان آپ ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
آنکھ میں آنسو بھرے ہیں دل رنجیدہ ہے، مگر ہم ایسی بات نہیں کہتے جو پروردگار کو ناراض کر دے، اگر یہ، (وعدہ موت)، سچا اور جامع وعدہ نہ ہوتا، اگر پچھلے اگلوں کے ساتھ جا ملنے والے نہ ہوتے تو اے ابراہیمؓ تجھ پر ہم اس سے زیادہ غم کرتے اور ہم واقع میں تیرے واسطے رنجیدہ ہیں:
عبدالرحمٰنؓ بن حسانؓ بن ثابت اپنی والدہ سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا:
ابراہیمؓ کے حادثے میں میں موجود تھی، میں نے دیکھا کہ جب میں اور میری بہن

پہنچتی تھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت رو کتے تھے، ابراہیمؑ جب انتقال کر گئے تو آپ نے نالہ و فریاد سے منع فرمایا۔

فضل بن عباسؓ نے غسل دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عباسؓ بیٹھے ہوئے تھے اس کے بعد جنازہ اٹھایا گیا تو میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے کنارے تھے اور عباسؓ آپ کے پہلو میں بیٹھے تھے، قبر میں فضلؓ بن عباس و اسامہ بن زید اترے میں قبر کے پاس آرہی تھی مگر کوئی منع نہیں کر رہا تھا۔

اس دن آفتاب گہنا گیا تو لوگوں نے کہا، یہ ابراہیمؑ کی موت کے باعث ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آفتاب کسی کی موت و حیات سے نہیں گہناتا۔

اینٹ میں شگاف دیکھ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اسے بند کر دیا جائے اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گذارش کی گئی تو فرمایا،

اس سے نہ ضرر پہنچتا ہے نہ نفع ہوتا ہے، لیکن زندہ آدمی کی آنکھ اس سے ٹھنک ہوتی ہے، بندہ جب کوئی کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اسے درست اور ٹھیک طرح سے کرے۔

ابراہیمؑ نے سہ شنبہ کے دن وفات پائی، ربیع الاول کی دس شبیں گزر چکی تھیں اور دسواں سال تھا یعنی ۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۰ھ)

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ابراہیمؑ نے بنی مازن میں اُمّ بردہؓ کے پاس وفات پائی اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

فی الواقع بہشت میں ایک مرضعہ اس کی شیر خوارگی کے دن پورے کر رہی ہے۔

اُمّ بردہؓ کے گھر سے ایک چھوٹی سی چوکیؔ پر جنازہ اٹھایا گیا اور بقیع میں رسول اللہ

ؔ چوکی اصل میں، سریر صغیر ہے، آج کل تو ایک زمانے سے عربی میں، سریر، کا لفظ چارپائی، پلنگ، مسہری اور کوچ سب کے لئے استعمال ہوتا ہے مگر ان دنوں اتنی تعمیم نہ تھی، صرف تخت اور چوکی تک محدود تھا۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر نماز پڑھی،

استفسار کیا گیا:

یا رسول اللہ ہم انھیں کہاں دفن کریں ؟

فرمایا:

ہمارے سلف عثمانؓ بن مظعون کے پاس۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام بردہؓ کو ایک قطعہ نخلستان عنایت فرمایا جسے منتقل کرکے انھوں نے بدلے میں عبداللہ بن زمعہ ابن الاسود الاسدی کا مال حاصل

عمر بن الحکم بن ثوبان کہتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو ایک پتھر ان کی (یعنی ابراہیمؑ کی) قبر پر رکھ دیا اور قبر پہ پانی کا چھڑکاؤ ہوا۔

محمد بن عبداللہ بن مسلم کہتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی بکرؓ بن محمد بن عمرو بن حزم کو میں نے اپنے چچا یعنی زہری سے روایت کرتے سنا کہ وہ کہتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیمؑ اگر زندہ رہتے تو میں ہر ایک قبطی سے جزیہ ساقط کر دیتا۔

ابن جابر نے مکحولؒ کو روایت کرتے سنا کہ ابراہیمؑ نے جب وفات پائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں فرمایا:

وہ (یعنی ابراہیمؑ) اگر زندہ ہوتا تو اس کا کوئی ماموں غلام نہ ہوتا (یعنی قبطی قوم کے تمام لوگ ابراہیمؑ کے طفیل میں آزاد ہو جاتے۔)

انہدام و تعمیر خانہ کعبہ

تعمیر میں قریش کے ساتھ آنحضرتؐ کی شرکت

عمر و الہذلی، ابن عباسؓ، محمد بن جبیر بن مطعم، جن کی روایتیں آپس میں مل جل گئی ہیں، یہ سب کہتے ہیں:

پانی کی رو مکّے پر واقع تھی، سیلاب اس کے اوپر سے آتا تھا، تا آنکہ خانۂ کعبہ تک پہنچ جاتا تھا جس کے باعث درز اور شگاف بھی اس میں آگیا تھا، قریش ڈرے کہ منہدم نہ ہو جائے، کچھ زیور اور سونے کا ایک ہرن کہ موتی اور جواہرات سے مرصع زمین پر نصب تھا بیت اللہ سے چوری گئے۔

انھیں دنوں سمندر میں ایک جہاز آرہا تھا جس میں رومی (عیسائی) سوار تھے اور باقوم نام ایک شخص ان کا سرگروہ تھا، یہ شخص معمار بھی تھا۔ ہوا نے جہاز کو درہم برہم کر کے ... مقام شعیبہ پہنچا دیا کہ جدہ سے پہلے جہازوں کی بندرگاہ یہی مقام تھا یہاں آکے جہاز ٹوٹ گیا۔

ولید بن مغیرہ کچھ قریشیوں کے ساتھ جہاز تک پہنچے اس کی لکڑیاں مول لیں۔ باقوم رومی سے بات چیت کی جو ان کے ساتھ ہو لیا اور لوگوں نے کہا لو بنینا بیت ربنا (اگر ہم اپنے پروردگار کا گھر بنائیں۔ فصیح محاورۂ جاہلیت اسی قدر ہے، مطلب یہ ہے کہ اگر ہم اپنے پروردگار کا گھر بنائیں یعنی خانہ کعبہ کی از سر نو تعمیر کریں تو کیا اچھی بات ہے)

آنحضرتؐ بیت اللہ کی عمارت گری میں

قریش نے یہ انتظام کیا کہ پتھر جمع کر کے کنارے صاف اور درست کر لئے جائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی انھیں لوگوں کے ساتھ پتھر اٹھا اٹھا کے لے جا رہے تھے آپ اس وقت پینتیس (۳۵) برس کے تھے۔

حالت یہ تھی کہ لوگ اپنی اپنی تہ بند کے دامنوں کو اٹھا کے گردن پر ڈال لیتے تھے اور پتھر اٹھاتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی کیا مگر دامن پھنس جانے کے باعث پھسل جانے کی نوبت آچلی تھی کہ پکار ہوئی، عورتک (اپنا پردہ یعنی اپنی ستر عورت کا خیال رکھو اور دیکھو کہ بے پردگی نہ ہونے پائے) یہ پہلی پکار تھی۔

ابو طالب نے کہا:

اے میرے بھتیجے اپنے تہ بند کا دامن سر پہ ڈال لے،

آنحضرتؐ نے فرمایا:

یہ جو کچھ مجھے پیش آیا اپنی تعدّی کے باعث پیش آیا۔

اس کے بعد کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پردہ مکشوف نظر نہ آیا۔

اخلاق جاہلیت

جب خانۂ کعبہ (کی قریب الانہدام عمارت) کے ڈھانے پر سب نے اتفاق کر لیا تو کسی نے کہا:

اس کی عمارت میں صرف پاک کمائی داخل کرو، اور وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ کوئی قطع رحم نہ ہونے پائے اور نہ اس میں کسی پر زور و ظلم ہو۔

انہدام کی ابتداء ولید بن مغیرہ نے کی، پھاوڑا لے کے کھڑا ہو گیا اور پتھر گرانے لگا، کہتا جاتا تھا:

یا اللہ تجھے ناراض کرنا مقصود نہیں، ہم لوگ تو فقط بہتری چاہتے ہیں۔

ولید خود بھی انہدام میں لگا رہا اور قریش نے بھی ساتھ دیا، جب ڈھا چکے تو عمارت شروع کی۔ بیت اللہ کا امتیاز و اندازہ کر کے تعمیر کے لئے قرعے ڈالے۔

رکن اسود سے رکن حجر تک کعبے کے پیش خانے کی تعمیر بنی عبد مناف اور بنی زہرہ کے حصے میں آئی

رکن حجر سے دوسرے رکن حجر تک بنی اسد بن عبد العزیٰ و بنی عبد الدار بن قصی کے حصے میں آیا۔

بنی تیم و بنی مخزوم کے حصے میں مابین رکن حجر تک بہ رکن یمانی۔

بنی سہم و بنی جمح و بنی عدی و بنی عامر بن لوی، مابین رکن یمانی تا بہ رکن اسود

سی تقسیم کے مطابق سب نے تعمیر کا آغاز کیا۔

وضع حجر اسود

قرعۂ فال بنام حبیب ذوالجلال

عمارت اس حد تک پہنچی جہاں خانہ کعبہ میں رکن[1] و نصب کرنے کا موقع تھا تو ہر قبیلے نے اس کے لئے اپنے اپنے استحقاق پر زور دیا۔ اور اس قدر مخالفت ہوئی کہ جنگ کا اندیشہ ہونے لگا۔

آخر یہ رائے قرار پائی کہ باب بنی شیبہ سے پہلے پہل جو داخل ہو وہی حجر اسود کو اٹھا کے (اپنی جگہ پر) رکھ دے۔

سب نے اس پر رضامندی ظاہر کی اور اس رائے کو تسلیم کر لیا۔

باب بنی شیبہ سے پہلے پہل جو اندر آئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے لوگوں نے جب آپ کو دیکھا تو بول اٹھے:

یہ امین ہیں، ہمارے معاملے میں جو فیصلہ یہ کریں گے ہم اس پر راضی ہیں۔

آنحضرتؐ کا فیصلہ

قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قرارداد سے اطلاع دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر اپنی چادر بچھا دی اور رکن (حجر اسود) اس میں رکھ کے فرمایا:

قریش کے ہر ایک ربع سے ایک ایک شخص آئے (یعنی تمام قریش جو چار بڑی جماعتوں میں منقسم ہیں ان میں سے ہر ایک جماعت اپنا اپنا ایک ایک قائم مقام منتخب کرے)

ربع اول بنی عبد مناف میں عتبہ بن ربیعہ (منتخب) ہوئے۔

ربع ثانی میں ابو زمعہ،

ربع ثالث میں ابو حذیفہ بن المغیرہ۔

اور ربع رابع میں قیس بن عدی،

---

[1] رکن، حجر اسود۔

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

تم میں سے ہر فرد اس کپڑے کا ایک ایک گوشہ پکڑ لے اور سب مل کے اسے اٹھاؤ سب نے اسی طرح اٹھایا اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجراسود کو اسی جگہ (جہاں وہ ہے) اپنے ہاتھ سے اٹھا کے رکھ دیا،

نجد کے ایک شخص نے بڑھ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک پتھر دینا چاہا جس سے آنحضرتؐ رکن کو مضبوط رکھ سکیں، عباس بن عبدالمطلب نے کہا "نہیں" اور اس شخص کو ہٹا کے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک پتھر دیا جس سے آپ نے رکن کو مضبوط فرمایا نجدی اس ہٹائے جانے پر غضب ناک ہوا تو آنحضرتؐ صلوات اللہ علیہ نے فرمایا:

بیت اللہ میں ہمارے ساتھ وہی شخص عمارت کا کام کر سکتا ہے جو ہم میں سے ہو، نجدی نے کہا:

تعجب ہے ایسے لوگ جو اہل شرف ہیں، عقلمند ہیں، مسن ہیں، صاحب مال ہیں، اپنے وسیلۂ مکرمت و بزرگی و حفاظت میں ایسے شخص کو اپنا سرگروہ قرار دیتے ہیں جو عمر میں سب سے چھوٹا اور سب سے کم مال و دولت رکھتا ہے گویا سب لوگ اس کے خدمت گار ہیں، آگاہ ہو جاؤ، خدا کی قسم یہ شخص سب سے بڑھ جائے گا، سب کو اپنے پیچھے چھوڑ جائے گا اور خوش بختی اور سعادت ان سب سے بانٹ لے گا،

کہا جاتا ہے کہ یہ کہنے والا ابلیس تھا،

ابو طالب نے اس موقع پر کہا:

انّ لنا اوّلہ و اٰخرہ
(اس کی ابتدا بھی حقیقت میں ہمارے ہی لئے اور انتہا بھی)

فی الحکم والعدل الذی لا ننکرہ
(حکم میں بھی اور عدل میں بھی جس میں مجال انکار نہیں)

وقد جھدنا جھدہ لنعمرہ
ہم نے اس کی تعمیر اور اس کے آباد کرنے کے لئے کوشش کی؛

وقد عمرنا خیرہ و اکبرہ
(اور ہم نے اس کی خیر و بزرگی کو آباد بھی کر لیا یا یہ کہ ہم نے اس کے بہترین و بزرگ ترین حصہ کو بنا بھی لیا)

فَاِنْ یَکُنْ حَقًّا فَفِیْنَا اُوْفِرَہٗ

(اب اگر کوئی حق ہے تو بدرجہ وافر و کثیر ہم ہی لوگوں میں ہے)

پھر تعمیر ہونے لگی تا آنکہ لکڑی کی جگہ آئی (یعنی چھت بنانے کی نوبت پہنچی جس میں لکڑیوں کی ضرورت پڑتی ہے)، پندرہ شہتیر[1] تھے جن پر چھت قائم کی گئی، سات ستونوں پر بنیاد رکھی اور حجر کو بیت اللہ کے باہر کر دیا۔

نقص بنیان

عائشہؓ کہتی ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے عائشہؓ) تیری قوم نے کعبے کی عمارت میں کمی کر دی، اگر وہ شرک کو چھوڑ کے ابھی نئے نئے مسلمان نہ ہوئے ہوتے تو جو کچھ اس تعمیر میں انھوں نے چھوڑ دیا ہے میں اس کو پھر سے بنا دیتا، میرے بعد اگر تیری قوم اسے بنانا چاہے تو آ، انھوں نے جو چھوڑا ہے میں اسے تجھ کو دکھا دوں۔

اس کے بعد آپ نے حجر میں سات گز کے قریب عائشہؓ کو دکھایا (جسے خالی چھوڑ دیا گیا تھا)۔

عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیان میں یہ (بھی) فرمایا تھا کہ زمین میں اس کے دو مشرقی و مغربی دروازے بھی میں بناتا۔ کیا تو جانتی ہے کہ تیری قوم نے کس لئے دروازہ اونچا کر دیا؟

میں نے عرض کی، میں تو نہیں جانتی!

فرمایا:

تعزز کے لئے کہ جسے وہ چاہیں وہی اندر آ سکے اور کوئی دوسرا داخل نہ ہو۔ جب یہ لوگ کسی کے اندر آنے کو مکروہ خیال کریں تو اسے چھوڑ دیتے حتیٰ کہ وہ داخل ہونے

---

[1] شہتیر: اصل میں لفظ جائز ہے جس کے یہی معنی ہیں۔ حجر: وہ مقام جس پر حطیم حاوی ہے اور خانۂ کعبہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً کو شمالی جانب سے محیط ہے۔

لگتا تو اسے ڈھکیلتے یہاں تک کہ گر پڑتا۔

سعید بن عمر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے،

میں نے قریش کو دیکھا کہ دوشنبہ وپنجشنبہ کے دن خانہ کعبہ کو کھولتے تھے جس کے دروازے پہ دربان بیٹھے ہوتے تھے، وہ شخص (جسے زیارت کرنی ہوتی) چڑھ کے اوپر آتا (اور پھر دروازے میں سے ہو کے اندر جاتا) اگر مراد یہ ہوتی کہ وہ اندر آئے تو وہ ڈھکیل دیا جاتا جس سے وہ گر پڑتا، کبھی ایسا بھی ہوتا کہ چوٹ بھی لگتی کعبے کے اندر جوتی پہنے داخل نہ ہوتے اس کو بڑی (بری) بات جانتے تھے، زینے کے نیچے اپنی جوتیاں رکھ دیا کرتے تھے۔

ابن مرسا کہ قریش کے آزاد غلام تھے کہتے ہیں کہ میں نے عباسؓ بن عبدالمطلب کو کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج کے موقع پہ دھاری دار غلاف چڑھایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت

عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں:

ایک شخص نے عرض کی، یا رسول اللہ، آپ کب سے پیغمبر ہوئے؟ لوگوں نے کہا ہائیں ہائیں، آنحضرت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے فرمایا: اسے کہنے دو، آدمؑ ہنوز روح وجسم کی درمیانی حالت میں تھے کہ میں پیغمبر تھا۔

ابن ابی الجدعاؓ کہتے ہیں:

میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کب سے پیغمبر ہوئے:

فرمایا: جب آدمؑ ہنوز روح اور جسم کے درمیان تھے۔

مطرف بن عبداللہ بن الشخیّر کہتے ہیں:

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ کب سے پیغمبر ہیں؟

فرمایا: آدمؑ کی روح وخاک کے درمیان (یعنی روح وخاک سے آدمؑ علیہ السلام کا جسم ابھی مرکب بھی نہ ہوا تھا کہ مجھے شرف نبوت حاصل ہو چکا تھا (مطلب یہ کہ میری نبوت ازلی ہے موقت

عامر کہتے ہیں :

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی آپ کب سے پیغمبر ہوئے ؟ فرمایا مجھ سے جب میثاق لیا گیا ہے تو آدمؑ اس وقت روح وجسم کی درمیانی حالت میں تھے ۔

عرباضؓ بن ساریہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ۔

آدمؑ ہنوز اپنی خاک ہی میں رسے ملے تھے کہ میں خدا کا بندہ اور خاتم النبیین ہو چکا تھا، میں ابھی ابھی تم لوگوں کو اسکی خبر دیتا ہوں، میرے والد ابراہیم (خلیل اللہ علیہ السلام) کی دعا میرے لئے عیسیٰ (علیہ السلام) کی بشارت اور میری ماں کا خواب جو انھوں نے دیکھا تھا (یہ تمام باتیں ولادت سے پیشتر ہی ظہور کی خبر دے چکی تھیں)

پیغمبروں کی مائیں یوں ہی رویا دیکھتی ہیں اور اسی طرح انھیں خواب دکھایا جاتا ہے ۔

وضع حمل کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ نے ایک نور دیکھا تھا کہ ان کے لئے شام کے ایوان تک اس سے روشن ہو گئے تھے ۔

ضحاک سے روایت ہے :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے والد ابراہیمؑ کی دعا ہوں، خانہ کعبہ کے قاعدے بلند کر رہے تھے کہ انھوں نے کہا تھا، ربنا وابعث فیھم رسولا منھم (اے ہمارے پروردگار ان لوگوں میں ایک پیغمبر بھیج جو انھیں میں سے ہو) اس کو پڑھ کے آنحضرتؐ نے آخر تک یہ آیت تلاوت فرمائی ۔

عبداللہ بن عبدالرحمن بن معمر کہتے ہیں :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے والد ابراہیمؑ کی دعا ہوں اور میرے لئے عیسیٰؑ بن مریمؑ نے بشارت دی تھی ۔

ابوامامہ باہلی کہتے ہیں :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارش کی گئی کہ یا رسول اللہ آپ اپنے ابتدائے امر سے آگاہ فرمائیے، حضرتؐ نے فرمایا، میرے والد ابراہیمؑ کی دعا میرے لئے عیسیٰؑ بن مریمؑ نے

بشارت دی۔

قتادہ کہتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آفرینش وخلقت میں سب سے پہلا اور بعثت میں سب سے پچھلا شخص ہوں۔

علامات نبوت قبل وحی

خالد بن معدان کہتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گذارش کی گئی کہ آپ اپنی نسبت ہمیں مطلع فرمایئے، ارشاد ہوا:

ہاں میں دعائے ابراہیم ہوں، میری بشارت عیسیٰؑ بن مریمؑ نے دی، میری ماں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا کہ ان سے ایک ایسا نور نکلا کہ شام کے قصر وایوان (تک) اس سے روشن ہو گئے، میری رضاعت قبیلۂ بنی سعد بن بکر میں ہوئی ایک مرتبہ میں اپنے (رضاعی) بھائی کے ساتھ تھا۔ ہم اپنے مکانات کے پیچھے جانوروں کو چرا رہے تھے کہ دو سفید پوش آدمی سونے کا ایک طشت لئے جو برف سے لبریز تھا میرے پاس آئے، دونوں نے پکڑ کے میرا سینہ چاک کیا، میرا دل نکالا اور چاک کرکے ایک سیاہ نقطہ نکال کر پھینک دیا۔

میرے سینے اور دل کو اسی برف سے دھویا اور پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا، : انھیں ان کی امت کے سو آدمیوں کے برابر تول، ان کے ساتھ مجھے تولا تو بھاری ٹھہرا۔ آخر اس نے کہا، انھیں انکی امت کے ہزار آدمیوں کے برابر وزن کر، وزن ہوا تو پھر میں بھاری ٹھہرا، آخر اس نے کہا، انھیں چھوڑ دے کہ اگر ان کی تمام امت کے ساتھ ان کا وزن ہو تب بھی انھیں کا پلہ بھاری رہے گا۔

موسیٰ بن عُبیدہؓ اپنے بھائی سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پیدا ہوئے اور زمین پر آئے تو دونوں ہاتھوں کے بل تھے، سر آسمان کی جانب اٹھا ہوا تھا، اور ہاتھ میں ایک مشت خاک تھی، خاندان لہب

کے ایک شخص کو یہ خبر پہنچی تو اس نے اپنے ایک ساتھی سے کہا :
اسے بچا، فال اگر سچ نکلی تو واقعاً یہ بچہ اہل زمین پر غالب آئے گا ۔
انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ اسی حالت میں ایک آنے والا آیا جس نے پکڑ کے آپ کا شکم چاک کر ڈالا اور اس میں سے ایک نقطہ نکال کے پھینک دیا اور کہا، ھذہ نصیب الشیطان منک (تجھ میں سے یعنی تیرے جسم میں سے یہ شیطان کا حصہ تھا) پھر سونے کے ایک طشت میں اسے رکھ کے آب زم زم سے دھویا اور جوڑ دیا، بچے آنحضرتؐ کی دایہ کے پاس (یہ کہتے ہوئے) دوڑے کہ "محمد قتل ہو گئے۔ محمد قتل ہو گئے" (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں تو دیکھا، آپؐ کا رنگ متغیر تھا ۔
انسؓ کہتے ہیں :
فی الواقع ہم دیکھا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے میں سوئی (بخیہ) کا نشان موجود ہے ۔

زید بن اسلم کہتے ہیں :
حلیمہ جب (مکہ میں) آئیں تو ساتھ ان کے شوہر بھی تھے اور ایک چھوٹا بچہ تھا جسے دودھ پلاتی تھیں، اس بچے کا نام عبداللہ تھا ۔ سفید رنگ کی ایک گدھی اور ایک بوڑھی سن رسیدہ اونٹنی بھی تھی جس کا بچہ بھوک کے مارے مر چکا تھا اور اس کی ماں (یعنی اونٹنی) کے تھن میں دودھ کا ایک قطرہ بھی نہ تھا ۔ ان لوگوں نے آپس میں گفتگو کی، کوئی بچہ مل گیا تو اسے دودھ پلائیں گے ۔

حلیمہ کے ساتھ قبیلہ سعد کی (دوسری) عورتیں بھی تھیں، سب نے آ کے چند روز قیام کیا، بچے لئے، مگر حلیمہ نے کوئی نہ لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر پیش کئے جاتے تھے، مگر وہ کہتی تھیں یتیم لا اب لہ (یہ بچہ یتیم ہے، اس کا تو باپ مر چکا ہے، یعنی اجرت رضاعت کی یہاں کیا امید ہے) حتیٰ کہ آخر میں جب چل چلاؤ کا وقت آیا تو حلیمہ نے آنحضرتؐ کو لے لیا ۔
ساتھ والیاں ایک دن پہلے ہی جا چکی تھیں :

آمنہ نے (چلتے وقت) کہا:

اے حلیمہ، تو نے ایک ایسے بچے کو لیا ہے جس کی ایک خاص شان ہے، خدا کی قسم میں حاملہ تھی مگر حمل سے جو اذیت عورتیں پاتی ہیں مجھے کچھ نہ ہوئی، یہ واقعہ ہے کہ میں سامنے لائی گئی اور مجھ سے کہا گیا، تو ایک بچہ جنے گی اس کا نام احمد رکھنا، وہ تمام جہان کا سردار ہوگا یہ بچہ جب پیدا ہوا تو اپنے دونوں ہاتھوں پر ٹیک لگائے زمین پر آیا اور آسمان کی جانب سر اٹھائے ہوئے تھا،

حلیمہ نے خاص اپنے شوہر کو خبر دی، وہ خوش ہو گئے، آخر گدھی پر سوار ہو کے واپس چلے جو تیز رفتار ہو گئی تھی اور اونٹنی کا تھن دودھ سے بھر گیا تھا، شام و سحر دونوں وقت اسے دوہتے تھے، جاتے جاتے حلیمہ اپنے ساتھ والیوں سے جا ملیں، انھوں نے دیکھا تو پوچھا

مَن اخذت (کس کو لیا؟)

جواب میں واقعے کی اطلاع دی گئی تو کہنے لگیں، واللہ انا لنرجوان یکون مبارکاً (خدا کی قسم ہم امید کرتے ہیں کہ یہ بچہ مبارک ہوگا)

حلیمہ نے کہا:

ہم نے تو اس کی برکت دیکھ لی، میری چھاتیوں میں اتنا دودھ بھی نہ تھا کہ اپنے بیٹے عبداللہ کو سیر کر سکتی، بھوک کے مارے وہ ہمیں سونے نہیں دیتا تھا، اب کیفیت یہ ہے کہ وہ اور اس کا بھائی (آنحضرت علیہ السلام) دونوں جتنا چاہتے ہیں پیتے ہیں، پی کے آسودہ ہو جاتے ہیں اور سو رہتے ہیں، اگر ان کے ساتھ تیسرا بچہ ہو تو وہ بھی سیر ہو جائے، اس کی ماں نے مجھے حکم دیا کہ (کسی کاہن سے) اس کے متعلق دریافت کروں۔

عرّاف ہذیل

اپنے دیار میں پہنچ کے حلیمہ رہنے سہنے لگیں،

تا آنکہ عکاظ کا بازار لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لئے ہوئے قبیلۂ ہذیل کے ایک عرّاف (قسمت شناس، کاہن) کے پاس چلیں جسے لوگ اپنے بچے دکھاتے تھے عرّاف نے آنحضرتؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تو چلایا،

یامعشر ھُذَیل، یا معشر العرب (ہذیل کے لوگو دوڑو، عرب کے لوگو دوڑو)

میلے والے اس کے پاس جمع ہوگئے تو اس نے کہا: اقتلوا ھذا الصبی (اس بچے کو مار ڈالو)

اتنے میں آنحضرتؐ کو لے کر حلیمہ چل دیں۔

لوگ پوچھنے لگے:

کون سا بچہ؟

وہ کہتا:

یہی۔

لیکن کوئی بھی کچھ نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس لئے کہ آنحضرتؐ کو تو وہ لے جا چکی تھیں، عرّاف سے کہتے: وہ کیا بات ہے؟ آخر اس نے کہا:

رایتُ غلامًا والھتہ لیقتلنّ اھل دینکم ولیکسرنّ الھتکم ولیظھرنّ امرہ علیکم (میں نے ایک لڑکا دیکھا، اس کے معبودوں کی قسم ہے وہ تمہارے دین والوں کو قتل کر ڈالے گا، تمہارے دیوتاؤں کو توڑ پھوڑ ڈالے گا اور اسکا حکم تم سب پر غالب آئیگا)

سوق عکاظ میں جستجو ہونے لگی، مگر نہ ملے، کیونکہ حلیمہ آپ کو لے کے اپنے گھر واپس جا چکی تھیں، اس واقعہ کے بعد آنحضرتؐ کو نہ کبھی کسی عرافؐ کے روبرو پیش کرتیں اور نہ کسی کو دکھاتی تھیں

آسمانی تعلق

عیسیٰ بن عبداللہ بن مالک کہتے ہیں:

---

[1] عرّاف: علم العرافہ کا ماہر، عرب جاہلیت میں اس علم کا رواج تھا، مشکل سے مشکل پیچیدگیوں میں عراف سے رجوع کرتے، خصومات میں، قضایا میں، امراض میں، رویا وخواب میں، غرض کہ اپنے نزدیک جس بات کو اہم سمجھتے سب میں عرّاف کی رائے لیتے اور اسے اشارۂ غیبی سمجھتے، گویا اس فن کو علم و فلسفہ و قضا و طب و دین و مذہب سب سے تعلق تھا اور اس کا ماہر ان سب کے متعلق پیش گوئی کر سکتا تھا۔

قبیلۂ ہذیل کا یہ بوڑھا (عراف) چلایا کہ یا لھذیل والھتہ (ہذیل اور اس کے دیوتاؤں کی جے) ان ھذا لینتظر امرا من السماء (یہ بچہ آسمان سے کسی حکم کا انتظار کر رہا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت لوگوں کو بھڑکاتا رہا اس حالت میں کچھ ہی روز گزرے تھے کہ دیوانہ[1] ہو گیا، عقل جاتی رہی، حتیٰ کہ کافر ہی مرا۔

ابن عباس کہتے ہیں:

حلیمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلیں، یہ وہ وقت تھا کہ دوپہر کی دھوپ سے چارپائے ستانے لگے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ہمشیر (یعنی دودھ شریک بہن، دختر حلیمہ) کے ساتھ پایا تو کہنے لگیں فی ھذا الحر (اس گرمی میں؟)

آنحضرتؐ کی ہمشیر بولیں:

یا امتہ (اے میری ماں) میرے بھائی کو گرمی لگی ہی نہیں۔ میں نے دیکھا کہ ایک ابر ان پہ سایہ کئے ہوئے ہے جب ٹھہرتے ہیں وہ بھی ٹھہر جاتا ہے اور جب چلتے ہیں وہ بھی ساتھ چلتا ہے، تا آنکہ آپ اس جگہ پہنچے۔

ابو معشر نجیح[2] کہتے ہیں:

کعبے کے سایے میں عبد المطلب کے لئے ایک بچھونا بچھا دیا جاتا تھا، جس کے ارد گرد ان کے بیٹے بیٹھ کر عبد المطلب کا انتظار کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت

---

[1] دیوانہ ہو گیا: اصل میں ہے "دلہ" اہل عرب زوال عقل و خود فراموشی کو "دلہ" کہتے ہیں جو لازمہ دیوانگی ہے۔

[2] ابو معشر نجیح السندی: علم حدیث کے ایک مشہور راوی، فن تاریخ کے نہایت ممتاز ماہر اور سیرۃ نبویؐ کے ایک نامور مصنف گزرے ہیں اور صدر اول کے اساتذۂ اخبار و سیر و مغازی میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ان کا خاندان سندھ سے نکل کر عرب پہنچا تھا اور وہاں پہنچ کے مدینۂ عرب کا رکن رکین بنا تھا، ہندوستان کو یہ فخر حاصل ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ممتاز ترین سیرۃ نویس اسی ملک کا تھا۔

بالکل ہی کمسن[1] تھے، دودھ چھوٹ چکا تھا اور کچھ کھانے لگے تھے اور جسم میں گوشت بھر چلا تھا، آتے اور آکے بچھونے پر چڑھ جاتے اور بیٹھ رہتے، بچا کہتے۔

مھلاً یا محمد عن فراش ابیک (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اپنے باپ کے بچھونے سے ہٹ کر بیٹھو)

عبدالمطلب جب یہ دیکھتے تو کہتے "میرے بیٹے سے بوئے حکومت و مملکت آتی ہے یا یہ کہتے" وہ اپنے جی میں حکومت کی باتیں کر رہا ہے"

عمرو بن سعید سے روایت ہے کہ ابو طالب نے بیان کیا،

مقام ذی المجاز میں تھا اور میرے ساتھ میرا بھتیجا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے، مجھے پیاس لگی تو آپ نے شکایت کی اور کہا، اے میرے بھتیجے مجھے پیاس لگی ہے، میں نے یہ اس وقت کہا جب کہ میں دیکھ رہا تھا کہ خود ان پر بھی کچھ تشنگی غالب ہے، البتہ انھیں بے قراری و اضطراب نہیں ہے۔

آنحضرتؐ نے یہ سن کے پاؤں موڑ لئے اور اتر کے فرمایا:

اے میرے چچا کیا پیاس لگی ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے زمین پر ایڑی دبائی، یکایک دیکھتے ہیں تو پانی موجود ہے، فرمایا: اے میرے چچا پیو۔ ابو طالب کہتے ہیں کہ میں نے پانی پیا۔

آثار پیغمبری

عبداللہ بن محمد بن عقیل کہتے ہیں:

ابو طالب نے شام کا سفر کرنا چاہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے میرے چچا تو مجھے یہاں کس کے پاس چھوڑے جاتا ہے، میرے تو کوئی ماں بھی نہیں جو کفالت کرے اور نہ کوئی دوسرا ہے جو پناہ دے سکے، ابو طالب کو رقت آئی، آنحضرت

---

[1] کم سن: اصل میں ہے "غلام جفر" جو ایسے چھوٹے بچے کو کہتے ہیں کہ اسکی ہڈیوں پر گوشت چڑھنے لگا ہو، جسم بھرنے لگا ہو، اور دودھ چھوڑ کے کچھ کھانے پینے کی عادت پڑی ہو۔

علیہ السلام کو پیچھے بٹھالیا۔ اور لے کے چلے اثنائے سفر میں ایک دَیر کے راہب کے ہاں فروکش ہوئے جس نے پوچھا:

یہ لڑکا تیرا کون ہے ؟

ابو طالب نے کہا، میرا بیٹا ہے۔

راہب نے کہا: وہ تیرا بیٹا نہیں ہے اور نہ اس کا باپ زندہ ہے۔

ابوطالب نے پوچھا یہ کیوں ؟

اس نے جواب دیا: اس لئے کہ اس کا منہ پیغمبر کا منہ ہے، اس کی آنکھ پیغمبر کی آنکھ ہے،

ابو طالب نے دریافت کیا: پیغمبر کیا چیز ہے ؟

راہب نے کہا: پیغمبر وہ ہے کہ آسمان سے اس کے پاس وحی آتی ہے اور وہ زمین والوں کو اس کی خبر دیتا ہے۔

ابو طالب نے کہا، تو جو کہتا ہے اللہ اس سے کہیں برتر ہے،

راہب نے کہا: یہودیوں سے اس کو بچائے رکھنا۔

وہاں سے چلے تو پھر ایک دوسرے دَیر کے راہب کے ہاں فروکش ہوئے، اس نے بھی پوچھا، یہ لڑکا تیرا کون ہے ؟

ابو طالب نے کہا یہ میرا بیٹا ہے۔

راہب نے کہا: یہ تیرا بیٹا نہیں ہے اس کا باپ زندہ ہو ہی نہیں سکتا۔

ابو طالب نے کہا یہ کس لئے ؟

راہب نے کہا۔ اس لئے کہ اس کا منہ پیغمبر کا منہ ہے، اس کی آنکھ پیغمبر کی آنکھ ہے۔

ابو طالب نے کہا: سبحان اللہ، تو جو کہہ رہا ہے اللہ اس سے کہیں برتر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو طالب کہنے لگے۔

اے میرے بھتیجے تو کیا نہیں سنتا کہ یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں ؟

آنحضرتؐ نے فرمایا: اے میرے چچا، اللہ کی کسی قدرت کا انکار نہ کر۔

نبوت کی نشانیاں عہد طفلی میں

محمد بن صالح بن دینار، عبداللہ بن جعفر الزہری اور داؤد بن الحصین کہتے ہیں:
ابو طالب جب ملک شام کو چلے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ تھے، یہ پہلی مرتبہ کا واقعہ ہے، آنحضرت سلام اللہ علیہ اس وقت بارہ برس کے تھے، شام کے شہر بصریٰ میں جب اترے تو وہاں ایک راہب تھا جسے بُحَیرا کہتے تھے وہ اپنے ایک صومعہ (عبادت خانہ) میں رہتا تھا جس میں علمائے نصاریٰ رہا کرتے اور موروثی طور پر رہتے آئے تھے، یہاں ایک کتاب کا درس بھی دیتے تھے۔

قافلے والے بُحَیرا کے پاس اترے، بحیرا کی یہ حالت تھی کہ اکثر قافلے گزرا کرتے تھے مگر وہ ان سے ہم کلام بھی نہ ہوتا تھا، اس سال نوبت آئی تو حسب معمول اس کے صومعے کے قریب ہی اترے کہ پہلے بھی جب ادھر سے گزرتے یہیں اترا کرتے تھے، بحیرا نے (اب کی مرتبہ) ان کے لئے کھانا پکوایا اور سب کو دعوت دی، دعوت دینے کا سبب یہ ہوا کہ قافلہ پہنچا تو بحیرا نے دیکھا کہ ایک بادل ہے جو تمام لوگوں کو چھوڑ کر اکیلے ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کئے ہے۔ لوگ درخت کے نیچے اترے تو بحیرا نے دیکھا کہ وہی بادل درخت پر سایہ کئے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سائے میں آئے تو شاخیں سرسبز ہو گئیں،

بحیرا نے یہ کیفیت دیکھی تو کھانا منگوایا اور پیغام بھیجا۔

اے جماعت قریش میں نے تم لوگوں کے لئے کھانا تیار کرایا ہے، میں چاہتا ہوں کہ تم سب اس میں شریک ہو، چھوٹے بڑے، آزاد، غلام، کوئی بھی نہ رہ جائے اس سے میری عزت ہوگی۔

ایک شخص نے کہا، بحیرا! تیری یہ خاص بات ہے، تو ہمارے لئے ایسا نہیں کیا کرتا تھا آج کیا ہے؟

بحیرا نے کہا، میں تمہاری بزرگداشت کرنا چاہتا ہوں اور تم اس کے مستحق ہو۔
سب لوگ آئے مگر کم سنی کے باعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رہ گئے، کیونکہ سب

میں آپؐ ہی چھوٹے تھے۔

قافلے کا سامان درخت کے نیچے تھا، آپ بھی وہیں بیٹھے رہے۔

بحیرا نے ان لوگوں کو دیکھا تو جس کیفیت کو وہ جانتا پہچانتا تھا کسی میں نہ پائی اور کہیں نظر نہ آئی، وہ بادل سر پہ دکھائی نہ دیا بلکہ دیکھا تو وہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پہ رہ گیا ہے، بحیرا نے یہ دیکھ کے کہا:

تم میں سے کوئی ایسا نہ ہو کہ میرے ہاں کھانا کھانے سے رہ جائے۔

لوگوں نے کہا: بجز ایک لڑکے کے سب میں کم سن وہی ہے اور اسباب کے پاس بجز دوسرا کوئی باقی نہیں رہا۔

بحیرا نے کہا: اسے بھی بلاؤ کہ میرے کھانے میں شریک ہو، یہ کتنی بری بات ہے کہ تم سب تو آؤ اور ایک شخص رہ جائے، باوصف اس کے کہ میں دیکھتا ہوں وہ بھی تمہیں لوگوں میں سے ہے۔

لوگوں نے کہا خدا کی قسم وہ ہم سب میں شریف النسب ہے وہ اس اس شخص یعنی ابو طالب کا بھتیجا ہے اور عبدالمطلب کی اولاد میں ہے،

حارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف نے کہا: خدا کی قسم، ہمارے لئے یہ قابل ملامت امر تھا کہ عبدالمطلب کا لڑکا ہم میں نہ ہوا اور پیچھے رہ جائے۔

حارث یہ کہہ کے اٹھے، آنحضرت علیہ السلام کو آغوش میں لیا، اور لا کے کھانے پر بٹھا دیا ابر اس وقت بھی آپ کے سر پہ ہیأت افروز حسن و جمال تھا، بحیرا سخت نظر تامل سے آپ کو دیکھنے لگا، جسم کی چیزیں دیکھنی شروع کیں جن کی علامتیں آنحضرتؐ کے اوصاف کی نسبت اس کے پاس (لکھی ہوئی) موجود تھیں۔

بتوں کا واسطہ اور خدا کا سہارا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کے اس راہب نے کہا:

اے لڑکے تجھے لات و عزیٰ کا واسطہ دلاتا ہوں کہ جو کچھ تجھ سے پوچھوں اس کا جواب دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لات و عزیٰ کا واسطہ دلا کے مجھ سے نہ پوچھ،

کہ خدا کی قسم، جتنا میں ان دونوں سے بغض رکھتا ہوں اس قدر کسی چیز سے متنفر نہیں،

راہب نے عرض کی: میں تجھے اللہ کا واسطہ دلاتا ہوں، کہ جو کچھ میں تجھ سے پوچھوں، اس کا جواب دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تیرے جی میں آیا ہے پوچھ لے۔

آنحضرتؐ کے حالات کی نسبت راہب نے سوالات شروع کئے حتیٰ کہ آپؐ کے سونے کی کیفیت بھی دریافت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیتے جاتے تھے جو خود اس کی معلومات کے مطابق اتر رہے تھے، راہب نے پھر آنحضرتؐ کی آنکھوں کے درمیان نظر کی پھر آپ کی پیٹھ کھول کے مہر نبوت دیکھی اور دونوں مونڈھوں کے درمیان اسی طرح نمایاں تھی جس طرح صفت و کیفیت راہب کے پاس (مرقوم) تھی، یہ سب دیکھ کے مہر نبوت جہاں تھی اس کو چوم لیا۔

قریش کی جماعت میں چرچے ہوئے کہ اس راہب کے نزدیک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خاص قدر و عزت ہے۔

یہودیوں سے احتیاط

راہب کا یہ برتاؤ دیکھ دیکھ کے ابو طالب اپنے بھتیجے (آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نسبت خوف کھا رہے تھے، ابو طالب سے اس نے پوچھا:

یہ لڑکا تیرا کون ہے؟

ابو طالب نے کہا میرا بیٹا ہے۔

راہب نے کہا وہ تیرا بیٹا نہیں ہے، اور نہ یہ امر اس لڑکے کے شایان شان ہے کہ اس کا باپ زندہ ہو۔

ابو طالب نے کہا، تو میرا بھتیجا ہے؛

راہب نے کہا اس کا باپ کیا ہوا؟

ابو طالب نے جواب دیا، وہ اپنی ماں کے شکم ہی میں تھا کہ باپ مر گیا۔

راہب نے پوچھا: اس کی ماں کیا ہوئی؟

ابو طالب بولے: تھوڑا ہی زمانہ گزرا کہ انتقال کر گئیں،

راہب نے کہا: تو نے سچ کہا، اپنے بھتیجے کو لے کے اس کے شہر و دیار میں واپس پہنچا دے، یہودیوں سے بچائے رکھنا کہ خدا کی قسم اگر اسے دیکھ لیا اور جو کچھ میں اس کی نسبت جانتا ہوں وہ بھی جان گئے تو اسے اذیت پہنچانا چاہیں گے، تیرے اس بھتیجے کی بڑی شان ہونے والی ہے جو ہماری کتابوں میں (لکھی ہوئی) موجود ہے اور ہم اپنے آباد اجداد سے اس کی روایت کرتے چلے آئے ہیں، یہ بھی جان لے کہ میں نے تیری خیر خواہی کی ہے اور نصیحت کا فرض ادا کیا ہے۔

اہل قافلہ جب تجارت سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کے ابو طالب فوراً چل دیئے۔

کچھ یہودیوں نے آنحضرتؐ کو دیکھ لیا تھا اور آپ کے اوصاف بھی جان لیے تھے ان لوگوں نے دھوکا دے کے یکایک ہلاک کرنا چاہا، بحیرا کے پاس جا کے اس امر میں مذاکرہ کیا تو اس نے سخت ممانعت کی۔

اور پوچھا:

اتجدون صفته (تم لوگ بھی موعود کی صفت اس لڑکے میں پاتے ہو؟)

یہودیوں نے کہا: ہاں۔

بحیرا نے کہا، فما لکم الیہ سبیل (جب یہ بات ہے تو اس کی اذیت رسانی کی سبیل ہی ممکن نہیں)

یہودیوں نے یہ بات مان لی اور باز آئے۔

ابو طالب نے آنحضرتؐ کی معیت میں مراجعت کی تو از راہ شفقت پھر کبھی آپ کو لے کے سفر کو نہ نکلے۔

سعید بن عبد الرحمٰن بن ابزیٰ سے روایت ہے کہ ابو طالب سے اس راہب نے کہا: یہاں کے علاقے میں اپنے بھتیجے کو لے کے نہ نکلنا، اس لئے کہ یہودی عداوت پیشہ ہیں اور یہ اس امت کا پیغمبر ہے، وہ عرب ہے، یہودی حسد کریں گے، وہ چاہتے ہیں

کہ نبی موعود بنی اسرائیل کی قوم کا ہو، لہٰذا اپنے بھتیجے کو بچائے رکھنا۔

آنحضرتؐ کی برکت

نفیسہؓ بنت منیہ کہ یعلیٰ بن منیہ کی بہن تھیں، کہتی ہیں؛

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پچیس برس کے ہوئے کے ہیں اس وقت تک آپ "امین" ہی کے نام سے موسوم تھے اور یہ نام اس لئے مشہور تھا کہ نیک خصلتیں آپ کی ذات میں حد کمال کو پہنچی ہوئی تھیں آپ اسی عمر میں تھے کہ ابو طالب نے گذارش کی،

اے میرے بھتیجے، میں ایک ایسا شخص ہوں کہ میرے پاس مال و زر نہیں، زمانہ ہم پر شدت و سختی گیری کر رہا ہے، پے در پے کئی مہنگے سمے گزرتے چلے آئے ہیں اور حالت یہ ہے کہ نہ ہمارے پاس مایہ و بضاعت ہے، نہ سامان تجارت ہے، یہ تیری قوم کا قافلہ ہے کہ ملک شام میں اس کے سفر کا وقت آگیا ہے، خدیجہ بنت خویلد تیری قوم کے لوگوں کو اپنے اسباب کے ساتھ بھیجتی ہے اگر تو بھی اپنے آپ کو پیش کرے (تو بہتر ہے)

خدیجہؓ کو یہ خبر ملی تو آنحضرتؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیغام بھیجا اور جو اجرت دوسروں کو دیتی تھیں آپ کے لئے اس کا دونا معاوضہ قرار دیا، آنحضرتؐ اس قرارداد کے مطابق خدیجہؓ کے غلام میسرہ کے ساتھ چلے تا آنکہ شام کے شہر بُصریٰ میں پہنچے اور یہاں کے بازار میں ایک درخت کے نیچے فروکش ہوئے، ایک راہب جس کا نام نسطورا تھا یہ مقام اس کی عبادت گاہ کے قریب ہی واقع تھا، میسرہ کو یہ راہب پہلے سے جانتا تھا، اس کے پاس آکے پوچھا؛

اے میسرہ اس درخت کے نیچے کون اترا ہے؟

میسرہ نے کہا، ایک قریشی جو حرم کعبہ والوں میں ہے۔

راہب نے کہا، اس درخت کے نیچے بجز پیغمبر کے اور کوئی دوسرا ہرگز نہیں اترا، یہ کہہ کے میسرہ سے دریافت کیا،

کیا اس کی دونوں آنکھوں میں سرخی ہے؟

میسرہ نے جواب دیا:

ہاں۔ اور یہ سرخی کبھی اُس سے جدا نہیں ہوتی۔

راہب نے کہا:

وہی وہی، آخری پیغمبر، اے کاش میں وہ زمانہ پاتا جب اس کے اخراج کا وقت آتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو مال لے کے چلے تھے بصریٰ کے بازار میں اس کو بیچ ڈالا

اور دوسرا سامان مول لیا، ایک شخص کے ساتھ کسی چیز میں اختلاف ہوا اس نے کہا۔

لات و عزیٰ کی حلف اٹھاؤ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں نے کبھی ان دونوں کی قسم نہیں کھائی میں تو پاس سے گزرتا ہوں تو اُن کی جانب سے منہ پھیر لیتا ہوں۔

اُس شخص نے تصدیق کی کہ بات وہی ہے جو تو نے کہی، میسرہ سے راہب نے تنہائی میں کہا:

خدا کی قسم یہ پیغمبر ہے، جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اُسی کی قسم کہ یہ وہی ہے جس کی صفت ہمارے علما اپنی کتابوں میں پاتے ہیں۔

میسرہ نے یہ بات ذہن نشین کر لی اور آخر کار تمام قافلے والے واپس چلے۔

میسرہ کی نگاہ (اثنائے سفر میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تھی، جب دوپہر ہوتی اور گرمی بڑھتی تو دیکھتا کہ آنحضرتؐ تو اونٹ پر سوار ہیں اور دو فرشتے دھوپ سے آپ پر سایہ کئے ہوئے ہیں۔

راویوں کا بیان ہے کہ اللہ تعالےٰ نے میسرہ کے دل میں آنحضرتؐ کی ایسی محبت ڈال دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ گویا غلام بن گیا۔ واپسی میں جب مقام مرّ الظہران پہنچے تو آنحضرتؐ سے عرض کی:

یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ خدیجہؓ کے پاس جایئے اور مجھ سے پہلے پہنچ جایئے آپ کے باعث مال میں اللہ تعالےٰ نے خدیجہؓ کو جو نفع پہنچایا ہے اس سے مطلع فرمایئے

آپ کے لئے وہ اس کا خیال رکھیں گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے، تا آنکہ ظہر کے وقت مکے پہنچے۔ خدیجہ اپنے ایک بالاخانے میں چند عورتوں کے ساتھ بیٹھی تھیں جن میں ایک نفیسہ بنت منیہ بھی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آتے دیکھا کہ آپ اپنے اونٹ پر سوار ہیں اور دو فرشتے سایہ کر رہے ہیں، ان عورتوں کو یہ کیفیت دکھائی تو سب متعجب ہوئیں خدیجہ کے پاس آنحضرتؐ تشریف لائے اور مال میں جو نفع ہوا تھا اس کا حال بیان کیا۔ خدیجہ اس سے خوش ہوئیں، میسرہ کے آنے پر اپنا مشاہدہ اس سے بیان کیا تو میسرہ نے کہا:

جب سے ملک شام سے ہم واپس چلے ہیں یہ اسی وقت سے میں دیکھتا آیا،

میسرہ نے نسطور راہب کی بات بھی خدیجہ کو سنا دی اور اُس شخص کی گفتگو بھی بتا دی جس نے بیع کے معاملے میں آنحضرتؐ کی مخالفت کی تھی،

پہلے جتنا فائدہ ہوتا اس مرتبہ خدیجہؓ نے اس سے دونا فائدہ اٹھایا، آنحضرتؐ کے لئے جو معاوضہ نامزد کیا تھا خدیجہؓ نے اس کی مقدار بھی دونی کر دی۔

بعض آثار نبوت

ابن عباس کہتے ہیں،

من جملۂ آثار نبوت پہلے پہل جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشاہدہ فرمائی وہ یہ تھی کہ آپ ہنوز لڑکے ہی تھے کہ حکم ہوا۔ اِستَتِر (ستر عورت کر، جن اعضا کو ڈھانک چھپا کے رکھنا چاہیئے انھیں کھلا نہ رہنے دے) اسی دن سے پھر آپ کے اعضائے نہفتنی نظر نہ آئے۔

عائشہؓ کہتی ہیں:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے جسم) میں اسے نہ دیکھا۔

بَرّہ بنت ابی تجراب کہتی ہیں:

اللہ تعالےٰ کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اکرام اور نبوت کی ابتدا منظور

ہوئی تو یہ کیفیت پیش آنے لگی کہ آنحضرت سلام اللہ علیہ جب قضائے حاجت کے لئے نکلتے تو اتنی دور نکل جاتے کہ کوئی گھر نظر نہ آتا، غاروں اور دروں اور وادیوں میں چلے جاتے گزرو ہاں جس پتھر اور جس درخت کے پاس سے گزرتے وہ کہتا، السلام علیک یا رسول اللہ (اے خدا کے پیغمبر آپ سلامت رہیں) واہنے بائیں اور پیچھے دیکھتے تو کوئی نظر نہ آتا۔

ربیعؒ یعنی ابن خثیم کہتے ہیں:

عہد جاہلیت میں اسلام سے پیشتر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم بنایا جاتا تھا مقدمات پیش ہوتے تھے اور آپ سے فیصلہ کرایا جاتا تھا، اسلام میں تو پھر آپ کی یہ خصوصیت ہو ہی گئی۔

ربیع نے ایک بات کہی ہے، اور وہ کون سی بات ہے؟ وہ بات یہ ہے کہ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی، آپ کو امین بنا دیا تھا۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے اپنی وحی کا امین آنحضرت علیہ السلام کو ٹھہرایا تھا۔

مجاہد سے روایت ہے کہ، قبیلۂ بنی غفار کے لوگوں نے ایک گوسالے کی قربانی کرنی چاہی کہ اسے ذبح کرکے بعض دیوتاؤں پر چڑھائیں، گوسالے کو قربانی کے لئے جب باندھا تو وہ چلایا: یاآلِ ذریح امرٌ نجیح، صائحٌ یصیح بمکۃ یشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ (جماعت کی دہائی ایک معاملہ کامیاب ہو چکا ہے، ایک چلانے والا، بزبان فصیح مکے میں اس بات کی شہادت دیتے ہوئے چلا رہا ہے کہ بجز اللہ کے اور کوئی معبود نہیں)، لوگوں نے دیکھا اور کچھ روز کے بعد اس تاریخ کا حساب لگایا تو معلوم ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو چکے تھے۔

عید بُوانہ

ابن عباسؓ کہتے ہیں مجھ سے ام ایمن نے بیان کیا کہ بوانہ ایک بُت تھا جس کے حضور میں قریش حاضر ہو کے اس کی تعظیم کرتے تھے۔ قربانی کرتے تھے، وہیں اپنے سر منڈاتے تھے ایک رات دن اسی کے پاس معتکف رہتے تھے اور یہ تمام رسمیں سال میں ایک دن ہوا کرتی تھیں،

لہ ذریح: بوزن "امیر" بمعنی جماعت۔

ابو طالب اپنے لوگوں کے ساتھ اس تقریب میں شریک ہوتے رہتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتے کہ لوگوں کی معیت میں آپ بھی اس تہوار میں شرکت فرمائیں، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکار ہی کرتے، حتیٰ کہ میں نے دیکھا ابو طالب آپ سے ناخوش ہو گئے اور آپ کی پھوپیاں سخت غضب ناک ہو کر کہنے لگیں:

تو جو ہمارے دیوتاؤں سے پرہیز و اجتناب کر رہا ہے تو اس کرتوت سے ہمیں خود تجھ پر خوف ہے۔

یہ بھی کہنے لگیں:

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا ارادہ ہے کہ تم اپنی قوم کے کسی میلے میں نہ شریک ہوتے اور نہ ان کی جمعیت بڑھاتے؟

میلے میں شریک ہونے کا نتیجہ

ام ایمن کہتی ہیں کہ سب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درپے رہے، ناچار آپ کو جانا پڑا، گئے تو جب تک خدا نے چاہا ان کی نظروں سے غائب رہے، واپس آئے تو مرعوب و دہشت زدہ تھے۔

پھوپیوں نے پوچھا:

مادھاک (تجھے کیا ہو گیا ہے؟)

انی اخشی ان یکون بی لمم (میں ڈرتا ہوں کہ مجھے جنون نہ ہو)

ان سب نے کہا: ماکان اللہ لیبتلیک بالشیطان وفیک من خصال الخیر مافیک (تجھ میں جو جو نیک خصلتیں ہیں ان کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ شیطان کے ابتلا میں تجھے نہ پھنسائے گا) فما الذی رأیت (آخر تو نے کیا دیکھا؟)

فرمایا: انی کلما دنوت من صنم منها تمثّل لی رجل ابیض طویل یصیح بی "وراءک یا محمد لا تمسہ" (ان بتوں میں سے جس بت کے پاس جاتا ایک سفید رنگ بلند بالا آدمی دکھائی دیتا جو للکارتا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پیچھے ہٹ جاؤ اسے

اسے نہ چھو)

ام ایمن کہتی ہیں اس واقعہ کے بعد قریش کے کسی میلے میں آنحضرتؐ نے شرکت نہ کی حتیٰ کہ نبوت سے فائز ہوئے۔

بادشاہ تُبّع مدینہ میں

اُبَیّ بن کعب کہتے ہیں، تُبّع (بادشاہ یمن) جب مدینے میں آیا اور ایک نالی کے کنارے فروکش ہوا تو علمائے یہود کو بلا کے کہا:

اس شہر کو ویران کیا چاہتا ہوں، تاکہ یہودیوں کا مذہب یہاں استقامت نہ پا سکے عربوں ہی کا مذہب مرجع قرار پائے،

ساموِل یہودی نے کہ سب سے بڑا عالم تھا اس کا جواب دیا:

آنحضرتؐ کی نسبت ایک یہودی پیشوا کی پیشگوئی

اے بادشاہ یہ وہ شہر ہے کہ اولاد اسمٰعیل (علیہ السلام) کے ایک پیغمبر کا یہ مقام ہجرت ہوگا، اس کی ولادت گاہ مکہ، نام احمدؐ اور یہ (شہر مدینہ) اس کا دار الہجرت ہوگا، اسی جگہ جہاں تو اس وقت کھڑا ہے بہتیرے مقتول و مجروح ہوں گے اس کے اصحاب بھی اور اس کے دشمن بھی؛

تُبّع نے پوچھا؛

تمہارے گمان کے مطابق وہ تو پیغمبر ہوگا، پھر ان دنوں اس سے لڑے گا کون؟

ساموِل نے کہا؛

اُسی کی قوم اُس پر چڑھائی کرے گی اور یہیں آپس میں لڑیں گے۔

تُبّع نے کہا؛

اُس کی قبر کہاں ہوگی؟

ساموِل نے کہا اسی شہر میں۔

تبع نے دریافت کیا:
جب اُس کے ساتھ لڑیں گے تو شکست کس کو ہوگی؟
سامول نے کہا:
کبھی اُسے اور کبھی اُنھیں، جس جگہ اس وقت تو ہے یہیں اُس کو ہزیمت ہوگی اور یہاں اُس کے اتنے اصحاب کام آئیں گے کہ جتنے کسی دوسری جگہ قتل نہ ہوئے ہوں گے، مگر انجام کار اُسی کو فتح ہوگی، وہی غالب آئے گا اور ایسا غالب کہ اس امر (نبوت) میں کوئی اس کا منازع (یعنی طرف مقابل) نہ رہ جائے گا۔
تبع نے پھر پوچھا: اور اُس کا حلیہ کیا ہوگا؟
سامول نے کہا:
وہ نہ پست قامت ہوگا نہ دراز قد، دونوں آنکھوں میں سرخی ہوگی، اونٹ پر سوار ہوا کرے گا، شملہ[1] پہنے گا، گردن پر تلوار رہے گی، جو اس کے مقابل آئے گا خواہ بھائی ہو یا بھتیجا یا چچا، کسی کی پروا نہ کرے گا، تا آنکہ غالب آئے۔
تبع نے کہا:
اس شہر پر قبضہ کرنے کی کوئی سبیل نہیں میں نہیں چاہتا کہ یہ میرے ہاتھ پر ویران ہو۔
ناچار تبع یمن چلا گیا۔

کتمان ذکر جناب نبوی

عبدالحمید بن جعفر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ زبیر بن باطا جو یہودیوں میں سب سے بڑا عالم تھا کہتا تھا کہ میں نے ایک کتاب پائی ہے جس کا ختم میرا باپ مجھے سنایا کرتا تھا۔ اسی کتاب میں "محمد" کا تذکرہ ہے کہ وہ ایک پیغمبر ہوں گے۔ اور

---

[1] شُمْلَۃ، بالکسر، ہیئاۃ اشتمال، کپڑے کو اس طرح پہننا کہ تمام بدن چھپا رہے، عمامہ کا شملہ عربی زبان [illegible] نہیں ہے۔

سرزمین قرظ[1] میں ظہور فرمائیں گے، اُن کا حلیہ ایسا اور ایسا ہوگا، اپنے باپ کے مرنے پر زبیر نے لوگوں سے اس کا تذکرہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مبعوث نہیں ہوئے تھے، کچھ ہی دن گزرے تھے کہ اُس نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے میں ظہور فرمایا، وہ کتاب لی اور رزوہ تشریح، مٹا دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان دجو اس کتاب میں مذکور تھی، چھپا ڈالی اور کہدیا اس میں نہیں ہے۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے قبل ہی قریظہ ونضیر وخیبر وفدک کے یہودیوں کے ہاں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صفات وشمائل اور حلیہ موجود تھا۔ یہ بھی جانتے تھے کہ آپ کا دارالہجرت مدینہ ہوگا، آنحضرت صلواۃ اللہ علیہ جب پیدا ہوئے تو علمائے یہود نے کہا کہ آج شب کو احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پیدا ہوگئے یہ ستارہ نکل آیا، جب آپ نبی ہوئے تو انھیں لوگوں نے کہا: احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نبی ہوگئے، وہی ستارہ طلوع ہوگیا جو کسی نبی کی نبوت کے وقت طلوع ہوا کرتا ہے، وہ لوگ اس کو پہچانتے تھے۔ آپ کا ذکر پڑھا کرتے تھے اور آپکی صفت بیان کیا کرتے تھے، مگر حسد وسرکشی کی وجہ سے انکار کر بیٹھے۔

نملہ بن ابی نملہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ انھوں نے کہا کہ یہود بنی قریظہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اپنی کتابوں میں پڑھا کرتے تھے اور اپنے بچوں کو آپ کی صفت اور نام اور ہمارے پاس ہجرت کرکے آنے کی تعلیم دیا کرتے تھے، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوگئے تو ان لوگوں نے حسد کیا اور بغاوت کی اور کہا کہ یہ وہ نہیں ہیں۔

---

[1] قرظ: برگ درخت سَلَم، یا درخت سنط کا پھل یہ دونوں قسم کے درخت صحرائے عرب میں مشہور تھے اہل عرب ان کے پتے اور پھل کی بڑی قدر کرتے تھے اور اسی کا نام قرظ تھا قرظ کو نچوڑ کے ایک دوا بناتے تھے جسے " آقاقیا " کہتے تھے، ملک میں اس کی تجارت بھی تھی سعدالقرظ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل نام فقط "سعد" تھا اسی کی تجارت کے باعث "سعدالقرظ" مشہور ہوئے، خود ملک عرب کو بھی اس زمانے میں اسی وجہ سے "سرزمین قرظ" کہتے تھے۔

ابوسفیان مولائے ابن ابی احمد سے مروی ہے کہ ثعلبہ بن سعید واسید بن سعیہ واسد بن عبید کا (جوان لوگوں کے چچا کے بیٹے تھے) اسلام محض ابوعمیرہ ابن الہیبان کی حدیث کی وجہ سے ہوا۔

ابن الہیبان یہودی جو یہود شام میں سے تھا۔ اسلام سے چند سال پہلے آیا۔

لوگوں نے کہا کہ ہم نے کسی شخص کو جو پانچ وقت کی نماز نہ پڑھتا ہو (یعنی مسلمان نہ ہو) اس سے بہتر نہیں دیکھا، اور جب ہم سے بارش روک لی جاتی تھی تو ہم اس کے محتاج ہوتے تھے، اس سے کہتے تھے کہ اے ابن الہیبان نکلو اور ہمارے لئے بارش کی دعا کرو، وہ کہتا تھا، نہیں۔ تاوقتیکہ تم لوگ اپنے (نماز استسقا کے لئے) نکلنے سے پہلے صدقہ نہ دو (میں دعا نہ کروں گا) ہم کہتے تھے کیا چیز پہلے کریں۔

وہ جواب دیتا کہ ایک صاع کھجور یا دو مد جَو ہر شخص کے بدلے صدقہ دو۔

ہم یہی صدقہ کرتے تھے پھر وہ ہمیں وادی کے وسط میں لے جاتا تھا۔ واللہ ہم لوگ (مقام دعا سے) نہ ہٹتے تھے تاوقتیکہ ابر نہ گزرتا تھا اور ہم پر بارش نہ کر دیتا تھا۔

اس نے بہت مرتبہ ہمارے ساتھ یہی کیا اور ہر مرتبہ ہمیں بارش دی گئی۔ وہ ہمارے درمیان ہی تھا کہ اس کی وفات کا وقت آ گیا۔

اس نے کہا کہ اے گروہ یہود تمہارے خیال میں مجھے کس چیز نے شراب و خمیر (کی روٹی) کے ملک سے تکلیف اور بھوک کے ملک کی طرف نکالا۔

لوگوں نے کہا اے ابو عمیر تمہیں زیادہ جانتے ہو۔

اس نے جواب دیا، میں اس زمین محض اس لئے آیا کہ ایک نبی کے خروج کا انتظار کروں جن کا زمانہ تم پر آ گیا ہے یہی شہر انکی ہجرت گاہ ہے اور مجھے امید ہے کہ میں ان کو پاؤں گا، میں انکی پیروی کروں گا۔ تم لوگ اگر ان کو سننا تو ہرگز کوئی شخص تم پر ان کے پاس سبقت نہ کرنے پائے، کیونکہ وہ خونریزی بھی کریں گے اور بچوں اور عورتوں کو قید بھی کریں گے یہ چیز ہرگز ہرگز تمہیں ان سے روکنے نہ پائے۔

وہ مر گیا۔ جب وہ رات آئی کہ اس کی صبح کو بنی قریظہ پر فتح حاصل ہوئی تو ثعلبہ اور

اسید فرزندان سعید و اسید بن عبید نے جو نوجوان تھے ان لوگوں سے کہا کہ اے گروہ یہود واللہ یہ تو وہی شخص ہے جن کا وصف ہم سے ابو عمیر ابن الہیبان نے بیان کیا تھا لہٰذا اللہ سے ڈرو اور انکی پیروی کرو۔

انھوں نے کہا کہ یہ وہ نہیں ہیں۔

ان جوانوں نے کہا واللہ بالضرور یہ وہی ہیں۔

یہ لوگ اتر آئے اور اسلام لائے ان کی قوم نے اسلام لانے سے انکار کیا۔

محمد بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سے روایت کی کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے ایک ماہ قبل ہم لوگ صنم بوانہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اونٹوں کی قربانی کی تھی۔ اتفاق سے ایک بت کے پیٹ سے ایک شور کرنے والا شور کر رہا تھا۔ کہ ایک عجیب بات سنو، وحی کا چرانا بند ہو گیا اور ہمیں شہاب (انگارے) مارے جاتے ہیں۔ ایک نبی کی وجہ سے جو مکے میں ہوں گے اور ان کا نام احمد ہوگا اور ان کی ہجرت گاہ یثرب ہوگی۔

ہم لوگ رک گئے اور متعجب ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہو گئے۔

النضر بن سفیان الہذلی نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ اپنے ایک قافلے کے ہمراہ ملک شام روانہ ہوئے، جب زرقاء و معان کے درمیان پہنچے تو ستانے کے لئے رات کو مقیم ہو گئے، اتفاق سے ایک سوار کہہ رہا تھا اے سونے والو بیدار ہو جاؤ کیونکہ یہ وقت سونے کا نہیں ہے۔ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ظاہر ہو گئے ہیں اور جن پوری طور پر کھدیڑ دیئے گئے ہیں۔

ہم لوگ پریشان ہو گئے حالانکہ ہمارے رفیق بہت تھے جنھوں نے اس کو سنا ہم اپنے اعزہ کے پاس آئے تو انھیں مکے میں اس اختلاف کا ذکر کرتے سنا جو قریش میں ایک نبی کے متعلق تھا جو بنی عبدالمطلب میں سے ظاہر ہوئے تھے اور نام احمد تھا (صلی اللہ علیہ وسلم)

عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ: میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو کہتے سنا کہ ہم

اولاد اسماعیلؑ کی شاخ بنی عبدالمطلب میں سے ایک نبی کے منتظر ہیں، میں خیال نہیں کرتا کہ انھیں پاؤں گا، میں ان پر ایمان لاتا ہوں اور ان کی تصدیق کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ وہ نبی ہیں (اے مخاطب) اگر تمہاری مدت دراز ہو اور تم انھیں دیکھو تو ان سے میرا سلام کہدینا اور میں تمہیں بتاؤں گا کہ ان کی صفت کیا ہے یہاں تک کہ وہ تم پر مخفی نہ رہیں گے۔

میں نے کہا بیان کرو:

انھوں نے کہا، وہ ایسے شخص ہوں گے جو نہ بلند قامت ہوں گے نہ پست قد اور نہ بہت بال والے ہوں گے نہ کم بال والے۔ ان کی آنکھوں سے سرخی کبھی جدا نہ ہوگی، دونوں شانوں کے درمیان (پشت پر) مہر نبوت ہوگی، نام احمد ہوگا۔

یہ شہر (مکہ) ان کا مقام ولادت و بعثت ہوگا۔ پھر اس (مکے) سے قوم انھیں نکال دے گی اور جو کچھ تعلیمات الہٰی وہ لائیں گے ناپسند کرے گی۔ یہاں تک کہ وہ یثرب کی طرف ہجرت کریں گے اور ان کے امر کو غلبہ ہو جائے گا۔

بس خبردار رہنا کہ تمہیں ان سے بہکا نہ دیا جائے۔ میں تمام شہروں میں دین ابراہیمؑ کی طلب و تلاش میں گھوما ہوں، جن یہودی نصرانی یا مجوسی سے . . . . . دریافت کرتا تھا وہ کہتے تھے کہ یہ دین تمہارے بعد آئے گا اور آنحضرتؐ کی صفات اسی طرح بیان کرتے تھے جس طرح میں نے تم سے بیان کی ہیں اور کہتے تھے کہ ان کے سوا اب کوئی نبی باقی نہیں۔

عامر بن ربیعہ نے کہا: جب میں اسلام لایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زید بن عمرو کے قول کی خبر دی اور انکی طرف سے آپ کو سلام کہدیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیا، ان کے لئے دعائے رحمت کی اور فرمایا کہ میں نے انھیں جنت میں ناز سے ٹہلتے دیکھا ہے۔

عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب سے مروی ہے کہ زید بن عمرو بن نفیل نے کہا۔

میں نے نصرانیت و یہودیت کی خوشبو لی مگر ان دونوں کو ناپسند کیا۔ شام اور اس کے مضافات میں پھرا۔ یہاں تک کہ صومعہ میں ایک راہب کے پاس گیا اس سے اپنی قوم سے جدائی و بت پرستی و یہودیت و نصرانیت سے کراہت بیان کی تو اس نے کہا۔

میں خیال کرتا ہوں کہ تم دین ابراہیمؑ چاہتے ہو۔ اے اہل مکہ کے برادر تم وہ دین تلاش کرتے ہو جس پر آج عمل نہیں کیا جاتا وہ تمھارے باپ ابراہیمؑ کا دین ہے جو حنیف (موحد) تھے۔ نہ یہودی تھے نہ نصرانی وہ اسی بیت اللہ کی طرف نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے تھے۔ جو تمہارے شہر (مکہ) میں ہے۔ لہٰذا تم اپنے شہر میں چلے جاؤ کیونکہ تمھاری قوم میں سے تمہارے ہی شہر میں ایک نبی مبعوث ہوں گے جو دین حنیفہ ابراہیمؑ کو لائیں گے اور وہ خدا کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ بزرگ ہوں گے۔"

عائشہؓ سے مروی ہے۔

مکے میں ایک یہودی رہتا تھا جو وہیں تجارت کرتا تھا۔ جب وہ شب ہوئی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو اس نے قریش کی ایک مجلس میں کہا۔

کیا آج کی شب تم لوگوں میں کوئی بچہ ہوا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ہمیں اس کا علم نہیں ہے۔

اس نے کہا:

میں نے غلطی کی، واللہ، جہاں میں ناپسند کرتا تھا (وہیں ولادت ہوئی) اے گروہ قریش دیکھو، جو میں تم سے کہتا ہوں اس کی جانچ کرو۔ آج کی شب کو اس امت کے نبی احمدؐ جو سب سے آخر میں پیدا ہوئے ہیں اگر میں تم سے غلطی کرتا ہوں تو وہ فلسطین میں (پیدا ہوئے) ہیں۔ ان کے دونوں شانوں کے درمیان ایک سیاہ و زرد سا ہے جس میں برابر برابر بال ہیں۔

ساری قوم اپنی نشست گاہ سے منتشر ہوگئی اور وہ لوگ اس کی بات سے تعجب کر رہے تھے۔

جب یہ لوگ اپنے اپنے مکان گئے تو انھوں نے اپنے اپنے متعلقین سے ذکر کیا ان میں سے بعض سے کہا گیا کہ آج شب کو عبداللہ بن عبدالمطلب کے یہاں لڑکا پیدا ہوا ہے اس کا نام انھوں نے محمد صلعم رکھا ہے۔

اس روز کے بعد یہ سب لوگ ملے اور اس یہودی کے پاس گئے اس سے کہا کہ کیا

تمھیں معلوم ہے کہ ہمارے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا ہے، اس نے کہا کہ میرے خبر دینے کے بعد ہوا ہے یا اس سے پہلے، لوگوں نے کہا اس سے پہلے، اور اس کا نام احمدؐ ہے، اس نے کہا: ہمیں اس کے پاس لے چلو۔

یہ لوگ اس کے ہمراہ نکلے، یہاں تک کہ بچے کی والدہ کے پاس گئے انھوں نے اس بچے کو ان لوگوں کے پاس باہر بھیج دیا۔ اس یہودی نے وہ مسّا بچے کی پیٹھ پر دیکھا تو غش آگیا۔ افاقہ ہوا تو لوگوں نے کہا کہ تیری بربادی ہو تجھے کیا ہوا۔ جواب دیا۔

بنی اسرائیل سے نبوت چلی گئی، اور ان کے ہاتھوں سے کتاب الٰہی نکل گئی۔ یہ لکھا ہوا ہے کہ وہ بنی اسرائیل کو قتل کرے گا اور ان کے احبار پر غالب آجائے گا عرب نبوت پر فائز ہوئے اے گروہ قریش کیا تم خوش ہوئے۔ خبردار، واللہ وہ تم کو ایسا غلبہ دے گا جس کی خبر مشرق سے مغرب تک جائے گی۔

یعقوب بن عتبہ بن المغیرہ بن الاخنس سے مروی ہے کہ ستارہ گرنے سے عرب میں سب سے پہلے قبیلۂ ثقیف پریشان ہوا۔ وہ لوگ عمرو بن امیہ کے پاس آئے کہ تم دیکھتے نہیں کہ کیا بات پیدا ہوئی۔

اس نے کہا کہ ہاں دیکھتا ہوں۔ تم لوگ غور کرو۔ اگر یہ راہ بتانے والے ستارے وہی ہیں جن سے راستے کا اندازہ کیا جاتا ہے اور جاڑے گرمی اور بارش کے اوقات معلوم ہوتے ہیں۔ اگر وہی ستارے بکھر گئے ہیں تو دنیا کا فیصلہ ہے اور اس مخلوق کی روانگی ہے۔ جو اس دنیا میں ہے۔ اور اگر یہ کوئی دوسرے ستارے ہیں تو کوئی اور امر ہے جس کا اس مخلوق کے ساتھ اللہ نے ارادہ کیا ہے اور کوئی نبی عرب میں مبعوث ہوگا۔ اس بات کا چرچا ہو گیا۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ اللہ نے یعقوب کو وحی بھیجی کہ میں تمہاری ذریت میں سے بادشاہ اور انبیاء مبعوث کروں گا۔ یہاں تک کہ میں اس نبی حرم کو مبعوث کروں گا جس کی امت ہیکل بیت المقدس تعمیر کرے گی۔ وہ خاتم الانبیاء ہوگا اور اس کا

شعبی سے مروی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے دفتر میں ہے کہ تمہاری اولاد میں چند شاخیں اور چند شاخیں ہونگی (یعنی اولاد اسماعیل و اولاد اسحاق) یہاں تک کہ وہ نبی امی آئیں گے جو خاتم الانبیاء ہوں گے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب ابراہیمؑ کو ہاجر (والدہ اسماعیل کو نکالنے کا حکم ہوا تو انھیں براق پر سوار کیا گیا۔ وہ جس شیریں اور نرم (قابل زراعت) زمین پر گزرتے تھے تو کہتے تھے کہ اے جبرئیل یہیں اتار دو۔ جواب ملتا۔ نہیں، یہاں تک کہ مکہ آئے۔ جبرئیل نے کہا۔ اے ابراہیمؑ اترو۔ انھوں نے کہا۔ یہاں نہ دودھ کے جانور نہ زراعت۔ جبرئیل نے کہا ہاں یہیں تمہارے بیٹے کی اولاد سے وہ نبی نکلیں گے جن سے کلمۂ علیا تکمیل کو پہنچے گا۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ جب ہاجر اپنے فرزند اسماعیلؑ کو لے کے نکلیں تو انھیں ایک ملنے والا ملا اور کہا اے ہاجر تمہارا بیٹا متعدد قبائل کا باپ ہوگا اور اسی کے قبیلے سے نبی امی ہوں گے جو ساکن حرم ہوں گے۔

عاصم بن عمرو وغیرہ سے مروی ہے کہ جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کے قلعہ میں اترے تو کعب بن اسد نے بنی قریظہ سے کہا۔ اے گروہ یہود اس شخص کی پیروی کرو کیونکہ واللہ وہ نبی ہیں۔ تمھیں بھی خوب واضح ہو گیا ہے کہ وہ نبی مرسل ہیں یہ وہی ہیں جنکو تم اپنی کتاب میں (لکھا ہوا) پاتے ہو۔ یہ وہی ہیں جن کے متعلق عیسیٰؑ نے بشارت دی ہے تم لوگ خوب انکی صفت پہچانتے ہو۔

ان لوگوں نے جواب دیا بے شک یہ وہی ہیں۔ مگر ہم لوگ توریت کے حکم سے جدا نہ ہوں گے (یعنی توریت کو ترک کرکے قرآن پر عمل نہ کریں گے۔)

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدرسۂ توریت میں آئے تم میں جو سب سے بڑا عالم ہو اسے میرے پاس بھیجو۔

انھوں نے کہا وہ عبداللہ بن صوریا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے تنہائی میں ملے اسے آپ نے اس کے دین کی اور اس انعام کی جو اللہ نے ان لوگوں پر کیا تھا اور اس من وسلویٰ کی جو انھیں عطا کیا تھا اور اس ابر کی جس کے ذریعہ سے ان پر سایہ ڈالا تھا

قسم دی گئی کیا تو جانتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

اس نے کہا کہ ہاں اپنا ہاں جو میں جانتا ہوں اسے ساری قوم جانتی ہے، بیشک آپ کی حالت وصفت توریت میں بواضح طور پر بیان کی گئی ہے۔ ان لوگوں نے آپ سے حسد کیا۔

آپ نے فرمایا: اچھا خود تمہیں کون سا امر مانع ہے۔

عرض کی، میں اپنی قوم کی مخالفت پسند نہیں کرتا۔ عنقریب یہ لوگ آپ کی پیروی کریں گے اور اسلام لائیں گے تو میں بھی اسلام لاؤں گا۔

محمد بن عمارہ بن عزیہ وغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وفد نجران آیا۔ ان میں ابو الحارث بن علقمہ بن ربیعہ بھی تھا جو ان لوگوں کے دین کا عالم اور رئیس تھا وہ ان کا اسقف (پادری) اور امام اور توریت کا معلم بھی تھا، ان لوگوں میں اس کی قدر بھی تھی۔ اس کے خچر نے ٹھوکر کھا کر اسے گرادیا، بھائی نے کہا کہ دور ماندہ ہلاک ہوگیا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ کرتا ہے۔

ابو الحارث نے کہا تم خود ہلاک و برباد ہوئے۔ کیا تم اس شخص کو برا کہتے ہو جو مرسلین میں سے ہے۔ بیشک یہ وہی ہیں جنکی عیسیٰؑ نے بشارت دی ہے اور بے شک توریت میں انھیں کا تذکرہ ہے۔ انھوں نے کہا پھر تمہیں ان کا دین قبول کرنے سے کون سا امر مانع ہے۔

اس نے کہا اس قوم نے ہمیں شریف بنایا، ہمارا اکرام کیا، ہمیں مال دیا، ان لوگوں کو آپ کی مخالفت کے سوا اور کوئی بات منظور نہیں۔

بھائی نے قسم کھائی کہ وہ اس کی وجہ سے کسی طرف مائل نہ ہوں گے تاوقتیکہ مدینہ آکر آنحضرتؐ پر ایمان نہ لائیں۔ اس نے کہا اے برادر جانے دو کیونکہ میں تو محض مزاح کر رہا تھا، جواب دیا: اگرچہ مزاح ہو، وہ اپنی سواری مارنے لگے اور یہ شعر پڑھنے لگے ؎

الیک تعدو قلقا وضینہا — معترضا فی بطنہا جنینہا

مخالفا دین النصاری دینہا

ابو الحارث کے بھائی آئے اور اسلام لائے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ قریش نے النضر بن الحارث بن علقمہ اور عقبہ ابن ابی معیط وغیرہ کو یہود یثرب کے پاس بھیجا اور ان لوگوں سے کہا کہ تم ان سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دریافت کرو۔

یہ لوگ مدینہ آئے اور کہا کہ ہم لوگ تمہارے پاس ایک ایسے امر کے لئے آئے ہیں جو ہم میں پیدا ہو گیا ہے۔ ہمارا ایک یتیم حقیر لڑکا بہت بڑی بات کہتا ہے۔ وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ رحمٰن کا رسول ہے ہم سوائے رحمٰن یمامہ کے اور کسی رحمان کو نہیں پہچانتے۔

ان لوگوں نے کہا کہ ہم سے اس کی صفت بیان کرو۔

صفت بیان کی تو پوچھا:

تم میں سے کس نے اس کی پیروی کی۔

انھوں نے کہا کہ ہمارے ادنیٰ ترین لوگوں نے؛ ان میں سے ایک عالم ہنسا اور کہا یہی وہ نبی ہیں جن کی نعت وصفت ہم (اپنی کتاب میں) پاتے ہیں اور ان کی قوم کو ان کا سخت دشمن پاتے ہیں۔

حرام بن عثمان الانصاری سے مروی ہے کہ اسعد بن زرارہ اپنی قوم کے چالیس آدمیوں کے ہمراہ ملک شام سے تجارت کے لئے آئے، انھوں نے ایک خواب دیکھا کہ کوئی آنے والا ان کے پاس آیا اور کہا کہ اے ابو امامہ ایک نبی مکے میں ظاہر ہوں گے۔ تم ان کی پیروی کرنا۔ اس کی یہ علامت ہے کہ تم لوگ ایک منزل میں اترو گے۔ تمہارے ساتھیوں پر ایک مصیبت آئے گی، تم بچ جاؤ گے اور فلاں شخص کی آنکھ میں طاعون ہو جائے گا۔

لوگ ایک منزل میں اترے اور رات کے وقت ان سب کو طاعون نے آدبایا۔ سوائے ابو امامہ کے اور ان کے ایک ساتھی کے جس کی آنکھ میں طاعون ہوا سب پر مصیبت آگئی

صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ خالد بن سعید نے کہا:

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے خواب میں ایک تاریکی دیکھی جس نے مکے کو چھپا لیا۔ یہاں تک کہ میں نہ پہاڑ کو دیکھتا تھا نہ زمین کو۔ پھر میں نے ایک نور دیکھا جو زمزم سے نکلا، مثل چراغ کی روشنی کے۔ وہ جب بلند ہوتا بڑا ہو جاتا۔ اور

پھیل جاتا۔ وہ بلند ہوا اور سب سے پہلے میرے لئے بیت اللہ روشن ہو گیا۔ روشنی بڑی ہو گئی، کوئی پہاڑ اور زمین ایسی نہ باقی رہی جس کو میں نہ دیکھتا، وہ بلند ہو کر آسمان پر پھیل گیا۔ پھر وہ اترا، یہاں تک کہ میرے لئے یثرب کے کھجور کے باغ جن میں گدرائی کھجوریں تھیں روشن ہو گئے، میں نے اسی روشنی میں کسی کہنے والے کو سنا کہ وہ کہتا ہے، سبحانہ، سبحانہ ابن مارد اذرح اور الاکمہ کے درمیان ہضبتہ الحصیٰ میں ہلاک ہو گیا، یہ امت سعادت مند ہوئی امیین کا نبی آ گیا۔ مکتوب الٰہی اپنی مدت کو پہنچ گیا، اس بستی دکنے، نے اس کو جھٹلایا اس پر دو مرتبہ عذاب ہوگا، تیسری بار وہ توبہ کرے گی۔ تین میں دو مشرق میں باقی رہیں اور ایک، مغرب میں۔"

خالد بن سعید نے یہ خواب اپنے بھائی عمرو بن سعید سے بیان کیا تو انھوں نے کہا کہ تم نے عجیب واقعہ دیکھا، میرا گمان ہے کہ یہ امر عبدالمطلب کے خاندان میں ہو گا کیونکہ تم نے نور کو زم زم سے نکلتے دیکھا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اللہ نے بعض انبیائے بنی اسرائیل کو وحی بھیجی کہ تم پر میرا بہت سخت غضب ہے اس لئے کہ تم نے میرا حکم ضائع کر دیا۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ تمہارے پاس روح القدس نہیں آئیں گے تاوقتیکہ میں ملک عرب سے اس نبی امی کو مبعوث نہ کر دوں جس کے پاس روح القدس آئیں گے۔

ابو حازم سے مروی ہے کہ ایک کاہن مکے میں ایسے وقت آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ برس کے تھے اور آپؐ کی دایہ آپ کو عبدالمطلب کے پاس لائی تھیں اور وہ ہر سال آپ کو ان کے پاس لایا کرتی تھیں۔ اس کاہن نے جو آپ کو عبدالمطلب کے ساتھ دیکھا تو کہا:

اے گروہ قریش اس بچے کو قتل کر دو کیونکہ یہ تم کو قتل کرے گا اور تمہیں جدا کر دے گا۔

عبدالمطلب آپ کو لے کے بھاگے اور قریش کو جیسا کہ کاہن نے ڈرا دیا تھا وہ لوگ آپ کے حال سے برابر ڈرتے رہے۔

علی بن حسین سے مروی ہے کہ بنی النجار میں ایک عورت تھی جس کا نام فاطمہ بنت النعمان تھا ایک جن اس کے تابع تھا، وہ اُس کے پاس آیا کرتا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو وہ اُس کے پاس آیا اور دیوار پر اتر گیا۔ فاطمہ نے کہا تجھے کیا ہوا کہ جس طرح آیا کرتا تھا نہیں آتا، اس نے کہا کہ وہ نبی آ گئے ہیں جو شراب و زنا کو حرام بتاتے ہیں۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو جن کھدیڑ دیئے گئے اور انھیں ستارے مارے گئے حالانکہ آپ کی بعثت کے قبل وہ لوگ (آسمان کی خبریں) سنا کرتے تھے۔ (آسمان پر) جنوں کے ہر قبیلہ کا ایک ٹھکانا تھا۔ جہاں بیٹھ کے وہ لوگ خبریں سنا کرتے تھے۔ اس واقعہ سے سب سے پہلے جو لوگ خوفزدہ ہوئے وہ اہل طائف تھے۔ جن کے پاس اونٹ یا بکری تھی وہ روزانہ اپنے معبودوں کے لئے ذبح کرنے لگے۔ یہاں تک کہ ان کا مال ختم کرکے قریب پہنچ گیا، پھر وہ باز آ گئے۔

ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ کیا تم دیکھتے نہیں کہ آسمان کے راہ بتانے والے ستارے اس طرح ہیں کہ گویا ان میں سے کچھ نہیں گیا۔ ابلیس نے کہا کہ زمین پر کوئی نئی بات ہوئی ہے۔ تم لوگ میرے پاس ہر زمین کی مٹی لاؤ۔ مٹی اس کے پاس لائی جاتی تھی اور وہ اسے سونگھ کر ڈال دیتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے پاس تہامہ کی مٹی لائی گئی اسے اس نے سونگھا اور کہا وہ نئی بات یہیں ہے۔

زہری سے مروی ہے کہ:

(بعثت سے پہلے) وحی سنی جاتی تھی، بنی اسد کی ایک عورت کے کوئی جن تابع تھا ایک روز وہ اس کے پاس آیا اور چلانے لگا کہ وہ امر آ گیا جس کی طاقت نہیں۔ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے زنا حرام کر دیا۔ پھر جب اللہ اسلام کو لے آیا تو (جنوں کو وحی) سننے سے روک دیا گیا۔

سعید بن عمرو الہذلی نے اپنے والد سے روایت کی کہ:

میں اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ہمراہ اپنے بت سواع کے پاس حاضر ہوا، ہم لوگ اس کے پاس قربانیاں لے گئے تھے، میں سب سے پہلا شخص تھا جس نے اس پر ایک فربہ

گائے چڑھائی۔ اسے اس بت پر ذبح کیا۔ پھر ہم نے اس کے پیٹ سے یہ آواز سنی کہ تعجب، تعجب، بالکل تعجب۔ متفرق قسم کے لوگوں میں ایسے نبی کے ظہور کا وقت ہے جو زنا کو حرام بتائیں گے، بتوں کے لئے ذبح کرنے کو حرام کہیں گے۔ آسمانوں پر پہرہ کر دیا گیا۔ اور ہم (جنوں) کو شہاب (ٹوٹنے والے ستارے) مارے گئے۔

(یہ آواز سن کر) ہم لوگ منتشر ہو گئے، مکے آئے اور دریافت کیا، مگر ہمیں کوئی ایسا شخص نہ ملا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خروج کی خبر دیتا۔ یہاں تک کہ ہم ابو بکرؓ سے ملے ہم نے ان سے کہا۔ اے ابو بکرؓ کیا کوئی ایسے شخص مکے میں ظاہر ہوئے ہیں جو اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں اور ان کا نام احمد (صلی اللہ علیہ وسلم ہے) ابو بکرؓ نے کہا کیوں کیا بات ہے، میں نے انھیں یہ واقعہ (بت کے پیٹ کی آواز کا) بتایا۔ انھوں نے کہا ہاں، یہ رسول اللہ ہیں، انھوں نے ہمیں اسلام کی دعوت دی، ہم نے کہا تا وقتیکہ ہم یہ نہ دیکھ لیں کہ قوم کیا کرتی ہے (ہم اسلام نہیں لائیں گے) کاش ہم لوگ اسی روز اسلام لے آتے پھر اس کے بعد ہم لوگ اسلام لائے۔

عبد اللہ سعدۃ الہذلی نے اپنے والد سے روایت کی کہ:

ہم لوگ اپنے بت سواع کے پاس تھے میں اپنی دو سو بھیڑوں کا ایک گلہ جن کو خارش کی شکایت تھی۔ اس (بت) کے پاس لے گیا تھا۔ میں انھیں اس کے قریب کر کے برکت کا طالب ہوا۔ پھر میں نے بت کے شکم سے ایک منادی کی آواز سنی جو یہ ندا دیتا ہے کہ جنوں کا مکر گیا۔ ہمیں ایک نبی کی وجہ سے جن کا نام احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے شہاب مارے گئے، میں نے کہا کہ مجھے واللہ عبرت دلائی گئی ہے۔

میں اپنی بکریاں واپس لے کے اپنے متعلقین کے پاس چلا گیا۔ پھر ایک شخص سے ملا جس نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی خبر دی۔

محمد بن عمر الشامی نے اپنے مشائخ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو طالب کی پرورش میں تھے اور ابو طالب زیادہ مالدار نہ تھے۔ ان کا اونٹوں کا ایک گلہ تھا ان کے پاس اس کا دودھ لایا جاتا تھا جب ابو طالب کے اہل و عیال سب

مل کر یا تنہا کھاتے تو شکم سیر نہ ہوتے تھے اور جب ان کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی نوش فرماتے تھے تو سب شکم سیر ہو جاتے تھے، ابو طالب جب ان لوگوں کو کھلانا چاہتے تو کہتے کہ میرے بیٹے کے آنے تک ٹھہر جاؤ، آپ آتے تھے اور ان لوگوں کے ساتھ نوش فرماتے تھے تو ان سب کے کھانے سے بچ جاتا تھا، ہوتا یہ تھا کہ سب سے پہلے آپ نوش فرماتے پھر انھیں دیتے تو وہ سب پیتے تھے اور سب سیر ہو جاتے تھے، ابو طالب کہتے کہ بیشک آپ مبارک ہیں، اور بچے صبح کو پراگندہ بال اور آنکھوں میں چیپڑ بھرے ہوئے اٹھتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تیل اور سرمہ لگائے ہوئے اٹھتے تھے۔

ام ایمن نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بچپن اور بڑے پن میں کبھی بھوک پیاس کی شکایت کرتے نہیں دیکھا، آپ صبح کو جاتے تھے اور زم زم نوش فرما لیتے تھے پھر ناشتہ پیش کیا جاتا تھا تو فرماتے تھے کہ میں اسے نہیں چاہتا میں شکم سیر ہوں۔

امید نبوت محمدی

عہد جاہلیت میں جن کے نام محمد رکھے گئے

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عرب کاہنوں اور اہل کتاب سے سنا کرتے تھے کہ ایک نبی مبعوث ہوگا جس کا نام محمدؐ ہوگا۔ جس عرب کو یہ معلوم ہوا اس نے نبوت کی طمع میں اپنے لڑکے کا نام محمدؐ رکھا۔

محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ بنی سلیم میں بنی ذکوان کے محمد بن خزاعی بن حزابہ کا نام (محمد) نبوت کی طمع میں رکھا گیا۔ وہ یمن میں ابرہہ کے پاس چلا گیا اور مرنے تک اس کے ساتھ اس کے دین پر رہا۔ جب وہ صاحب وجاہت ہو گیا تو اس کے بھائی قیس بن خزاعی نے حسب ذیل شعر کہا۔

فذلکم ذو التاج منا محمد　　ورایته فی حومة الموت تخفق

(پہلا صاحب تاج محمد یہ ہے۔ جس کا جھنڈا ہجوم موت میں لہراتا ہے۔)

قتادہ بن السکن العرقی سے مروی ہے کہ بنی تمیم بن محمد سفیان ابن مجاشع اسقف (یعنی پوپ یا بہت بڑا پادری) تھا۔ اس کے باپ سے کہا گیا کہ عرب کے لئے ایک نبی ہوگا جس کا نام محمد ہوگا۔ تو اس نے اس کا نام محمد رکھا اور بنی سواءہ میں محمد الجشمی کا اور محمد الاسیدی کا اور محمد الفقیمی کا نام (محمد) یہی طمع نبوت میں لوگوں نے رکھا۔

علامات نبوت بعد نزول وحی

ابو زید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جحون میں تھے اور آپ رنجیدہ وغمگین تھے، آپ نے فرمایا۔

اے اللہ مجھے آج کوئی ایسی نشانی دکھا دے جس کے بعد میں اپنی قوم کے تکذیب کرنے والوں کی پروا نہ کروں۔

یکایک مدینے کے پہاڑی راستے کی طرف کچھ نظر آیا، آپ نے اُسے پکارا، وہ زمین کو چاک کرتا ہوا آیا، یہاں تک کہ آپ کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے آپ کو سلام کیا آپ نے اُسے واپسی کا حکم دیا تو وہ واپس چلا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اب مجھے اپنی قوم کے تکذیب کرنے والوں کی پروا نہیں۔

عطاء سے مروی ہے، مجھے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسافر تھے۔ آپ استنجا یا قضائے حاجت کے ارادے سے تشریف لے گئے۔ مگر کوئی ایسی چیز نہ ملی جس سے آپ لوگوں سے آڑ کریں۔ دو درختوں کو دیکھا جو دور دور تھے آپ نے ابن مسعود سے فرمایا جاؤ اور ان دونوں کے بیچ میں کھڑے ہو کے کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ تم دونوں اکٹھا ہو جاؤ۔ تاکہ میں تمہاری آڑ میں قضائے حاجت کر لوں۔

ابن مسعود گئے اور ان دونوں سے کہا تو ایک ان میں سے دوسرے کے پاس آگیا اور آپ نے ان کی آڑ میں قضائے حاجت کر لی۔

یعلی بن مرہ سے مروی ہے کہ میں ایک سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ لوگ ایک منزل میں اترے آپ نے مجھ سے فرمایا کہ ان دونوں درختوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں اکھٹا ہو جانے کا حکم دیتے ہیں۔ ان دونوں کے پاس گیا اور ان سے یہی کہا۔ ایک نے دوسرے کی طرف جنبش کی اور دونوں جمع ہو گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے آپ آڑ میں ہو گئے اور قضائے حاجت کی اس کے بعد ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے ٹھکانے کی طرف جنبش کی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ آپ بیت الخلاء تشریف لے جاتے ہیں مگر آپ کا کسی قسم کا فضلہ نظر نہیں آتا۔ فرمایا،

اے عائشہؓ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ انبیاء کے بدن سے جو کچھ خارج ہوتا ہے زمین اسے نگل لیتی ہے اس لئے اُس میں سے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

نور اعظم کی زیارت

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایک روز جس وقت میں بیٹھا ہوا تھا جبرئیل آئے، انھوں نے میری پیٹھ پر ہاتھ مارا تو میں اٹھ کر ایک درخت کے پاس گیا جس میں پرندے کے آشیانے کی طرح دو چیزیں تھیں، ایک میں وہ بیٹھ گئے اور دوسری میں میں بیٹھ گیا۔ وہ اونچی ہوئی اتنا بلند ہو گئی کہ مشرق و مغرب کو روک لیا۔ اگر میں آسمان کو چھونا چاہتا تو ضرور چھو لیتا۔ میں اپنی نگاہ پھیر رہا تھا اور جبرئیلؑ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ ایسے معلوم ہوتے تھے گویا ایک فرش ہیں جو ملا ہوا ہے میں نے اللہ کے متعلق انکی فضیلت علمی کو پہچانا۔ انھوں نے میرے لئے آسمان کا دروازہ کھولا۔ میں نے اس نور اعظم کو دیکھا اس طرف پردہ پڑا تھا اور جھالر موتی اور یاقوت کی تھی۔ پھر اللہ نے مجھے جو وحی کرنا چاہی کی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں پہرہ دیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی "واللہ یعصمک من الناس" (لوگوں سے اللہ آپ کی حفاظت کرے گا) آپ نے خیمے سے اپنا سر باہر نکالا اور فرمایا، اے لوگو واپس جاؤ۔ کیونکہ لوگوں سے اللہ نے میری حفاظت کی ہے۔

عطا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ہم گروہ انبیاء ہیں، ہماری آنکھیں سوتی ہیں اور ہمارے دل نہیں سوتے۔

حسنؒ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس برآمد ہوئے اور فرمایا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ جبرئیل میرے سرہانے اور میکائیل میرے پائینتی ہیں، ان میں سے ایک اپنے ساتھی سے کہتا ہے: آنحضرت کی کوئی مثال پیش کرو انھوں نے (آنحضرتؐ سے) کہا کہ سنئیے (آپ کے کان سنتے رہیں) اور سمجھئے (آپ

کا قلب سمجھتا ہے) آپ کی اور آپ کی امت کی مثال اس بادشاہ کی ہے۔ جس نے ایک مکان بنایا اس میں ایک کوٹھری بنائی اور دسترخوان بچھایا۔ پھر ایک قاصد کو بھیجا کہ وہ لوگوں کو کھانے کی دعوت دے۔ بعض نے قاصد کی دعوت قبول کرلی اور بعض نے اسے چھوڑ دیا۔

بادشاہ تو اللہ ہے اور مکان اسلام ہے۔ اور کوٹھری جنت ہے اور اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ قاصد ہیں۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جس نے آپ کی دعوت قبول کرلی وہ اسلام میں داخل ہوگیا اور جو اسلام میں داخل ہوگیا وہ جنت میں داخل ہوگیا اور جو جنت میں داخل ہوگیا وہ وہ نعمتیں کھائے گا جو اس میں ہیں۔

زینب یہودیہ کا قتل

ابوسلمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ نہیں کھاتے تھے۔ اور ہدیہ نوش فرماتے تھے۔ ایک یہودیہ نے آپ کو ایک بھونی ہوئی بکری بھیجی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے اس میں سے نوش فرمایا۔ اس بکری نے کہا میں زہر آلود ہوں۔ آپؐ نے اصحاب سے فرمایا کہ ہاتھ اٹھالو۔ اس نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ زہر آلود ہے۔ سب نے ہاتھ اٹھالیا۔ مگر بشیر بن البراء شہید ہوگئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودیہ کو بلا بھیجا اور فرمایا کہ تجھے اس حرکت پر کس نے آمادہ کیا؟

اس نے جواب دیا:

مجھے معلوم تھا کہ اگر آپ نبی ہوں گے تو آپ کو نقصان نہ کرے گا۔ اور اگر آپ بادشاہ ہوں گے تو میں لوگوں کو آپ سے فرصت دلا دونگی۔ آپؐ نے اس کے قتل کا حکم دیا اور وہ قتل کردی گئی۔

یہ واقعہ غزوۂ خیبر کا ہے جہاں زینب بنت الحارث یہودیہ نے آپ کو زہر آلود بُھنا ہوا گوشت ہدیۃً بھیجا اور آپ کو بطور اعجاز اس کا زہر آلود ہونا معلوم ہوگیا۔ مگر

مگر اس سے حضرت بشر شہید ہوگئے اس لئے قصاصاً اس یہودیہ کی بھی گردن ماردی گئی اگر وہ اپنے مزعومہ امتحان نبوت میں آپ کی کامیابی کے بعد بھی ایمان لے آتی تو اس سزا سے بچ جاتی۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ غیر مسلم کے گھر کا پکا ہوا کھانا بالکل حلال ہے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس یہودیہ کے گھر کا پکا ہوا گوشت ہرگز نوش نہ فرماتے قرآن مجید میں بھی ہے۔ "فطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم"

معجزۂ رسولؐ

سالم بن ابی الجعد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شخصوں کو کسی کام سے بھیجا، ان دونوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس کو ہم توشہ بنائیں، فرمایا: مجھے ایک مشک لادو، وہ دونوں آپ کے پاس مشک لائے تو آپ نے ہمیں اس کے بھرنے کا حکم دیا۔ ہم نے اسے (پانی سے) بھر دیا۔ آپ نے اس میں ڈاٹ لگا دی۔ اور فرمایا تم دونوں جاؤ یہاں تک کہ فلاں فلاں مقام تک پہنچو اللہ تم دونوں کو رزق دے گا۔

وہ دونوں روانہ ہوئے یہاں تک کہ اس مقام پر آئے جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا تھا۔ ان کی مشک کھل گئی۔ بکری کا دودھ اور مکھن نکل آیا۔ دونوں نے کھایا اور پیا یہاں تک کہ شکم سیر ہوگئے۔

اسلمی گڈریا اور بھیڑیا

ابو سعید الحضرمی سے مروی ہے کہ قبیلۂ اسلم کا ایک شخص اپنی بکریوں کے ساتھ تھا جن کو وہ ذوالحلیفہ کے میدان میں چرا رہا تھا۔ اس پر ایک بھیڑیا ٹوٹ پڑا اور ایک بکری چھین لی۔ وہ شخص چلایا اور پتھر مارکے اپنی بکری چھڑا لی۔

بھیڑیا سامنے آیا اور دم کو رانوں کے نیچے دبا کر سرین کے بل اس شخص کے روبرو بیٹھ گیا۔ اور کہا کہ کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے کہ مجھ سے وہ بکری چھینتے ہو جو خدا نے مجھے

بطور رزق دی ہے۔

اس شخص نے کہا کہ بخدا میں نے کبھی ایسی بات نہیں سنی۔ بھیڑیے نے کہا تم کس بات سے تعجب کرتے ہو۔ اس نے کہا میں بھیڑیے کو اپنے ساتھ باتیں کرنے سے تعجب کرتا ہوں۔ بھیڑیے نے کہا۔

تم نے اس سے زیادہ عجیب بات کو چھوڑ دیا ہے، دیکھو، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو دو پتھریلی زمینوں کے درمیان کھجوروں کے باغ میں لوگوں سے گزری ہوئی باتیں بیان کرتے ہیں اور جو آنے والی باتیں ہیں وہ بھی ان سے بیان کرتے ہیں اور تم یہاں اپنی بکریوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہو۔

جب اس شخص نے بھیڑیے کا کلام سنا تو اپنی بکریوں کو جمع کیا اور انصار کے گاؤں "قباء" میں لایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دریافت کیا تو ابوایوب کے مکان میں پایا اس نے بھیڑیے کا واقعہ سنایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

سچ کہا۔ عشاء کے وقت آنا اور جب دیکھنا کہ لوگ جمع ہو گئے تو انھیں اس واقعے کی خبر دینا،

اس نے یہی کیا۔ جب نماز پڑھ لی اور لوگ جمع ہوئے تو اس اسلمی نے انھیں بھیڑیے کے واقعے کی خبر دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا، سچ کہا، سچ کہا، سچ کہا ایسے عجائب قیامت سے پہلے ہوں گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے۔ قریب ہے کہ تم میں سے ایک شخص شام یا صبح کو اپنے متعلقین سے غائب ہوگا پھر اس کا کوڑا یا اس کی چھڑی یا اس کا جوتا اسے واقعے کی خبر دیگا جو اس کے متعلقین نے اس کے بعد کیا ہوگا۔

عثمان بن مظعون کا قبول اسلام

عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت اپنے مکان کے آگے کے میدان میں بیٹھے ہوئے تھے تو عثمان بن مظعون آپؐ کے پاس سے گزرے

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کترائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بیٹھتے نہیں، عرض کی، ہاں (بیٹھتا ہوں)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے روبرو بیٹھے پھر جس وقت وہ آپ سے باتیں کر رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر اٹھائی اور تھوڑی دیر تک آسمان کی طرف دیکھتے رہے۔ پھر اپنی طرف نظر ڈالنے لگے یہاں تک کہ آپ نے اُسے زمین پر داہنی جانب ڈالا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہم نشین عثمانؓ سے سرک کر اسی مقام پر بیٹھ گئے۔ جہاں نظر ڈالی تھی۔ اپنے سر کو اس طرح حرکت دینے لگے۔ گویا آپ وہ بات سمجھنا چاہتے ہیں جو آپ سے کہی جا رہی ہے ابن مظعون بھی دیکھ رہے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی ضرورت پوری کر لی اور وہ بات سمجھ لی جو آپ سے کہی جا رہی تھی تو نظر آسمان کی طرف اٹھائی جیسا کہ پہلی بار کیا تھا، آپ کی نظر اس کے پیچھے تھی یہاں تک کہ وہ آسمان میں چھپ گیا۔

پھر آپ اپنی پہلی ہی نشست پر عثمانؓ کی طرف متوجہ ہوئے۔ عثمانؓ نے کہا۔ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں جن اوقات میں آپ کے پاس بیٹھا کرتا تھا اور آپ کے پاس آیا کرتا تھا۔ ان میں میں نے آپ کو آج صبح کی طرح کرتے نہیں دیکھا۔ فرمایا:

تم نے مجھے کیا کرتے دیکھا؟

انھوں نے کہا:

آپ کو دیکھا کہ آپ اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں۔ پھر آپ نے اسے اپنی داہنی طرف ڈالا، اس کے پاس سرک گئے، مجھے چھوڑ دیا۔ اور اپنے سر کو اس طرح حرکت دینے لگے، گویا آپ اس بات کو سمجھنا چاہتے ہیں، جو آپ سے کہی جا رہی ہیں۔

فرمایا: کیا تم اسے سمجھ گئے؟

عثمانؓ نے کہا: جی ہاں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ابھی تم بیٹھے تھے تو میرے پاس اللہ کا قاصد آیا، عثمانؓ نے پوچھا: اللہ کا قاصد؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ عثمانؓ نے کہا پھر

اس نے آپ سے کیا کہا ؟

آپ نے فرمایا :

" ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون" (اللہ عدل و احسان کا اور قرابت دار کو دینے کا حکم دیتا ہے ، بدکاری ، بیحیائی اور سرکشی سے منع کرتا ہے ۔ تم کو نصیحت کرتا ہے تاکہ اللہ کو یاد کرو ۔)

عثمانؓ نے کہا : بس یہی بات تھی کہ میرے دل میں ایمان نے جگہ کرلی اور مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت پیدا ہوگئی ۔

یہودی وفد کے سوالات

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک روز یہود کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی ۔ ان لوگوں نے کہا کہ اے ابو القاسم ہم سے وہ چند خصلتیں بیان کیجئے جو ہم آپ سے دریافت کریں جن کو سوائے نبی کے کوئی نہیں جانتا ۔

آپؐ نے فرمایا کہ تم جو چاہو دریافت کرو لیکن میرے لئے اللہ کو ذمہ دار کردو اور جو عہد یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں سے لیا تھا وہ مجھ سے کرو کہ اگر میں تم سے کچھ بیان کروں اور تم اسے سمجھ تو تم بالضرور اسلام پر میری پیروی کروگے ۔

ان لوگوں نے کہا کہ یہ بات آپؐ کے لئے (منظور) ہے ۔

فرمایا : تو پھر جو چاہو پوچھو ۔

انھوں نے کہا ، وہ چار باتیں ہمیں بتایئے جو ہم آپ سے پوچھتے ہیں ۔

ہمیں بتایئے کہ وہ کون سا کھانا تھا جو اسرائیل (یعقوبؑ) نے توریت نازل ہونے سے پہلے اپنے اوپر حرام کرلیا تھا ۔ ؟

عورت کی منی کی مرد کی منی سے کیا کیفیت ہوتی ہے ۔ اور اس سے لڑکا کیسے ہوتا ہے اور لڑکی کیسے ہوتی ہے ؟

سوتے ہیں ان نبی امی کی کیا کیفیت ہوتی ہے، اور کون فرشتہ ان کا دوست ہوتا ہے؟

آپؐ نے فرمایا:

تم پہ اللہ کا عہد لازم ہے اگر میں تمہیں بتا دوں گا تو تم ضرور میری پیروی کرو گے۔

چنانچہ آپؐ نے جو عہد و پیمان چاہا انھوں نے کر لیا۔

پھر آپؐ نے فرمایا:

میں تمہیں اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰؑ پر توریت نازل کی۔ کیا تم جانتے ہو کہ اسرائیل (یعنی) یعقوبؑ سخت بیمار ہو گئے اور ان کی علالت طول کھنچ گئی تو انھوں نے اللہ کے واسطے نظر مانی کہ اگر اللہ انھیں شفا دے گا تو وہ اپنی سب سے زیادہ پسندیدہ پینے کی چیز اور اپنی سب سے زیادہ پسندیدہ کھانے کی چیز (اپنے اوپر) حرام کر لیں گے۔ ان کی سب سے زیادہ پسندیدہ کھانے کی چیز اونٹ کا گوشت اور سب سے زیادہ پسندیدہ پینے کی چیز اونٹ کا دودھ تھا۔

ان لوگوں نے کہا: اے اللہ ہاں۔

آپؐ نے فرمایا: اے اللہ تو ان لوگوں پر گواہ رہنا۔

آپؐ نے فرمایا، کہ میں تمہیں اسی اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں جس نے موسیٰؑ پر توریت نازل فرمائی۔

کیا تم جانتے ہو کہ مرد کی منی سفید اور گاڑھی ہوتی ہے اور عورت کی منی زرد اور پتلی ہوتی ہے پھر ان میں سے جو غالب ہوتی ہے اللہ کے حکم سے بچہ اور شباہت اسی کی ہوتی ہے اگر مرد کی منی عورت کی منی پر غالب ہو تو اللہ کے حکم سے لڑکا ہوتا ہے اور اگر عورت کی منی مرد کی منی پر غالب ہو تو اللہ کے حکم سے لڑکی ہوتی ہے

ان لوگوں نے کہا: اے اللہ ہاں۔

آپؐ نے فرمایا، اے اللہ ان لوگوں پر گواہ رہنا۔

آپؐ نے فرمایا، میں تمہیں اسی اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰؑ پر توریت نازل کی، کیا تم جانتے ہو کہ ان نبی امی کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کا قلب نہیں سوتا۔

ان لوگوں نے کہا: اے اللہ ہاں۔
آپؐ نے فرمایا: اے اللہ ان پر گواہ رہنا۔
ان لوگوں نے کہا: اب آپؐ ہم سے یہ بیان کر دیجیے کہ کون سا فرشتہ آپؐ کا دوست ہے، بس اسی وقت ہم آپؐ کے ساتھ ہو جائیں گے، یا آپؐ کو چھوڑ دیں گے۔
آپؐ نے فرمایا: کہ میرے دوست جبرئیلؑ ہیں۔ اور کبھی کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا جس کے وہ دوست نہ ہوں۔
انھوں نے کہا: اس حالت میں تو ہم آپ کو چھوڑ دیں گے۔ اگر آپؐ کا دوست جبرئیلؑ کے سوا کوئی اور فرشتہ ہوتا تو ہم ضرور آپؐ کی پیروی کرتے اور آپؐ کی تصدیق کرتے۔
آپؐ نے فرمایا:
اب تمہیں میری تصدیق کرنے سے کون سا امر مانع ہے؟
ان لوگوں نے کہا: جبرئیلؑ ہمارے دشمن ہیں۔
اسی بات پر اللہ جل شانہ نے فرمایا:
"قل من کان عدوا لجبریل فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللہ (الی قولہ) کانھم لا یعلمون" (آپؐ کہہ دیجیے کہ جو شخص جبرئیلؑ کا دشمن ہو (تو ہوا کرے) کیونکہ انھوں نے تو قرآن کو آپؐ کے قلب پر خدا کے حکم سے نازل کیا ہے۔ الخ) اسی بات پر ان لوگوں نے (اپنے اوپر) غضب پر غضب نازل کرایا۔

مالکانہ استحقاق

اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد کو دیکھنے تشریف لے گئے، انھیں کے پاس قیلولہ فرمایا، جب ٹھنڈا وقت ہو گیا تو وہ لوگ اپنا ایک دیہاتی سست رفتار گدھا لائے اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک چادر کسی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے سعد نے چاہا کہ اپنے بیٹے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بٹھا دیں تاکہ وہ گدھے کو واپس

لے آئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر تم ان کو میرے ساتھ بھیجنے ہی والے ہو تو انھیں میرے آگے سوار کرو،

سعد نے کہا: نہیں یا رسول اللہ آپ کے پیچھے ہی بٹھاؤں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

سواری کے مالک ہی اس کے آگے کے حصے کے زیادہ مستحق ہیں۔ سعد نے کہا کہ میں انھیں آپؐ کے ہمراہ نہ بھیجوں گا، لیکن آپؐ خود گدھے کو لوٹا دیجئے گا۔

چنانچہ آپؐ نے خود اسے لوٹا دیا۔ اس کی یہ کیفیت تھی کہ خوش رفتار اور اتنا تیزرو ہو گیا تھا کہ اس کے ساتھ کوئی (جانور) نہ چل سکتا تھا۔

منافقین کے لئے دعائے استغفار

ثابت البنانی سے مروی ہے کہ منافقین جمع ہوئے، اور انھوں نے آپس میں گفتگو کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کچھ لوگ جمع ہوئے اور انھوں نے یہ کہا اور یہ کہا۔ لہٰذا تم لوگ کھڑے ہو اور اللہ سے توبہ کرو۔ اور میں بھی تمہارے لئے استغفار کرتا ہوں۔ وہ لوگ کھڑے نہ ہوئے۔

آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کھڑے ہو اور اللہ سے توبہ کرو۔ اور میں بھی تمہارے لئے استغفار کروں گا۔ (جب اس پر بھی کھڑے نہ ہوئے) تو آپ نے فرمایا کہ ضرور بالضرور کھڑے ہو ورنہ میں تمہیں نام بنام بتا دوں گا۔

(اس پر بھی نہ اٹھے) تو آپ نے فرمایا: اے فلاں شخص اٹھ۔ چنانچہ وہ لوگ شرمندہ ہو کر چہرہ چھپائے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

بارش کے لئے دعا

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ جمعے کے روز میں منبر کے پاس کھڑا تھا۔ اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ بعض اہل مسجد نے کہا:

یا رسول اللہ بارش روک لی گئی ہے اور مویشی ہلاک ہو گئے۔ لہٰذا آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ ہمیں پانی دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا دیئے۔

ہم لوگ آسمان پر ذرا سا بھی ابر نہیں دیکھتے تھے مگر اللہ نے ابر کو جمع کر دیا اور اس نے ہم پر خوب پانی برسایا۔ میں نے مضبوط سے مضبوط آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنے دل میں پریشان تھا کہ وہ کیونکر اپنے متعلقین کے پاس جائے گا۔ سات دن تک اس طرح بارش ہوتی رہی کہ وہ تھمتی نہ تھی۔

دوسرے جمعہ کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو حاضرین میں سے کسی نے کہا:

یا رسول اللہ مکانات گر گئے اور مسافر رک گئے۔ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ اس کو ہم سے اٹھا لے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کے فرمایا۔

اللھم حوالینا و لا علینا۔ (اے اللہ ہمارے اطراف برسے اور ہم پر نہ برسے) ابر ہمارے سروں پر تھا۔ وہ اس طرح پھٹ گیا گویا ہم لوگ ایسی جگہ ہیں کہ ہمارے گرداگرد بارش ہوتی ہے اور ہم پر نہیں برستا۔

رسولؐ اور صحابۂ رسولؐ کی دعوت

ثابت سے مروی ہے کہ انصار کی ایک خاتون نے اپنا تھوڑا سا کھانا تیار کیا، شوہر سے کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، آپؐ کو دعوت دو، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات خفیہ طور پر کہو۔

وہ آئے اور عرض کیا:

یا رسول اللہ فلاں خاتون نے تھوڑا سا کھانا تیار کیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ آپؐ ہمارے یہاں تشریف لائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب لوگوں سے فرمایا کہ فلاں کے والد کی دعوت قبول کرو۔

انھوں نے کہا میں آیا اور میری یہ کیفیت تھی کہ اپنے متعلقین کے پاس جو کچھ چھوڑا تھا اس کی وجہ سے میرے قدم میرا ساتھ نہ دیتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو لے آئے ہیں۔

میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ ہماری تو فضیحت ہو گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں کو اپنے ہمراہ لے آئے۔ بیوی نے کہا کہ میں نے تمہیں یہ مشورہ نہیں دیا تھا کہ خفیہ طور پر آنحضرتؐ سے کہنا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے تو یہی کیا۔ بیوی نے کہا کہ تب تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود زیادہ جانتے ہیں۔

سب لوگ آ گئے یہاں تک کہ گھر بھر گیا، حجرہ بھی بھر گیا اور وہ لوگ گھر کے احاطے میں بھی تھے (کھانے کی کوئی چیز) مٹھی بھر لائی گئی اور رکھ دی گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے برتن میں پھیلانے لگے اور فرمانے لگے کہ ماشاء اللہ۔ پھر لوگوں سے فرمایا کہ قریب آؤ اور کھاؤ، جب ایک کا پیٹ بھر جائے تو وہ اپنے ساتھی کے لئے جگہ خالی کر دے۔

ایک آدمی (کھا کر) اٹھنے لگا اور دوسرا (اس کے مقام پر) بیٹھنے لگا، یہاں تک کہ گھر والوں میں سے کوئی نہ رہا جو شکم سیر نہ ہو گیا ہو۔

آپؐ نے فرمایا اہل حجرہ کو بلاؤ، بیٹھے والا بیٹھنے لگا اور کھڑا ہونے والا کھڑا ہونے لگا۔ یہاں تک کہ یہ لوگ بھی شکم سیر ہو گئے، آپ نے فرمایا احاطہ والوں کو بلاؤ ان لوگوں نے بھی اسی طرح کیا، کھانا برتن میں اسی طرح باقی رہا جس طرح کہ تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اہل خانہ سے) کہ کھاؤ اور اپنے پڑوسیوں کو کھلاؤ۔

آب وضو کا معجزہ

ثابت سے مروی ہے کہ میں نے ان سے کہا:۔ اے ابو حمزہ ان عجائب (معجزات) میں سے جن میں آپ خود موجود ہوں اور جنکو آپ کسی اور کی روایت سے نہ بیان کریں ہم سے کچھ بیان کیجئے۔

انھوں نے کہا ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر پڑھی اور روانہ ہوئے یہاں تک کہ آپ نشست گاہوں پر بیٹھ گئے جن پر جبریل آیا کرتے تھے بلال آئے اور عصر کی اذان کہی ہر وہ شخص اٹھ کھڑا ہوا جس کے متعلقین مدینے میں تھے تاکہ قضائے حاجت کرے اور وضو کا پانی حاصل کرے

مہاجرین کے چند لوگ رہ گئے جن کے متعلقین مدینے میں نہ تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کشادہ پیالہ لایا گیا جس میں پانی تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہتھیلی برتن میں رکھی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری ہتھیلی برتن میں نہ سمائی تو آپؐ نے ان چار انگلیوں کو برتن میں گھما کر فرمایا کہ قریب آؤ اور وضو کرو، آپ کا ہاتھ برتن ہی میں تھا، لوگوں نے وضو کیا یہاں تک کہ ان میں سے کوئی شخص ایسا نہ رہا جس نے وضو نہ کر لیا ہو۔

ثابت نے کہا کہ میں نے (انس سے) پوچھا: اے ابو حمزہ آپ کے خیال میں وہ لوگ کتنے تھے (جنھوں نے اس ایک برتن سے وضو کیا) انھوں نے کہا کہ ستر اسّی کے درمیان تھے۔

انسؓ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے پانی مانگا وہ آپ کے پاس ایک کشادہ پیالے میں لایا گیا آپ نے اپنا ہاتھ اس میں رکھ دیا تو پانی آپ کی انگلیوں سے اس طرح ابلنے لگا گویا وہ چشمے ہیں، ہم سب نے پیا (اور بروایت خالد) ساری جماعت وضو کرنے لگی۔

انسؓ نے کہا: میں نے اس جماعت کا اندازہ کیا تو ستر سے اسّی تک رہے ہوں گے،

انس بن مالک سے مروی ہے کہ نماز کا وقت آ گیا تو مسجد کے پڑوسی اٹھ کر وضو کرنے لگے اور ستر سے اسّی کے درمیان تک لوگ رہ گئے جن کے مکانات دور تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طشت منگایا جس میں پانی تھا لیکن بھرا ہوا نہ تھا۔ آپ نے اپنی انگلیاں اس میں ڈال دیں اور آپ (اس برتن کو) اُن لوگوں کے پاس پہنچانے لگے اور فرمانے لگے کہ وضو کرو سب نے وضو کر لیا اور برتن میں جتنا پانی تھا اتنا ہی باقی رہا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی ضرورت سے تشریف لے چلے، ہمراہ اصحاب میں سے بھی کچھ لوگ تھے، یہ لوگ چلتے رہے، نماز کا وقت آ گیا تو اس جماعت کو کوئی چیز نہ ملی جس سے وضو کریں، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں کوئی چیز نہیں ملتی جس سے وضو کریں لوگوں کے چہروں سے اسکی ناگواری نظر آتی تھی ایک شخص گیا اور ایک پیالہ لایا جس میں بہت تھوڑا پانی تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لے لیا اور وضو کیا، آپ نے چاروں انگلیاں اس پیالے پر پھیلا کر فرمایا تم لوگ آؤ، ساری قوم نے وضو کیا انس سے دریافت کیا گیا کہ یہ لوگ کتنے تھے تو انھوں نے کہا کہ ستر یا اسّی کے قریب۔

حوض کے پانی میں اضافہ

ایاس بن سلمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حدیبیہ آئے تعداد میں ہم چودہ سو آدمی تھے حوض پر پچاس بکریاں بھی تھیں جن کو وہ (حوض) سیراب نہ کر سکتا تھا (تو پھر چودہ سو آدمیوں کو اس کا پانی کیا کافی ہو سکتا تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حوض پر بیٹھ گئے، آپ نے اس میں لعاب دہن ڈالا یا دعا کی (راوی کو یاد نہیں رہا) تو وہ جوش مارنے لگا چنانچہ ہم نے پیا اور پلایا اور بھر لیا۔

بھیڑ کے دودھ میں برکت

نافع سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ (ایک سفر میں) چار سو کی تعداد میں آدمی تھے آپ نے ہمیں ایسی منزل میں اتارا جہاں پانی نہ تھا، مسلمانوں کو سخت تکلیف تھی لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے قیام فرما دیا تو سب نے بھی قیام کر دیا یکایک ایک تیز دھار کے سینگوں والی بھیڑی سامنے آئی جو چل رہی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا دودھ دوہا، آپ نے سارے لشکر کو شکم سیر کر دیا اور خود بھی سیراب ہو گئے فرمایا کہ اے نافع اسے روک لینا، مگر میرا خیال تو یہی ہے کہ تم اسے روک نہ سکو گے، نافع نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ فرمایا کہ "میرا خیال تو یہی ہے کہ تم اسے روک نہ سکو گے"۔ تو میں نے ایک لکڑی لی اور زمین میں گاڑ دی، ایک رسی لی اور اس بھیڑی کو باندھ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سب لوگ سو گئے، میں بھی سو گیا جب بیدار ہوا تو اتفاق سے رسی کھلی ہوئی تھی اور بکری نہ تھی، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ کو خبر دی، میں نے کہا کہ بکری چلی گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے نافع کیا میں نے تمہیں آگاہ نہیں کر دیا تھا کہ تم اسے روک نہ سکو گے ؟ جو اسے لایا تھا وہی اسے لے بھی گیا۔

فاقہ سے نجات

عبدالرحمٰن بن ابی عمرۃ الانصاری نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ کسی غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے لوگوں پر فاقہ کی مصیبت آ گئی، تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بعض سواریوں کے ذبح کرنے کی اجازت چاہی اور عرض کیا کہ اس ذریعہ سے اللہ ہمیں (منزل تک) پہنچا دیگا۔

عمرؓ بن الخطاب نے جب دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں انکی بعض سواریوں کے ذبح کرنے کی اجازت دینے کا قصد کر لیا ہے تو عرض کیا یا رسول اللہ اگر سواریاں ذبح کردی جائیں گی تو ہماری کیا کیفیت ہوگی کل صبح کو ہم بھوکے اور پیادہ دشمن کا مقابلہ کریں گے آپ کی رائے ہو تو لوگوں سے ان کا بقیہ توشہ منگائیے اور اسے جمع کیجئے اور اللہ سے برکت کی دعا کیجئے، بیشک ہمیں اللہ آپ کی دعا سے پہنچا دے گا یا آپ کی دعا میں ہمیں برکت دے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کا بقیہ توشہ منگایا تو لوگ ایک مٹھی اور اس سے زیادہ غلہ لانے لگے، سب سے بڑی مقدار جو لایا وہ ایک صاع (ساڑھے تین سیر) کھجور تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جمع کرایا، کھڑے ہوئے اور جو دعا اللہ کو منظور تھی مانگی، لشکر کو مع ان کے برتنوں کے بلایا اور حکم دیا کہ وہ چنگل سے بھریں۔ سارے لشکر میں کوئی برتن ایسا نہ بچا جس کو انھوں نے بھر لیا ہو اس پر بھی بچ رہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا مسکرائے کہ آپ کی کچلیاں کھل گئیں۔ فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک میں اللہ کا رسول ہوں جو بندۂ مومن ان دونوں کلمات کے (عقیدے) کے ساتھ قیامت میں اللہ سے ملے گا تو اس سے دوزخ روک دی جائے گی۔

ابو قتادہ کے لئے رسول اللہ ﷺ کی دعاء

ابو قتادہ سے مروی ہے کہ ایک شب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وعظ سنایا آپ نے فرمایا کہ تم لوگ اس شب کو رات بھر چلو گے اور صبح کو انشاء اللہ پانی (منزل) پر پہنچو گے لوگ اس کیفیت سے روانہ ہوئے کہ کوئی کسی کی طرف رخ نہ کرتا تھا میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں چل رہا تھا۔

آدھی رات گذر گئی تو یکایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند آگئی، آپ اپنی سواری پر جھک گئے بغیر اس کے کہ میں آپ کو بیدار کرتا آپ کے سہارا لگا دیا آپ اپنی سواری پہ درست ہو کر بیٹھ گئے اور ہم روانہ ہوئے رات آخر ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر نیند آگئی اور دوبارہ اپنی سواری پر جھک گئے میں نے بغیر اس کے کہ آپ کو بیدار کروں آپ کے سہارا لگا دیا، آپ اپنی سواری پر درست ہو کر بیٹھ گئے پھر ہم روانہ ہوئے۔

جب پچھلی شب کا آخری حصہ ہوا تو آپ اس قدر جھک گئے جو پہلی دونوں مرتبہ سے بہت زیادہ تھا، قریب تھا کہ آپ ڈھلک جائیں، میں نے پھر آپ کو سہارا دے دیا۔ آپ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا کہ یہ کون ہے میں نے کہا کہ ابو قتادہ۔ آپ نے فرمایا تمہارا اس طرح میرے ہمراہ چلنا کب سے ہے میں نے کہا کہ میرا اس طرح آپ کے ہمراہ چلنا برابر رات ہی سے ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تمہاری اس طرح حفاظت کرے جس طرح تم نے اس کے نبی کی کی ہے

قضا نماز کیلئے ہدایت

پھر فرمایا، کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہم لوگ حریفوں سے مخفی رہ گئے کیا تم کسی کے متعلق یہ خیال کرتے ہو کہ وہ منزل میں آرام کر کے سفر کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ ایک شتر سوار ہیں، پھر میں نے کہا کہ ایک شتر سوار یہ ہیں پھر ہم جمع ہوگئے اور ہم سب سات شتر سوار تھے۔ نبی علیہ السلام راستہ سے ہٹ گئے۔ اپنا سر (آرام کے لئے) رکھ دیا۔ اور فرمایا کہ ہماری نماز کا خیال رکھنا کہ کہیں سونے میں قضا نہ ہو جائے، سب سے پہلے جو شخص بیدار ہوا وہ سورج نکلنے کی وجہ سے بیدار ہوا، ہم سب لوگ گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے آپ نے فرمایا کہ سب لوگ سوار ہو جاؤ، ہم لوگ روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب آفتاب بلند ہو گیا تو آپ اترے وضو کا برتن مانگا جو میرے پاس تھا اور اس میں پانی تھا۔

ہم لوگوں نے وضو سے کم وضو کیا۔ اور اس (برتن) میں کچھ پانی بچ گیا نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابو قتادہ ہمارا وضو کا یہ برتن اچھی طرح رکھنا کیونکہ اس کے لئے ایک عظیم الشان خبر ہوگی، نماز کی اذان کہی گئی تو نبی علیہ السلام نے دو رکعتیں فجر سے پہلے پڑھیں آپ نے اسی طرح فجر کی نماز پڑھی جس طرح آپ روزانہ پڑھا کرتے تھے۔

آپ نے فرمایا کہ سوار ہو جاؤ، ہم سب لوگ سوار ہو گئے۔۔۔۔ بعض لوگ سرگوشی کرنے لگے تو نبی علیہ السلام نے فرمایا: یہ کیا بات ہے کہ تم لوگ مجھے چھوڑ کے سرگوشی کر رہے ہو ہم لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم اپنی نماز میں اپنی کوتاہی کے بارے میں سرگوشی کر رہے ہیں (جس کا وقت وقت گذر گیا اور ہم سوتے رہے) فرمایا:۔

کیا میرے اندر تمہارے لئے نمونہ نہیں ہے (یعنی جس طرح تم سے وقت فوت ہو گیا اسی طرح

مجھ سے بھی فوت ہو گیا) بیشک سوجاتے ہیں (اپنی طرف سے) کوتاہی نہیں ہے (بلکہ یہ تو معذوری ہے کہ آنکھ ہی نہ کھلی) لیکن کوتاہی اس شخص کی ہے جو اس نماز کو ادا نہ کرے یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آجائے۔ جو ایسا کرے (کہ وقت پر نہ پڑھ سکے) تو اسے چاہیئے کہ اس وقت کی نماز جب بیدار ہو پڑھ لے، جب دوسرا دن ہو تو وقت پر پڑھے، آپ نے فرمایا کہ تمہارے خیال میں لوگوں نے کیا کیا۔ پھر فرمایا کہ لوگوں کی یہ کیفیت ہوگی کہ وہ اپنے نبی کو نہ پائیں گے؛

ابوبکرؓ وعمرؓ نے لوگوں کی تسلی کے لئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو دھمکاتے ہیں آپ ایسے نہیں ہیں کہ تمہیں چھوڑ جائیں، لوگوں نے کہا کہ نبی علیہ السلام تمہارے سامنے ہیں اگر تم ابوبکرؓ وعمرؓ کی پیروی کروگے تو ہدایت پاؤگے۔

نظم وضبط کی ہدایت

جس وقت ہر چیز گرم ہو گئی یا جس وقت دن بلند ہو گیا ہم لوگوں کے پاس پہنچے اور وہ لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ یا رسول اللہ ہم پیاس کے مارے مرگئے، آپ نے فرمایا کہ تم پر ہلاکت نہ آئے گی، آپ نے قیام فرمایا، اور فرمایا کہ میرے لئے میرا چھوٹا پیالہ چھوڑ دو آپ نے وضو کا برتن مانگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (چھوٹے پیالے میں پانی، انڈیلنے لگے اور میں لوگوں کو پلانے لگا جب لوگوں نے دیکھا کہ پانی کم ہے تو ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جماعت کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو تم میں ہر شخص سیراب ہو جائے گا. نبی صلی اللہ علیہ وسلم انڈیلنے اور میں لوگوں کو پلانے لگا یہاں تک کہ میرے اور آنحضرتؐ کے سوا کوئی باقی نہ بچا، آپ نے پانی انڈیلا اور مجھ سے فرمایا کہ پیو، عرض کی یا رسول اللہ تا وقتیکہ آپ نہ نوش فرمائیں گے میں نہیں پیوں گا تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ قوم کا ساقی قوم کے آخر میں پیتا ہے، چنانچہ میں نے بھی پیا اور نبی علیہ السلام نے بھی نوش فرمایا چنانچہ لوگ پانی کے پاس بکثرت سیراب ہو کر آئے۔

عبداللہ بن رباح نے کہا کہ میں تمہاری اسی جامع مسجد میں یہ حدیث بیان کرتا ہوں۔ جب مجھ سے عمران بن حصین نے کہا کہ دیکھو اے نوجوان دیکھو کہ تم کیونکر حدیث بیان کرتے ہو کیونکہ اس شب میں میں بھی ایک سوار تھا، راوی نے کہا اے ابو نجید کیا آپ زیادہ جانتے ہیں، پوچھا، آپ کن لوگوں میں سے ہیں، میں نے کہا کہ انصار میں سے، انھوں نے کہا کہ تب تو

آپ لوگ اپنی حدیث کو زیادہ جانتے ہیں، آپ قوم سے حدیث بیان کیجئے۔

میں نے قوم سے حدیث بیان کی تو عمران نے کہا کہ میں بھی اس شب موجود تھا اور میں نہیں سمجھتا کہ کسی نے اس حدیث کو اس طرح یاد کیا ہو جس طرح آپ نے یاد کیا ہے۔

کھجور کے درخت کو دعوت

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے کہا، آپ کس سبب سے نبی ہیں،

فرمایا، اگر میں کھجور کے درخت کی کسی چیز کو دعوت کروں اور وہ میری دعوت قبول کرے تو کیا تم مجھ پر ایمان لے آؤ گے، اس نے کہا کہ جی ہاں، آپ نے اس کو دعوت کی اور اس نے آپ کی دعوت قبول کی تو وہ شخص آپ پر ایمان لایا اور مسلمان ہو گیا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ہمیں حدیبیہ میں پیاس کی شدت پیش آئی تو ہم لوگ گھبرائے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، آپ کے سامنے ایک مٹی کی ہانڈی تھی، جس میں پانی تھا، اس میں آپ نے اس طرح اپنی انگلیاں پھرائیں، اور فرمایا کہ بسم اللہ، لو۔ پھر پانی آپ کی انگلیوں سے اس طرح نکلنے لگا کہ گویا وہ چشمے ہیں، وہ ہم سب کو کافی ہو گیا اور سب کو پہنچ گیا، ہم نے پیا اور وضو کیا۔

المقداد کی روایت

المقداد سے مروی ہے کہ میں اور میرے دو ہمراہی اس کیفیت سے آئے کہ مشقت کی وجہ سے ہماری سماعت وبصارت جا چکی تھی ہم لوگ اپنے آپ کو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کرتے تھے اور کوئی شخص ہمیں قبول نہ کرتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو آپ ہمیں اپنے متعلقین کے پاس لے گئے، وہاں تین بکریاں تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے درمیان یہی دودھ دوہ لو۔ ہم لوگ دودھ دوہا کرتے تھے اور ہر شخص اپنا حصہ پی لیتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ آپ کے لئے اٹھا رکھتے آپ رات کو تشریف لاتے تھے اور اس طرح سلام کرتے تھے کہ سونے والے بیدار نہ ہوتے اور جاگنے والے سن لیتے، مسجد میں نماز پڑھ کر شربت (دودھ کا حصہ) نوش فرماتے تھے۔

مقداد نے کہا: ایک شب میرے پاس شیطان آیا اور کہا کہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) انصار کے پاس تشریف لے جاتے ہیں تو وہ لوگ آپ کو تحفہ دیتے ہیں اور ان لوگوں کے پاس آپ (ضروریات) پا جاتے ہیں، آپ کو اس گھونٹ بھر دودھ کی حاجت نہیں ہے۔ لہٰذا تم اس کو بھی پی جاؤ۔

وہ مجھے سبز باغ دکھاتا رہا یہاں تک کہ میں نے اسے پی لیا۔ جب وہ میرے پیٹ میں پہنچ گیا اور وہ سمجھ گیا کہ اب اس دودھ پہ کوئی قابو نہیں تو اس نے مجھے شرمندہ کیا اور کہا کہ تم پر افسوس ہے کیا حرکت کی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا شربت پی گئے، آپ تشریف لائیں گے اور اس شربت (یا دودھ) کو نہ دیکھیں گے تو تمہارے لئے بد دعا کریں گے اور تم ہلاک ہو جاؤ گے، تمہاری دنیا بھی جائے گی اور آخرت بھی جائے گی۔

مقداد نے کہا میرے بدن پر ایک کمبل تھا کہ جب سر پر اڑھایا جاتا تھا تو قدم باہر ہو جاتے تھے، اور جب قدموں پر ڈال دیا جاتا تھا تو سر کھل جاتا تھا، مجھے نیند نہ آتی تھی، میرے دونوں ساتھی سو گئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ نے اسی طرح سلام کیا جس طرح (آہستہ آواز سے) کیا کرتے تھے، مسجد میں آئے اور نماز پڑھی، پھر شربت کے پاس آئے (برتن کو) کھولا تو اس میں کچھ نہ پایا، آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا۔ میں نے (اپنے دل میں) کہا اب آپ میرے لئے بد دعا کریں گے اور میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ مگر آپ نے فرمایا کہ اے اللہ اسے کھلا جو مجھے کھلائے اور اسے پلا جو مجھے پلائے۔ میں نے اپنے کمبل کی طرف رخ کیا اسے اپنے اوپر کس لیا، چھری لی اور بکریوں کے پاس جا کر تلاش کرنے لگا کہ ان میں کون زیادہ موٹی ہے تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ذبح کروں۔ اتفاق سے وہ سب کی سب دودھ والی تھیں، میں نے آنحضرت کے متعلقین کے ایسے برتن کی طرف رخ کیا (جس میں ان لوگوں کو دودھ) دوہنے کی خواہش نہ تھی اس میں میں نے اتنا دودھ دوہا کہ جھاگ برتن کے اوپر آ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا تو آپ نے فرمایا کہ اے مقداد کیا تم نے آج شب کو اپنے حصے کا شربت (دودھ) نہیں پیا (جو اس قدح سے آئے) عرض کی: یا رسول اللہ نوش فرمائیے، آپ نے نوش فرمایا، مجھے دیا تو میں نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ نوش فرمائیے آپ نے نوش فرمایا پھر مجھے دیا تو جو بچا تھا وہ میں نے پی لیا۔ جب میں سمجھ گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیراب

ہو گئے اور آپ کی دعا کی برکت، مجھے پہنچ گئی تو میں اتنا ہنسا کہ زمین پر لوٹ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے مقداد یہ بھی تمہاری ایک برائی ہے، عرض کی یا رسول اللہ میرا یہ معاملہ ہوا اور میں نے یہ کیا (یعنی شیطان کا واقعہ بیان کر دیا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک رحمت ہی تھی کیا تم میرے قریب نہیں لائے تھے تاکہ اپنے ان دونوں ہمراہیوں کو بیدار کر دو اور وہ بھی اس (دودھ میں) سے کچھ پا جائیں میں نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ جب آپ اسے (دودھ کو) پا گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ پا گیا تو مجھے اس کی پروا نہیں کہ لوگوں میں سے کس نے اسے پیا۔

عبداللہ بن مسعود کا قبول اسلام

قاسم سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ میں کسی کو نہیں پہچانتا جو مجھ سے پہلے اس طرح اسلام لایا ہو، ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں اپنے متعلقین کی بکریاں (جنگل میں) چرا رہا تھا آپ نے فرمایا: کیا تمہاری بکریوں میں دودھ ہے میں نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے ایک بکری پکڑ لی اور اس کے تھن کو چھوا تو دودھ اتر آیا چنانچہ میں کسی کو نہیں پہچانتا جو مجھ سے پہلے اس طرح اسلام لایا ہو۔

حضرت سلمان فارسیؓ کی آزادی

سلمان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ آپ کسی صحابی کے جنازے میں تھے، جب مجھے آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ میرے پیچھے گھوم جاؤ۔ آپ نے اپنی چادر اتار دی، میں نے مہر نبوت دیکھی اور اسے بوسہ دیا۔ پھر میں گھوم کر آپ کے پاس آگیا اور سامنے بیٹھ گیا، آپ نے فرمایا کہ اپنے آقا سے مکاتبت کر لو (یعنی بعد ادائے زر ثمن اپنی آزادی کی دستاویز لکھا لو۔)

میں نے تین سو پھل دینے والی کھجور کی قلموں اور چالیس اوقیہ (ڈیڑھ سیر سے زائد) سونے پر مکاتبت کر لی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اپنے بھائی کی مدد کرو۔ لوگ ایسا ایک دو دو تین تین قلمیں لاتے تھے، یہاں تک کہ تین سو قلمیں جمع ہو گئیں۔ عرض کی مجھے ان کے پھل لانے پر کیونکر قدرت ہو گی؟ آپ نے فرمایا کہ تم جاؤ اور ان کے

بونے کے لئے اپنے ہاتھ سے گڑھے کھود دو، میں نے گڑھے کھود دیے، آپ کے پاس آیا تو آپ میرے ہمراہ تشریف لائے اور انھیں اپنے ہاتھ سے رکھ دیا، ان میں سے ایک درخت بھی پھل دینے سے نہ بچا۔ اور سونا (ادا کرنا) رہ گیا۔

میں جس وقت آنحضرتؐ کے پاس تھا تو کبوتر کے انڈے کے برابر زکوٰۃ کا سونا لایا گیا آپ نے فرمایا کہ فارسی مکاتب غلام (یعنی سلمان) کہاں ہیں، میں اٹھ کھڑا ہوا، آپ نے فرمایا کہ یہ لو اور اس میں سے ادا کرو۔ عرض کی یہ مجھے کیونکر کافی ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان سے اسے چھوا۔ میں نے اس میں سے چالیس اوقیہ (اپنے آقا کو) تول دیا اور جتنا لوگوں کو دیا تھا اتنا ہی میرے پاس بچ گیا۔

یہودی مریض کا قبول اسلام

ابوصخر العقیلی سے مروی ہے کہ میں نکل کر مدینے گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملے جو ابوبکرؓ و عمرؓ کے آگے چل رہے تھے آپ ایک یہودی پر گذرے جس کے پاس ایک دفتر تھا اس میں توریت تھی وہ اپنے ایک مریض بھتیجے کو پڑھ کر سنا رہا تھا جو اس کے سامنے تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے یہودی میں تجھے اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰؑ پر توریت نازل کی اور بنی اسرائیل کے لئے سمندر میں راستہ کر دیا۔ کیا تو اپنی توریت میں میری صفت وذکر اور میرے ظہور کا مقام پاتا ہے؛ اس نے اپنے سر کے اشارہ سے کہا، نہیں۔

اس کے بھتیجے نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰؑ پر توریت نازل کی اور بنی اسرائیل کے لئے سمندر میں راستہ کر دیا کہ بے شک یہ شخص اپنی کتاب میں آپ کی نعت اور آپ کا زمانہ اور آپ کی صفت اور آپ کے ظہور کا مقام (لکھا ہوا) پاتا ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس یہودی کو اپنے ساتھی کے پاس سے اٹھا دو، اس نوجوان کی روح قبض کر لی گئی، تو نبی علیہ السلام نے اسکی نماز جنازہ پڑھی اور اسے دفن کیا۔

رسول اللہ اور ام معبد

بنی جمح کے ایک شیخ سے مروی ہے کہ جب نبی علیہ السلام (دوران ہجرت میں) ام معبد کے پاس

آئے تو دریافت فرمایا کہ ضیافت کی کوئی چیز ہے؟ ام معبد نے کہا "نہیں"۔

آپؐ اور ابو بکرؓ وہاں سے علیحدہ ہٹ گئے شام کو ان کے بیٹے بکریوں کو جنگل سے چرا کر لائے تو انھوں نے اپنی والدہ سے کہا کہ یہ مجمع کیسا ہے جو مجھے دور بیٹھا ہوا نظر آتا ہے انھوں نے کہا کہ ایک قوم ہے جنھوں نے ہم سے مہمانی (ضیافت) طلب کی تو میں نے کہا کہ ہمارے پاس کوئی چیز ضیافت کی نہیں ہے۔

ان کے بیٹے ان حضرات کے پاس آئے اور عذر کیا اور کہا کہ وہ ایک ضعیف عورت ہیں اور جس چیز کی آپ کو ضرورت ہو ہمارے پاس ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ اور اپنی بکریوں میں سے ایک بکری میرے پاس لے آؤ۔ وہ گئے اور ایک بکری پکڑ لی جو بچہ تھی، ان کی والدہ نے کہا کہ تم کہاں جاتے ہو۔ انھوں نے کہا کہ ان دونوں (آنحضرتؐ وابو بکرؓ) نے مجھ سے بکری مانگی ہے۔ ام معبد نے کہا کہ یہ لوگ اسے کیا کریں گے، بیٹے نے کہا جو چاہیں گے، نبی علیہ السلام نے اس کے تھن اور این پر ہاتھ پھیرا تو اس کے دودھ اتر آیا۔ آپ نے دوہا۔ یہاں تک کہ ایک بڑا پیالہ بھر گیا اور آپ نے اسے اسی طرح دودھ سے بھرا ہوا چھوڑا جس طرح وہ تھی۔ فرمایا کہ اسے اپنی والدہ کے پاس لے جاؤ اور اپنی بکریوں میں سے میرے پاس دوسری بکری لے آؤ۔ وہ اپنی والدہ کے پاس دودھ کا پیالہ لائے تو پوچھا، یہ تمہیں کہاں سے مل گیا انھوں نے کہا کہ یہ فلاں بکری کا دودھ ہے۔

ام معبد نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے اس کے تو کبھی بچہ بھی نہیں ہوا۔ لات کی قسم میں اس شخص کو یہ گمان کرتی ہوں کہ وہی نئے دین والے ہیں جو کے میں تھے۔ ام معبد نے دودھ پیا، ان کے بیٹے آپ کے پاس ایک دوسری بکری لائے جو بچہ تھی آپ نے اس کا بھی دودھ دوہا یہاں تک کہ وہ بڑا پیالہ بھر گیا اور اسے اسی طرح دودھ بھرا ہوا چھوڑا جیسی کہ وہ تھی، آپ نے ان سے فرمایا۔ کہ تم بھی پیو، انھوں نے بھی پیا۔

فرمایا میرے پاس کوئی اور بکری لاؤ۔ وہ اسے آپ کے پاس لائے تو آپ نے دوہا اور ابو بکرؓ کو پلایا، پھر فرمایا کہ میرے پاس کوئی اور بکری لاؤ۔ وہ اسے آپ کے پاس لائے۔ آپ نے دوہا اور نوش فرمایا اور ان سب بکریوں کو اسی طرح دودھ بھرا چھوڑا جیسی کہ وہ ہو گئی تھیں

ایک اونٹ کی درخواست

حسن سے مروی ہے کہ جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مسجد میں تھے ایک بھڑکنے والا اونٹ آیا، اس نے اپنا سر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آغوش میں رکھ دیا اور بلبلانے لگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اونٹ کہتا ہے کہ ایک شخص کا ہے جو اس کو اپنے والد کی جانب سے کھانے میں ذبح کرنا چاہتا ہے۔ یہ فریاد کرنے آیا ہے۔

ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ یہ فلاں شخص کا اونٹ ہے اور اس نے اس کے متعلق یہی ارادہ کیا ہے۔ نبی علیہ السلام نے اس شخص کو بلایا اور دریافت کیا تو اس نے بتایا یا اس کا ارادہ اس اونٹ کے متعلق یہی ہے۔ نبی علیہ السلام نے اس سے سفارش فرمائی کہ وہ اسے ذبح نہ کرے جو اس نے منظور کر لیا۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ علیؓ نے کہا ایک رات کو ہم لوگ بغیر شب کا کھانا کھائے ہوئے سو گئے، صبح کو اٹھ کر باہر گیا، واپس آیا تو دیکھا فاطمہ علیہا السلام رنجیدہ تھیں میں نے کہا آپ کو کیا ہوا؟ انھوں نے کہا آج نہ تو ہم نے رات کا کھانا کھایا اور نہ دن کا کھانا کھایا اور نہ ہمارے پاس رات کا کھانا ہے۔

میں نکلا اور تلاش کیا تو کچھ مل گیا جس سے میں نے غلہ اور ایک درہم کا گوشت خریدا فاطمہؓ کے پاس لایا تو انھوں نے روٹی اور سالن پکایا۔ جب وہ ہانڈی پکانے سے فارغ ہوئیں تو کہا کاش آپ میرے والد کے پاس جا کر انھیں بلا لاتے۔

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا جو مسجد میں کروٹ کے بل لیٹے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے کہ اے اللہ میں بھوک سے پناہ مانگتا ہوں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ ہمارے پاس کھانا ہے لہٰذا تشریف لائیے۔ آپ نے میرے اوپر سہارا لگایا یہاں تک کہ اندر تشریف لائے ہانڈی ابل رہی تھی۔

آپ نے فاطمہؓ سے فرمایا کہ عائشہؓ کے لئے سالن نکالو۔ انھوں نے ایک پیالے میں نکالا فرمایا کہ حفصہؓ کے لئے سالن نکالو۔ انھوں نے ایک پیالے میں سالن نکالا یہاں تک کہ انھوں نے آپ کی نو بیویوں کے لئے سالن نکالا۔

فرمایا کہ اپنے بیٹے کے لئے اور اپنے شوہر کے لئے سالن نکالو۔ اس کی بھی تعمیل کی۔ فرمایا کہ تم نکالو اور کھاؤ۔ انھوں نے سالن نکالا۔ ہانڈی چڑھادی گئی اور وہ بھری ہوئی تھی۔ چنانچہ جتنا اللہ نے چاہا ہم نے اس میں سے کھایا۔

علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آپ مکے میں تھے خدیجہؓ کو حکم دیا کہ آپ کے لئے کھانا تیار کریں، علیؓ سے فرمایا کہ اولاد عبدالمطلب کو بلاؤ۔ انھوں نے چالیس آدمیوں کو بلایا۔

آپ نے علیؓ سے فرمایا کہ اپنا کھانا کھاؤ۔

علیؓ نے کہا کہ میں ان لوگوں کے پاس ثرید لایا جو صرف اتنا تھا کہ ایک آدمی کھا لیتا مگر ان سب نے اس میں سے کھایا۔ یہاں تک کہ سیر ہوگئے۔ آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں کو پانی پلاؤ میں نے انھیں ایک ایسے برتن سے پانی پلایا جو ایک آدمی بھر کی سیرابی کا تھا مگر اس میں سے سب نے پیا اور یہاں تک کہ باز آگئے۔

بنو ہاشم کو دعوت اسلام

ابولہب نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم نے سب پر جادو کر دیا ہے۔ سب چلے گئے آپ نے کہا ان لوگوں کو نہیں بلایا چند روز کے بعد ان لوگوں کے لئے اسی طرح کھانا تیار کرایا۔ مجھے حکم دیا تو میں نے ان سب کو جمع کیا، انھوں نے کھایا۔ آپ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ میں جس کام پر ہوں اس میں کون میری مدد کرے گا اور میری دعوت قبول کرے گا اس شرط پر کہ وہ میرا بھائی ہو اور اس کے لئے جنت ہو۔

(علیؓ نے کہا کہ) یا رسول اللہ میں (مدد کروں گا اور دعوت قبول کروں گا۔)

حالانکہ میں ان سب میں کم سن اور ان سب میں کمزور اور پتلی پنڈلیوں والا ہوں ساری قوم خاموش رہی ان لوگوں نے کہا کہ اے ابو طالب تم اپنے بیٹے (علیؓ) کو نہیں دیکھتے۔ ابو طالب نے کہا کہ انھیں چھوڑ دو کیونکہ وہ اپنے چچا کے بیٹے کے ساتھ خیر کرنے میں ہرگز کوتاہی نہ کریں گے۔

معجزات رسول اللہ

زید بن اسلم وغیرہ سے مروی ہے کہ (غزوہ احد میں) قتادہ بن نعمان کی آنکھ میں چوٹ... آگئی اور وہ ان کے رخسار پر بہہ آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے ہاتھ سے (آنکھ کے حلقے میں) لوٹا دیا۔ وہ سب سے اچھی اور سب سے زیادہ درست ہو گئی۔

زید بن اسلم وغیرہ سے مروی ہے کہ غزوہ بدر میں عکاشہ بن محصن کی تلوار ٹوٹ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں درخت کی ایک چھڑی دے دی جو ان کے ہاتھ میں تیز چمکدار اور مضبوط تلوار بن گئی۔

عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک لکڑی سے جو مسجد میں تھی تکیہ لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ جب منبر بنایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر چڑھے وہ لکڑی رونے لگی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے گلے لگایا تو خاموش ہو گئی۔

زید بن اسلم وغیرہ سے مروی ہے کہ (بحالت شرک) سراقہ بن مالک نے تیروں سے اس امر کے متعلق قرعہ ڈالا کہ آنحضرت (دیکھے سے بچ کر) نکل جائیں گے یا نہیں، ہر مرتبہ یہی نکلا کہ آپ دیکھے سے بچ کر نہیں جائیں گے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں سوار ہوئے اور آنحضرتؐ کو پا گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ ان کے گھوڑے کے پیر دھنسا دیئے جائیں۔ پیر دھنس گئے۔ سراقہ نے عرض کیا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)... آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ میرے گھوڑے کو چھوڑ دے تو میں آپ سے باز آجاؤں گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ اگر یہ سچے ہوں تو ان کے گھوڑے کو رہا کر دے۔ چنانچہ گھوڑے کے پیر باہر نکل آئے۔

معاشرتی مقاطعہ

قریش کے ایک شیخ سے مروی ہے کہ جب بنی ہاشم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے حوالے کرنے سے انکار کیا تو قریش نے باہم ایک عہد نامہ لکھا کہ

وہ بنی ہاشم کو نہ بیٹی دیں گے نہ انکی بیٹی لیں گے، نہ ان سے کچھ خریدیں گے اور نہ ان کے ہاتھ فروخت کریں گے۔ نہ کسی امر میں ان سے میل جول کریں گے اور نہ ان سے بولیں گے۔

قریش نے باہم یہ عہد لکھا تو بنی ہاشم تین سال تک اپنے شعب میں (جو مکے کے قریب ایک مقام ہے) محصور رہے۔ سوائے ابولہب کے کہ وہ تو ان لوگوں کے ہمراہ شعب میں نہیں گیا۔ باقی عبدالمطلب بن عبدمناف کا خاندان شعب میں چلا گیا۔

جب (اس معاہدے کو) تین برس گزر گئے تو اللہ نے اپنے نبی کو عہد نامے کے مضمون پر اور اس امر پر مطلع کر دیا کہ اس میں جو ظلم و جور کا مضمون تھا اسے دیمک کھا گئی صرف اللہ کا ذکر باقی رہ گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب سے بیان کیا تو ابو طالب نے کہا۔ اے میرے بھتیجے جو تم مجھے خبر دے رہے ہو کیا یہ سچ ہے؟ آپ نے فرمایا بخدا ہاں۔

ابو طالب نے اس کو اپنے بھائیوں سے بیان کیا تو ان لوگوں نے ابو طالب سے کہا کہ آنحضرت ؐ کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ ابو طالب نے کہ بخدا آپ کبھی جھوٹ نہیں بولے ہیں (اے میرے بھتیجے) تمہاری کیا رائے ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میری یہ رائے ہے کہ آپ لوگوں کو اچھے سے اچھے جو کپڑے دستیاب ہوں وہ پہنیے پھر سب ملکر قریش کے پاس جائیے تاکہ اس واقعہ کی خبر انھیں پہنچنے سے پہلے ہم ان سے بیان کر دیں۔

لوگ روانہ ہوئے یہاں تک کہ مسجد حرام میں پہنچے، انھوں نے حطیم کا قصد کیا حطیم میں صرف قریش کے سن رسیدہ اور صاحب عقل و فہم لوگ بیٹھا کرتے تھے۔

اہل مجلس ان کی طرف متوجہ ہو کر دیکھنے لگے کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ ابو طالب نے کہا کہ ہم ایک کام سے آئے ہیں لہٰذا تم لوگ بھی ایک ایسے سبب سے اسے مان لو جو تم کو بتایا جائے گا۔

ان لوگوں نے " مرحبا و اہلا " کے نعرے لگائے اور کہا کہ ہمارے یہاں وہ بات

ہو گی جس سے تم خوش ہو گئے۔ اچھا تم کیا چاہتے ہو۔؟

ابو طالب نے کہا کہ میرے بھتیجے نے مجھے خبر دی ہے اور... انھوں نے کبھی مجھ سے غلط بات نہیں کہی کہ تمہاری اس کتاب پر جو تم نے لکھی ہے اللہ نے دیمک مسلط کر دی اس میں ظلم و جور و قطع رحم کے متعلق جو مضمون تھا اسے وہ چاٹ گئی صرف وہ مضمون باقی رہ گیا ہے جس میں اللہ کا ذکر ہے۔ اگر میرے بھتیجے سچے ہیں تو تم لوگ اپنی بری رائے سے ہٹ جاؤ اور اگر وہ جھوٹے ہیں... تو میں انہیں تمہارے حوالے کر دوں گا۔ پھر چاہے تم لوگ انھیں قتل کر دینا خواہ زندہ رکھنا۔

ان لوگوں نے کہا کہ تم نے ہمارے ساتھ انصاف کیا ہے۔ انھوں نے اس کتاب کو منگا بھیجا، جب وہ لائی گئی تو ابو طالب نے کہا کہ اس کو پڑھو، لوگوں نے اسے کھولا تو اتفاق سے وہ اسی طرح تھی جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ سوائے اس حصہ کے جس میں اللہ کا ذکر تھا سب کا سب دیمک کھا گئی تھی۔

سب لوگ حیران ہو گئے اور شرمندگی سے سرنگوں ہو گئے۔ ابو طالب نے کہا کیا تمہیں واضح ہو گیا کہ تمہیں لوگ ظلم و قطع رحم و بدی کے قریب تر ہو ہ کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔

قریش نے بنی ہاشم کے ساتھ جو برتاؤ کیا تھا اس پر چند آدمیوں نے ایک دوسرے کو ملامت کی۔ پھر یہ لوگ بہت تھوڑے رہ گئے۔

ابو طالب یہ کہتے ہوئے شعب واپس آئے کہ اے گروہ قریش ہم لوگ کس بنا پر محصور و مقید ہیں حالانکہ حقیقت امر واضح ہو گئی ہے۔

ابو طالب اور ان کے ساتھی کعبے کے پردوں میں داخل ہوئے اور کہا اے اللہ جن لوگوں نے ہم پر ظلم کیا۔ ہم سے قطع رحم کیا اور ہماری اس چیز کو حلال سمجھ لیا جو اس پر حرام ہے اس سے ہماری مدد کر۔ یہ کہا اور واپس ہو گئے۔

زنا کی ممانعت

جابر وغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سب سے

پہلے جو خبر مدینے میں آئی وہ یہ تھی کہ اہل مدینہ میں سے ایک عورت کے ایک جن تابع تھا وہ ایک پرندے کی شکل میں آیا مکان کی دیوار پر اترا تو اس عورت نے کہا کہ نیچے اتر، تو ہم سے بات کر، ہم تجھ سے بات کریں، تو ہمیں خبر دے اور ہم تجھے خبر دیں، اس نے کہا کے میں، ایک نبی مبعوث ہوئے ہیں جنھوں نے زنا کو ہم پر حرام کر دیا ہے اور ہمارا قرار (چین) چھین لیا ہے۔

زمانہ بعثت و مقصد بعثت نبوی

سفیان ثوری سے مروی ہے کہ میں نے السّدی کو آیت "ووجدک ضالا فہدی (یعنی اللہ نے آپ کو ناواقف پایا پھر اس نے ہدایت کر دی) کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ آپ چالیس برس تک اپنی قوم کے حال پر رہے۔

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ولادت سے چالیس برس بعد مبعوث کیے گئے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس (برس) کے بعد مبعوث ہوئے۔

ابو غالب الباہلی سے مروی ہے کہ وہ اس وقت العلاء بن زیاد العدوی کے پاس موجود تھے جب انسؓ بن مالک سے دریافت کیا: اے ابو حمزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو آپ کس شخص کی عمر کے تھے انھوں نے کہا کہ آپ چالیس برس کے تھے۔ العلاء نے پوچھا پھر اس کے بعد کیا ہوا۔ انس نے جواب دیا، آپ دس سال مکے میں رہے اور دس سال مدینے میں رہے۔

ابن سعد نے کہا: انسؓ کا قول ہے کہ آپ مکے میں دس برس رہے اور ان کے سوا کوئی اس کو نہیں کہتا (سب تیرہ برس کہتے ہیں۔)

عامر سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت نازل ہوئی تو آپ چالیس برس کے تھے، تین سال اسرافیلؑ آپ کے ساتھ رہے پھر انھیں آپ سے جدا کر لیا گیا اور جبریل کو دس سال مکے میں اور دس سال مدینے میں آپ کی ہجرت کے زمانہ میں ساتھ رکھا گیا، تریسٹھ برس کی عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔

محمد بن سعد نے کہا: میں نے یہ حدیث محمد بن عمرؓ سے بیان کی تو فرمایا: ہمارے شہر کے اہل علم بالکل نہیں جانتے کہ اسرافیلؑ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رکھے گئے، ان کے علماء اور ان میں سے علمائے سیرت کہتے ہیں کہ آپ پر جب سے وحی نازل ہوئی اس وقت سے آپ کی وفات تک سوائے جبریلؑ کے کوئی فرشتہ آپ کے ساتھ نہیں رکھا گیا۔

زرارہ بن اوفیٰ سے مروی ہے کہ قرن ایک سو بیس برس کا ہوتا ہے۔ جس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے وہ وہی سال تھا جس میں یزید بن معاویہؓ کی وفات ہوئی۔

ابوجعفر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں احمر (سرخ) واسود (سیاہ) کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔ عبدالملک نے کہا کہ احمر انسان ہیں اور اسود جن۔

حسنؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ان سب کا رسول ہوں جن کو میں زندہ پاؤں اور جو میرے بعد پیدا ہوں۔

خالد بن سعدان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم لوگوں کی طرف مبعوث ہوا ہوں، اگر مجھ کو نہ مانیں تو عرب کی طرف وہ بھی مجھے نہ مانیں تو قریش کی طرف وہ بھی نہ مانیں تو بنی ہاشم کی طرف اور اگر وہ بھی نہ مانیں تو میں صرف اپنی ہی طرف (تبلیغ کروں گا)

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے تمام لوگوں کی طرف رسول بنایا گیا ہے اور مجھی پر انبیاء ختم کر دیئے گئے ہیں۔

جابر سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: میں ایک ہزار نبی یا اس سے زیادہ کا ختم کرنے والا ہوں۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں آٹھ ہزار انبیاء کے بعد بھیجا گیا ہوں جن میں چار ہزار نبی بنی اسرائیل کے ہیں۔

حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ملت حنیفیہ سہلہ کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں۔

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں صرف اس لئے مبعوث ہوا ہوں کہ اخلاق حسنہ کو مکمل کر دوں۔

معبد بن خالد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم لوگ جانتے ہو میں وہ رحمت ہوں جو بطور ھدیہ بھیجی گئی ہے۔ میں ایک قوم کی ترقی اور دوسروں کی تنزلی کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔

ابو صالح سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے لوگو میں تو محض وہ رحمت ہوں جو بطور ہدیہ بھیجی گئی ہے

مالک بن انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں صرف اس لئے مبعوث ہوا ہوں کہ اخلاق کا حسن مکمل کر دوں۔

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں لوگوں سے اس وقت تک جہاد کرنے کے لئے مامور ہوا ہوں کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں۔ جو لا الہ الا اللہ کہے گا اس کی جان اور اس کا مال مجھ سے محفوظ ہو جائے گا، سوائے اس کے کہ جو اس (جان و مال کے لینے کا) حق ہوگا۔ (تو لیا بھی جائے گا) اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے (کہ وہ واقعی مسلمان ہوا یا نہیں) اللہ نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا ہے اور اس قوم کا ذکر کیا ہے جس نے تکبر کیا۔ فرماتا ہے کہ، انھم کانوا اذا قیل لھم لا الہ الا اللہ یستکبرون (وہ لوگ جو ایسے تھے کہ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں تو وہ تکبر کرتے تھے۔)

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں لوگوں سے اس وقت تک جہاد کرنے پر مامور ہوں کہ وہ "لا الہ الا اللہ" کہیں، جب وہ اس کو کہیں گے تو اپنے جان و مال کو مجھ سے بچا لیں گے سوائے اس کے کہ جو اس کا حق ہو اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔

یوم بعثت

ابن عباس سے مروی ہے کہ تمہارے نبی علیہ السلام دو شنبہ کو نبی بنائے گئے۔

انس سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام دو شنبے کو نبی بنائے گئے۔

ابو جعفر سے مروی ہے کہ، ار رمضان یوم دو شنبہ کو حراء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرشتہ نازل ہوا، اس زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس برس کے تھے جو فرشتہ آپ پر وحی لے کر نازل ہوا تھا وہ جبرئیلؑ تھے۔

نزول وحی

قتادہ سے آیت وایدناہ بروح القدس (اور ہم نے روح القدس سے آپ کی مدد کی) کی تفسیر میں مروی ہے کہ وہ جبرئیلؑ تھے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جس وحی کی ابتدا ہوئی وہ سچے خواب تھے۔

آپ کوئی خواب نہ دیکھتے تھے جو سفیدیٔ صبح کی طرح پیش نہ آتا ہو۔ جب تک اللہ کو منظور رہا اسی حالت پر رہے۔ خلوت و گوشہ نشینی کی رغبت دیدی گئی، اس سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہ تھی، آپ غار حراء میں گوشہ نشین رہتے تھے جس میں قبل اس کے کہ اپنے اعزہ و متعلقین کے پاس واپس آئیں متعدد راتیں تنہائی وعبادت میں گزارتے تھے پھر خدیجہؓ کے پاس واپس آتے تھے اسی طرح راتوں کے لئے توشہ لیتے تھے یہاں تک کہ یکایک آپ کے پاس امر حق آگیا حالانکہ آپ غار حراء ہی میں تھے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی حالت (مذکورہ) میں تھے تو اجیاد میں قیام تھا، آپ نے افق آسمان پر ایک فرشتے کو اس کیفیت سے دیکھا کہ وہ اپنا ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھے ہوئے پکار رہا ہے، یا محمدؐ میں جبرئیلؑ ہوں، یا محمدؐ میں جبرئیلؑ ہوں (صلی اللہ علیہما وسلم)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ڈر گئے۔ جب اپنا سر آسمان کی طرف اٹھاتے تھے تو برابر ان کو دیکھتے تھے۔

آپ بہت تیزی کے ساتھ خدیجہؓ کے پاس آئے، انھیں اس واقعے سے آگاہ کیا اور فرمایا۔ اے خدیجہؓ واللہ مجھے ان بتوں اور کاہنوں کا سا بغض کبھی کسی چیز سے نہیں ہوا میں اندیشہ کرتا ہوں کہ کہیں کاہن نہ ہو جاؤں۔

خدیجہؓ نے کہا ہرگز نہیں۔ اے میرے چچا کے فرزند یہ نہ کہیئے اللہ آپ کے ساتھ کبھی ایسا نہ کرے گا۔ آپ صلہ رحم کرتے ہیں، بات سچ کہتے ہیں اور امانت ادا کرتے ہیں، آپ کے اخلاق کریم ہیں۔

پھر خدیجہؓ ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں اور یہ گویا سب سے پہلی مرتبہ ان کے پاس گئیں، انھیں اس واقعے سے خبردار کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا،

ورقہ نے کہا، بخدا تمہارے چچا کے فرزند بیشک سچے ہیں بیشک یہ نبوت کی ابتدا ہے بے شک ان کے پاس ناموس اکبر (جبرئیلؑ) آئیں گے۔ تم ان سے کہو کہ وہ اپنے دل میں سوائے نیکی کے اور کوئی بات نہ لائیں۔

عروہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے خدیجہؓ میں ایک نور دیکھتا ہوں اور ایک آواز سنتا ہوں، اندیشہ ہے کہ میں کاہن نہ ہو جاؤں، خدیجہؓ نے کہا: اے فرزند عبداللہ، اللہ آپ کے ساتھ ایسا نہیں کرے گا، آپ سچ بات کہتے ہیں، امانت ادا کرتے ہیں، اور صلہ رحم کرتے ہیں۔

غالباً ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے خدیجہؓ میں ایک آواز سنتا ہوں اور ایک نور دیکھتا ہوں، ڈرتا ہوں کہ مجھے جنون نہ ہو جائے، خدیجہؓ نے کہا: اے فرزند عبداللہ، اللہ ایسا نہیں ہے کہ آپ کے ساتھ ایسا کرے، وہ ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا تو انھوں نے کہا: اگر وہ سچے ہیں تو یہ ناموس موسیٰ کی طرح ناموس (فرشتہ) ہے (جسکی آواز اور روشنی ہے) وہ میری زندگی میں مبعوث ہو گئے تو میں انکی . . . حمایت کرونگا، مدد کروں گا اور ان پر ایمان لاؤں گا۔

نزول قرآن

محمد بن عباد بن جعفر سے مروی ہے کہ بعض علماء کو کہتے سنا کہ سب سے پہلے جو وحی نبی علیہ السلام پر نازل ہوئی وہ یہ تھی، اقرأ باسم ربك الذی خلق خلق الانسان من علق۔ اقرأ وربك الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم ؏ جو وحی حراء کے دن نبی علیہ السلام پر نازل ہوئی یہ اس کا ابتدائی حصہ ہے۔ اس کے بعد مشیت الٰہی کے مطابق اس کا آخری حصہ بھی نازل ہوا۔

عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جو سورۃ نبی علیہ السلام پر نازل کی گئی وہ اقرأ باسم ربك الذی خلق ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب حراء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی تو کچھ دن تک یہ کیفیت رہی کہ جبرئیلؑ نظر نہ آئے، آپ کو شدید غم ہوا۔ کبھی ثبیر جاتے تھے کبھی حراء اور یہ ارادہ کرتے تھے کہ اپنے آپ کو اس پر سے گرا دیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں پہاڑوں میں سے کسی کا ارادہ فرما رہے تھے کہ آسمان سے ایک آواز سنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آواز کی گرج سے رک گئے۔ سر اٹھایا تو آسمان و زمین کے درمیان جبرئیلؑ ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے نظر آئے جو کہہ رہے تھے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ واقعی رسول ہیں اور میں جبرئیلؑ ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح واپس ہوئے کہ اللہ نے آپکی آنکھیں ٹھنڈی کر دی تھیں اور دل مضبوط کر دیا تھا۔ اس کے بعد وحی کا تانتا بندھ گیا۔

ابوبکر بن عبداللہ بن ابی مریم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ مجھ سے کہا گیا کہ اے محمدؐ، آپ کی آنکھ کو سونا چاہیئے، کان کو سننا چاہیئے، اور قلب کو یاد الہٰی کرنا چاہیئے، چنانچہ میری آنکھ سوتی ہے، قلب یاد کرتا ہے اور کان سنتا ہے۔

شدت وحی

عبادہ بن الصامت سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی تھی تو آپ کو تکلیف ہوتی تھی، چہرے کا رنگ بدل جاتا تھا۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل کی جاتی تھی تو آپ اس کی وجہ سے مدہوش کی طرح پژمردہ ہو جاتے تھے۔

ابوداوی الدوسی سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت وحی نازل ہوتے دیکھا جب آپ اپنی سواری پر تھے، وہ چلاتی تھی اور اپنے ہاتھ سکیڑتی تھی، مجھے گمان ہوا کہ اسکی باہیں ٹوٹ جائیں گی اکثر وہ بھڑکتی تھی اپنے ہاتھ گر دو کے کھڑی ہو جاتی تھی یہاں تک کہ آنحضرتؐ کو ثقل وحی سے افاقہ ہو جاتا اور آپ اس سے مثل موتی کی لڑی کے اترجاتے تھے۔

عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ نے اپنے چچا سے روایت کی کہ انھیں یہ معلوم ہوا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے، میرے پاس وحی دو طریقے سے آیا کرتی ہے۔

۱- اسے جبریلؑ لاتے ہیں اور مجھے تعلیم کرتے ہیں، جس طرح ایک آدمی دوسرے آدمی کو تعلیم کرتا ہے۔ یہ (طریقہ) ہے (جس میں) مجھ سے (چین) چھوٹ جاتا ہے۔

۲- میرے پاس جرس کی آواز کی طرح آتی ہے۔ یہاں تک کہ میرے قلب میں رچ جاتی ہے، یہ وہ طریقہ ہے جس سے چین نہیں چھوٹتا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ حارث بن ہشام نے عرض کیا: یارسول اللہ آپ کے پاس وحی کس طرح آتی ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کبھی تو وہ میرے پاس جرس کی جھنکار کی سی آواز میں آتی ہے اور وہ مجھ پر سب وحی سے زیادہ سخت ہوتی ہے، پھر وہ مجھ سے منقطع ہو جاتی ہے اور مجھے یاد ہو جاتا ہے کبھی فرشتہ میرے لئے شکل بدل لیتا ہے، مجھ سے کلام کرتا ہے، وہ جو کچھ کہتا ہے میں اسے یاد کر لیتا ہوں۔

عائشہؓ نے کہا کہ میں نے شدید سردی کے زمانے میں آپ پر وحی نازل ہوتے دیکھا ہے، اختتام پر آپ کی پیشانی سے پسینہ ٹپکتا ہوتا تھا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب نبی علیہ السلام پر وحی نازل ہوتی تھی تو آپ اس کی شدت محسوس کرتے تھے، اسے یاد کرتے تھے اور اپنے لب ہلاتے تھے تاکہ بھول نہ جائیں۔

پھر اللہ نے آپ پر یہ آیت نازل کی " لا تحرك به لسانك لتعجل به" (آپ زبان کو حرکت نہ دیجئے کہ اس کے ساتھ عجلت کریں)، "اس کے ساتھ عجلت کریں" کا مطلب یہ ہے کہ اس کے سیکھنے میں عجلت کریں " ان علینا جمعه وقرآنه " (بے شک اس کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمہ ہے (یعنی آپ اسے بھول نہیں سکتے) یعنی یہ ہمارے ذمہ ہے کہ ہم اسے آپ کے سینے میں جمع کر دیں۔

ابن عباس نے کہا کہ قرآنہ کا مطلب یہ ہے کہ "آپ اسے پڑھیں گے" فاتبع قرآنه" (لہٰذا آپ ان کے پڑھنے کی پیروی کیجئے) یعنی آپ خاموش رہیئے (اور جبریلؑ کا پڑھنا سنیئے) "ان علینا بیانه" یعنی یہ ہمارے ذمہ ہے کہ ہم اسے آپکی زبان سے بیان کرادیں گے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطمئن ہو گئے۔

ابن عباس سے اس آیت "لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ وقرآنہ" کی تفسیر میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزول وحی سے شدت محسوس کرتے تھے جس کی وجہ سے آپ اپنے لبوں کو حرکت دیتے تھے اللہ تبارک تعالیٰ نے نازل فرمایا کہ: لا تحرک بہ لسانک الا دیتہ" آپ اس کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دیجئے، آپ کے سینے میں اس کا جمع کرنا ہمارے ذمہ ہے (جب جمع ہو جائے گا تو) پھر آپ اسے پڑھیں گے" فاذا قرانٰہ فاتبع قرانہ" یعنی اسے سنئے اور خاموش رہیئے ثم ان علینا بیانہ یہ ہمارے ذمہ ہے کہ آپ اسے پڑھیں گے، اس کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریلؑ آتے تھے تو آپ ان کا کلام سنتے تھے، جب جبریلؑ چلے جاتے تھے تو آپ اسے اسی طرح پڑھتے تھے جس طرح آپ کو پڑھایا جاتا تھا۔

دعوت اسلام

عبدالرحمٰن بن القاسم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا: آپ کے پاس جو وحی اللہ کی جانب سے آئی ہے اس کی اچھی طرح تبلیغ کریں لوگوں کو احکام الٰہی کی ندا دیں اور انہیں اللہ کی طرف بلائیں، آپ ابتدائے نبوت سے تین سال تک خفیہ طور پر دعوت دیتے تھے، یہاں تک کہ آپ کو کھلم کھلا دعوت دینے کا حکم ہوگیا۔

محمد سے آیت ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحاً وقال اننی من المسلمین "(اس شخص سے زیادہ اچھے کلام والا کون ہے جو اللہ کی طرف دعوت دے عمل صالح کرے اور کہے کہ میں بھی مسلمان ہوں) کی تفسیر میں مروی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خفیہ و علانیہ اسلام کی طرف دعوت دی، نوجوانوں اور کمزوروں میں سے جس کو خدا نے چاہا اللہ کو مانا، یہاں تک کہ آپ پر ایمان لانے والوں کی کثرت ہوگئی، آپ جو کچھ فرماتے تھے کفار قریش بھی اس کے منکر نہ تھے جب آپ ان کی مجالس میں ان کے پاس سے گزرتے تو وہ لوگ آپ کی طرف اشارہ کرتے تھے کہ خاندان عبدالمطلب کا یہ لڑکا آسمان کی باتیں کرتا ہے، یہی طریقہ رہا

یہاں تک کہ اللہ نے ان کے معبودوں کی ہجو کی جنکی وہ اللہ کے سوا پرستش کیا کرتے تھے ان کے ان بزرگوں کی ہلاکت کا ذکر کیا جو کفر پر مر گئے تھے اس وقت وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چوکنا ہوئے اور آپ کے دشمن ہو گئے ۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب آیت وانذر عشیرتک الاقربین (اور آپ اپنے سب سے زیادہ قریب کے رشتہ داروں کو ڈرایئے) نازل کی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا پر چڑھ گئے اور فرمایا، اے گروہ قریش!

قریش نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کوہ صفا پر چڑھ کر پکارتے ہیں، سب لوگ آئے جمع ہو گئے اور کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو کیا ہو رہا ہے؟

فرمایا، اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کہ ایک لشکر اس پہاڑ کی جڑ میں ہے تو کیا تم لوگ میری تصدیق کرو گے ۔

لوگوں نے کہا جی ہاں ۔ آپ ہمارے نزدیک غیر متہم ہیں (یعنی آپ پر کبھی کوئی تہمت کذب کی بھی نہیں لگائی گئی) اور ہم نے کبھی آپ کے کذب کا تجربہ نہیں کیا ۔

آپ نے کہا، میں ایک عذاب شدید سے تمہیں ڈرانے والا ہوں اے بنی عبدالمطلب اے بنی عبد مناف اے بنی زہرہ ۔ (یہاں تک کہ آپ نے قبیلۂ قریش کی تمام شاخوں کو گن ڈالا) اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے سب سے زیادہ قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤں اور میں نہ تو دنیا کی تمہاری کسی منفعت پر قادر ہوں اور نہ آخرت کے کسی حصہ پر، سوائے اس کے کہ تم "لا الہ الا اللہ" کہو ۔

ابو لہب کہنے لگا، تبالک سائر الیوم الھذا اجمعتنا " (دن بھر آپ کی بربادی ہو ۔ کیا اسی لئے آپ نے ہمیں جمع کیا تھا ۔ اللہ تبارک و تعالے نے پورا سورہ، تبت یدا ابی لھب نازل فرمایا (ابو لہب ہی کے دونوں ہات تباہ ہو گئے)

یعقوب بن عتبہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے مکہ میں اسلام کو ظاہر کیا، آپ کا کام پھیل گیا، بعض نے بعض کو دعوت دی ابوبکرؓ ایک کنارے خفیہ طور پر دعوت دیتے تھے، سعید بن زید بھی اسی طرح کرتے تھے

عثمانؓ بھی اسی طرح کرتے تھے، عمرؓ علانیہ دعوت دیتے تھے حمزہ بن عبدالمطلب وابو عبیدہ بن الجراح بھی۔

قریش اس سے سخت غصہ ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حسد و بغاوت کا ظہور رہوا، بعض لوگ آپ کی بدگوئی کرتے تھے، وہ کھلم کھلا آپ سے عداوت کرتے تھے، دوسرے لوگ پوشیدہ رہتے تھے حالانکہ وہ بھی اسی (عداوت و حسد کی) رائے پر تھے گروہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عداوت کرنے اور اس کا بیڑا اٹھانے سے اپنی برأت کرتے تھے :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سے عداوت ودشمنی رکھنے والے جھگڑے اور فساد کے خواہاں یہ لوگ تھے۔

۱:۔ ابوجہل بن ہشام

۲:۔ ابولہب بن عبدالمطلب

۳:۔ اسود بن عبدیغوث

۴:۔ حارث بن قیس جس کی ماں کا نام غیطلہ تھا۔

۵:۔ ولید بن المغیرہ۔

۶:۔ امیہ و

۷:۔ اُبَیّ فرزندان خلف

۸:۔ ابوقیس بن الفاکہ بن المغیرہ

۹:۔ عاص بن وائل۔

۱۰:۔ نضر بن الحارث

۱۱:۔ مُنبّہ بن الحجّاج

۱۲:۔ زہیر بن ابی میہ

۱۳:۔ سائب بن صیفی بن عابد

۱۴:۔ اسود بن عبدالاسد۔

۱۱۵۔ عاص بن سعید بن العاص۔

۱۱۶۔ عاص بن ہاشم

۱۱۷۔ عقبہ بن ابی مُعَیط۔

۱۱۸۔ ابن الاصدی الہذلی جس کو اروی (بنت عبدالمطلب) نے نکال دیا تھا۔

۱۱۹۔ حکم بن ابی العاص

۱۲۰۔ عدی بن الحمرار

یہ اس لئے کہ یہ سب قریش کے ہمسایہ تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جن کی عداوت انتہا کو پہنچی ہوئی تھی وہ ابوجہل وابولہب وعقبہ بن ابی معیط تھے، عتبہ وشیبہ فرزندان ربیعہ وابوسفیان بن حرب بھی اہل عداوت تھے مگر یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدگوئی نہیں کرتے تھے، یہ لوگ عداوت میں مثل قریش کے تھے۔

سوائے ابوسفیان اور حکم کے ان میں سے کوئی اسلام نہیں لایا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں دو بڑے پڑوسیوں کے شر کے درمیان تھا۔ ابولہب وعقبہ بن ابی معیط دونوں پاخانہ لاتے تھے اور میرے دروازے پر ڈال دیتے تھے بعض مرتبہ ایسی ناپاک چیزیں ہوتی تھیں جو لوگ پھینک دیتے تھے، میرے دروازے پر یہ ڈال جاتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لاتے اور فرماتے: اے بنی عبدمناف یہ کونسا حق ہمسائیگی ہے۔ پھر اسے راستے میں ڈال دیتے۔

قریش کا ابوطالب کے پاس جانا

عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر العذری وغیرہ سے مروی ہے کہ جب قریش نے اسلام کا ظہور اور مسلمانوں کے کعبہ کے گرد بیٹھنا دیکھا تو وہ حیران ہوگئے ابوطالب کے پاس آئے اور کہا۔

آپ ہمارے بزرگ اور ہم لوگوں میں افضل ہیں، ان بے وقوفوں نے آپ کے بھتیجے کے ساتھ ہو کر جو کچھ کیا ہے وہ بھی آپ نے دیکھا ہے (مثلاً) ہمارے معبودوں کو ترک کر دینا اور ان کا ہم پر طعنہ زنی کرنا اور ہمارے نوجوانوں کو احمق کہنا۔(وغیرہ)

یہ (قریش کے) لوگ عمارہ بن الولید بن المغیرہ کو بھی اپنے ہمراہ لائے تھے، ان لوگوں نے کہا، ہم آپ کے پاس ایسے شخص کو لائے ہیں جو نسب وجمال و بہادری اور شعر گوئی میں جوان قریش ہے۔ اسے آپ کے حوالے کرتے ہیں تاکہ اس کی مدد و میراث آپ کے لئے ہو، آپ اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالے کر دیں کہ ہم اسے قتل کر دیں یہ طریقہ خاندان کو ملانے والا اور انجام کار کے اعتبار سے بہترین ہوگا۔

ابوطالب نے کہا، واللہ تم لوگوں نے میرے ساتھ انصاف کیا نہیں، تم مجھے اپنا بیٹا دیتے ہو تاکہ میں تمہارے لئے اسے پرورش کروں اور تمہیں اپنا بھتیجا دیدوں تاکہ تم اسے قتل کر دو، یہ تو انصاف نہ ہوا۔ تم لوگ مجھ سے غریب و ذلیل کا سا سودا کرتے ہو۔

ان لوگوں نے کہا، آنحضرتؐ کو بلا بھیجو تاکہ ہم فیصلہ و انصاف انہیں کے سپرد کر دیں ابوطالب نے آپ کو بلا بھیجا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، ابوطالب نے کہا اے میرے بھتیجے یہ لوگ آپ کے چچا اور آپ کی قوم کے شرفاء ہیں اور آپ سے فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم لوگ کہو میں سنونگا، ان لوگوں نے کہا، آپ ہمارے معبودوں کو چھوڑ دیجئے اور ہم لوگ آپ کو اور آپ کے معبود کو چھوڑ دیں ابوطالب نے کہا، قوم نے آپ کے ساتھ انصاف کیا ہے لہٰذا آپ ان کے فیصلے کو قبول کیجئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تم لوگوں کی رائے ہے کہ اگر میں تمہیں یہ قول دے دوں تو تم بھی ایک ایسے کلمے کا قول دو گے کہ اس کی وجہ سے تم سارے عرب کے مالک ہو جاؤ گے اور عجم بھی تمہارے لئے اسی کو دین بنائے گا۔

ابوجہل نے کہا، یہ کلمہ تو بہت ہی نفع مند ہے آپ کے والد کی قسم ہم اسے اور اس کے سے دس کلموں کو ضرور ضرور کہیں گے۔

آپ نے فرمایا، لا الہ الا اللہ کہو۔

وہ لوگ سخت ناخوش ہوئے اور یہ کہتے ہوئے کھڑے ہو گئے کہ اپنے معبودوں

پر سختی سے جمے رہو یہی چیز مقصود و مراد ہے۔

کہا جاتا ہے کہ یہ کہنے والا (بجائے ابو جہل کے) عقبہ بن ابی معیط تھا۔

ان لوگوں نے کہا کہ ہم ان کے پاس دوبارہ کبھی نہ آئیں گے، اس بہتر کوئی بات نہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دھوکے سے قتل کر دیا جائے۔

جب یہ شب گزری اور دوسرے دن کی شام ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گم ہو گئے ابو طالب اور آپ کے چچا قیامگاہ پر آئے مگر آپ کو نہ پایا (اندیشہ ہوا کہ خدانہ خواستہ قریش نے آپ کو قتل تو نہیں کر دیا)

ابو طالب نے بنی ہاشم و بنی مطلب کے نوجوانوں کو جمع کیا اور کہا کہ تم میں سے ہر شخص کو ایک ایک تیز تلوار لے کر میری پیروی کرنا چاہیئے۔ جب میں مسجد حرام میں داخل ہوں تو تم میں سے ہر نوجوان کو چاہیئے کہ وہ کسی بڑے سردار کے پاس بیٹھے جن میں ابو جہل بھی ہو۔ کیونکہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قتل کر دیئے گئے ہیں تو وہ (ابو جہل) شر سے جدا نہیں ہے۔ (یعنی وہ بھی اس میں ضرور شریک ہوگا)

نوجوانوں نے کہا کہ ہم کریں گے۔

زید بن حارثہ آئے تو انھوں نے ابو طالب کو اسی حال پر پایا۔ ابو طالب نے کہا اے زید تم نے میرے بھتیجے کا بھی پتہ پایا۔ انھوں نے کہا جی ہاں میں تو ابھی ان کے ساتھ ہی تھا۔ ابو طالب نے کہا تاوقتیکہ میں انھیں نہ دیکھ لوں اپنے گھر نہ جاؤں گا۔

زید تیزی کے ساتھ روانہ ہوئے، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ کوہ صفا پر ایک مکان میں تھے اور ساتھ اصحاب بھی تھے جو باہم باتیں کر رہے تھے زید نے آپ کو یہ واقعہ بتایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو طالب کے پاس آئے انھوں نے کہا: اے میرے بھتیجے کہاں تھے؟ اچھی طرح تو تھے؟ فرمایا جی ہاں۔ انھوں نے کہا کہ اپنے گھر جایئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لے گئے، صبح ہوئی تو ابو طالب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر مجالس قریش پر کھڑا کر دیا، ابو طالب کے

ساتھ ہاشمی و مطلبی نوجوان بھی تھے۔

ابو طالب نے کہا: اے گروہ قریش تمھیں معلوم ہے کہ میں نے کس بات کا قصد کیا تھا ان لوگوں نے کہا نہیں۔ ابو طالب نے انھیں واقعہ بتایا اور نوجوانوں سے کہا کہ جو کچھ تمہارے ہاتھوں میں ہے اسے کھول دو۔ ان لوگوں نے کھولا تو ہر شخص کے پاس تیز تلوار تھی۔

ابو طالب نے کہا: واللہ اگر تم لوگ آنحضرتؐ کو قتل کر دیتے تو میں تم میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑتا یہاں تک کہ ہم تم دونوں آپس میں فنا ہو جاتے، ساری قوم بھاگی اور ان میں سب سے تیز بھاگنے والا ابو جہل تھا۔

ہجرت حبشہ اولیٰ

زہری سے مروی ہے کہ جب مسلمانوں کی کثرت ہوگئی، ایمان ظاہر ہوگیا اور اس کا چرچا ہونے لگا تو کفار قریش کے بہت سے لوگوں نے اپنے قبیلے کے مومنین پر حملہ کر دیا ان پر عذاب کیا، قید کر دیا اور انھیں دین سے برگشتہ کرنا چاہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم روئے زمین پر منتشر ہو جاؤ عرض کی: یا رسول اللہ کہاں جائیں؟ فرمایا: "یہاں" آپ نے حبشہ (افریقہ) کی طرف اشارہ فرمایا، وہ آپ کا سب سے زیادہ پسندیدہ ملک تھا جس کی جانب ہجرت کی جاتی۔

مسلمانوں کی کافی تعداد نے ہجرت کی ان میں بعض وہ تھے جو اپنے ہمراہ اپنے متعلقین کو بھی لے گئے اور بعض وہ تھے جو خود ہی گئے یہاں تک کہ ملک حبشہ میں در آئے۔

حارث بن الفضیل سے مروی ہے کہ مسلمان خفیہ طور پر روانہ ہوئے وہ گیارہ مرد اور چار عورتیں تھیں۔ یہ لوگ شُعَیبَہ پہنچے ان میں سوار بھی تھے پیادہ بھی تھے جس وقت مسلمان ساحل تک آئے تو اللہ نے تجار کی دو کشتیوں کو ساتھ ساتھ پہنچا دیا۔ انھوں نے ان مہاجرین کو نصف دینار کے عوض میں حبشہ تک کے لئے سوار کر لیا۔

ان لوگوں کی روانگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے پانچویں سال ماہ رجب میں ہوئی تھی۔ قریش بھی ان لوگوں کے پیچھے پیچھے چلے جب سمندر کے اس مقام پر آئے جہاں سے مہاجرین سوار ہوئے تھے تو ان میں سے کسی کو بھی نہ پایا۔

مہاجرین نے کہا: ہم لوگ ملک حبشہ میں آگئے، وہاں ہم بہترین ہمسائے کے پڑوس میں رہے، ہمیں اپنے دین پر امن مل گیا ہم نے اس طرح اللہ کی عبادت کی کہ نہ ہمیں ایذا دی گئی اور نہ ہم نے کوئی ایسی بات سنی جو ناگوار ہو۔

محمد بن یحییٰ بن حبّان سے مروی ہے کہ اس جماعت مہاجرین کے مردوں اور عورتوں کے نام یہ ہیں۔

عثمان[۱] بن عفان جن کے ہمراہ ان کی بیوی رقیہ[۲] بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھیں۔

ابو حذیفہ[۳] بن عتبہ بن ربیعہ جن کے ہمراہ ان کی بیوی سہلہ[۴] بنت سہیل بن عمرو بھی تھیں۔

زبیر[۵] بن العوام بن خویلد بن اسد۔

مصعب[۶] بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار۔

عبد[۷] الرحمٰن بن عوف بن عبد الحارث بن زہرہ۔

ابو[۸] سلمہ بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن مخزوم جن کے ہمراہ ان کی بیوی ام سلمہ[۹] بنت ابی امیہ بن المغیرہ بھی تھیں۔

عثمان[۱۰] بن مظعون الجمحی۔

عامر[۱۱] بن ربیعہ العنزی جو بنی عدی بن کعب کے حلیف تھے اور ان کے ہمراہ ان کی بیوی لیلیٰ[۱۲] بنت ابی حثمہ بھی تھیں۔

ابو سبرہ[۱۳] بن ابی رہم بن عبد العزیٰ العامری۔

وحاطب[۱۴] بن عمرو بن عبد شمس۔

وسہیل[۱۵] بن بیضاء جو بنی الحارث بن فہر میں سے تھے۔

عبد[۱۶] اللہ بن مسعود۔ جو حلیف بنی زہرہ تھے۔

حبشے سے اصحاب کی واپسی کا سبب

المطلب بن عبد اللہ بن خطب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قوم کا باز رہنا دیکھا تو آپ تنہا بیٹھے اور تمنا ظاہر فرمائی کہ کاش مجھ پر کوئی

ایسی وحی نازل نہ ہوتی جو کفار کو مجھ سے بیزار کرتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم میں مقرب اور ان کے نزدیک ہو گئے، وہ لوگ آپ کے نزدیک ہو گئے۔

ایک روز کعبہ کے گرد انھیں مجالس میں سے کسی میں بیٹھے اور آپ نے ان لوگوں کو یہ پڑھ کر سنایا، "والنجم اذا ھوی" سے "افرأیتم اللات والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخری" تک۔ شیطان نے آپ کی زبان پر یہ دو کلمات بھی ڈالدیئے "تلک الغرانیق العلیٰ وان شفاعتھن لترتجیٰ" یہ (تھا وہ دیوتا) بلند مرتبہ ہیں اور بیشک ان کی شفاعت کی توقع کی جاتی ہے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات ادا فرمائے، آپ آگے بڑھے پوری سورۃ پڑھی اور سجدہ کیا، ساری قوم مشرکین نے بھی سجدہ کیا، ولید بن مغیرہ نے مٹی اپنی پیشانی تک اٹھائی اور اس پر سجدہ کیا، وہ بہت بوڑھا تھا سجدہ کرنے پر قادر نہ تھا

کہا جاتا ہے کہ جس نے مٹی لی اس پر سجدہ کیا اور پیشانی تک اٹھایا وہ ابواحیحہ سعید بن العاص تھا، وہ بہت بوڑھا تھا، بعض کہتے ہیں کہ مٹی جس نے اٹھائی وہ ولید تھا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ابواحیحہ تھا، دوسرے کہتے ہیں کہ ان دونوں نے یہی کیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کلمہ ارشاد فرمایا اس سے سب لوگ خوش ہو گئے اور کہا ہم خوب جانتے ہیں کہ اللہ ہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے وہی پیدا کرتا ہے اور رزق دیتا ہے لیکن ہمارے یہ معبود اس کے یہاں ہماری سفارش کرتے ہیں جب آپ نے بھی ان (معبودوں) کا ایک حصہ مقرر کر دیا (کہ انھیں فاعل نہ مانا صرف شفیع مانا) تو ہم لوگ بھی آپ کے ساتھ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کا یہ کہنا بہت ہی گراں معلوم ہوا۔ کیونکہ دراصل آپ نے یہ کلمات ہی نہ فرمائے تھے، یہ محض راوی کا سہو ہے، البتہ یہ ممکن ہے کہ شیطان نے آپکی آواز میں آواز ملا کر یہ کلمات کہدیئے ہوں، اسی سورہ کے شروع میں، "وما ینطق عن الھویٰ۔ ان ھو الا وحی یوحی" موجود ہے کہ آپ کی زبان مبارک سے وحی کے ساتھ غیر وحی نکل ہی نہیں سکتی پھر یہ کیونکر ممکن

ہے کہ شیطان کی زبان کو آپ کی زبان پر قابو مل جائے۔ خدانخواستہ ایسا ہو تو پھر آپکی تمام وحی میں شیطانی کلمات کی آمیزش کا شبہ ہو سکتا ہے حاشا وکلا)

آپ بیت اللہ میں بیٹھ گئے۔

شام ہوئی تو جبریلؑ آئے۔ آپ نے ان سے اس سورۃ کا دور کیا۔ جبریل نے کہا کہ (کیا) میں آپ کے پاس یہ دونوں کلمات بھی لایا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اللہ پہ وہ بات کہدی جو اس نے نہیں کہی تھی (یہ بھی محض وہم راوی ہے۔ قرآن میں صاف صاف مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے کوئی بات بغیر اس کے کہے نہیں کہہ سکتے۔ "ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین")

پھر اللہ نے آپ کو یہ وحی بھیجی (جس میں یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی طرف سے ہرگز وحی بنا ہی نہیں سکتے کوئی اور شخص بھی اس کا وہم و وسوسہ نہ کرے) "وان کادو الیفتنونک عن الذی اوحینا الیک لتفتری علینا غیرہ واذا لاتخذوک خلیلا الی قولہ ثم لا تجد لک علینا نصیرا" (اگرچہ قریب ہے کہ یہ لوگ جو وحی ہم نے آپ کو بھیجی ہے اس سے آپ کو باز رکھیں تاکہ آپ اسی وحی کے خلاف ہم پر بہتان باندھیں اور اس وقت یہ لوگ آپ کو دوست بنا لیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ پھر آپ (ایسا واقعہ ہونے پر) ہمارے خلاف اپنا کوئی مددگار نہ پائیں گے، (یہ آیت خود بتاتی ہے کہ ایسا واقعہ نہیں ہوا بلکہ مشرکین کی خواہش تھی کہ ایسا ہو جائے مگر اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی یہ آیت نازل کر کے ان کی امید باطل پہ پانی پھر دیا۔)

ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام سے مروی ہے کہ اس سجدہ کی خبر لوگوں میں اتنی شائع ہوئی کہ ملک حبشہ تک پہنچ گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو معلوم ہوا کہ اہل مکہ نے سجدہ کیا اور اسلام لائے ولید بن مغیرہ اور ابواحیحہ نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سجدہ کیا۔ اس جماعت مہاجرین نے کہا کہ جب یہی لوگ اسلام لے آئے تو اب کے میں اور کون رہ گیا ہمیں اپنے قبائل، اہل حبشہ سے زیادہ محبوب ہیں۔

یہ لوگ واپسی کے ارادے سے روانہ ہوئے جب مکہ کے اسی طرف دن کے ایک گھنٹے کی راہ پر تھے تو ان کی ملاقات بنی کنانہ کے چند شتر سواروں سے ہوئی، قریش اور ان کا حال دریافت کیا تو شتر سواروں نے کہا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کے معبودوں کا خیر کے ساتھ ذکر کیا یہ گروہ انکا پیرو ہوگیا پھر (آنحضرتؐ) ان (معبودوں) سے برگشتہ ہوگئے اور بدگوئی کرنے لگے تو وہ لوگ بھی انکے ساتھ شر کرنے لگے ہم نے ان لوگوں کو اسی حالت پر چھوڑا ہے، اس جماعت نے ملک حبشہ کی واپسی کے بارے میں باہم مشورہ کیا۔ قرار پایا کہ اب تو پہنچ گئے، دیکھیں تو قریش کس حال میں ہیں، جو شخص اپنے اعزہ سے تجدید ملاقات کرنا چاہے تو کرے، پھر واپس آئے۔

ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ سوائے ابن مسعود کے جو تھوڑی دیر دبیر (مکہ ٹھہر کر) ملک حبشہ واپس ہوگئے اور سب لوگ مکے میں داخل ہوئے، اور جو شخص داخل ہوا وہ اپنے پڑوسی کے ساتھ داخل ہوا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ لوگ رجب ۵ نبوی میں مکے سے نکلے تھے، شعبان و رمضان میں (ملک حبشہ میں) مقیم رہے، اور سجدے کا واقعہ رمضان میں ہوا تھا، اور یہ لوگ شوال ۵ نبوی میں آئے تھے۔

ہجرت حبشہ ثانی

عبدالرحمٰن بن سابط وغیرہ سے مروی ہے کہ جب اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلی ہجرت سے مکے میں گئے تو ان کی قوم نے سختی کی اور ان کے خاندانوں نے ان پر حملہ کیا ان کو سخت اذیت کا سامنا ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ ملک حبشہ کی روانگی کی اجازت مرحمت فرمائی اس بار روانگی پہلے سے بہت زیادہ دشوار تھی، قریش کی طرف سے انتہائی سختی سے دوچار ہونا پڑا اور (سخت) اذیت پہنچی، قریش کو جب نجاشی کا ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا معلوم ہوا تو سخت ناگوار گزرا۔

عثمانؓ بن عفان نے کہا: یارسول اللہ نجاشی کے پاس ہماری پہلی ہجرت اور یہ دوسری اس طرح ہوئی کہ آپ ہمارے ہمراہ نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم لوگ اللہ کی طرف اور میری طرف ہجرت کرنے والے ہو۔ تمہیں ان دونوں ہجرتوں کا ثواب ہوگا۔ عثمانؓ نے کہا، یارسول اللہ بس اتنا ہی ہمیں کافی ہے ۔

ہجرت کرنے والے مردوں کی تعداد تراسیؓ تھی اور عورتیں گیارہ، قریشی، سات بیرونی تھیں، ان مہاجرین نے ملک حبشہ میں نجاشی کے یہاں اچھے برتاؤ میں قیام کیا۔

جب ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت فرمانے کی خبر سنی تو تینتیس مرد اور آٹھ عورتیں واپس آگئیں، دو مرد تو مکے ہی میں وفات پاگئے اور سات آدمی قید کرلئے گئے اور چوبیس بدر میں حاضر ہوئے۔

سنہ ۷ھ میں ربیع الاول کا مہینہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کو ایک فرمان تحریر فرمایا جس میں اسلام کی دعوت دی۔ عمرو بن امیہ الضمری کے ہمراہ روانہ کیا۔

فرمان سن کر نجاشی اسلام لایا، اور کہا: اگر میں حاضر خدمت ہونے پر قادر ہوتا تو ضرور حاضر ہوتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا: کہ وہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب کا آپ کے ساتھ نکاح کردیں جو اپنے شوہر عبیداللہ بن جحش کے ہمراہ ان لوگوں میں تھیں جنھوں نے ملک حبشہ میں ہجرت کی تھی۔ عبیداللہ وہاں نصرانی ہوگیا اور مرگیا۔

نجاشی نے ان کا نکاح آنحضرتؐ کے ساتھ کردیا اور آپ کی طرف سے چار سو دینار مہر کے دیئے۔ جو شخص ام حبیبہ کے ولی نکاح ہوئے وہ خالد بن سعید العاص تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کو تحریر فرمایا کہ آپ کے اصحاب میں سے جو لوگ ان کے پاس باقی ہیں انھیں آپ کے پاس بھیجیں اور سوار کرادیں۔

بہ تعمیل ارشاد نبویؐ نجاشی نے مہاجرین کو عمرو بن امیہ الضمری کے ساتھ دو کشتیوں میں سوار کرادیا۔ یہ لوگ ساحل بولا پر جس کا نام الجار (بھی) ہے لنگر انداز ہوئے سواریاں کرائے پر لیں، مدینہ مبارکہ آئے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں تشریف فرما ہیں آپ کے پاس روانہ ہوگئے بارگاہ رسالت میں پہنچے تو خیبر فتح ہوچکا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے گفتگو فرمائی کہ ان لوگوں کو بھی اپنے (مال غنیمت کے) حصوں میں شریک کرلیں، اس

حکم کی سب نے تعمیل کی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بنی ہاشم کی محصوری شعب میں

ابن عباسؓ وغیرہ سے مروی ہے کہ جب قریش کو جعفر اور ان کے ہمراہیوں کے ساتھ نجاشی کا اکرام و الطاف معلوم ہوا تو بہت گراں گزرا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب پر سخت غصہ ہوئے آپؐ کے قتل پر اتفاق کیا اور بنی ہاشم کے خلاف ایک عہد نامہ لکھا کہ نہ تو ان سے شادی بیاہ، خرید و فروخت کریں گے، نہ میل جول رکھیں گے۔

جس نے یہ عہد نامہ لکھا وہ منصور بن عکرمۃ العبدری تھا کہ اس کا ہاتھ شل ہو گیا انھوں نے اس عہد نامے کو کعبے کے بیچ میں لٹکا دیا۔

بعض اہل علم کی رائے میں وہ عہد نامہ ام الجلاس بنت مُخرّبۃ الحنظلیہ کے پاس رہا جو کہ ابوجہل کی خالہ تھی۔

محرم ۷ھ نبوی کی چاندرات کو شعب ابی طالب میں بنی ہاشم کا محاصرہ کر لیا گیا، بنی المطلب بن عبد مناف بھی شعب ابی طالب میں بھاگ آئے۔ ابولہب نکل کر قریش سے جا ملا، اس نے بنی ہاشم و بنی المطلب کے خلاف قریش کو قوت پہنچائی۔

قریش نے ان لوگوں کا غلہ اور ضروری اشیا بند کر دیں، (بنی ہاشم) موسم حج کے سوا نہ نکلتے تھے، ان پر سخت مصیبت آگئی شعب سے بچوں کے رونے کی آوازیں سنائی دیتی تھیں، بعض قریش تو اس سے خوش ہوتے تھے اور بعض کو ناگوار ہوتا تھا، آپ نے فرمایا کہ منصور بن عکرمہ (عہد نامہ نویس) پر جو مصیبت آئی اسے دیکھو۔

تین سال تک یہ لوگ شعب میں مقیم رہے، اللہ نے ان کے عہد نامے کی حالت پر اپنے رسول کو مطلع کیا کہ دیمک نے ظلم و جور والے مضمون کو کھا لیا، جو اللہ کا ذکر تھا وہ رہ گیا۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ قریش نے اپنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک عہدنامہ لکھا تھا اور اس پر تین مہریں لگائی تھیں، اللہ عزوجل نے اس عہدنامہ پر دیمک کو مسلط فرمایا جو سوائے اللہ عزوجل کے نام کے سب کھا گئی۔

محمد بن عکرمہ سے مروی ہے کہ سوائے باسمک اللھمّ کے عہدنامہ کی ہر چیز کھائی گئی۔

قریش کے ایک شیخ سے مروی ہے کہ وہ عہد نامہ ان کے دادا کے پاس تھا۔ ہر چیز جو عدم تعاون کے متعلق تھی کھالی گئی سوائے "باسمک اللھم" کے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب سے اس کا ذکر کیا، ابو طالب نے اپنے بھائیوں سے بیان کیا اور سب لوگ مسجد حرام کو گئے۔

ابو طالب نے کفار قریش سے کہا: "میرے بھتیجے نے خبر دی ہے اور انھوں نے ہرگز مجھ سے غلط نہیں کہا ہے کہ اللہ نے تمہارے عہد نامے پر دیمک کو مسلط کر دیا، جو مضمون ظلم و جور، یا قطع رحم کا تھا اس نے کھالیا، وہی مضمون باقی رہ گیا ہے جس میں اللہ کا ذکر ہے، اگر میرے بھتیجے سچے ہیں تو تم لوگ اپنی بری رائے سے باز آجاؤ اور اگر وہ غلط کہتے ہیں تو میں انھیں تمہارے حوالے کر دوں گا تم انھیں قتل کرنا یا زندہ رکھنا۔"

لوگوں نے جواب دیا کہ تم نے ہم سے انصاف کیا، عہد نامہ منگا بھیجا کھولا تو اتفاق سے وہ اسی طرح تھا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ لوگ حیران اور سرنگوں ہو گئے

ابو طالب نے کہا ہم لوگ کب تک مقید و محصور رہیں گے، حالانکہ معاملے کی حقیقت ظاہر ہو گئی . . . . یہ کہا اور ہمراہیوں کے ساتھ کعبے کے اندر گئے، وہاں ابو طالب نے کہا کہ اے اللہ ہماری مدد کر اس شخص سے جو ہم پر ظلم کرے، ہم سے قطع رحم کرے اور ہماری جو چیز اس پر حرام ہے اسے حلال سمجھے، لوگ شعب کو واپس آ گئے،

قریش نے جو برتاؤ بنی ہاشم کے ساتھ کیا تھا اس پر ان کے کچھ لوگ باہم ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے، یہ مطعم بن عدی اور عدی بن قیس و زمعہ بن الاسود و ابو البختری بن ہاشم و زہیر بن ابی امیہ تھے، ان لوگوں نے ہتھیار پہنے بنی ہاشم و بنی المطلب کے پاس گئے اور کہا کہ اپنے اپنے مکانات کو روانہ ہو جائیں ان لوگوں نے یہی کیا۔

قریش نے یہ دیکھا تو حیران ہو گئے اور سمجھ گئے کہ ہرگز ان لوگوں کو بے یار و مددگار نہ کر سکیں گے، شعب سے ان لوگوں کی روانگی ۱۰ نبوی میں ہوئی تھی۔

محمد بن علی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اعزہ شعب میں دو سال رہے۔ حکم نے کہا کہ کم از کم تین سال رہے۔

طائف کا سفر

عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر وغیرہ سے مروی ہے کہ جب ابو طالب و خدیجہؓ بنت خویلد کی وفات ہوگئی اور ان دونوں کی وفات کے درمیان ایک مہینہ پانچ دن کا فصل تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دو مصیبتیں جمع ہوگئیں۔

آپ گھر ہی میں رہنے لگے اور باہر نکلنا کم کر دیا، قریش کو وہ کامیابی حاصل ہوگئی جو اب تک حاصل نہ ہوئی تھی اور نہ انھیں توقع تھی۔

ابولہب کو معلوم ہوا تو وہ آپ کے پاس آیا اور کہا کہ: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ جہاں چاہتے ہیں جائیے، جو کام آپ ابو طالب کی زندگی میں کرتے تھے کیجئے: لات کی قسم جب تک میں زندہ ہوں کسی کی آپ تک رسائی نہ ہوگی۔

ابن الغیطلہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہا تھا، ابولہب اس کے پاس آیا اور اسے برا بھلا کہا: تو وہ چلاتا ہوا بھاگا کہ اے گروہ قریش ابو عتبہ (ابولہب) بے دین ہوگیا۔

قریش آگئے اور ابولہب کے پاس کھڑے ہوگئے، ابولہب نے کہا: میں نے دین عبدالمطلب کو ترک نہیں کیا۔ مگر میں ظلم سے اپنے بھتیجے کی حفاظت کرتا ہوں یہاں تک کہ یہ جس کام کا ارادہ کرتے ہیں اس کے لئے چلے جائیں۔ قریش نے کہا، تم نے اچھا کیا، خوب کیا اور صلۂ رحم کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند روز اسی حالت پر رہے۔ آپ جاتے تھے آتے تھے قریش میں سے کوئی شخص آپ کی روک ٹوک نہ کرتا تھا۔ یہ لوگ ابولہب سے ڈر گئے تھے۔

ایک روز عقبہ بن ابی معیط اور ابو جہل بن ہشام ابولہب کے پاس آئے اور کہا کہ تمہارے بھتیجے نے تمہیں یہ بھی بتایا کہ (خدا کے یہاں) تمہارے والد کا ٹھکانا کہاں ہے۔

ابولہب نے آپ سے پوچھا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عبدالمطلب کا ٹھکانا کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا اپنی قوم کے ساتھ، ابولہب نکل کر ان دونوں کے پاس گیا اور کہا کہ میں نے آنحضرت سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا "اپنی قوم کے ساتھ"۔

ان دونوں نے کہا، آنحضرتؐ کا گمان یہ ہے کہ وہ دوزخ میں ہیں۔

ابو لہب نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا عبدالمطلب دوزخ میں جائیں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں۔ اور وہ بھی جو اس دین پر مرے جس پر عبدالمطلب مرے۔

ابولہب نے کہا، واللہ میں ہمیشہ آپ کا دشمن رہوں گا۔ آپ کا یہ گمان ہے کہ عبدالمطلب دوزخ میں ہیں "اس نے اور تمام قریش نے آپ پر سختی شروع کی۔

محمد بن جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ ابو طالب کی وفات ہوگئی تو قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دست درازی شروع کر دی، وہ آپ پر جری و گستاخ ہو گئے، آپ طائف چلے گئے ہمراہ زید بن حارثہ بھی تھے۔

یہ روانگی شوال کے کچھ دن باقی تھے کہ سنہ نبوی میں ہوئی۔

محمد بن عمر نے ایک دوسری سند سے بیان کیا ہے کہ آپ دس دن تک طائف میں رہے اشراف میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس کے پاس آپ نہ جاتے اور گفتگو نہ کرتے، مگر ان لوگوں نے آپ کی دعوت قبول نہ کی۔ انھیں اپنے نوجوانوں پر (قبول دعوت کا) اندیشہ ہوا تو کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ہمارے شہر سے چلے جایئے اور وہاں رہیے جہاں آپ کی دعوت قبول کرلی گئی ہو۔

احمقوں کو آپ کے خلاف بھڑکا دیا، وہ آپ کو پتھر مارنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں قدموں سے خون بہنے لگا، زید بن حارثہ آنحضرت کو بچا کر اپنے اوپر روکتے تھے مگر بے سود، ان کے سر میں بھی متعدد زخم آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس ہوئے، آپ رنجیدہ تھے کہ نہ تو کسی مرد نے آپ کی دعوت قبول کی اور نہ کسی عورت نے، جب آپ مقام نخلہ میں اترے تو رات کی نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے جنوں کا ایک گروہ آپ کی طرف پھیر دیا گیا جس میں سات شخص اہل نصیبین میں سے تھے، انھوں نے آپ کی قرأت سنی، آپ سورہ جن پڑھ رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کی خبر نہ ہوئی یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی "واذ صرفنا الیک نفرا من الجن یستمعون القرآن" (اور جب ہم نے جنوں کے ایک گروہ کو آپ کی طرف پھیر دیا تھا جو قرآن سنتے تھے) چنانچہ یہ وہی لوگ تھے جو نخلہ میں آپکی طرف پھیر دیئے گئے تھے

آپ نے نخلہ میں چند روز قیام کیا۔ زید بن حارثہ نے عرض کیا کہ اب آپ کیونکر قریش میں جایئے گا انھوں نے تو آپ کو نکال دیا ہے۔

فرمایا، اے زید۔ تم جو کچھ دیکھتے ہو اللہ تعالےٰ اس کو کشایش اور راہ بنانے والا ہے، بیشک اللہ اپنے دین کا مددگار ہے اور اپنے نبی کو غالب کرنے والا ہے۔

آپ حرا تک پہنچے۔ قبیلۂ خزاعہ کے ایک شخص سے مطعم بن عدی کے پاس کہلا بھیجا کہ میں تمہارے پڑوس میں داخل ہو سکتا ہوں؟ انھوں نے کہا جی ہاں۔ فوراً اپنے لڑکے کو بلایا اور کہا کہ ہتھیار پہن کر بیت اللہ کی دیواروں کے پاس رہو۔ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پناہ دی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے آپ کے ہمراہ زید بن حارثہ بھی تھے یہاں تک کہ آپ مسجد حرام پہنچ گئے۔

مطعم بن عدی اپنی سواری پر کھڑے ہوئے اور ندا دی کہ اے گروہ قریش میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پناہ دی ہے لہٰذا تم میں سے کوئی شخص ان پر حملہ نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود تک گئے، اسے بوسہ دیا اور دو رکعت نماز پڑھ کر اپنے مکان واپس آئے، مطعم بن عدی اور ان کے لڑکے آپ کے گرد حلقہ کئے ہوئے تھے۔

معراج نبویؐ

ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی سبرہ وغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب سے درخواست کیا کرتے تھے کہ وہ آپ کو جنت و دوزخ دکھائے ہجرت سے اٹھارہ مہینے قبل جب، ار رمضان یوم شنبہ کی شب ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان میں تنہا سو رہے تھے تو جبریلؑ و میکائیلؑ آپؐ کے پاس آئے اور کہا کہ وہاں چلئے جس کی آپ نے اللہ سے درخواست کی تھی۔

دونوں آپ کو مقام ابراہیم اور زمزم کے درمیان لے گئے۔

پھر معراج (سیڑھی) لائی گئی۔ وہ دیکھنے میں بڑی خوبصورت تھی۔ دونوں آپؐ کو ایک ایک کر کے تمام آسمانوں پر

چڑھائے گئے۔ ان (آسمانوں) میں آپ انبیاء سے ملے۔ اور آپ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گئے آپ کو جنت و دوزخ دکھائی گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں ساتویں آسمان تک پہنچا تو سوائے قلموں کی آواز کے اور کچھ نہ سنتا تھا، آپ پر پانچ نمازیں فرض کی گئیں، جبریل علیہ السلام اترے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ نمازیں ان کے اوقات میں پڑھائیں۔

شبِ معراج

ابن عباس وغیرہم سے مروی ہے کہ ہجرت سے ایک سال قبل، ۱۷ ربیع الاول کی شب کو شعب سے بیت المقدس تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے جایا گیا! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ مجھے ایک چوپایہ پر سوار کیا گیا جو قد میں گدھے اور خچر کے درمیان تھا اس کے دونوں رانوں پر پر تھے جن سے وہ اپنے دونوں پیروں کو ٹھیلتا تھا۔

جب میں اس کے نزدیک گیا کہ سوار ہوں تو وہ بھڑکنے لگا، جبریل نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھا اور کہا۔ اے براق تجھے شرم نہیں آتی واللہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے اللہ کا کوئی بندہ تجھ پر سوار نہیں ہوا۔ جو اللہ کے نزدیک ان سے زیادہ بزرگ ہو۔

وہ شرم سے پسینہ پسینہ ہو گیا اور رک گیا کہ میں اس پر سوار ہوں۔ پھر اس نے اپنے کان ہلائے اور زمین سمیٹ دی گئی۔ یہاں تک کہ اس کا کنارہ براق کے قدم پڑنے کی آخری جگہ تھی۔ اس کی پشت اور کان دراز تھے۔

جبریل میرے ساتھ اس طرح روانہ ہوئے کہ نہ وہ مجھے چھوڑتے تھے اور نہ میں انھیں چھوڑتا تھا۔ یہاں تک کہ انھوں نے مجھے بیت المقدس پہنچا دیا۔ براق اپنے مقام پر پہنچ گیا جہاں وہ کھڑا ہوتا تھا۔ جبریل نے اسے باندھ دیا۔ اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تمام انبیا کی سواری باندھی جاتی تھی۔

آپ نے فرمایا: میں نے تمام انبیا کو دیکھا جو میرے لئے جمع کر دیئے گئے تھے۔ میں نے ابراہیمؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ کو دیکھا۔ خیال ہوا ضرور ان کا کوئی امام بھی ہوگا۔ جبریل نے مجھے آگے کر دیا میں نے سب کے آگے نماز پڑھی، دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ ہم سب توحید کے ساتھ بھیجے گئے۔

بعض اہل علم نے کہا، اس شب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم گم ہو گئے عبد المطلب کے لڑکے آپ کی تلاش وجستجو میں ادھر ادھر نکلے، عباس ابن عبد المطلب بھی نکلے ذو طوی تک پہنچے تو پکارنے لگے یا محمدؐ یا محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا، لبیک "(میں حاضر ہوں) انھوں نے کہا، اے میرے بھتیجے رات سے قوم کو پریشانی میں ڈالدیا۔ کہاں تھے؟ فرمایا میں بیت المقدس سے آیا ہوں پوچھا اسی شب میں؟ آپ نے فرمایا: ہاں، انھوں نے کہا کہ آپ کو سوائے خیر کے کوئی اور بات تو پیش نہیں آئی، فرمایا مجھے خیر کے سوا اور کوئی بات پیش نہیں آئی۔

ام ہانی بنت ابی طالب نے کہا: آپ ہمارے ہی گھر سے شب کو لے جائے گئے اس شب کو آپ نے عشاء کی نماز پڑھی اور سو گئے جب فجر ہونے لگی تو ہم نے صبح (کی نماز) کے لئے آپ کو بیدار کر دیا، آپ اٹھے، نماز پڑھ لی تو فرمایا اے ام ہانی جیسا کہ تم نے دیکھا میں نے اسی وادی میں تم لوگوں کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی، صبح کی نماز میں نے تم لوگوں کے ساتھ پڑھی

آپ اٹھے کہ باہر جائیں میں نے کہا یہ بات لوگوں سے نہ بیان کیجئے گا، وہ آپ کی تکذیب کریں گے اور ایذا دیں گے، فرمایا کہ میں ضرور ضرور ان سے بیان کروں گا، آپ نے لوگوں کو خبر دی۔ وہ متعجب ہوئے اور کہا کہ ہم نے اس طرح کی بات کبھی نہیں سنی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریلؑ سے فرمایا میری قوم میری تصدیق نہ کریگی انھوں نے کہا کہ، ابوبکرؓ آپ کی تصدیق کریں گے۔ وہی صدیق ہیں۔

بہت سے آدمی جو نماز پڑھتے تھے اور اسلام لائے تھے فتنے میں پڑ گئے۔

(آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں حطیم میں کھڑا ہو گیا، بیت المقدس کو میرے خیال میں ڈال دیا گیا میں لوگوں کو اس کی نشانیوں کی خبر دینے لگا اور میں اسے دیکھتا جاتا تھا۔

بعض لوگوں نے کہا کہ مسجد بیت المقدس کے کتنے دروازے ہیں، میں نے اس کے دروازے شمار نہ کئے تھے، مگر میں ان کی طرف دیکھتا تھا اور ایک ایک دروازہ شمار کرتا تھا اس طرح لوگوں کو بتا دیتا تھا، میں نے ان لوگوں کے قافلوں کو جو راستے میں تھے اور ان کی علامات کو بھی بتایا اس کو بھی ان لوگوں نے اسی طرح پایا جس طرح میں نے انھیں بتایا تھا۔

اللہ عزوجل نے آپ پر یہ آیت نازل کی ''وماجعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس'' (اور ہم نے جو سیر آپ کو دکھائی وہ محض لوگوں کی آزمائش کے لئے تھی) یہ رویائے عین تھا جس کو آپ نے اپنی آنکھ سے دیکھا۔

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے آپ کو حطیم میں اس حالت میں دیکھا کہ قریش مجھ سے رات کے چلنے کے راستے کو دریافت کرتے تھے انھوں نے مجھ سے بیت المقدس کی چند اشیاء دریافت کیں جن کو میں نے اچھی طرح یاد نہیں رکھا مجھے ایسی سخت بے چینی ہوئی کہ اس سے پہلے میں کبھی ایسا بے چین نہیں ہوا تھا، اللہ نے بیت المقدس کو میری طرف بلند کر دیا کہ میں اسے دیکھ لوں، وہ لوگ مجھ سے جو کچھ دریافت کرتے تھے اسکی خبر دیتا تھا۔

میں نے اپنے آپ کو انبیاء کی جماعت میں دیکھا۔ موسیٰؑ نظر آئے جو کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، وہ مستقل مزاج یا نڈر اور سخت یا بے مروت آدمی تھے غصہ ور لوگوں میں سے معلوم ہوتے تھے، عیسیٰؑ ابن مریمؑ نظر آئے جو کھڑے نماز پڑھ رہے تھے ان کے سب سے زیادہ مشابہ عروۃ بن مسعود الثقفی ہیں ابراہیمؑ نظر آئے جو کھڑے نماز پڑھ رہے تھے جن کے سب سے زیادہ مشابہ تمہارے ساتھی یعنی خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، پھر نماز کا وقت آگیا تو میں نے ان سب کی امامت کی جب نماز سے فارغ ہوا تو مجھ سے کسی کہنے والے نے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ مالک ہیں جو دوزخ کے منتظم ہیں۔ آپ انھیں سلام کیجئے میں ان کی طرف مڑا تو پہلے انھیں نے مجھے سلام کیا۔

زمانہ حج میں قبائل عرب کو دعوت اسلام

یزید بن رومان وغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائے نبوت سے تین سال تک مکہ میں پوشیدہ طور پر رہے، چوتھے سال آپ نے اعلان کیا، دس سال تک لوگوں کو اس طرح اسلام کی طرف دعوت دی کہ آپ موسم حج میں ہر سال آتے تھے حجاج کو ان کی منازل عکاظ و مجنّہ وذی المجاز میں تلاش کرتے تھے اور . . . . دعوت دیتے تھے یہاں تک کہ لوگوں نے آپ کو روکا۔ آپ اپنے رب کی رسالت پہنچاتے تھے

اور ان کے لئے جنت کا وعدہ کرتے تھے کوئی شخص نہ تو آپ کی مدد کرتا اور نہ آپ کی بات مانتا تھا۔

آپ قبائل میں سے ایک ایک قبیلے کو اور ان کی منزلوں کو دریافت فرماتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ اے لوگو، لا الہ الا اللہ کہو تو فلاح پاؤ گے۔ اس کی بدولت عرب کے مالک بن جاؤ گے اور عجم تمہارے فرماں بردار ہو جائیں گے اور جب تم ایمان لاؤ گے تو جنت میں بادشاہ ہو جاؤ گے۔

ابو لہب آپ کے پیچھے پیچھے کہتا تھا کہ آپ کی اطاعت نہ کرنا کیونکہ یہ صابی (دین سے پھر جانے والے) اور کاذب ہیں، وہ لوگ بہت بری طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیتے تھے آپ کو ایذا پہنچاتے تھے اور کہتے تھے کہ آپ کے اہل و عیال اور کنبے والے آپ سے زیادہ واقف ہیں کیونکہ انھوں نے آپ کی پیروی نہیں کی اور آپ سے گفتگو کرتے تھے اور جھگڑا کرتے تھے۔ آپ انھیں اللہ کی طرف دعوت دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اللہ اگر چاہتا تو یہ لوگ اس طرح (مخالف) نہ ہوتے۔

(راوی کہتے ہیں کہ) ہم سے ان قبائل کا نام بتایا گیا ہے جن کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے، دعوت دی اور اپنے آپ کو پیش کیا۔

بنی عامر بن صعصعہ، محارب بن خَصَفَہ، فزارہ، غسّان، مُرّہ حنیفہ، سُلیم، عبس بنی نضر، بنی البکّا، کندہ کلب، حارث بن کعب، عذرہ حضارمہ (حضرموت کے رہنے والے) مگر ان میں سے کسی نے بھی دعوت قبول نہ کی۔

اوس وخزرج کو دعوت اسلام

محمود بن لبید وغیرہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میں جب مقیم ہے آپ کا قیام اسی طرح رہا کہ ہر سال قبائل عرب کو دعوت دیتے آپ اپنے کو منیٰ وعکاظ و مجنہ میں ان کے آگے پیش کرتے کہ وہ آپ کو ٹھکانا دیں اس طرح آپ اپنے رب کا پیام پہنچ تھے اور ان کے لئے جنت کا وعدہ کرتے تھے۔

عرب کا کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا جو آپ کو قبول کرتا، آپ کو ایذا دیجاتی تھی اور برا بھلا کہا جا یہاں تک کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کرنے اپنے نبی کی مدد اور اپنے وعدہ کو پورا کرنے کا ارادہ کر لیا

وہ آپ کو انصار کے اس قبیلہ کے پاس لے گیا جن کے ساتھ اللہ کو فضل و کرم منظور تھا۔ آپ ان کے ایک گروہ کے پاس پہنچے جو سر منڈا رہے تھے، آنحضرتؐ ان کے پاس بیٹھ گئے۔ انھیں اللہ کی طرف دعوت دی اور قرآن سنایا۔

انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت قبول کر لی، بہت عجلت کے ساتھ وہ لوگ ایمان لائے، آنحضرتؐ کی تصدیق کی، آپ کو ٹھکانا دیا، مدد اور ہمدردی کی، واللہ وہ لوگ سب سے زیادہ زبان دراز اور سب سے زیادہ تیز تلوار والے تھے۔

اس امر میں اختلاف ہے کہ انصار میں سب سے پہلے کون اسلام لایا اور دعوت قبول کی؟ اہل علم نے ایک معین شخص کو بھی بیان کیا ہے اور دو شخصوں کو بھی بیان کیا ہے۔ یہ بھی بیان کیا ہے کہ چھ شخصوں سے پہلے کوئی نہیں تھا اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے جو ایمان لائے وہ آٹھ آدمی تھے؟ ہم نے ان میں سے ہر ایک کو لکھ دیا ہے۔

ایک روایت ہے کہ انصار میں سب سے پہلے جو شخص ایمان لائے وہ اسعد بن زرارہ و ذکوان بن عبد قیس تھے جو مکہ روانہ ہوئے تاکہ عتبہ بن ربیعہ کے پاس جائیں اس نے ان دونوں سے کہا کہ ہمیں اس نمازی (یعنی آنحضرتؐ نے) ہر کام سے روک دیا ہے، یہ دعویٰ کرتا ہے کہ رسول اللہ ہے۔

اسعد بن زرارہ و ابو الہیثم بن التیہان یثرب میں توحید کے متعلق گفتگو کیا کرتے تھے جب ذکوان بن عبد قیس نے عتبہ کا کلام سنا تو اسعد بن زرارہ سے کہا کہ قبول کر لو یہ تمہارا ہی دین ہے۔ دونوں اٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، آپ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا، دونوں اسلام لائے اور مدینہ واپس آ گئے۔

اسعد ابو الہیثم بن التیہان سے ملے، انھیں اسلام کی خبر دی ارشاد نبوی و دعوت حق کا ذکر کیا تو ابو الہیثم نے کہا، میں بھی تمہارے ساتھ گواہی دیتا ہوں کیونکہ بیشک وہ رسول ہیں وہ بھی مشرف بہ اسلام ہوئے۔

کہا جاتا ہے کہ رافع بن مالک الزرقی و معاذ بن عفرا عمرہ کے لئے مکہ روانہ ہوئے ان دونوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ کا ذکر کیا گیا تو خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ

نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا دونوں اسلام لے آئے، یہی دونوں سب سے پہلے مسلمان تھے یہ دونوں مدینہ آ گئے۔ مدینہ کی سب سے پہلی مسجد جس میں قرآن پڑھا گیا مسجد بنی زریق تھی۔

کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے سے نکلے، اہل یثرب کے ایک گروہ پر گزر ہوا جو منا میں اترا تھا، کل آٹھ آدمی تھے، بنی النجار میں سے معاذ بن عفراء و اسعد بن زرارہ، بنی زریق میں سے رافع بن مالک و ذکوان بن عبد قیس، بنی سالم میں سے عبادہ بن الصامت و ابو عبدالرحمن یزید بن ثعلبہ بنی عبدالاشہل میں سے ابوالہیثم بن التیہان جو قبیلہ بلی کے حلیف تھے اور بنی عمرو بن عوف میں سے عویم بن ساعدہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے سامنے اسلام پیش کیا، یہ لوگ مسلمان ہوئے آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا، تم میری پشت پناہی کرو کہ میں اپنے رب کی رسالت کو پہنچا دوں۔

ان لوگوں نے کہا، یا رسول اللہ ہم اللہ اور اس کے رسول کے لئے انتہائی کوشش کرنے والے ہیں، خوب سمجھ لیجئے کہ ہم آپس میں بغض رکھنے والے دشمن تھے، پہلے سال کی جنگ بعاث ہماری ہی جنگوں میں سے ایک جنگ تھی جس میں ہم نے آپس میں خونریزی کی تھی، اگر آپ ہمارے یہاں مدینے میں) تشریف لائے اور ہم لوگ اسی باہمی عداوت کی حالت پر ہوئے تو ہمارا آپ پر اتفاق نہ ہوگا، ہمیں مہلت دیجئے کہ اپنے قبائل کے پاس واپس جائیں۔ شاید اللہ ہم میں صلح کرا دے، آپ سے ملاقات سال آئندہ موسم حج میں ہوگی۔

کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی موسم حج میں نکلے جس میں انصار کے چھ اشخاص سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ آپ ان کے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا: کیا تم لوگ یہود کے حلیف ہو؟ انھوں نے کہا جی ہاں، پھر آپ نے انھیں اللہ کی طرف دعوت دی اسلام پیش کیا اور قرآن کی تلاوت فرمائی سب اسلام لے آئے۔ وہ لوگ یہ تھے۔

بنی النجار میں سے اسعد بن زرارہ و عوف بن الحارث بن عفراء۔

بنی زریق میں سے رافع بن مالک۔

بنی سلمہ میں سے قطبہ بن عامر بن حدیدہ۔

بنی حرام بن کعب میں سے عقبہ بن عامر بن نابی۔

بنی عبید بن عدی بن سلمہ میں سے جابر بن عبداللہ رئاب تھے۔ اور ان سے پہلے کوئی اسلام نہ لایا تھا۔

محمد بن عمرو نے کہا، ہم نے ان لوگوں کے بارے میں جو کچھ سنا اس میں ہمارے نزدیک یہی سب سے زیادہ درست ہے۔ اور یہی متفق علیہ ہے۔

زکریا بن زید نے اپنے والد سے روایت کی کہ یہی چھ شخص تھے جن میں ابو الہیثم بن التیہان تھے، اس کے بعد حدیث اول ہی کا مضمون ہے، یہ لوگ مدینہ آئے اور اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی جو لوگ اسلام لائے، لائے، مدینے میں انصار کا کوئی گھر نہ بچا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہ ہو۔

عقبہ اولیٰ کے بارہ اشخاص

جن میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں۔

عبادہ بن الصامت وغیرہ سے مروی ہے کہ جب آئندہ سال ہوا تو آپ سے بارہ آدمی ملے یہی عقبۂ اولیٰ (کہلاتا) ہے۔

(ان بارہ آدمیوں میں) بنی النجار میں سے اسعدؓ بن زرارہ، عوفؓ و معاذؓ تھے دونوں موخر الذکر حارث کے فرزند تھے، ان کی والدہ عفراء تھیں،

بنی زریق میں سے ذکوانؓ بن عبد قیس و رافعؓ بن مالک تھے۔

بنی عوف بن الخزرج میں سے عبادہؓ بن الصامت و یزیدؓ بن ثعلبہ ابو عبدالرحمٰن تھے۔

بنی عامر بن عوف میں سے عباسؓ بن عبادہ بن نضلہ تھے۔

بنی سلمہ میں سے عقبہؓ بن عامر بن نابیؓ تھے۔

بنی سواد میں سے قطبہؓ بن عامر بن حدیدہ تھے۔

یہ دس آدمی تو قبیلۂ خزرج کے تھے، قبیلہ اوس میں سے دو شخص تھے۔

ابو الہیثم بن التیہان جو قبیلۂ بلی حلیف بنی عبدالاشہل میں سے تھے۔

بنی عمرو بن عوف میں سے عویم بن ساعدہ تھے۔

یہ لوگ ایمان لائے اور بیعت خواتین کی کہ، اللہ کے ساتھ کوئی چیز شریک نہ کریں گے،

چوری، زنا اور قتل اولاد نہ کریں گے، کوئی بہتان جو دیدہ و دانستہ بنایا ہو نہ باندھیں گے، کسی نیک کام میں نافرمانی نہ کریں گے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: اگر تم وفا کروگے تو تمہارے لئے جنت ہے جس نے ذرا کوتاہی کی تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے خواہ وہ اس پر عذاب کرے خواہ معاف کر دے۔

اس زمانے میں جہاد فرض نہیں کیا گیا تھا، یہ لوگ مدینہ واپس گئے، اللہ نے اسلام کو غلبہ دیا، اسعد بن زرارہ مدینہ میں مسلمانوں کو جمعہ کی نماز پڑھایا کرتے تھے۔

اوس و خزرج نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ ہمارے یہاں کسی کو بھیج دیجئے جو ہمیں قرآن پڑھائے۔ آنحضرتؐ نے ان لوگوں کے پاس مصعب بن عمیر العبدری کو بھیج دیا وہ اسعد بن زرارہ کے پاس اترے، لوگوں کو قرآن پڑھایا کرتے تھے۔

بعض اہل علم نے روایت کی کہ مصعب ان لوگوں کو جمعہ پڑھایا کرتے تھے، پھر مصعب ستر انصار کے ساتھ روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ موسم حج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے۔

عقبہ ثانیہ
ستر اشخاص جنھوں نے آنحضرتؐ کی بیعت کی

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ جب حج کا وقت آگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلام لانے والے اصحاب ایک دوسرے کے پاس گئے تاکہ حج کو جانے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچنے کا ایک دوسرے سے وعدہ لیں اس زمانہ میں اسلام مدینہ میں پھیل چکا تھا۔

یہ لوگ جو ستر آدمی یا ایک دو زائد تھے اوس و خزرج کی پانچ سو آدمی کی جماعت کے ہمراہ روانہ ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ میں آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ نے ان لوگوں سے منا میں وسط ایام تشریق (از ۹ر تا ۱۳ر ذی الحجہ) میں نفر اول (یعنی ۱۲ر ذی الحجہ) کی شب کو (ملنے کا) وعدہ کیا کہ ہجوم کو سکون ہو جائے (یعنی بھیڑ کم ہو جائے)۔ تو یہ لوگ آپ کے پاس شعب ایمن میں پہنچ جائیں۔ جو منا سے اترتے وقت عقبہ سے نیچے ہے ـــــ

اور جہاں اس زمانہ (مصنف طبقات) میں مسجد ہے۔

آپ نے انھیں حکم دیا کہ نہ تو وہ کسی سونے والے کو بیدار کریں اور نہ کسی غیر حاضر کا انتظار کریں۔

سکون کے بعد یہ جماعت خفیہ طور پر ایک ایک دو دو کر کے روانہ ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں سے پہلے ہی اس مقام پر پہنچ چکے تھے، ہمراہ عباس بن عبدالمطلب بھی تھے ان کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ جو سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر آئے وہ رافع بن مالک الزرقی تھے پھر اور ستر لوگ پہنچ گئے ہمراہ دو عورتیں بھی تھیں۔

اسعد بن زرارہ نے کہا کہ سب سے پہلے عباس بن عبدالمطلب نے گفتگو کی، انھوں نے کہا اے گروہ خزرج محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تم لوگوں نے یہاں بلایا ہے، بلایا ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے خاندان میں سے سب سے زیادہ عزیز ہیں۔ ہم میں سے جو ان کے قول پر ہے، ان کی حمایت کرتا ہے جو ان کے قول پر نہیں ہے وہ بھی باعتبار حسب و شرف آنحضرتؐ کی حفاظت کرتا ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سوائے تمہارے اور سب کے قبول کرنے سے انکار کر دیا، اگر تم لوگ صاحب قوت و شوکت ہو، جنگ میں ماہر اور سارے عرب کی عداوت میں جو تم پر ایک ہی کمان سے تیراندازی کریں گے مستقل ہو تو اپنی رائے پر غور کر د، آپس میں مشورہ کر و (کیونکہ آنحضرتؐ کو مدینہ لے جانے میں سارے عرب سے تمہیں جنگ کرنا پڑے گی) باہم اختلاف نہ کرو، جو کچھ کرو اتحاد و اتفاق سے کرو، سب سے بہتر بات وہی ہے جو سب سے زیادہ سچی ہو۔"

البراء بن معرور نے جواب دیا، آپ نے جو کچھ کہا ہم نے سنا۔ واللہ ہمارے دلوں میں اس کے سوا ہوتا جو آپ کہتے ہیں تو ہم اسے ضرور کہہ دیتے ہم تو وفا وصدق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جانیں نثار کرنا چاہتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے قرآن کی تلاوت فرمائی اللہ کی طرف دعوت دی، اسلام کی ترغیب دی اور اس مقصد کو بیان کیا جس کے لئے یہ لوگ جمع ہوئے تھے

البراء بن معرور نے آپ کو ایمان اور تصدیق کی صورت میں جواب دیا، پھر عرض کی: یا رسول اللہ ہمیں بیعت کر لیجئے کیونکہ ہم لوگ اہل حلقہ ہیں جس کے ہم بزرگوں سے وارث چلے آتے ہیں کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے جس نے گفتگو کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول

کیا اور آپ کی تصدیق کی وہ ابوالہیثم بن التیہان تھے۔

سب نے کہا ہم اس کو اموال کی معیبت اور اشراف کے قتل پر کیسے قبول کرلیں (یعنی اسلام قبول کرنے سے ہمارے جان و مال پر معیبت آجائے گی اس لئے ہم اسے کیونکر قبول کریں۔)

جب بک بک کرنے لگے تو عباس بن عبدالمطلب نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے کہا: اپنی آواز کو پست کرو، ہم پر جاسوس لگے ہوئے ہیں، اپنے سن رسیدہ لوگوں کو آگے کرو تاکہ تم میں سے وہی لوگ ہمارے کلام کے ذمہ دار ہوں، ہمیں تمہاری قوم سے بھی تمہارے خلاف اندیشہ ہے، جب تم لوگ بیعت کر چکو تو اپنے اپنے مقامات پر چلے جاؤ۔

البراء بن معرور نے تقریر کی اور عباس بن عبدالمطلب کو جواب دیا، انھوں نے کہا، یارسول اللہ، اپنا ہاتھ پھیلائیے (تاکہ میں بیعت کروں)۔

سب سے پہلے شخص جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی البراء بن معرور تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے جس نے بیعت کی وہ ابوالہیثم بن التیہان یا اسعد ابن زرارہ تھے، پھر کل ستر آدمیوں نے بیعت کرلی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، موسیٰ نے بنی اسرائیل میں سے بارہ نقیب لئے تھے۔

تم میں سے کوئی شخص اپنے دل میں یہ خیال نہ کرے کہ اس کے سوا اور کو انتخاب کرلیا گیا میرے لئے (نقیبوں کا) جبریل ہی انتخاب کریں گے۔

انتخاب کے بعد نقیبوں سے فرمایا۔ تم لوگ دوسروں کے ذمہ دار ہو، جیسا کہ حوارئین عیسیٰؑ بن مریمؑ ذمہ دار تھے، یا میں اپنی قوم کا ذمہ دار ہوں" ان لوگوں نے کہا" جی ہاں"

قوم نے بیعت کرلی اور کامل ہوگئے، تو شیطان عقبہ پر سے ایسی بلند آواز سے چلایا جو سنی گئی کہ اے اہل اخاشب کیا تمہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھ والے دین سے پھرنے والوں میں کوئی فائدہ ہے، جنھوں نے تمہاری جنگ پر اتفاق کرلیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے کجاووں میں جلدی چلے جاؤ۔

عباس بن عبادہ بن نضلہ نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا، اگر آپ چاہیں تو ہم اہل منیٰ پر اپنی تلواریں لے کے ٹوٹ

پڑیں" حالانکہ اس شب کو سوائے (عباس بن عبادہ) کے اور کسی کے پاس تلوار نہ تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیں اس کا حکم نہیں دیا گیا ہے۔ لہٰذا تم جلدی اپنے کجاوؤں میں چلے جاؤ، لوگ اپنے کجاووں میں منتشر ہو گئے۔

صبح ہوئی تو ان لوگوں کے پاس قریش کی ایک جماعت اشراف گئی یہ لوگ شعب الانصار میں داخل ہوئے اور کہا: اے گروہ خزرج ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ کل شب کو ہمارے ساتھی (آنحضرتؐ) سے ملے تم نے ان سے ہمارے ساتھ جنگ پر بیعت کی ہے، عرب میں جتنے قبیلے بخدا ہیں کسی کے ساتھ ہم لڑنا اس قدر برا۔۔۔ نہیں جانتے جس قدر تم سے جنگ کو مکروہ سمجھتے ہیں۔ قبیلۂ خزرج کے مشرکین میں سے جو لوگ وہاں تھے بڑی تیزی سے اللہ کی قسم کھانے لگے کہ ایسا نہیں ہوا اور ہمیں تو اس کا علم بھی نہیں"۔ ابن اُبَیّ کہنے لگا یہ محض باطل ہے نہ ایسی کوئی بات ہوئی ہے نہ میری قوم بغیر میرے حکم کے ایسا کرے گی، میں یثرب میں ہوتا تو مجھ سے ضرور مشورہ کرتے۔ (پھر یہاں کون سا امر مانع تھا)

قریش ان لوگوں کے پاس سے واپس چلے گئے البراء بن معرور نے کوچ کیا وہ مقام بطن یاجج میں آئے اور اپنے مسلمان ساتھیوں سے مل گئے۔

قریش ان لوگوں کو ہر طرف تلاش کرنے لگے مگر مدینے کے راستوں سے آگے نہ بڑھے (یعنی صرف انھیں راستوں پر تلاش کرتے رہے) (جستجو کے لئے) گروہ مقرر کر دیئے اتفاق سے سعد بن عبادہ کو پا گئے کجاوہ کی رسی سے ان کا ہاتھ گردن میں باندھ دیا، انھیں مارنے لگے بال (پکڑے) جو کان کی لو تک دراز تھے گھسیٹنے لگے اس طرح مکے میں لائے۔

سعد کے پاس مطعم بن عدی اور حارث بن امیہ بن عبد شمس آئے دونوں نے مل کر ان لوگوں کے ہاتھ سے چھڑایا۔

انصار نے سعد بن عبادہ کو نہ پایا تو ان کے پاس واپس جانے کا مشورہ کیا اتفاق سے سعد انھیں نظر آ گئے، ساری جماعت نے مدینے کی طرف کوچ کیا۔

نبوت سے ہجرت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام مکہ

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا تو

آپ تینتالیس ۴۳ برس کے تھے اور آپ دس برس مکے میں رہے۔

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں دس برس رہے۔

عائشہؓ و ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں دس برس اس طرح رہے کہ آپ پر قرآن نازل ہوتا رہا اور مدینے میں دس برس رہے۔

یزید بن ابی حبیب سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں دس برس رہے، وہاں سے صفر میں نکلے اور ربیع الاول میں مدینہ آئے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں پندرہ برس رہے سات برس تک آپ روشنی و نور دیکھتے اور آواز سنتے رہے آٹھ برس تک آپ پر وحی نازل ہوتی رہی اور مدینے میں آپ دس برس رہے۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ ایک شخص ابن عباس کے پاس آیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دس برس مکہ میں اور دس برس مدینے میں وحی نازل کی گئی۔ ابن عباسؓ نے کہا، یہ کون کہتا ہے؟ مکے میں آپ پر پندرہ سال تک یا اس سے زیادہ وحی نازل کی گئی۔

ابو رجاء سے مروی ہے کہ میں نے حسن سے سنا کہ انھوں نے یہ آیت پڑھی "وقرآناً فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلاً" (اور قرآن کو ہم نے جدا جدا کر دیا ہے تاکہ آپ اسے ٹھہر ٹھہر کر لوگوں کو سنائیں اور ہم نے اسے تھوڑا تھوڑا نازل کیا ہے) حسنؒ نے کہا: اللہ تعالیٰ وہاں (مکے میں) قرآن کے بعض حصے کو بعض سے پہلے نازل کرتا تھا اس لئے کہ اسے معلوم تھا کہ یہ لوگوں میں قائم رہے گا۔

حسنؒ بیان کرتے تھے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ قرآن کے اول و آخر کے درمیان اٹھارہ سال کا فاصلہ تھا۔ آٹھ سال تک آپ پر مکے میں، ____________________

____ قبل اس کے کہ مدینہ ہجرت فرمائیں، نازل ہوتا رہا اور دس برس تک مدینے میں۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ مبعوث ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تیرہ برس برس تک اس طرح مقیم رہے کہ آپ پر وحی نازل ہوتی رہی پھر آپ کو ہجرت کا حکم دیا گیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں تیرہ برس رہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں تیرہ برس تک اس طرح رہے کہ آپ پر وحی نازل ہوتی رہی۔

مسلمانوں کو ہجرت مدینہ کی اجازت

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب ستر انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپس گئے تو آپ کا دل خوش ہو گیا، اللہ نے آپ کے لئے حامی بنا دیئے، ایک جنگجو، بہادر اور ذی استعداد قوم تیار کر دی۔

مشرکین کی جانب سے مسلمانوں پر سخت مصیبت نازل ہونے لگی کیونکہ انھیں ان کی روانگی کا علم ہو گیا تھا، قریش نے آپ کے اصحاب کو ضیق میں کر دیا انکی توہین و تذلیل کرنے لگے گالیاں دیتے اور طرح طرح سے ایذا رسانی کے درپے ہوتے جس کی مثال پہلے نہ تھی۔

اصحاب نے شکایت کی اور آپ سے ہجرت کی اجازت مانگی۔ فرمایا: مجھے تمہارا دار ہجرت (خواب میں) دکھایا گیا ہے، مجھے دو پتھریلی زمینوں کے درمیان ایک شورہ والی کھجور کے باغ کی زمین دکھائی گئی ہے، اگر (مقام) سراة شورہ اور کھجور والا ہوتا تو میں کہتا کہ یہی وہ ہے (جو مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے)۔

آپ چند روز تک ٹھہرے رہے۔ پھر خوش خوش اپنے اصحاب کے پاس گئے اور فرمایا مجھے تمہارے دار ہجرت کی خبر دیدی گئی ہے، وہ یثرب ہے، جو جانا چاہے وہیں جائے۔

یہ جماعت باہم موافقت و ہمدردی کے ساتھ مصروف بہ تیاری ہوئی اپنی روانگی کو پوشیدہ رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سب سے پہلے جو مدینہ آئے وہ ابو سلمہ بن عبدالاسد تھے ان کے بعد عامر بن ربیعہ آئے، ہمراہ ان کی بیوی لیلیٰ بنت ابی حثمہ بھی تھیں جو سب سے پہلی شتر سوار خاتون تھیں کہ مدینہ میں آئیں، اصحاب گروہ گروہ آنے لگے، انصار کے یہاں ان کے مکانوں میں اترتے۔

انصار نے ان کو ٹھکانہ دیا، ان کی مدد کی اور ان سے ہمدردی کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے پہلے سالم مولائے ابی حذیفہ قبا میں مہاجرین کی امامت کرتے تھے۔

جب مسلمان مدینہ روانہ ہو گئے تو قریش کو ان پر حرص آئی اور سخت غصہ ہوئے ان نوجوانوں پر جو چلے گئے تھے بہت طیش آیا۔

انصار کے ایک گروہ نے عقبۂ آخرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ وہ مدینہ واپس آ گئے تھے جب مہاجرین اولین قبا آ گئے تو یہ انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکے گئے اور آپ کے اصحاب کے ساتھ ہجرت کر کے آئے یہی لوگ مہاجرین انصار کہلائے۔

ان کے نام یہ ہیں:۔ ذکوان بن عبد قیس و عقبہ بن وہب بن کلدہ و عباس بن عبادہ بن نضلہ وزیاد بن لبید۔

تمام مسلمان مدینہ چلے گئے، کوئی بھی مکہ میں روانگی سے نہ بچا، سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکرؓ و علیؓ کے یا جو فتنہ میں ڈالدیا گیا تھا اور قید کر دیا گیا تھا۔ یا مریض یا ضعیف تھا۔

آغاز ہجرت

منصوبہ قتل سراقہ بن جشم وغیرہ سے روایت ہے کہ مشرکوں نے جب دیکھا کہ مسلمانوں نے اپنی عورتیں اور بچے قبائل اوس و خزرج کے ہاں (مدینہ شریف) میں بھیج دیئے تو سمجھ گئے کہ یہ صاحب اثر لوگ ہیں، اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہیں چلے جائیں گے، سب کے سب دارالندوہ میں جمع ہوئے، جتنے دانشمند اور صاحب الرائے تھے سب نے شرکت کی کہ آنحضرت کے معاملہ میں باہم مشورہ کریں۔

نجد کے ایک بڑے بوڑھے کی شکل میں ایک شخص یہاں تلوار لٹک رہی تھی موٹے جو تئے کپڑے پہنے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بحث چھڑی، ہر شخص نے اپنی رائے کے مطابق مشورہ دیا۔ ہر ایک کی رائے کو ابلیس رد کرتا تھا۔ کسی رائے کو پسند نہ کیا۔

ابوجہل نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہم قریش کے ہر ہر قبیلے کا ایک ایک شخص لے لیں۔ جو بہادر اور دلیر ہو پھر اسے ایک تیز تلوار دیدیں، تاکہ یہ سب مل کر مثل ایک شخص کے آنحضرت کو ماریں تاکہ آپ کا خون تمام قبائل میں تقسیم ہو جائے اور بنی عبد مناف کی بھی سمجھ میں نہ آئے گا کہ اس کے بعد کیا کریں وہ نجدی (ابلیس) کہنے لگا کہ اس نوجوان (ابوجہل) کی خوبی اللہ ہی

کے لئے ہے واللہ رائے تو یہی صائب ہے ورنہ پھر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

اس بات پر اتفاق کر کے سب لوگ منتشر ہو گئے، جبرئیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ کو اس خبر سے آگاہ کیا اور مشورہ دیا کہ اس شب کو آپ اپنی خوابگاہ میں نہ سوئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ کے پاس آئے اور فرمایا: کہ اللہ نے مجھے روانگی کی اجازت دے دی ہے، ابوبکرؓ نے فرمایا یا رسول اللہ (میری) ہمراہی؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

ابوبکرؓ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، میری ان دو سواریوں میں سے ایک آپ لے لیجئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہ قیمت لوں گا۔

ابوبکرؓ نے ان دونوں سواریوں کو بنی قشیر کے مویشی میں سے آٹھ سو درہم میں خریدا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک لے لی جس کا نام قصواء تھا۔

آپ نے علیؓ کو حکم دیا کہ اس شب کو وہ آپ کی خواب گاہ میں سوئیں، علیؓ سوئے انھوں نے ایک سرخ حضرمی چادر جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سویا کرتے تھے اوڑھ لی:

محاصرہ | قریش کا یہ گروہ جمع ہو گیا جو دروازہ کی درازوں سے جھانک رہے تھے، آپ کی گھات میں تھے اور آپ کے کپڑوں کا ارادہ کر رہے تھے، باہم مشورہ کر رہے تھے کہ بستر پر لیٹنے والے پر کون حملہ کرے۔

اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے، وہ سب اگرچہ دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے دو لپ بھر سنگ ریزے اٹھائے ان لوگوں کے سروں پر چھڑکا اور یہ پڑھنے لگے "یٰسین والقرآن الحکیم" سے "سواءٌ علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لایؤمنون" تک پہنچے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزر گئے۔

کسی کہنے والے نے ان سے کہا کس کا انتظار کرتے ہو، انھوں نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اس نے کہا کہ تم ناکامیاب ہوئے اور نقصان میں رہے، واللہ وہ تو تمہارے پاس سے گزر گئے اور تمہارے سروں پر مٹی چھڑک گئے۔

ان لوگوں نے کہا کہ واللہ ہم نے انھیں نہیں دیکھا، اور وہ لوگ اپنے سروں سے مٹی جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

یہ لوگ ابوجہل و حکم بن ابی العاص و عقبہ بن ابی معیط و نضر بن الحارث و امیہ بن خلف و ابن الغیطلہ و زمعہ بن الاسود و طعیمہ بن عدی و ابولہب و ابی بن خلف و نبیہ و منبہ پسران حجاج تھے جب صبح ہوئی تو علیؓ بستر سے اٹھے، ان لوگوں نے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دریافت کیا تو علیؓ نے کہا کہ مجھے آپ کے متعلق علم نہیں۔

غار ثور میں قیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ کے مکان چلے گئے رات تک اسی میں رہے پھر آپ اور ابوبکرؓ نکلے اور غار ثور کو روانہ ہو گئے اس کے اندر داخل ہوئے مکڑی نے اس کے راستے پر جالا تان دیا جس کا بعض حصہ بعض پر تھا۔

قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی جستجو کی یہاں تک کہ غار کے راستے تک پہنچ گئے ان میں سے بعض نے کہا کہ اس پر تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ولادت سے بھی پہلے کی مکڑی ہے، وہ سب واپس ہو گئے۔

ابومصعب المکی سے مروی ہے کہ میں نے زید بن ارقم و انس بن مالک و مغیرہ بن شعبہ کا زمانہ پایا ہے، میں نے ان کو بیان کرتے سنا کہ شب کو غار میں اللہ تعالیٰ نے ایک درخت کو حکم دیا تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب اُگ آیا، اس نے آپ کی آڑ کر لی اللہ نے مکڑی کو حکم دیا تو اس نے آپ کے روبرو جالا لگا دیا اور آڑ کر لی اللہ نے دو جنگلی کبوتروں کو حکم دیا جو غار کے منہ پر بیٹھ گئے۔

قریش کے نوجوان جن میں ہر خاندان کا ایک ایک آدمی تھا اپنی اپنی تلواریں لاٹھیاں اور لٹھ لئے ہوئے آئے یہاں تک کہ جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چالیس ہاتھ کے فاصلے پر تھے تو ان کے آگے والے شخص نے نظر ڈالی ان دونوں کبوتروں کو دیکھ کر واپس ہو گیا۔ اس کے ساتھیوں نے کہا کہ تجھے کیا ہوا کہ غار میں نہیں دیکھتا، اس نے کہا کہ غار کے منہ پر دو وحشی کبوتر ہیں، میں سمجھ گیا کہ اس میں کوئی نہیں ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی بات سنی، سمجھ گئے کہ ان دونوں (کبوتروں) کے ذریعے اللہ نے آپ سے (دشمنوں کو) دفع کیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دعا دی اور ان کی جزا مقرر کر دی وہ حرم الٰہی میں منتقل ہو گئے۔ ابوبکرؓ کی خاص معاہدہ پر چرائی والی بکریاں تھیں جن کو عامر بن فہیرہ چرایا کرتے تھے۔

رات کے وقت ان بکریوں کو ان حضرات کے پاس لاتے تھے، رات کے وقت ان بکریوں کو ان حضرات کے پاس لاتے تھے اور وہ دودھ دوہ لیتے تھے جب صبح ہو جاتی تھی تو لوگوں کے ساتھ چلے جاتے تھے۔

عائشہؓ نے کہا ہم نے دونوں حضرات کے لئے پسندیدہ تر سامان سفر تیار کیا ایک توشہ دان میں توشہ تیار کیا، اسماء بنت ابی بکرؓ نے اپنی اوڑھنی کا ایک ٹکڑا کاٹا اور اس سے انھوں نے توشہ دان کا منہ بند کیا، دوسرا ٹکڑا کاٹا اور اس سے مشکیزے کے منہ کی روک بنا یا اسی وجہ سے ان کا نام ذات النطاقین (دو اوڑھنی والی) رکھ دیا گیا۔

ابن اریقط کی رہبری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکر غار میں تین شب رہے۔ ان دونوں کے پاس عبداللہ بن ابی بکر سوتے تھے، ابوبکر نے بنی الدیل کے ایک شخص کو جن کا نام عبداللہ بن اریقط تھا ہادی اور خفیہ راستوں کے رہبر کی حیثیت سے اجرت پر رکھ لیا حالانکہ وہ دین کفر پر تھے۔ مگر ان سے اطمینان تھا، ان دونوں حضرات کے ساتھ عامر بن فہیرہ بھی تھے، ابن اریقط دونوں حضرات کے ساتھ رجز خوانی کرتے رہے، قریش کو پتہ بھی نہ لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف لے گئے یہاں تک کہ انھوں نے اسفل مکہ سے ایک جن کی آواز سنی جو نظر نہ آتا تھا۔

جزی اللہ رب الناس خیر جزائہ رفیقین قالا خیمتی ام معبد

(اللہ جو تمام لوگوں کا پالنے والا ہے ان دونوں رفیقوں کو اپنی بہترین جزا دے جنھوں نے ام معبد کے خیمے میں دوپہر کو آرام فرمایا)

ھما نزلا بالبر و اغتدیا بہ فقد فاز من امسی رفیق محمد

(یہ دونوں خشکی میں اترے اور وہاں سے گذر گئے، وہ شخص کامیاب رہا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کا رفیق ہو گیا (یعنی حضرت صدیق)۔

ام معبد کے خیمے میں قیام ابی معبد الخزاعی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی تو آپ اور ابوبکرؓ اور مولائے ابوبکر عامر ابن فہیرہ تھے ان حضرات کے رہبر عبداللہ بن اریقط اللیثی تھے، یہ حضرات ام معبد خزاعیہ کے خیمہ پر

گھوڑے تو قوی و دلیر تھیں وہ اپنے خیمے کے آگے میدان میں چادر اوڑھ کر بیٹھی رہتی تھیں اور کھلاتی پلاتی تھیں، چنانچہ ان حضرات نے ان سے کھجور یا گوشت کو دریافت کیا کہ خریدیں مگر ان میں سے کوئی چیز بھی ان کے پاس نہ پائی

اتفاق سے زادراہ ختم ہو چکا تھا اور یہ سب قحط کی حالت میں تھے، ام معبد نے کہا کہ واللہ اگر ہمارے پاس کچھ ہوتا تو مہمانداری ہی آپ کو کسی چیز کا محتاج نہ کرتی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بکری پر نظر پڑی جو خیمے کے ایک حصہ سے بندھی تھی آپ نے فرمایا کہ اے ام معبد یہ بکری کیسی ہے انھوں نے کہا کہ یہ وہ بکری ہے جس کو تھکن نے بکریوں سے پیچھے کر دیا ہے (جس کی وجہ سے اور بکریاں چرنے گئیں اور یہ رہ گئی) فرمایا اس کے کچھ دودھ بھی ہے؟ انھوں نے کہا کہ (اس بکری کے لئے دودھ دینا) اس سے (یعنی جنگل جانے سے) بھی زیادہ دشوار ہے، آپ نے فرمایا کہ تم مجھے اجازت دیتی ہو کہ میں اس کا دودھ دوہوں۔ انھوں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، ہاں اگر آپ اس کے دودھ دیکھیں (تو دوہ لیجئے)

آپ نے بسم اللہ کہہ کر اس کے تھن پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ اے اللہ ام معبد کو ان کی بکری میں برکت دے، اس بکری نے ٹانگیں پھیلا دیں، کثرت سے دودھ دیا اور فرمانبردار ہو گئی

آپ نے ان کا وہ برتن مانگا جو ساری قوم کو سیراب کر دے، اس میں آپ نے دودھ کو سیلاب کی طرح دوہا یہاں تک کہ کف اس کے اوپر آگیا۔ آپ نے اسے پلایا، ام معبد نے پیا یہاں تک کہ وہ بھی سیراب ہو گئیں اور آپ نے اپنے اصحاب کو پلایا، وہ بھی سیراب ہو گئے، سب سے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نوش فرمایا اور فرمایا کہ قوم کے ساقی کو سب کے آخر میں پینا چاہیئے۔

سب نے ایک بار پینے کے بعد دوبارہ پیا اور خوب سیر ہو گئے پھر آپ نے اسی برتن میں ابتدائی طریقہ پر دوبارہ دوہا اور اس کو ام معبد کے پاس چھوڑ دیا۔

کچھ ہی دیر گذری تھی کہ ام معبد کے شوہر ابو معبد اپنی بکریاں ہنکاتے ہوئے آگئے جو ایسی بیلا (یعنی گابھن نہ ہونے والی) اور دبلی پتلی تھیں کہ اچھی چل نہ سکتی تھیں ان کا مغز بہت کم تھا ان میں ذرا سی بھی چربی نہ تھی، ابو معبد نے دودھ دیکھا تو تعجب کیا اور کہا کہ تم لوگوں کو کہاں

سے مل گیا، حالانکہ بکریاں دور چرنے گئی ہوئی تھیں اور گھر میں کوئی دودھ والی بکری نہ تھی۔

ام معبد نے کہا، واللہ اس کے سوا کچھ نہیں ہوا کہ ہمارے پاس ایک بابرکت بزرگ گزرے جن کی یہ باتیں تھیں، ابو معبد نے کہا کہ میں انھیں قریش کا وہی ساتھی خیال کرتا ہوں جن کی تلاش کی جارہی ہے۔ اے ام معبد مجھ سے انکی صفت تو بیان کرو۔

ام معبد نے کہا کہ میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جن کی صفائی و پاکیزگی بہت صاف اور کھلی ہوئی ہے، چہرہ نہایت نورانی ہے، اخلاق اچھے ہیں، ان میں پیٹ بڑا ہونے کا عیب نہیں ہے نہ ان میں کوتاہ گردن اور چھوٹا سر ہونے کی خرابی ہے، وہ حسین وجمیل ہیں، آنکھوں میں کافی سیاہی ہے، پلک کے بال خوب گھنے ہیں، آواز میں بلندی ہے، آنکھ میں سیاہی کی جگہ سیاہی خوب تیز ہے، اور سفیدی کی جگہ سفیدی خوب تیز ہے، ابروئیں باریک ہیں اور آپس میں ملی ہوئی ہیں بالوں کی سیاہی بھی خوب تیز ہے گردن میں بلندی اور داڑھی میں گھنا پن ہے جب خاموش ہوتے ہیں تو ان پر وقار چھا جاتا ہے اور جب بولتے ہیں تو حسن کا غلبہ ہوتا ہے، گفتگو ایسے نگینوں کی لڑی ہوتی ہے جو گر رہے ہوں وہ شیریں گفتار ہیں، قول فیصل کہنے والے ہیں ایسے کم گو نہیں جس سے مقصد ادا نہ ہو، یہ فضول گو ہیں، دور سے دیکھو تو سب سے زیادہ بارعب وحسین ہیں قریب سے سب سے زیادہ شیریں گفتار وجمیل ہیں، ایسے متوسط اندام ہیں تم درازی قد کا عیب نہ لگاؤ گے اور نہ کوئی آنکھ کوتاہ قد ہونے کی وجہ سے انھیں حقیر جانے گی وہ دو شاخوں کے درمیان ایک شاخ تھے (یعنی دو رفیق ان کے ساتھ اور بھی تھے) دیکھنے میں وہ تینوں سب سے زیادہ بارونق اور سب سے زیادہ مقدار میں حسین تھے۔ ان کے رفقاء ایسے تھے جو کہ انھیں گھیرے رہتے تھے، جب وہ کچھ فرماتے تھے تو لوگ اچھی طرح آپ کا کلام سنتے تھے اگر کوئی حکم دیتے تھے تو سب کے سب ان کے حکم کی طرف دوڑتے تھے وہ مخدوم تھے اور ایسے تھے کہ جن کے پاس خدمت کے لئے لوگ دوڑتے تھے وہ نہ ترش رو تھے نہ زیادہ گو تھے۔

ابو معبد نے کہا واللہ یہ تو قریش کے وہی ساتھی تھے جن کا ہم سے تذکرہ کیا گیا ہے اے ام معبد اگر میں ان کے وقت میں آجاتا تو ضرور درخواست کرتا کہ آپ کی صحبت میں رہوں۔ اگر تم اس کا موقع پاتا تو ضرور ضرور ایسا ہی کرنا۔

غیبی آواز صبح کے وقت مکہ میں آسمان و زمین کے درمیان ایک بلند آواز ظاہر ہوئی جس کو لوگ سنتے تھے اور آواز والے کو نہیں دیکھتے تھے۔ وہ کہتا تھا ؎

جزی اللہ رب الناس خیر جزائہ　　رفیقین حلا خیمتی ام معبد

(اللہ جو پروردگار ہے تمام لوگوں کا اپنی بہترین جزا دے ان دونوں رفیقوں کو جو ام معبد کے خیموں میں اترے)

ھما نزلا بالبر ثم تحملا به　　فافلح من امسی رفیق محمد

(وہ دونوں اس خشکی میں اترے اور وہاں سے چلے بھی گئے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رفیق وہ کامیاب ہو گئے (یعنی حضرت صدیقؓ)

فیال قصی ما زوی اللہ عنکم　　به من فعال لا یجازی وسودد

(اے قبیلۂ قصی تم کو کیا ہو گیا ہے، اللہ نے تمہیں ایسے کام اور ایسی سرداری کی توفیق نہیں دی جس کی جزا مل سکے۔

سلوا اختکم عن شاتھا وانائھا　　فانکم ان تسئلوا الشاۃ تشھد

(اپنی بہن سے انکی بکری اور برتن میں دودھ بھر جانے کا حال پوچھو، اگر تم بکری سے پوچھو گے تو وہ بھی شہادت دے گی۔)

دعاھا بشاۃ حائل فتحلبت　　له بصریح ضرۃ الشاۃ مزبد

(ایسی بکری تھی جو بالکل دبلی اور بے دودھ کے تھی مگر وہی بکری خالص دودھ دینے لگی جس میں روغن اور کف بھرا تھا۔)

فغادرہ رھنا لدیھا لحالب　　تدریھا فی مصدر ثم مورد

(حضرت نے یہ بکری وہیں چھوڑ دی کہ آنے جانے والے اس کے دودھ سے سیر ہوں۔)

یہ قوم صبح کو اپنے نبی کی تلاش کر رہی تھی، ام معبد کے خیمے کو گھیر لیا تھا یہاں تک کہ یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے، حسان بن ثابت نے اس غیبی آواز کے جواب میں اشعار ذیل کہے ؎

لقد خاب قوم زال عنھم نبیھم　　وقدس من یسری الیھم ویغتدی

وہ قوم نقصان میں رہی جس سے ان کے نبی چلے گئے۔ اور وہ قوم مقدس ہے جس کی طرف وہ (نبی) صبح و شام چلتے ہیں۔

ترحل عن قوم فزالت عقولهم وحل على قوم بنور مجدد

ایک قوم سے انھوں نے کوچ کیا تو ان لوگوں کی عقلیں جاتی رہیں۔ اور ایک دوسری قوم کے پاس تازہ بتازہ نور کے ساتھ اترے۔

وهل يستوي ضلال قوم تسلعوا عمًا وهداة يهتدون بمهتد

اور کیا وہ گمراہ قوم جنھوں نے بوجہ نابینائی انکار کیا اور وہ ہدایت پانے والے جو ہدایت یافتہ سے ہدایت پاتے ہیں برابر ہیں؟

نبي يرى مالا يرى الناس حوله ويتلو كتاب الله في كل مشهد

وہ ایسے نبی ہیں جو اپنے گردوہ دیکھتے ہیں جو اور لوگ نہیں دیکھتے اور ہر مشہد میں کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں۔

فان قال في يوم مقالة غائب فتصديقها في ضحوة اليوم اوغد

اگر وہ دن میں کوئی بات غائب کی سی کہتے ہیں (یعنی پیشگوئی) تو اس کی تصدیق اسی روز دن چڑھے یا دوسرے دن ہو جاتی ہے۔

ليهن ابابكر سعادة جده بصحبته من يسعد الله يسعد

ابو بکر کو اپنے نصیب کی سعادت جو بوجہ صحبت آنحضرتؐ انھیں حاصل ہوئی مبارک ہو جس کو اللہ سعادت دیتا ہے وہی سعید ہوتا ہے۔

ويهن بني كعب مكان فتاتهم ومقعدها للمسلمين بمرصد

اور بنی کعب کو بھی اپنی خاتون کا مرتبہ مبارک ہو۔ جنکی نشست گاہ مسلمانوں کی جائے پناہ ہے

عبد الملک نے کہا ہمیں معلوم ہوا کہ ام معبد نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہجرت کی اور اسلام لائیں۔

سراقہ بن جعشم کی درخواست

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غار سے روانگی شب دوشنبہ ۴ ربیع الاول کو ہوئی سہ شنبہ کو قدید میں آپ نے قیلولہ فرمایا جب وہاں

سے روانہ ہوئے تو سراقہ بن مالک بن جعشم نے جو اپنے گھوڑے پر سوار تھے ان لوگوں کو روکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بددعا دی جس سے ان کے گھوڑے کے پاؤں دھنس گئے انھوں نے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ سے دعاء کیجئے کہ وہ میرے گھوڑے کو رہا کر دے، میں آپ کے پاس سے پلٹ جاؤں گا جو لوگ میرے پیچھے (آپ کی تلاش میں ہیں) انھیں بھی واپس کر دوں گا، آپ نے دعا کی اور وہ رہا کر دیا گیا، وہ واپس گئے انھوں نے لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں پایا تو کہا کہ لوٹ چلو، میں تمھاری برأت چاہوں گا کہ یہاں کوئی نہیں ہے تم لوگ نقش قدم میں میری مہارت کو جانتے ہو وہ سب لوٹ گئے

عمیر بن اسحاق سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے اور آپ کے ہمراہ ابوبکر بھی تھے ان دونوں حضرات کو سراقہ ابن جعشم نے روکا تو ان کا گھوڑا دھنس گیا انھوں نے کہا کہ آپ دونوں میرے لئے اللہ سے دعا کیجئے میں آپ کے لئے یہ کروں گا کہ اب نہ پیچھا کروں گا دونوں نے اللہ سے دعا کی مگر وہ دوبارہ پلٹے تو ان کا گھوڑا دھنس گیا۔ انھوں نے کہا کہ اللہ سے دعا کیجئے اور میں آپ کے لئے یہ کروں گا کہ پھر نہ پلٹوں گا، دونوں نے اللہ سے دعا کی۔ انھوں نے دونوں حضرات کے سامنے توشہ اور سواری پیش کی دونوں نے فرمایا کہ ہم کو تمھیں کافی ہو تو انھوں نے کہا میں اس کا بھی آپ کے لئے ذمہ لیتا ہوں۔

(عود بسوئے حدیث اول)

رسول اللہ کی قبا میں آمد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرار کے درمیان چلے، آپ ثنیۃ المرہ سے آگے بڑھے تقف سے چل کے مدلجہ لقف سے گزر گئے، مدلجہ مجاج کے اندر سے گزرے مرجح مجاج میں پہنچے، بطن مرجح میں گئے، بطن ذات کشد میں پہنچے، حدائد کو طے کیا، اذاخر اور بعدہ بطن ریغ سے گزر فرمایا، وہیں نماز مغرب پڑھی پھر ذی سلم، پھر مدلجہ کو چھوڑ دیا پھر الغثانیہ چلے پھر بطن القاحہ سے گذر گئے، پھر عرج میں اترے، پھر جدا دات میں پھر غابر میں رکوبہ کی داہنی طرف سے چلے، پھر بطن العقیق میں اترے یہاں تک کہ الجثجاثہ پہنچ گئے فرمایا کہ یہاں بنی عمرو بن عوف تک جانے کا راستہ کون بتائے گا آپ مدینے کے قریب نہ تھے پھر آپ الظبی کے راستے پر چلے یہاں تک کہ الغضبہ پر نکلے۔

مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے پاس تشریف لانے کے منتظر تھے، وہ لوگ ظہر حرۃ العصبہ تک انصار کے ہمراہ صبح کو جایا کرتے تھے دن چڑھے تک آپ کی تشریف آوری کے منتظر رہتے تھے جب سورج انھیں جلا دیتا تھا تو اپنے اپنے مکانات واپس چلے جاتے تھے۔ جب وہ دن آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور وہ ۲ ربیع الاول روز دوشنبہ تھا اور کہا جاتا ہے کہ بارھویں ربیع الاول تھی تو لوگ جس طرح انتظار میں بیٹھا کرتے تھے بیٹھ گئے جب سورج کی تپش و تمازت بڑھی تو اپنے اپنے مکانات کو چلے گئے۔

اتفاق سے ایک یہودی اپنے قلعہ پر بلند آواز سے چلا رہا تھا کہ اے بنی قیلہ یہ تمہارے ساتھی (دوست) آگئے سب لوگ نکلے تو اتفاق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے تینوں اصحاب تھے، بنی عمرو بن عوف میں ایک شور اور تکبیر کی آواز سنی گئی، مسلمان، ہتھیار باندھنے لگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبا پہنچ گئے تو آنحضرتؐ بیٹھ گئے اور ابو بکر کھڑے ہو کر لوگوں کو نصیحت کرنے لگے، مسلمان آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرنے لگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلثوم بن الہدم کے پاس اترے اور ہمارے نزدیک یہی درست ہے آپ سعد بن خثیمہ کے مکان میں اپنے اصحاب سے باتیں کرتے تھے، اس مکان کا نام منزل العزاب تھا، اسی لئے کہہ دیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن خیثمہ کے پاس اترے۔

انس سے مروی ہے کہ مکے اور مدینے کے درمیان ابوبکر صدیقؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ردیف (اونٹ پر آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے) تھے۔ حضرت ابو بکرؓ کی ملک شام کی آمد و رفت رہا کرتی تھی اس لئے وہ پہچانے جاتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نہیں پہچانتا تھا راستے کے، لوگ کہتے تھے کہ اے ابو بکر یہ لڑکا جو تمہارے آگے (اونٹ پر) ہے کون ہے، ابوبکر کہتے تھے، یہ مجھے راستہ بتلاتے ہیں۔

جب یہ دونوں حضرات مدینے کے قریب آگئے تو حرہ میں اترے، آپ نے انصار کو بلا بھیجا وہ لوگ آئے اور کہا کہ آپ دونوں حضرات امن و اطمینان سے اٹھیے، انس نے کہا کہ جس

روز سے آپ مدینے میں داخل ہوئے ہیں میں آپ کے پاس حاضر رہا میں نے کبھی کوئی دن اس روز سے جس روز آپ ہمارے پاس تشریف لائے زیادہ نورانی وحسین نہیں دیکھا، جس روز آپ کی وفات ہوئی میں آپ کے پاس حاضر تھا اس روز سے زیادہ میں نے کوئی دن برا اور تاریک نہیں دیکھا

مدینہ میں آمد ابو وہب مولائے ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (سفر ہجرت) میں اس طرح سوار ہوئے کہ آپ اپنی اونٹنی پر ابوبکر کے پیچھے تھے جب کوئی آدمی انھیں (ابوبکر کو) ملتا تھا تو کہتا تھا کہ آپ کون ہیں؟ وہ کہتے تھے کہ میں طالب ہوں طلب کرتا ہوں۔ وہ کہتا تھا کہ آپ کے پیچھے کون ہیں تو وہ کہتے تھے کہ یہ راستہ بتانے والے ہیں جو مجھے راستہ بتاتے ہیں۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جب وہ دن آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں داخل ہوئے تو مدینے کی ہر شئے منور روشن ہوگئی۔

البراء سے مروی ہے کہ ہجرت کے سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینے تشریف لائے میں نے اہل مدینہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی چیز سے خوش ہوتے نہیں دیکھا۔ یہاں تک کہ میں نے عورتوں اور بچوں کو کہتے سنا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو تشریف لے آئے ہیں۔

اہل مدینہ کا اظہار مسرت البراء سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے سب سے پہلے ہمارے پاس مصعب بن عمیر و ابن ام مکتوم آئے یہ دونوں لوگوں کو قرآن پڑھانے لگے پھر عمار و بلال و سعد آئے، اس کے بعد بیس اصحاب کے ساتھ عمرو بن الخطاب آئے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔

میں نے لوگوں کو کبھی کسی چیز سے اتنا خوش ہوتے نہیں دیکھا جتنا وہ آپ سے خوش ہوئے حتیٰ کہ میں نے غلاموں اور بچوں کو کہتے سنا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جو تشریف لے آئے ہیں یہاں تک کہ میں نے "سبح اسم ربک الاعلیٰ" اور مفصل میں سے چند سورتیں پڑھیں (مفصل وہ حصہ قرآن ہے جن کا نماز میں پڑھنا مسنون ہے، وہ سورہ حجرات سے آخر تک ہے، اس میں بھی تین حصے ہیں، طوال، وساط۔ قصار)۔

تبلیغ کی ہدایت زرارہ بن اوفیٰ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن سلام نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو لوگ آپ کی طرف دوڑے۔ کہا جانے لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں، میں بھی لوگوں کے ساتھ گیا تاکہ آپ کو دیکھوں، جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک دیکھا تو ایسا نظر آیا جو کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔ سب سے پہلا جو کلام میں نے آپ سے سنا یہ تھا کہ اے لوگو اسلام کی اشاعت کرو، کھانا کھلایا کرو قرابت داروں کے ساتھ احسان کیا کرو، اس وقت نماز پڑھا کرو جب سب لوگ سوتے ہوں اور سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔

محلہ بنی عمرو میں قیام انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو مدینے کے بلند حصے کے ایک محلے جو بنی عمرو بن عوف کہلاتا تھا اترے، آپ چودہ شب مقیم رہے پھر آپ نے بنی النجار کے ایک گروہ کو بلا بھیجا۔ وہ لوگ اپنی تلواریں لٹکائے ہوئے آئے، وہ منظر میری آنکھوں میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، ابو بکرؓ آپ کے ہم نشین تھے اور بنی النجار کا گروہ آپ کے گرد تھا یہاں تک کہ ابو ایوب کا بیرونی میدان میں آپ کے دل میں ڈالا گیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح مدینہ تشریف لائے کہ آپ اپنی اونٹنی پر ابو بکر کو پیچھے بٹھائے ہوئے تھے ابو بکرؓ بوڑھے تھے اور ان سے جان پہچان تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جوان تھے، آپ کو کوئی پہچانتا نہ تھا لوگ ابو بکرؓ سے ملتے تھے اور کہتے تھے کہ اے ابو بکرؓ یہ کون شخص ہیں جو آپ کے آگے ہیں وہ کہتے تھے کہ یہ مجھے راستہ بتاتے ہیں۔ گمان کرنے والا یہ گمان کرتا تھا کہ آنحضرتؐ ان کو زمین کی راہ بتاتے ہیں، حالانکہ ان کی مراد صرف راہ خیر کی تھی، ابو بکرؓ مڑے تو اتفاق سے انھیں ایک سوار نظر آیا جو ان حضرات سے آملا تھا۔ انھوں نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ سوار ہے جو ہم سے آملا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم مڑے اور فرمایا کہ اے اللہ اس کو پچھاڑ دے اس کے گھوڑے نے اسے پچھاڑ دیا پھر کھڑا ہو کر ہنہنانے لگا، اس نے کہا، یا رسول اللہ آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں، آپ نے فرمایا کہ تم اپنی جگہ رک جاؤ اور ہرگز کسی کو ہم سے نہ ملنے دو۔

وہ سوار، شروع دوپہر میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کوشاں تھے اور دوپہر کے آخر میں آپ کے لئے مسلح تھے (کہ کسی کو آنے نہ دیتے)

انصار کی طلبی نبی صلی اللہ علیہ وسلم الحرّہ کے ایک جانب اترے اور انصار کو بلا بھیجا، وہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ کو اور ابو بکرؓ کو سلام کیا اور کہا کہ آپ دونوں حضرات امن و اطمینان سے مخدوم و مطاع بن کر سوار ہو جائیے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے انصار نے دونوں حضرات کو ہتھیار سے گھیر لیا۔ مدینہ میں کہا جانے لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگئے، لوگ نظریں پھاڑ پھاڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے لگے۔ اور کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگئے، آپ چلتے رہے یہاں تک کہ ابو ایوب کے مکان کے پہلو میں اترے۔

جب عبداللہ بن سلام نے آپ کی خبر سنی تو آپ اپنے متعلقین سے باتیں کر رہے تھے عبداللہ بن سلام اپنے متعلقین کے کھجور کے باغ میں ان کے لئے کھجوریں چن رہے تھے وہ جس چیز میں چن رہے تھے انہوں نے اس کے رکھنے میں جلدی کی اور اس (ٹوکری) کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنی پھر اپنے متعلقین کے پاس واپس آگئے۔

حضرت ابوایوب کے مکان میں قیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے متعلقین کا کون سا مکان زیادہ قریب ہے، ابو ایوب نے کہا، یا رسول اللہ یہ میرا مکان ہے اور یہ میرا دروازہ ہے۔ آپ نے کہا کہ جاؤ ہمارے لئے قیلولہ کی جگہ درست کرو، وہ گئے اور انہوں نے دونوں حضرات کے لئے قیلولے کی جگہ ٹھیک کی پھر آئے اور کہا یا رسول اللہ میں نے آپ دونوں حضرات کیلئے قیلولے کی جگہ ٹھیک کر دی اللہ کی برکت پر اٹھیئے اور آرام فرمایئے (دو دسوے مضمون حدیث اول)

اہل علم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو بن عوف میں دوشنبہ و سہ شنبہ و چہارشنبہ و پنجشنبہ تک رہے جمعہ کے دن نکلے اور بنی سالم میں آپ نے نماز جمعہ پڑھائی کہا جاتا ہے کہ آپ بنی عمرو بن عوف میں چودہ شب تک مقیم رہے، جمعہ کو آفتاب بلند ہوا تو آپ نے اپنی سواری منگائی، مسلمان بھی جمع ہوئے اور ہتھیار پہنے۔

نماز جمعہ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی قصوا پر سوار ہوئے لوگ داہنے اور

بائیں آپ کے ہمراہ تھے انصار نے آپ کو اس طرح روکا کہ آپ ان کے کسی گھر پر نہ گزرتے تھے جو یہ نہ کہتے ہوں کہ یا رسول اللہ ادھر قوت وثروت وحفاظت کے سامان ہیں تشریف لائیے۔ آپ ان سے کلمہ خیر فرماتے تھے، ان کے لئے دعا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس اونٹنی کو منجانب اللہ حکم دیا گیا ہے، سب نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ جب آپ مسجد بنی سالم میں آئے تو مسلمانوں کو جو آپ کے ہمراہ تھے نماز جمعہ پڑھائی اور وہ سو تھے۔

قبائل کا اظہار عقیدت شرجیل بن سعد سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبا سے مدینہ منتقل ہونے کا ارادہ کیا تو آپ کو بنی سالم نے روکا، آپ کی اونٹنی کی نکیل پکڑ لی اور کہا، یا رسول اللہ ادھر کافی تعداد و تیاری اور ہتھیار اور حفاظت میں تشریف لائیے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے۔

پھر بنی الحارث بن الخزرج نے آپ کو روکا اور آپ سے اسی طرح کہا۔ آپ نے انھیں اسی طرح جواب دیا۔

بنی عدی نے روکا اور آپ سے اسی طرح کہا۔ آپ نے بھی اسی طرح انھیں جواب دیا۔ یہاں تک کہ وہ وہیں رک گئی جہاں اللہ نے اسے حکم دیا تھا۔

دعود لبوئے مضمون حدیث اول، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے آپ نے راستے کا داہنا رخ اختیار کیا یہاں تک کہ آپ بنی الحبلی میں آئے، آپ روانہ ہوئے مسجد کو پہنچ گئے (اونٹنی) مسجد رسول اللہ کے پاس رک گئی۔ لوگ اپنے اپنے یہاں اترنے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگے۔

ابوایوب خالد بن زید بن کلیب آئے انھوں نے آپ کا کجاوہ اتارا اور آپ کو اپنے مکان میں لے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کہ آدمی اپنے کجاوے کے ساتھ ہے، اسعد بن زرارہ آئے، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی نکیل پکڑ لی وہ ان کے یہاں رہی اور یہی درست ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہلا ہدیہ زید بن ثابت نے کہا کہ پھر وہ سب سے پہلا ہدیہ جو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ابوایوب کے مکان پر گیا وہ تھا جو میں نے پہنچایا، ایک بہت بڑا پیالہ ثرید کا تھا، جس میں روٹی گھی اور دودھ تھا۔

میں نے کہا کہ یہ پیالہ میری والدہ نے بھیجا ہے، آپ نے فرمایا کہ اللہ تمہیں برکت دے،

آپ نے اپنے اصحاب کو بلایا، سب نے کھایا، میں دروازے سے ہٹنے بھی نہ پایا تھا کہ سعد بن عبادہ کا پیالہ ثرید اور گوشت کا آیا۔ کوئی شب ایسی نہ ہوتی تھی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر تین چار آدمی کھانا نہ لاتے ہوں، جس کی انھوں نے باری مقرر کر لی تھی۔ حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوایوب کے مکان سے منتقل ہو گئے۔

وہاں آپ کا قیام سات مہینے رہا۔

اہل بیت کی مدینہ میں آمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوایوب ہی کے مکان سے زید بن حارثہ و ابورافع کو مکے بھیجا، ان دونوں کو دو اونٹ اور پانسو درہم دیئے یہ دونوں آپ کے پاس فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ام کلثومؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کی زوجہ سودہؓ بنت زمعہ اور اسامہ بن زید کو آپ کے پاس لائے، رقیہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے قبل ان کے شوہر عثمانؓ بن عفان ملک حبشہ ہجرت کرا چکے تھے، ابوالعاص بن الربیع نے اپنی بیوی زینبؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قید کر لیا، زید بن حارثہ نے اپنی بیوی ام ایمن کو مع ان کے فرزند اسامہ بن زید کے سوار کر لیا، عبد بن ابی بکرؓ بھی ابوبکرؓ کے عیال کو لے کر انھیں لوگوں کے ہمراہ روانہ ہوئے، ان میں عائشہؓ . . بھی تھیں، چنانچہ یہ سب لوگ مدینے آئے تو آپ نے ان سب کو حارثہ ابن النعمان کے مکان پر اتارا۔

تمت

طبقات ابنِ سعد

حصّہ دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رب انعمت علی فرد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات وسرایا

نام وتاریخ

سواری وسامان

موسیٰ بن عقبہ سے روایت ہے کہ ستائیس ۲۷ غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود جہاد فرمایا، سینتالیس ۴۷ سرایا بھیجے اور نو غزوات میں اپنے ہاتھ سے قتال فرمایا۔
(۱) بدر (۲) احد (۳) مریسیع (۴) خندق (۵) قریظہ (۶) خیبر (۷) فتح مکہ (۸) حنین (۹) طائف۔ اس تعداد پر اجماع ہے۔

بعض روایتوں میں ہے کہ آنحضرت نے بنی نضیر کے غزوے میں بھی قتال فرمایا اللہ تعالےٰ نے اسے آپ کے لئے خصوصیت کے ساتھ نفل قرار دیا تھا، خیبر سے واپس آتے ہوئے وادی القریٰ میں بھی قتال فرمایا اور آپ کے بعض اصحاب مقتول ہوئے غابہ میں بھی قتال فرمایا۔

مدینہ میں آمد کی صحیح تاریخ

راویوں کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے سے ہجرت فرمائی ہے تو دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول کو

مدینے تشریف لائے، اسی پر اجماع ہے اور بروایت بعض آپ ۲ ربیع الاول کو تشریف لائے

لوائے ابیض | ماہ رمضان میں ہجرت کے ساتویں مہینے وہ سب سے پہلا علم جو آنحضرت نے حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم کو عنایت فرمایا اس کا رنگ سفید تھا، ابومرثد کناز بن الحصین الغنوی نے اسے اٹھایا جو حمزہ بن عبدالمطلب کے حلیف تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس مہاجرین کے ساتھ انھیں روانہ فرمایا، بعض کا قول ہے کہ نصف مہاجرین تھے، نصف انصار لیکن اجماع اسی پہ ہے کہ سب مہاجرین تھے، بدر میں انصار کو ساتھ لے کے جب تک آپ نے غزوہ نہیں فرمایا اس وقت تک کسی انصار کو کسی میدان میں نہیں بھیجا۔

انصار نے شرط کر لی تھی کہ اپنے شہر (مدینے) ہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کریں گے۔ ہمارے نزدیک یہی ثابت ہے۔

حضرت حمزہؓ کی قافلۂ قریش کو روکنے کی کوشش | حمزہ قافلۂ قریش کے روکنے کے لئے روانہ ہوئے یہ قافلہ شام سے آیا تھا اس میں تین سو آدمی تھے، ابوجہل بن ہشام ہمراہ تھا۔

یہ لوگ (یعنی مہاجرین) عیص کی جانب سے سمندر کے ساحل تک پہنچ گئے، فریقین کی مڈ بھیڑ ہوئی، یہاں تک کہ سب نے لڑنے مرنے کے لئے صفیں باندھ لیں۔

مجدی بن عمرو الجہنی جو فریقین کا حلیف تھا۔ کبھی ان لوگوں کی طرف جانے لگا اور کبھی اُن لوگوں کی طرف جانے لگا یہاں تک کہ وہ ان کے درمیان حائل ہو گیا۔ اُنھوں نے قتال نہیں کیا ابوجہل اپنے ساتھیوں اور قافلہ کے ہمراہ مکے کی طرف روانہ ہو گیا، حمزہؓ بن عبدالمطلب اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مدینے واپس ہوئے۔

سریۂ عبیدۃ بن الحارث | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے آٹھویں مہینے شروع شوال میں عبیدۃ بن الحارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف کا رابغ کی جانب وہ سریہ ہے جس میں لوائے ابیض (علم سفید) ان کے لئے نامزد کیا گیا تھا اس کو مسطح بن اثاثہ بن عبدالمطلب بن عبد مناف لئے ہوئے تھے جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساٹھ مہاجرین کے ہمراہ بھیجا تھا ان میں کوئی انصاری نہ تھا۔

وہ ابو سفیان بن حرب سے ملے اس کے ہمراہ دو سو اہل قریش تھے، وہ ایک پانی کے مقام پر تھا، جس کا نام احیاء تھا جو جحفہ سے دس میل پر رابغ کا حصہ ہے (یہ فاصلہ اس صورت میں ہے کہ بائیں ہاتھ کے راستے سے۔ ۔ ۔ ۔ قُدید کا ارادہ کیا جائے، وہ لوگ صرف اس لئے سیدھے راستہ سے پھرے تھے کہ اپنے سواری کے اونٹوں کو چرائیں۔

اُن میں تیراندازی ہوئی اُنھوں نے تلواریں نہیں کھینچیں اور نہ قتال کے لئے صف بستہ ہوئے، ان لوگوں کے درمیان تیراندازی صرف اس لئے ہوئی کہ سعد بن ابی وقاص نے اُس روز ایک تیر پھینک دیا تھا، وہ سب سے پہلا تیر تھا جو اسلام میں پھینکا گیا، دونوں فریق اپنی اپنی جائے پناہ میں واپس ہوئے۔

ابن اسحاق کی روایت ہے کہ اس جماعت کا سردار عکرمہ بن ابی جہل تھا۔

سریۂ سعدؓ بن ابی وقاص

ذی القعدہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کے نویں ماہ کے شروع میں الخرار کی طرف سعدؓ بن ابی وقاص کا سریہ ہوا۔ جس میں لوائے ابیض (علم سفید) ان کے لئے نامزد کیا گیا تھا، جسے المقداد بن عمرو البہرانی اٹھائے ہوئے تھے، انھیں آپ نے بیس مہاجرین کے ہمراہ بھیجا تھا۔ کہ قافلہ قریش کو روکیں جو ان کی طرف سے گزرے ان سے یہ عہد لے لیا تھا کہ وہ الخرار سے آگے نہ بڑھیں۔ الخرار اُن چند کنوؤں کا نام ہے جو الجحفہ سے مکے کی طرف جانے میں المحجہ کی بائیں جانب خم کے قریب ملتے ہیں، سعدؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ پیادہ روانہ ہوئے دن کو کمین گاہ میں پوشیدہ ہو جاتے تھے اور رات کو چلتے تھے، یہاں تک کہ جب ہمیں پانچویں صبح ہوئی تو قافلے کے متعلق علم ہوا وہ شب ہی کو گزر گیا ہم مدینہ لوٹ آئے۔

غزوۂ الابواء

آغاز سفر میں ہجرت کے گیارھویں مہینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوۂ الابواء ہے۔ آپ کا علم حمزہؓ بن عبد المطلب نے اٹھایا اور وہ سفید تھا۔ آپ نے مدینہ پر سعد بن عبادہؓ کو خلیفہ بنایا اور صرف مہاجرین کے ہمراہ روانہ ہوئے جن میں کوئی انصاری نہ تھا۔ آپ قافلۂ قریش کو روکنے کے لئے ابوالابوا پہنچے مگر جنگ کی نوبت نہ آئی، یہی غزوۂ ودان ہے اور

آپ دونوں مقام الابواء، ودان پر وارد ہوئے، ان دونوں میں چھ میل کا فاصلہ ہے، یہ سب سے پہلا غزوہ ہے جسے بہ نفس نفیس آپ نے کیا۔

اسی غزوہ میں آپ نے مخشی بن عمرو الضمری سے جو آپ کے زمانے میں بنی ضمرہ کا سردار تھا ان شرائط پر مصالحت فرمائی کہ نہ آپ بنی ضمرہ سے جنگ کریں گے اور نہ وہ آپ سے لڑیں گے، نہ آپ کے خلاف لشکر جمع کریں گے اور نہ دشمن کو مدد دیں گے آپ کے اوران کے درمیان ایک عہدنامہ تحریر کیا گیا (اور ضمرہ بنی کنانہ میں سے ہیں) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کی جانب مراجعت فرما ہوئے، اس طرح آپ پندرہ روز سفر میں رہے۔

کثیر بن عبداللہ المزنی اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ الابواء کے سب سے پہلے غزوہ میں جہاد کیا۔

غزوۂ بُواط

ہجرت کے تیرھویں مہینے شروع ربیع الاول میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوۂ بُواط ہے۔ آپ کا جھنڈا سفید تھا اور سعدؓ بن ابی وقاص لئے ہوئے تھے آنحضرتؐ نے مدینے میں سعدؓ بن معاذ کو اپنا خلیفہ بنایا اور دو سو اصحاب کے ہمراہ اس قافلۂ قریش کو روکنے کے لئے نکلے جس میں امیہ بن خلف الجمحی کے ساتھ سو آدمی قریش کے اور ڈھائی ہزار اونٹ تھے۔

آپ بُواط پہنچے۔ یہ جگہ جہینہ کے پہاڑی سلسلہ میں علاقۂ رضوئی اور شام کے راستے کے متصل ذی خشب کے قریب ہے، بُواط اور مدینے کے درمیان تقریباً چار بُرد (اڑتالیس میل) کا فاصلہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کی نوبت نہ آئی اور آپؐ مدینے مراجعت فرما ہوئے۔

غزوہ بہ تلاش کرز بن جابر الفہری

نیابت حضرت زیدؓ بن حارثہ

اسی ماہ ربیع الاول کے شروع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرز بن جابر الفہری کی تلاش میں غزوہ ہے۔

آپ کا جھنڈا سفید تھا جو علیؓ بن ابی طالب نے اٹھایا تھا، مدینے میں زیدؓ بن حارثہ کو اپنا خلیفہ بنایا۔

کرز بن جابر فہری

کرز بن جابر نے مدینے کی چراگاہ کو لوٹا تھا اور جانوروں کو ہنکا لے گیا تھا، وہ اپنے جانور الجماء میں چراتا تھا، مدینے کی چراگاہ ایک جگہ

تھی جہاں لوگ اپنے جانور چراتے تھے، الجماء ایک پہاڑ ہے جو العقیق کے علاقے سے الجروف تک پھیلا ہے اس کے اور مدینے کے درمیان تین میل کا فاصلہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے تلاش کرتے ہوئے اس وادی میں پہنچے جس کا نام سفوان تھا، جو بدر کے نواح میں ہے، کرز بن جابر اس وادی سے چلا گیا تھا آپ اُس سے نہ ملے اور مدینے تشریف لائے۔

غزوہ ذی العشیرہ

جمادی الآخر میں ہجرت کے سولھویں مہینے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ ذوالعشیرہ ہوا، علم نبوی جو سفید تھا حمزہؓ بن عبدالمطلب نے اٹھایا، آپ نے مدینے میں ابوسلمہؓ بن عبدالاسد المخزومی کو اپنا جانشین بنایا اور ڈیڑھ سو یا بروایت دیگر دو سو مہاجرین کے ساتھ روانہ ہوئے آپ نے ہمراہ چلنے کے لئے کسی پر جبر نہیں کیا، کل تیس اونٹ تھے جن پر لوگ باری باری سوار ہوتے تھے۔

قافلۂ قریش نے جب سفر شام شروع کیا تو آپ اس کے روکنے کے لئے نکلے آپ کے پاس مکہ سے قافلہ روانہ ہونے کی خبر آئی تھی کہ اس میں قریش کا مال لدا تھا۔ آپ ذوالعشیرہ پہنچے جو ینبوع کے علاقے میں بنی مدلج کا ہے اور ینبوع اور مدینے کے درمیان نو برد (۱۰۸ میل) کا فاصلہ ہے، اس قافلہ کے متعلق جس کے لئے آپ نکلے تھے معلوم ہوا کہ چند روز قبل جا چکا ہے، یہ وہی قافلہ تھا کہ جب شام سے لوٹا تو آپ اس کے ارادہ سے نکلے مگر وہ سمندر کے کنارے سے نکل گیا، قریش کو اسکی خبر پہنچی تو وہ اسکی حفاظت کے لئے روانہ ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بدر میں ملے آپ نے ان پر حملہ کیا اور جسے قتل ہونا تھا وہ قتل ہوئے۔

ذی العشیرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ بن ابی طالب کی کنیت ابوتراب مقرر فرمائی، یہ اس لئے کہ آپ نے انھیں اس طور پر سوتا ہوا دیکھا کہ وہ غبار آلود ہیں، آپ نے فرمایا کہ اے ابوتراب بیٹھ جاؤ، وہ بیٹھ گئے، اسی غزوہ میں آپؐ نے بنی مدلج اور ان کے ان حلفا سے جو بنی ضمرہ میں تھے صلح فرمائی، پھر آپؐ مدینے کی طرف واپس ہوئے اور جنگ کی نوبت نہیں آئی۔

سریہ عبداللہؓ بن جحش الاسدی

ماہ رجب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کے سترھویں مہینے کے شروع میں نخلہ کی جانب عبداللہؓ بن جحش الاسدی کا سریہ ہوا۔ انھیں آپ نے بارہ مہاجرین کے ہمراہ بطن نخلہ کو روانہ کیا جن میں سے ہر دو کے قبضے میں ایک اونٹ تھا۔ بطن نخلہ ابن عامر کا وہ باغ ہے جو مکے کے قریب ہے انھیں حکم دیا کہ وہ قافلۂ قریش کی گھات میں رہیں، وہ قافلہ ان کے پاس اترا اہل قافلہ کو ان سے ہیبت معلوم ہوئی اور ان کی حالت انوکھی نظر آئی۔

عکاشہ بن محصن الاسدی نے اپنا سر منڈایا جس کو عامر بن ربیعہ نے مونڈا تاکہ قوم مطمئن ہو جائے، وہ مطمئن ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ لوگ یہیں کے رہنے والے ہیں ان سے کوئی خوف نہیں انھوں نے اپنی سواری کے جانور (چرنے کے لئے) چھوڑ دیئے اور کھانا تیار کیا اس روز کے متعلق انھوں نے یہ شک کیا کہ آیا ماہ حرام میں سے ہے یا نہیں پھر انھوں نے جرات کی اور ان سے قتال کیا۔

نوفل بن عبداللہ کا فرار واقد بن عبداللہ التمیمی مسلمانوں کے پاس آنے کے لئے نکلا تو اسے عمرو بن الحضرمی نے تیر مارا اور قتل کر دیا، مسلمانوں نے ان پر حملہ کر دیا، عثمان بن عبداللہ بن المغیرہ اور الحکم بن کیسان گرفتار ہوئے نوفل بن عبداللہ بن المغیرہ ان سے بچ کے نکل گیا اور قافلے کو لے کر بھاگا اس میں شراب اور چمڑے اور کشمش تھی جسے وہ طائف سے لائے تھے

قیدیوں کا قبول اسلام وہ لوگ ان سب چیزوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لائے تو آپ نے اسے رکھوا دیا اور دونوں قیدیوں کو قید کر دیا۔ جس شخص نے الحکم بن کیسان کو قید کیا وہ المقداد بن عمرو تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے الحکم کو اسلام کی دعوت دی وہ اسلام لائے اور بیر معونہ میں شہادت پائی۔

اس سریہ میں سعدؓ بن ابی وقاص عتبہؓ بن غزوان کے اونٹ پر ان کے ہم نشین تھے، اونٹ راستہ بھول کر بحران چلا گیا جو معدن بنی سلیم کے علاقے میں ہے وہ دونوں دو روز تک اس کی تلاش میں اس مقام پر ٹھیرے رہے اور ان کے ساتھی نخلہ چلے گئے، سعدؓ و عتبہؓ اس وقت حاضر خدمت نہ ہوئے اور چند روز بعد آ گئے۔

مال غنیمت کی تقسیم کہا جاتا ہے کہ عبد اللہؓ بن جحش جب نخلہ سے لوٹے تو آپ نے مال غنیمت کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا، تمام مال غنیمت کو اصحاب میں تقسیم کر دیا، یہ پہلا خمس (پانچواں حصہ) تھا جو اسلام میں معین کیا گیا۔

کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نخلہ کے مال غنیمت کو روکا یہاں تک کہ آپ بدر سے واپس آئے پھر آپ نے اسے بدر کے مال غنیمت کے ساتھ تقسیم کر دیا اور ہر جماعت کو اس کا حق دیدیا۔

اسی سریہ میں عبداللہؓ بن جحش کا نام امیر المومنین رکھا گیا۔

غزوۂ بدر

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوۂ بدر القتال ہے، اسے بدر کبریٰ بھی کہا جاتا ہے۔

تجارتی قافلہ کی تلاش راویوں کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خفیہ طور پر اس قافلہ کی واپسی کے منتظر تھے جو ملک شام گیا تھا۔ پہلے بھی آپؐ نے اس کا ارادہ فرمایا تھا یہاں تک کہ آپ ذی العشیرہ پہنچے تھے، آپ نے طلحہ بن عبید اللہ التیمی اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو قافلے کی خبر دریافت کرنے کے لئے بھیجا وہ دونوں التجبار پہنچے جو الحوراء کے علاقے سے ہے اور کشد الجہنی کے پاس اترے اس نے ان دونوں کو پناہ دی اور ان کی مہمانداری کی (قافلے کا حال) ان سے پوشیدہ رکھا، یہاں تک کہ قافلہ گزر گیا، طلحہ وسعید دونوں روانہ ہوئے ہمراہ کشد بھی محافظ بن کر چلا۔ جب یہ لوگ ذو المروہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ قافلہ سمندر کے کنارے کنارے تیزی سے نکل گیا۔

طلحہ وسعید مدینے آئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قافلہ کی خبر دیں مگر انھیں معلوم ہوا کہ آپؐ روانہ ہوگئے، آپؐ نے مسلمانوں کو اپنے ہمراہ روانہ ہونے کی دعوت دی اور فرمایا "یہ قریش کا وہ قافلہ ہے جس میں ان کا مال واسباب ہے شاید اللہ تعالےٰ اسے تم کو غنیمت میں دیدے"، جو جلدی کر سکا اس نے اس کی طرف جلدی کی اور بہت سے آدمیوں نے اس سے دیر کر دی۔

جو لوگ پیچھے رہ گئے انھیں بھی ملامت نہ کی گئی کیونکہ وہ قتال کے لئے نہیں روانہ

ہوئے تھے بلکہ قافلہ کے لئے روانہ ہوئے تھے۔

اسلامی لشکر کی روانگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے انیسویں ماہ کے شروع ۱۲ار رمضان یوم شنبہ کو مدینے سے روانہ ہوئے یہ روانگی طلحہ بن عبیداللہ اور سعید بن زید کے روانہ کرنے کے دس دن بعد ہوئی۔ مہاجرین میں سے تو آپ کے ہمراہ جو روانہ ہوئے وہ ہوئے انصار بھی اس غزوہ میں ہمراہ تھے حالانکہ اس سے قبل ان میں سے کسی نے جہاد نہ کیا تھا۔

بدری صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لشکر بیرابی عنبہ پر قائم کیا جو مدینے سے ایک میل کے فاصلے پر ہے، آپ نے اپنے اصحاب کو ملاحظہ فرمایا اور اسے واپس کر دیا جسے آپ نے چھوٹا سمجھا آپ تین سو پانچ آدمیوں کے ہمراہ روانہ ہوئے جن میں ۷۴ مہاجرین تھے اور بقیہ ۲۰۱ انصار۔

آٹھ آدمی وہ تھے جو کسی سبب سے پیچھے رہ گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حصہ واجر مقرر فرمایا۔

وہ تین مہاجرین میں سے تھے۔

۱۔ عثمانؓ بن عفان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیمارداری کے لئے چھوڑ دیا کہ وہ بیمار تھیں، وہ ان کے پاس مقیم رہے یہاں تک کہ انکی وفات ہوگئی۔

۲۔ طلحہ بن عبیداللہ، اور

۳۔ سعید بن زید جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلہ کی خبر دریافت کرنے کے لئے بھیجا تھا۔

پانچ انصار میں سے تھے۔

۱۔ ابو لبابہ بن المنذر جن کو آپ نے مدینے میں اپنا خلیفہ بنایا۔

۲۔ عاصم بن عدی العجلانی جن کو آپ نے اہل عالیہ پر خلیفہ بنایا۔

۳۔ الحارث بن حاطب العمری جن کو آپ نے بنی عمرو بن عوف کے پاس کسی بات کی وجہ سے جو انکی طرف سے ہوئی الروحاء سے واپس کر دیا۔

۴:- الحارث بن حاطب جو الروحاء میں تھک گئے تھے، اور
۵:- خوات بن جبیر یہ بھی تھک گئے تھے۔

یہ آٹھ آدمی ہیں جن کے بارے میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے اور سب کے سب مستحق اجر ہیں۔

اونٹوں میں ستر اونٹ تھے جن پر باری باری سفر ہوتا تھا، گھوڑے صرف دو تھے ایک مقداد بن عمرو کا اور ایک مرثد بن ابی مرثد الغنوی کا۔

مسلم جاسوس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آگے دو جاسوسوں کو مشرکین کی طرف روانہ کر دیا تھا کہ آپ کے پاس دشمن کی خبر لائیں وہ بسبس بن عمرو اور عدی بن ابی الرغبا تھے جو جہینہ میں سے تھے اور انصار کے حلیف تھے دونوں چاہ بدر تک پہنچے، خبر معلوم کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ گئے۔

تجارتی قافلہ میں خوف وہراس مشرکین کو شام میں یہ خبر پہنچی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکی واپسی کی گھات میں ہیں وہ لوگ جب شام سے روانہ ہوئے تو ضمضم بن عمرو کو قریش مکہ کے پاس روانہ کر کے انھیں اس بات کی خبر دی اور حکم دیا کہ وہ نکل کر قافلہ کی حفاظت کریں۔

مشرکین مکے سے تیزی کے ساتھ روانہ ہوئے ان کے ساتھ غلام اور دف تھے ابوسفیان بن حرب قافلہ کو لایا جب وہ مدینے کے قریب پہنچا تو لوگ خوفزدہ تھے اور ضمضم اپنی قوم (قریش) کی تاخیر کو محسوس کر رہے تھے۔

خوف وہراس کے اسی عالم میں قافلہ بدر پہنچا اور وہاں منزل کی، ابوسفیان نے مجدی بن عمرو سے پوچھا، "محمدؐ کے جاسوس تو کہیں نظر نہیں پڑے؟ کیونکہ مکہ کا کوئی قریشی مرد و عورت ایسا نہیں ہے جس کے پاس نصف اوقیا یا زیادہ مال رہا ہو اور اس نے ہمارے ساتھ روانہ نہ کر دیا ہو۔"

مجدی نے کہا کہ بخدا میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جسے میں اجنبی سمجھتا سوائے ان دو سواروں کے جو اس مکان تک آئے تھے، اس نے عدی و بسبس کے اونٹ کی نشست

کی طرف اشارہ کیا، ابو سفیان آیا دونوں اونٹوں کی چند مینگنیاں لے کر توڑیں، کھجور کی گٹھلی نکلی تو کہا کہ یہ مدینے کا چارہ ہے، یہ محمدؐ کے جاسوس تھے۔

اس نے قافلے کے سر پر آ کر (وہ) لوگوں کو غیرت دلائی اور سمندر کے کنارے سے لے کے چلا، بدر کو بائیں جانب چھوڑ کر تیزی کے ساتھ بھاگ گیا، قریش مکے سے آگئے تو ابو سفیان بن حرب نے ان کے پاس قیس بن امرئ القیس کو بھیج کر خبر دی کہ قافلہ بچ گیا، لوگ واپس چلے جائیں، مگر قریش نے واپس ہونے سے انکار کیا اور غلاموں کو جحفہ واپس کر دیا۔

ابوسفیان کا اظہار تاسف | قاصد ابو سفیان سے الہدہ میں ملا جو مکہ سے بائیں جانب کے راستے پر عسفان سے سات میل پر ہے۔ جہاں بنو ضمرہ اور کچھ خزاعہ کے لوگ ہیں، اس (قاصد) نے اسے (ابو سفیان کو) قریش کے گزرنے کی خبر دی (تو نہایت افسوس کے ساتھ کہا) کہ ہائے قوم، یہ عمرو بن ہشام یعنی ابو جہل کا فعل ہے اور کہا کہ بخدا ہم اس وقت تک نہ جائیں گے جب تک بدر میں نہ اتر لیں۔

مقام بدر | بدر زمانہ جاہلیت کے تماشا گاہوں میں سے ایک تماشا گاہ تھا جہاں عرب جمع ہوتے تھے، یہاں ایک بازار تھا، بدر اور مدینے کے درمیان اٹھانوے میل کا فاصلہ تھا وہ راستہ جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی طرف روانہ ہوئے الروحاء کا تھا مدینہ اور الروحا کے درمیان چار روز کا راستہ تھا، پھر وہاں سے المنصرف تک بارہ میل کا ذات اجذال تک بارہ میل کا، پھر المعلات تک جو السلم کا سیلابی میدان ہے بارہ میل کا۔ وہاں سے الاثیل تک بارہ میل کا پھر بدر تک دو میل کا فاصلہ تھا۔

فرات بن حیان | قریش نے فرات بن حیان العجلی کو جو اس وقت مکے میں مقیم تھا جب قریش نے مکہ چھوڑا۔ ابو سفیان کے پاس بھیجا تاکہ وہ اسے ان کے روانہ ہونے اور مکہ چھوڑنے کی خبر دے مگر اس نے ابو سفیان کے خلاف راستہ اختیار کیا وہ جحفہ میں مشرکین کے پاس پہنچ گیا اور ان کے ہمراہ روانہ ہو گیا۔ بدر کے دن اسے متعدد زخم لگے اور وہ پچھلے پاؤں بھاگ گیا۔

بنی زہرہ کی مراجعت | بنی زہرہ جحفہ سے پلٹ گئے اس کا مشورہ انھیں الاخنس بن شریق

الثقفی نے دیا جو ان کا حلیف تھا اور ان میں اس کی بات مانی جاتی تھی اس کا نام اُبّی تھا مگر جب اس نے بنی زہرہ کو لوٹا دیا تو کہا گیا کہ خنس بہم (اس نے انھیں پیچھے کر دیا) اسی وجہ سے اس کا نام الاخنس ہوگیا اس روز بنی زہرہ سو آدمی تھے، بعض نے کہا بلکہ تین سو آدمی تھے۔

بنی عدی کی مراجعت | بنی عدی بن کعب جنگی جماعت کے ساتھ تھے، مگر جب وہ ثنیہ لفت پہنچے تو صبح کے وقت مکے کا رخ کرکے کنارۂ سمندر کی طرف پھر گئے، اتفاقاً ابوسفیان بن حرب ان سے ملا اور کہا کہ اے بنی عدی تم کیسے پلٹ آئے، نہ تو قافلے میں نہ جنگی جماعت میں؟

انھوں نے جواب دیا کہ تو نے قریش کو کہلا بھیجا تھا کہ وہ پلٹ جائیں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ (ابوسفیان) ان سے مرالظہران میں ملا۔

بنی زہرہ اور بنی عدی کے مشرکین میں سے کوئی شخص بدر میں حاضر نہیں ہوا۔

انصار کا جذبہ جہاد | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے، جب بدر کے قریب پہنچے تو قریش کی روانگی کی خبر آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو اس سے آگاہ کیا اور ان سے مشورہ لیا، المقداد بن عمرو البہرانی نے عرض کیا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اگر آپ ہمیں برک الغماد (مقام) تک لے جائیں گے تو ہم ضرور آپؐ کے ساتھ چلیں گے یہاں تک کہ وہاں پہنچ جائیں۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے مشورہ دو، آپ کی مراد صرف انصار سے تھی سعد بن معاذ کھڑے ہوئے اور عرض کیا میں انصار کی طرف سے جواب دیتا ہوں، یا رسول اللہ شاید آپؐ کی مراد ہم سے ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں، عرض کیا: اے اللہ کے نبی آپؐ نے جو کچھ قصد فرمایا اسے جاری رکھیے، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اگر آپؐ اس سمندر میں پیش قدمی کرنا چاہیں گے اور اس میں داخل ہوں گے تو ہم بھی ضرور اس طرح آپ کے ساتھ داخل ہوں گے تو ہم بھی ضرور اس طرح آپؐ کے ساتھ داخل ہوں گے کہ ایک آدمی بھی پیچھے نہ رہیگا

رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کی برکت کے ساتھ چلو کیونکہ اللہ تعالےٰ نے مجھے دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا ہے، بخدا میں اس قوم کے بچھڑنے کے مقامات دیکھ رہا ہوں۔

اسلامی علم | اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد جھنڈے نامزد فرمائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا سب سے بڑا تھا مہاجرین کا جھنڈا مصعب بن عمیر کے ساتھ تھا۔ قبیلۂ خزرج کا جھنڈا الحباب بن المنذر کے ساتھ اور قبیلہ اوس کا سعد بن معاذ کے ساتھ تھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین کا شعار (نشان شناخت) " یا بنی عبدالرحمٰن" خزرج کا " یا بنی عبداللہ" اور اوس کا " یا بنی عبیداللہ" مقرر فرمایا۔ کہا جاتا ہے کہ تمام مسلمانوں کا اس روز " یا منصورُ اَمِت" تھا۔

مشرکین کے ہمراہ بھی تین جھنڈے تھے۔ ایک جھنڈا ابو عزیز بن عمیر کے ساتھ ایک النضر بن الحارث کے ساتھ اور ایک طلحہ بن ابی طلحہ کے ساتھ تھا یہ سب بنی عبدالدار میں سے تھے۔

مسلمانوں کی بدر میں آمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب جمعہ ۱۷ رمضان کو بدر کے قریب اترے، مشرکین کی خبر دریافت کرنے کے لئے علیؓ اور زبیرؓ اور سعدؓ بن ابی وقاص کو چاہ بدر پر بھیجا، ان لوگوں کو قریش کی پانی بھرنے والی جماعت ملی جن میں ان کے پانی پلانے والے بھی تھے ان لوگوں نے اس جماعت کو گرفتار کر لیا۔

کفار کی تعداد قریش کو جب اس کی خبر پہنچی تو لشکر گھبرا گیا، ان پانی پلانے والوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپؐ نے دریافت فرمایا کہ قریش کہاں ہیں انھوں نے جواب دیا کہ اس ٹیلے کے پیچھے جسے آپؐ دیکھ رہے ہیں۔ . . . . آپ نے فرمایا وہ کتنے ہیں، انھوں نے کہا بہت ہیں، آپؐ نے فرمایا ان کی تعداد کتنی ہے انھوں نے کہا ہم نہیں جانتے، آپؐ نے فرمایا وہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ ایک دن نو اور ایک دن دس، آپ نے (صلی اللہ علیہ وسلم) فرمایا کہ وہ ہزار اور نو سو کے درمیان ہیں اور نو سو پچاس . . . آدمی تھے، اور ان کے گھوڑے سنو تھے۔

الحباب بن المنذر کا مشورہ الحباب بن المنذر نے عرض کیا، یا رسول اللہ یہ مقام جہاں آپ ہیں منزل نہیں ہے، آپؐ ہمارے ساتھ ایسے مقام پر تشریف لے چلئے جہاں پانی قوم کے قریب ہو۔ مجھے اس جگہ کا اور وہاں کے کنوؤں کا علم ہے اس میں ایک کنواں ہے جس کے پانی کی شیرینی میں جانتا ہوں جو ٹوٹتا نہیں، ہم اس پر حوض بنالیں گے، خود

سیراب ہوں گے۔ قتال کریں گے اور اس کے سوا باقی کنوؤں کو پاٹ دیں گے۔

بارش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل آئے اور عرض کیا رائے یہی ہے جس کا الجباب نے مشورہ دیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے اور یہی کیا اگروہ وادی (میدان کی زمین) پولی تھی، اللہ تبارک وتعالے نے ابر کو بھیجا جس نے اسے تر کردیا۔ مسلمان چلنے سے نہ رکے مشرکین کے یہاں اس قدر بارش ہوئی کہ وہ چلنے کے قابل نہ رہے۔ حالانکہ ان کے درمیان صرف ایک ریت کا ٹیلہ تھا اس شب کو مسلمانوں پر غنودگی طاری ہوگئی۔

عریشۂ رسولؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھجور کی لکڑی کا سائبان بنادیا گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق اس میں داخل ہوگئے، سعد بن معاذ اس سائبان کے دروازے پر تلوار لٹکا کے کھڑے ہوگئے۔

مسلمانوں کی صف بندی صبح ہوئی تو قبل اس کے کہ قریش نازل ہوں آپؐ نے اصحاب کو صف بستہ کردیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو صف بستہ اور برابر کرہی رہے تھے کہ قریش نکل آئے آپؐ انھیں تیر کی طرح سیدھا کررہے تھے اس روز آپؐ کے ہاتھ میں ایک تیر تھا جس سے آپؐ ایک طرف اشارہ کرتے تھے کہ آگے بڑھو اور دوسری طرف اشارہ کرتے تھے کہ پیچھے ہٹ، یہاں تک کہ وہ سب برابر ہوگئے۔

ملائکہ کی آمد ایک ایسی تیز ہوا آئی جیسی سی شدت ان لوگوں نے نہ دیکھی تھی، وہ چلی گئی۔ اور ایک دوسری ہوا آئی وہ بھی چلی گئی اور ایک اور ہوا آئی، پہلی ہوا میں جبریل علیہ السلام ایک ہزار ملائکہ کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی کے لئے تھے، دوسری ہوا میں میکائیل علیہ السلام ایک ہزار ملائکہ کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میمنہ (لشکر کے داہنی بازو) کے لئے تھے۔ اور تیسری ہوا میں اسرافیل علیہ السلام ایک ہزار ملائکہ کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میسرہ (لشکر کے بائیں بازو) کے لئے تھے۔

ملائکہ کی علامت وہ عمامے تھے جن کے سرے وہ اپنے دونوں شانوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے اور سبز و سرخ و زرد و سرخ لوکے تھے ان کے گھوڑوں کی پیشانیوں میں

بیان تھے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ ملائکہ نے نشان جنگ لگا لیا۔ . . . . لہٰذا تم بھی نشان جنگ لگا لو۔ چنانچہ ان لوگوں نے اپنی زرہ و خود میں نشان لگا لیا۔ بدر کے دن ملائکہ ابلق گھوڑوں پر سوار تھے۔

عمیر بن وہب الجمحی کا قریش سے خطاب (راوی نے) کہا کہ جب (مسلمانوں کی جماعت مطمئن ہو گئی تو مشرکین نے عمیر بن وہب الجمحی کو بھیجا جو تیر والا تھا، اس سے کہا کہ محمدؐ اور ان کے اصحاب کا اندازہ کرو وہ وادی (میدان) میں گیا پھر لوٹا اور کہا۔

نہ تو ان کے لئے مدد (امدادی فوج) ہے اور نہ کمین (پوشیدہ لشکر) پوری قوم تین سو ہیں اگر زیادہ ہوں گے تو بہت کم زیادہ ہوں گے، ان کے ہمراہ ستر اونٹ اور دو گھوڑے ہیں، اے گروہ قریش! مصائب حامل موت ہیں (یعنی مسلمانوں کی کم تعداد ان کے لئے باعث ہلاکت نہ ہوگی) یثرب کے سیراب کرنے والے اونٹ قاتل موت کے حامل ہیں۔ وہ ایک سی جماعت ہے کہ سوائے ان کی تلواروں کے نہ کوئی محافظ ہے اور نہ کوئی جائے پناہ ہے، کیا تم انھیں دیکھتے نہیں کہ وہ لوگ اس طرح خاموش ہیں کہ کلام نہیں کرتے جو یہ پھن والے سانپوں کی طرح زبانیں نکالتے ہیں، خدا کی قسم میں تو نہیں سمجھتا کہ تم ان کا کوئی آدمی قتل کر دو بغیر اس کے کہ ہمارا کوئی آدمی قتل کیا جائے جب وہ تم سے اپنے شمار کے مطابق پہنچ جائیں گے تو اس کے بعد جینے کا مزہ نہیں، لہٰذا اپنے معاملہ میں غور کرو۔

اس نے حکیم بن حزام سے گفتگو کی ، لوگوں کے پاس گیا اور شیبہ اور عتبہ کے پاس آیا جو ان کی جماعت میں بڑے محتاط اور رعب والے تھے انھوں نے لوگوں کو واپس ہونے کا مشورہ دیا۔

ابوجہل کی ریشہ دوانی عتبہ نے کہا کہ میری نصیحت کو رد نہ کرو اور نہ میری رائے کو نادانی پر محمول کرو۔ مگر ابوجہل نے جب اس کا کلام سنا تو اس پر حسد کیا اور اس کی رائے کو غلط قرار دیا۔ اس نے لوگوں کے درمیان اختلاف کرا دیا اور عامر بن الحضرمی کو اس نے یہ حکم دیا کہ اپنے بھائی عمر کے نام سے واویلا کرے جو نخلہ میں قتل کر دیا گیا تھا عامر سامنے آیا اور اس نے اپنے حصہ زیریں پر خاک ڈالی اور " وائے عمر " " وائے عمر "

چیخنے لگا، اس سے اس کا مقصد عتبہ کو رسوا کرنا تھا کیونکہ قریش میں وہی اس کا حلیف تھا۔

جنگ بدر عمیر بن وہب آیا، اس نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا، مگر مسلمانوں اپنی صفوں میں ثابت قدم رہے۔ اور اپنی جگہ سے ہٹے نہیں اس پر عامر بن الحضرمی نے بھی حملہ کر دیا اور جنگ چھڑ گئی۔

عامر بن الحضرمی کا قتل مسلمانوں میں جو سب سے پہلے نکلا وہ عمرؓ بن الخطاب کے آزاد کردہ غلام مہجع تھے۔ انھیں عامر بن الحضرمی نے قتل کر دیا، انصار میں جو سب سے پہلے قتل کیا گیا وہ حارثہ بن سراقہ تھے، کہا جاتا ہے کہ انھیں حبان بن العرقہ نے قتل کیا کہا ان کو عمیر بن الحمام نے قتل کیا جسے خالد بن الاعلم العقیلی نے مار ڈالا۔

شیبہ و عتبہ و ولید کی مبارزت طلبی ربیعہ کے دونوں بیٹے شیبہ و عتبہ اور الولید بن عتبہ نکلے انھوں نے مقابلہ کی دعوت دی تو قبیلہ بنی الحارث کے تین انصاری معاذ اور معوذ اور عوف جو عفرا کے فرزند تھے ان کی طرف نکلے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ناپسند فرمایا کہ سب سے پہلا قتال جس میں مسلمان مشرکین سے مقابلہ کریں انصار میں ہو آپ نے یہ پسند فرمایا آپ کے چچا اور آپ کے قوم کے ذریعے سے شوکت ظاہر ہو، آپ نے انھیں حکم دیا تو وہ لوگ اپنی صفوں میں واپس گئے اور آپ نے ان کے لئے کلمہ خیر فرمایا۔

مشرکین کا غرور مشرکین نے پکار کر کہا اے محمدؐ ان مقابلہ کرنے والوں کو ہماری طرف روانہ کرو جو ہماری قوم میں سے ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنی ہاشم کھڑے ہو اور اس حق کے ساتھ قتال کرو جس کے ساتھ اللہ نے تمہارے نبی کو مبعوث کیا۔ کیونکہ وہ اپنے باطل کو لائے ہیں تاکہ اللہ کے نور کو گل کر دیں"

حمزہؓ بن عبد المطلب، علیؓ بن ابی طالب اور عبیدہؓ بن الحارث بن المطلب بن عبد مناف کھڑے ہوئے۔ اور عتبہ کی طرف بڑھے تو عتبہ نے کہا کچھ بات کرو تاکہ ہم تمہیں پہچان لیں۔ وہ خود پہنے تھے (اس لئے پہچانے نہ جا سکے)

حمزہؓ نے کہا کہ میں حمزہ ہوں جو اللہ اور اس کے رسولؐ کا شیر ہے تو عتبہ نے کہا اچھا مقابل ہے، علیؓ بن ابی طالب اور عبیدہؓ بن الحارث نے کہا اور میں ان دونوں (شیبہ وولید)

کے حلیفوں کا شیر ہوں جو تیرے ساتھ ہیں اس نے کہا دونوں اچھے مقابل ہیں۔

عتبہ اور ولید کا قتل اس نے اپنے بیٹے ولید سے کہا کہ اے ولید اٹھ، علیؓ بن ابی طالب اس کے سامنے آئے اور دونوں میں تلوار چلنے لگی، علیؓ نے اسے قتل کر دیا۔ عتبہ کھڑا ہوا اور اس کی طرف حمزہؓ بڑھے دونوں نے تلوار چلائی، حمزہؓ نے اسے قتل کر دیا، شیبہ اٹھا اور اس کے مقابلہ میں عبیدہؓ بن الحارث کھڑے ہوئے جو اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سب سے زیادہ . . . . سن رسیدہ تھے، شیبہ نے عبیدہؓ کے پاؤں پر تلوار کا کنارہ مارا جو اُن کی پنڈلی کی مچھلی میں لگا اور اسے کاٹ دیا۔

شیبہ کا خاتمہ حمزہؓ و علیؓ نے شیبہ پر حملہ کیا اور اسے ان دونوں نے قتل کر دیا انھیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ھذان خصمان اختصموا فی ربھم (یہ دونوں فریق ہیں (یعنی مسلمین و مشرکین) جنھوں نے اپنے پروردگار کے بارے میں جھگڑا کیا) اور انھیں کے بارے میں سورۂ انفال یا اس کا اکثر حصہ یوم نبطش البطشۃ الکبریٰ یعنی یوم بدر (جس روز ہم سخت پکڑ کریں گے، جس روز سے مراد بدر کا دن ہے) وعذاب یوم عقیم (سخت دن کا عذاب) وسیھزم الجمع ویولون الدبر۔ نازل ہوا۔

(راوی نے) کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے پیچھے اس طرح دیکھا گیا کہ تلوار میان سے باہر نکالے ہوئے اس آیت (سیھزم الجمع) کی تلاوت فرما رہے ہیں (یعنی عنقریب اس جماعت کو شکست ہوگی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے) ان کے زخمیوں کو آپؐ نے اٹھوایا۔ اور بھاگنے والوں کی تلاش فرمائی۔

شہدائے بدر اس روز مسلمانوں میں چودہ آدمی شہید ہوئے، چھ مہاجرین میں سے اور آٹھ انصار میں سے۔

۱:- عبیدۃ بن الحارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف۔

۲:- عمیر بن ابی وقاص۔

۳:- عاقل بن ابی البکیر

۴:- عمرؓ بن الخطاب کے آزاد کردہ غلام مہجع

۵:۔ صفوان بن بیضاء۔

۶:۔ سعد بن خیثمہ۔

۷:۔ مبشر بن عبدالمنذر۔

۸:۔ حارثہ بن سراقہ۔

۹:۔ عوف بن عفراء۔

۱۰:۔ معوذ بن عفراء۔

۱۱:۔ عمیر بن الحمام۔

۱۲:۔ رافع بن معلی۔

۱۳:۔ ویزید بن الحارث بن فسحم تھے (۱۴) کا نام معلوم نہیں۔

مقتولین قریش | اس روز مشرکین کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر قید ہوئے اور جو لوگ مقتول ہوئے ان میں یہ بھی تھے۔

شیبہ و عتبہ فرزندان ربیعہ بن عبدشمس، الولید بن عتبہ، العاص بن سعید بن العاص، ابوجہل بن ہشام، ابوالبختری اور حنظلہ بن ابی سفیان بن حرب، الحارث بن عامر بن نوفل بن عبدمناف طعیمہ بن عدی، زمعہ بن الاسود بن المطلب، نوفل بن خویلد جو العدویہ کا فرزند ہے، النضر بن الحارث جس کو گرفتار کر کے الاثیل میں قتل کر دیا گیا، عقبہ بن ابی معیط جسے گرفتار کر کے الصفراء میں قتل کر دیا گیا العاص بن ہشام بن المغیرہ جو امیرالمومنین عمرؓ بن الخطاب کا ماموں تھا۔ امیہ بن خلف، علی بن امیہ بن خلف، منبہ بن الحجاج، معبد بن وہب۔

اسیران بدر | یہ لوگ قیدیوں میں تھے۔

نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب، عقیل بن ابی طالب، ابوالعاص بن الربیع، عدی بن الخیار، ابوعزیز بن عمیر، الولید بن الولید بن مغیرہ، عبداللہ بن ابی بن خلف، ابوعزہ عمرو بن عبداللہ الجمحی شاعر، وہب بن عمیر بن وہب الجمحی، ابو وداعہ بن ضبیرہ السہمی، سہیل بن عمرو العامری۔

اسیران بدر کا زر فدیہ | قیدیوں کا فدیہ فی کس چار ہزار، تین ہزار، دو ہزار،

ایک ہزار درہم تک تھا، سوائے اس جماعت کے جس کے پاس مال نہ تھا، ان لوگوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان فرمایا، انھیں لوگوں میں ابو عزہ الجمحی بھی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں سے جو کچھ ملا اسے آپؐ نے غنیمت میں لے لیا، مال غنیمت پر عبداللہ بن کعب المازنی کو آپ نے عامل بنایا جو انصار میں سے تھے مال غنیمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الصفراء کے سیر شعب (مقام) میں تقسیم فرمایا، جو مدینے سے اوسط درجہ کی تین رات کے فاصلہ پر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شمشیر ذوالفقار اپنے حصے سے زاید لے لی جو منبہ بن الحجاج کی تھی اس روز وہ صرف آپؐ کے لئے مخصوص تھی۔

مال غنیمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مال غنیمت ان مسلمانوں کو جو بدر میں حاضر تھے اور ان آٹھ آدمیوں کو جو آپؐ کے حکم سے پیچھے رہ گئے، اور آپؐ نے ان کا حصہ واجر مقرر فرما دیا تھا عطا فرما دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا حصہ مسلمانوں کے ساتھ لیا، جس میں ابو جہل کا اونٹ بھی تھا، جس کے نکیل پڑی ہوئی تھی وہ اس پر سوار ہو کر جنگ کیا کرتا تھا اور اس کی شہوت کے وقت اسے مارا کرتا تھا۔

اہل مدینہ کو نوید فتح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو بشیر (خوش خبری دینے والا) بنا کے مدینے بھیجا تاکہ وہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی سلامتی واقعہ بدر، اور اللہ نے اپنے رسول کو جو فتح عطا فرمائی، اس کی، اور جو مال غنیمت آپؐ کو ان سے دلوایا اس کی خبر کر دیں۔

آپؐ نے اہل عالیہ کے پاس عبداللہ بن رواحہ کو اسی طرح کی خبر دینے کے لئے بھیجا عالیہ (ان مقامات کا نام تھا)۔ قباء، خطمہ، وائل، واقف، بنو امیہ بن زید، قریظہ النضیر

حضرت رقیہؓ کی تدفین زیدؓ بن حارثہ مدینے میں اس وقت آئے جب کہ رقیہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو بقیع میں دفن کیا جا چکا تھا، اہل مکہ کو سب سے پہلے جس شخص نے اہل بدر کی مصیبت اور انکی شکست کی خبر سنائی وہ الحیسمان بن حابس الخزاعی تھا، جنگ بدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے انیسویں مہینے، ۱۷ رمضان یوم جمعہ صبح کے وقت ہوئی

مجاہدین بدر کی تعداد البراء سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے اصحاب کی تعداد تین سو دس سے کچھ زائد تھی، وہ یہ خیال کرتے تھے کہ ان کی تعداد اتنی ہی تھی جتنی جنگ جالوت کے دن اُن اصحاب طالوت کی تھی، جنھوں نے نہر کو عبور کیا تھا۔ اس روز سوائے مومن کے ان کے ساتھ کسی نے نہر کو عبور نہیں کیا۔

ابوموسیٰ سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی تعداد اتنی تھی جتنی جنگ جالوت کے دن اصحاب طالوت کی۔

البراء سے مروی ہے کہ اہل بدر کی تعداد اصحاب طالوت کے مطابق تھی۔

البراء سے مروی ہے کہ بدر کے دن مہاجرین ساٹھ سے زائد تھے اور انصار دو سو چالیس سے زائد تھے۔

البراء نے اصحاب بدر سے روایت کی ہے کہ وہ لوگ ان اصحاب طالوت کی تعداد کے مطابق تین سو دس سے کچھ زائد تھے جنھوں نے نہر کو ان کے ہمراہ عبور کیا تھا، البراء کا بیان ہے کہ بخدا اُن (طالوت) کے ہمراہ سوائے مومن کے اور کسی نے نہر کو عبور نہیں کیا۔

عبیدہ سے مروی ہے کہ اہل بدر کی تعداد تین سو تیرہ یا چودہ تھی، دو سو ستر انصار میں سے اور بقیہ دوسرے لوگوں میں سے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ اہل بدر تین سو تیرہ تھے جن میں مہاجرین چھہتر تھے اور ۱۷ رمضان یوم جمعہ کو اہل بدر کو ہزیمت ہوئی تھی۔

مجاہدین بدر کیلئے رسول اللہ کی دعا: عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے دن تین سو پندرہ مجاہدین کے ہمراہ روانہ ہوئے جیسا کہ طالوت روانہ ہوئے تھے، جس وقت وہ لوگ روانہ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی۔

اے اللہ یہ لوگ برہنہ پا ہیں لہٰذا انھیں سواری دے، اے اللہ یہ لوگ برہنہ ہیں انھیں لباس دے۔ اے اللہ یہ لوگ بھوکے ہیں لہٰذا انھیں سیر کر، اللہ نے بدر کے دن فتح دی، وہ لوگ جس وقت لوٹے تو اس حالت میں لوٹے کہ ان میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جو ایک یا دو سری سواری کے بغیر ہو انھوں نے کپڑے بھی پائے اور سیر بھی ہوئے۔

مطر سے مروی ہے کہ بدر کے دن آزاد کردہ غلام میں سے دس سے زائد حاضر تھے۔ مطر نے بیان کیا کہ ان لوگوں کا بھی مناسب حصہ لگایا گیا۔

یوم بدر کی تاریخ عامر بن ربیعہ البدری سے مروی ہے کہ بدر کا دن ۱۷ رمضان دوشنبے کو تھا۔

الزہری سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰنؒ بن الحارث بن ہشام سے شب بدر کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ وہ شب جمعہ ۱۷ رمضان کو ہوئی۔

جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر ۱۷ رمضان یوم جمعہ کو ہوئی

محمد بن سعد (مؤلف کتاب ہذا) کہتے ہیں کہ یہی ثابت ہے کہ وہ جمعے کو ہوئی اور دوشنبہ کی حدیث شاذ ہے۔

ابن ابی حبیب سے مروی ہے کہ انھوں نے ابن المسیب سے سفر کے روزے کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے عمرؓ بن الخطاب سے حدیث بیان کی کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رمضان میں دو غزوے کئے، غزوۂ بدر، غزوۂ فتح مکہ، ہم لوگوں نے دونوں میں روزہ نہیں رکھا۔

عبداللہ بن عبیدہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں غزوہ بدر کیا۔ جب تک آپؐ اپنے اہل کے پاس واپس نہ ہٹے آپؐ نے کسی دن روزہ نہ رکھا

ابن طلحہ کہتے ہیں کہ ابوایوب سے یوم بدر کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ یا تو رمضان کے سترہ دن گذرے تھے اور تیرہ دن باقی تھے یا گیارہ دن باقی تھے اور ۱۹ دن گزرے تھے۔

ابن مسعود سے مروی ہے کہ ہم لوگ بدر کے دن تین آدمی ایک اونٹ پر تھے، اور ابولبابہ و علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم نشین تھے۔ ایسا ہوتا تھا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی (پیادہ چلنے کی) نوبت ہوتی تھی تو وہ دونوں عرض کرتے تھے کہ آپؐ سوار ہو جائیے تاکہ ہم دونوں آپؐ کی جانب سے پیادہ چلیں، آپؐ فرماتے تھے کہ۔ نہ تو تم دونوں پیادہ روی میں مجھ سے زیادہ طاقتور ہو اور نہ میں ثواب میں تم لوگوں سے زیادہ بے نیاز ہوں (یعنی مجھے ثواب کی ویسی ہی حاجت ہے جیسی تمہیں، پھر میں پیادہ روی کا اجر کیوں چھوڑ دوں)

مشرکین کی تعداد | ابو عبیدہ بن عبداللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہم نے بدر کے دن جماعت مشرکین کو گرفتار کیا تو ہم نے ان سے پوچھا تم لوگ کتنے تھے۔ انھوں نے کہا کہ ہم لوگ ایک ہزار تھے۔

ابو عبیدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ۔۔ ہم نے بدر کے دن مشرکین کے ایک آدمی کو گرفتار کر لیا، اس سے ان کی تعداد دریافت کی تو اس نے کہا ہم لوگ ایک ہزار تھے

الشعبی سے مروی ہے کہ بدر کے قیدیوں کا فدیہ چار ہزار سے کم تک تھا جس کے پاس کچھ نہ تھا اسے یہ حکم دیا گیا کہ وہ انصار کے بچوں کو لکھنا سکھا دے۔

مفلس قیدیوں کا زرفدیہ | عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن ستر قیدیوں کو گرفتار کیا آپ بقدر ان کے مال کے ان سے فدیہ لے رہے تھے۔ اہل مکہ لکھنا جانتے تھے اور اہل مدینہ لکھنا نہیں جانتے تھے جس کے پاس فدیہ نہ تھا دس بچے مدینے کے بچوں میں سے اس کے سپرد کئے گئے اس نے انھیں سکھایا، جب وہ ماہر ہو گئے تو وہی اس کا فدیہ ہو گیا۔

عامر سے مروی ہے کہ اہل بدر کا فدیہ چالیس چالیس اوقیہ تھا جس کے پاس نہ تھا اس نے دس مسلمانوں کو لکھنا سکھایا زید بن ثابت بھی انھیں میں سے ہیں جنھیں لکھنا سکھایا گیا۔

زرفدیہ لینے کا فیصلہ | عبیدہ سے مروی ہے کہ بدر کے قیدیوں کے بارے میں جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے اور عرض کی اگر آپ چاہیں تو انھیں قتل کر دیں اور اگر چاہیں تو ان سے فدیہ لے لیں اس صورت میں فدیہ لینے والے ستر شہید ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو آواز دی، لوگ آئے یا ان میں سے لوگ آئے آپ نے فرمایا یہ جبرئیل ہیں جو ان دونوں باتوں میں تمہیں اختیار دیتے ہیں یا تو قیدیوں کو سامنے لا کے سب کو قتل کر دو یا اس طرح ان سے فدیہ لے لو کہ جو تم میں اس کو قبول کریں وہ بقدر ان کی تعداد کے شہید کئے جائیں گے، ان لوگوں نے عرض

کی کہ ہم فدیہ لیں گے اس سے ان لوگوں کے خلاف قوت حاصل کریں گے۔ اور ہم میں سے ستر جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ آخر ان سے فدیہ لے لیا۔

سماک بن حرب سے مروی ہے کہ میں نے عکرمہ کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اہل بدر سے فارغ ہوئے تو آپ سے کہا گیا کہ آپ قافلے کو ضرور لے لیجئے کیونکہ اب اس کے درمیان کوئی شے حائل نہیں، عباس نے آپ سے پکار کر کہا کہ یہ آپ کے لئے مناسب نہیں، آپ نے فرمایا کیوں؟ انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ کیا ہے جو اپنے وعدے کے مطابق آپ کو دیدی۔

ابوالبختری کا قتل العیزار بن حریث سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو ندا دی گئی، آگاہ ہو کہ اس قوم (مشرکین) میں سے سوائے ابوالبختری کے میرے نزدیک کسی کا کوئی احسان نہیں ہے لہٰذا جس نے اسے گرفتار کیا ہو، رہا کر دے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے امن دیدیا مگر معلوم ہوا کہ وہ قتل کیا جا چکا ہے۔

سات افراد کیلئے بددعا عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ رو ہو کر قریش کے سات افراد کے لئے بددعا فرمائی جن میں ابوجہل و امیہ بن خلف و عتبہ بن ربیعہ و شیبہ بن ربیعہ و عقبہ بن ابی معیط بھی تھے آپ نے خدا کی قسم کے ساتھ فرمایا کہ ضرور تم لوگ ان کو اس حالت بدر میں بچھڑا ہوا دیکھو گے کہ آفتاب نے ان کو سڑا دیا ہو گا، وہ دن بھی سخت گرم تھا۔

علیؓ سے مروی ہے کہ جب یوم بدر ہوا اور جنگ شروع ہو گئی تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ لی (یعنی آپ کو آگے کیا)، اس روز آپ سب سے زیادہ مشغول جنگ تھے کوئی شخص آپ سے زیادہ مشرکین سے قریب نہ تھا۔

حضرت حمزہؓ کی شجاعت البہی سے مروی ہے کہ یوم بدر ہوا تو ربیعہ کے بیٹے عتبہ و شیبہ اور ولید بن عتبہ نکلے ان کے مقابلہ کو حمزہؓ بن عبدالمطلب و علیؓ بن ابی طالب و عبیدہؓ بن الحارث نکلے شیبہ حمزہؓ کے مقابلہ پر آیا اور ان سے کہا۔ تو کون ہے، انھوں نے کہا میں اللہ اور اس کے رسول کا شیر ہوں تو اس نے کہا اچھا مقابل ہے، پھر دونوں میں

تلوار چلنے لگی اور حمزہؓ نے اسے قتل کر دیا، الولید علیؓ کے سامنے آیا اور کہا، تو کون ہے؟ انھوں نے کہا میں اللہ کا بندہ اور اس کے رسولؐ کا بھائی ہوں، علیؓ نے اسے قتل کر دیا، عتبہ عبیدہؓ بن الحارث کے مقابلہ پر آیا اور پوچھا تو کون ہے، انھوں نے کہا میں وہ شخص ہو جو معاہدہ حلف میں ہے اس نے کہا اچھا مقابل ہے دونوں میں تلوار چلنے لگی، عتبہ نے حریف کو کمزور کر دیا حمزہؓ و علیؓ عتبہ پر لوٹ پڑے۔

ابو عبداللہ بن محمد سعد (مولف کتاب) کہتے ہیں کہ پہلی حدیث کی بنا پر ثابت یہی ہے کہ حمزہؓ نے عتبہ کو قتل کیا۔ علیؓ نے الولید کو اور عبیدہ نے شیبہ سے قتال کیا جسکو علیؓ و حمزہؓ نے مل کر بعد کو قتل کر دیا)۔

مسلمانوں اور مشرکوں کے گھوڑوں کی تعداد یزید بن رومان سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف دو گھوڑے تھے ایک گھوڑے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں الاسود کے حلیف المقداد بن عمرو سوار تھے، دوسرا حمزہ بن عبدالمطلب کے حلیف مرثد بن ابی مرثد الغنوی کے لئے تھا، اس روز مشرکین کے ہمراہ سو گھوڑے تھے۔

قتیبہ نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہمراہ تین گھوڑے تھے (دو گھوڑوں پر تو وہی تھے جن کا ذکر ہوا اور) ایک گھوڑے پر الزبیرؓ بن العوام سوار تھے۔

مسلمان مخبر عکرمہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عدی بن ابی الزغباء اور لبیس بن عمرو کو مخبر بنا کے بھیجا، دونوں (بدر کے) کنوؤں پر آئے۔ ابو سفیان کو دریافت کیا تو انھیں اس کے مقام کی اطلاع دی گئی، دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اطلاع دی کہ یا رسول اللہ وہ فلاں دن فلاں کنوؤں پر اترا اور ہم لوگ فلاں دن فلاں کنوؤں پر اتریں گے، وہ فلاں دن فلاں کنویں پر اترے گا اور ہم فلاں دن فلاں کنوئیں پر اتریں گے یہاں تک کہ ہم لوگ اس سے مل جائیں گے جبکہ وہ (بدر کے) کنویں پر ہوگا۔

ابو سفیان آیا اور اسی کنویں پر اترا، قوم سے (جو وہاں تھی) دریافت کیا کہ آیا تم نے

کسی کو دیکھا ہے، انھوں نے کہا سوائے دو آدمیوں کے کسی کو نہیں دیکھا، اس نے کہا مجھے ان دونوں کے
اونٹوں کی نشست گاہ دکھاؤ، انھوں نے اسے نشست گاہ دکھائی اس نے مینگنی لی اور اسے
مسل کے چورا چورا کر دیا تو کھجور کی گٹھلی نظر آئی، اس نے کہا بخدا یثرب کی آبپاشی کے اونٹ
ہے پھر ساحل سمندر کا راستہ اختیار کیا، اور اہل مکہ کو لکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی کی خبر دی

حضرت سعد بن معاذ کا جذبہ جہاد عکرمہ سے مروی ہے کہ اس روز (بدر کے دن)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے مشورہ طلب فرمایا سعد بن عبادہ یا سعد بن معاذ نے
عرض کی یا رسول اللہ آپؐ جب چاہیں چلیں اور جہاں چاہیں قیام فرمائیں جس سے چاہے جنگ
کیجئے اور جس سے چاہے صلح کیجئے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اگر
آپؐ اتنا چلیں کہ برک الغماد تک جو یمن کا علاقہ ہے پہنچ جائیں تو ہم لوگ اس طرح آپؐ کی پیروی
کریں گے کوئی شخص پیچھے نہ رہے گا۔ عتبہ بن ربیعہ نے ان مشرکین سے کہا کہ اپنے انھیں چہروں کے بل
واپس چلو جو گویا چراغ ہیں۔ ان لوگوں کے مقابلہ سے جن لوگوں کے چہرے گویا سانپ ہیں بخدا تم انھیں قتل نہ کرو گے
تاوقتیکہ وہ تم میں سے اپنے برابر قتل نہ کریں پھر اس کے بعد تمہاری خیر نہیں۔ اس روز مسلمان کھجوریں کھا رہے تھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس جنت کی طرف سبقت کرو جس کی وسعت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔

عمیر بن الحمام کی شہادت عمیر بن الحمام ایک طرف تھے ہاتھ میں کھجوریں تھیں جن
کو وہ کھا رہے تھے انھوں نے کہا، واہ واہ" (بخ بخ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے
فرمایا بس کرو، انھوں نے کہا یہ کھجوریں ہرگز مجھ پر غالب نہ آئیں گی، پھر کہا میں تم پر ہرگز
زیادہ نہ کروں گا یہاں تک کہ میں اللہ سے مل جاؤں (یعنی اب میں زندگی میں سوائے کھجور کے
کوئی کھجور نہ کھاؤں گا) وہ ہاتھ کی کھجوریں، کھانے لگے، پھر کہا، دور ہو، تمہیں نے مجھے روک
لیا جو ہاتھ میں تھیں وہ پھینک دیں، اپنی تلوار کی طرف اٹھے جو چیتھڑوں میں لپٹی ہوئی لٹکی
تھی اسے لے لیا اور آگے بڑھ کے لڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ اس روز انھیں غنودگی
آرہی تھی۔

مسلمان اڑتی ہوئی بالو پر اترے، بارش ہوئی جس سے وہ مثل کوہ صفا کے ہو گئی
لوگ اس پر آسانی سے دوڑتے تھے۔

جنگ بدر کے متعلق آیات قرآنی

اللہ جل ثناءہٗ نے یہ آیت نازل فرمائی اذ یغشیکم ... وینزل علیکم من السماء ماء لیطھرکم بہ ویذھب عنکم رجز الشیطان ولیربط علی قلوبکم ویثبت بہ الاقدام (اس وقت کو یاد کرو جب کہ اللہ تعالےٰ اپنی جانب سے تمہارے سکون کے لئے تم پر غنودگی طاری کر رہا تھا اور تم پر آسمان سے بارش نازل فرما رہا تھا تاکہ اس کے ذریعے سے تمہیں پاک کر دے شیطان کا خوف دور کر دے دلوں کو مضبوط کر دے اور ثابت قدم کر دے)

جب آیت سیھزم الجمع ویولون الدبر نازل ہوئی (یعنی عنقریب اس جماعت کو شکست ہوگی اور وہ پشت پھیر جائیں گے) تو عمرؓ کہتے ہیں میں نے کہا کس جماعت کو شکست ہوگی اور کون غالب ہوگی؟ جب یوم بدر ہوا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ زرہ پہن کر حملہ کرتے جاتے ہیں اور "سیھزم الجمع ویولون الدبر" کہتے جاتے ہیں مجھے یقین ہوگیا کہ اللہ تبارک وتعالےٰ ان لوگوں کو عنقریب شکست دے گا۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ آیت واذکروا اذ انتم قلیل مستضعفون فی الارض (اس وقت کو یاد کرو جب تم لوگ قلیل اور روئے زمین پر کمزور سمجھے جاتے تھے) یوم بدر کے متعلق نازل ہوئی، یہ آیت "اذا لقیتم الذین کفروا زحفا فلا تولوھم الادبار (جب تم لوگ کفار کا مقابلہ کرنا تو پشت نہ پھیرنا) بھی یوم بدر کے بارے میں نازل ہوئی اور یہ آیت یسئلونک عن الانفال" (آپ سے لوگ مال غنیمت کے بارے میں سوال کرتے ہیں) یوم بدر کے بارے میں نازل ہوئی۔

ایوب و یزید بن حازم سے مروی ہے کہ عکرمہ کو یہ پڑھتے سنا" فثبتوا الذین آمنو" (یعنی اے ملائکہ تم ایمان والوں کو ثابت قدم رکھنا) (اتنا مضمون تو ایوب و یزید کا متفق علیہ ہے)

حماد نے کہا کہ (روایت میں) ایوب نے (اتنا اور) بڑھایا کہ عکرمہ نے کہا۔ فاضربوا فوق الاعناق" (اے ملائکہ تم کفار کی گردنیں مارو)

اس روز آدمی کا سر جدا ہو جاتا تھا اور یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ کس نے علیٰحدہ کیا۔

ابوجہل کی تلاش عکرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز فرمایا ابوجہل کو تلاش کرو، لوگوں نے تلاش کیا تو وہ نہ ملا آپ نے دوبارہ فرمایا کہ اسے تلاش کرو کیونکہ اس کے ساتھ میرا یہ وعدہ ہے کہ اس کا گھٹنہ گذرگاہ ہوگا۔ جب تلاش کیا تو اس طرح پایا کہ اس کا گھٹنہ گذرگاہ تھا۔

اس روز اہل بدر کے فدیہ کی مقدار چار ہزار اور اس سے کم تک پہنچ گئی اگر کوئی آدمی اچھا لکھنا جانتا تھا تو اس سے یہی فدیہ ٹھہرا لیا گیا کہ وہ لکھنا سکھا دے۔

یوم بدر پر رسول اللہ کی دعاء علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ جب یوم بدر رہوا تو میں نے کسی قدر جنگ کی پھر جلدی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہ دیکھوں آپ نے کیا کیا۔ آپ سجدے میں فرمارہے تھے "یا حی یا قیوم" یا حی یا قیوم" اس پر کچھ بڑھاتے نہ تھے، میں میدان جنگ کو لوٹا، واپس آیا تو آپ حالت سجدہ میں یہی فرمارہے تھے میں عرصہ جنگ کو واپس ہوا تو آپ حالت سجدہ میں یہی فرمارہے تھے اللہ نے آپ کو فتح عطا فرمائی

شمشیر ذوالفقار ابن عباس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حصہ میں بدر کے دن ایک تلوار ذوالفقار مخصوص فرمائی۔

عبادۃ بن حمزۃ بن الزبیر سے مروی ہے کہ بدر کے دن جو ملائکہ نازل ہوئے ان کے عمامے زرد تھے، زبیر کے پاس بدر کے دن زرد رومال تھا جس کا وہ عمامہ باندھتے تھے

عطیۃ بن قیس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی جنگ سے فارغ ہوئے تو جبریلؑ سرخ گھوڑے پر سوار ہو کر آپؐ کے پاس آئے ان کی پیشانی پر بل پڑے تھے، زرہ پہنے ہوئے تھے اور ہاتھ میں نیزہ تھا جس کا نیزہ غبار آلود تھی انھوں نے عرض کی یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تبارک وتعالے نے مجھے آپؐ کے پاس بھیجا ہے اور یہ حکم دیا ہے کہ آپ کے راضی ہونے تک آپ سے جدا نہ ہوں، آیا آپؐ راضی ہیں فرمایا ہاں راضی ہوں تو واپس ہوئے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ "اذ انتم بالعدوۃ الدنیا وھم بالعدوۃ القصوی" (یہ وقت تھا کہ جب تم میدان کے اس کنارے پر تھے اور وہ لوگ اس کنارے پر) وہ لوگ

وادی کے ایک کنارے پر تھے اور یہ لوگ دوسرے کنارے پر۔ اسی طرح اُسے عفان نے بھی "بالعدوہ" پڑھا ہے۔

شہدائے بدر کی نماز جنازہ عامر سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر روانہ ہوئے تو آپؐ نے عمرو بن اُمّ مکتوم کو مدینے میں اپنا خلیفہ بنایا۔

عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے بدر کی نماز جنازہ پڑھی۔

زکریا بن ابی زائدہ، عامر سے روایت کرتے ہیں کہ بدر اسی شخص کا تھا جس کا نام بدر تھا یعنی بیر تھا۔

محمد بن سعد (مؤلف کتاب ہذا) کہتے ہیں کہ محمد بن عمر نے بیان کیا کہ ہمارے مدنی دوست اور سیرت کے راوی سب یہی کہتے ہیں کہ مقام کا نام بدر ہے (نہ کہ کسی شخص کا نام)

سریۂ عمیر بن عدی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے اُنیسویں مہینے کے شروع میں ۲۵ ر رمضان کو عمیر بن عدی خرشہ الخطمی کا عصماء بنت مروان کی طرف سریہ ہے جو بنی امیہ بن زید سے تھی۔

عصماء یزید بن زید بن حصن الخطمی کے پاس تھی، اسلام کی ہجو کرتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچاتی، آپؐ کی مخالفت پر برانگیختہ کرتی اور شعر کہتی تھی۔

عصماء کا قتل عمیر بن عدی اس کے پاس آئے، مکان میں داخل ہوئے، عصماء کے اردگرد اس کے بچوں کی ایک جماعت سو رہی تھی گود میں بھی ایک بچہ تھا جسے وہ دودھ پلاتی تھی، عمیر نابینا تھے ہاتھ سے ٹٹول کر بچے کو ماں سے علیحدہ کیا تلوار اس کے سینے پر رکھ دی جو جسم کے پار ہو گئی۔

عمیر نے صبح کی نماز مدینے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ کیا تم نے دختر مروان کو قتل کر دیا؟ انھوں نے عرض کی ہاں، کیا اس بارے میں میرے ذمہ کچھ اور ہے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں، اُس کے بارے میں دو بھیڑیں لڑیں گی۔

یہ کلمہ وہ تھا جو سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عمیر بصیر (بینا) رکھا۔

سریہ سالم بن عمیر

شروع شوال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بیسویں مہینے ابو عفک یہودی کی جانب سالم بن عمیر العمری کا سریہ ہے ابو عفک بنی عمرو بن عوف کا بہت بڑا بوڑھا تھا جو ایک سو

برس کا تھا، یہودی تھا، لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت پر برانگیختہ کرتا اور شعر کہتا تھا۔

ابوعفک کا قتل سالم بن عمیر نے جو بکثرت رونے والوں میں سے تھے اور بدر میں حاضر ہوئے تھے کہا کہ مجھ پر یہ نذر ہے کہ یا تو میں ابوعفک کو قتل کروں گا یا اس کے لئے مر جاؤں گا، وہ ٹھہرے ہوئے اُس کی غفلت کے انتظار میں تھے۔ گرمی کی ایک رات کو ابوعفک میدان میں سویا، سالم بن عمیر کو اس کا علم ہوگیا وہ سامنے آئے اور تلوار اس کے جگر پر رکھ دی۔ اسے دبا کے کھڑے ہوگئے یہاں تک کہ وہ اس کے بستر میں گھس گئی، اللہ کا دشمن چلّایا تو اُس کے ماننے والے دوڑے آئے، لاش اُس کے گھر لے گئے اور دفن کردی۔

غزوۂ بنی قینقاع

نصف شوال شنبے کے روز ہجرت کے بیسویں مہینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قینقاع سے جنگ کی، بنی قینقاع یہودی تھے اور عبداللہ بن ابی بن سلول کے حلیف، یہود میں ان سے زیادہ کوئی بہادر اور ہمت والا نہ تھا، یہ لوگ سنار تھے۔

بنی قینقاع کی بدعہدی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے انھوں نے صلح کرلی تھی، جنگ بدر ہوئی تو اُن لوگوں نے نافرمانی اور حسد کا اظہار کیا اور عہد و میثاق کو توڑ دیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبیؐ پر یہ آیت نازل فرمائی "واما تخافن من قوم خیانۃ فانبذ الیہم علی سواء ان اللہ لایحب الخائنین" (اور اگر آپؐ کو کسی قوم سے خیانت (یعنی عہد شکنی) کا اندیشہ ہو تو آپؐ ان کے عہد کو مساوی طور پر واپس کر دیجیے بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے قینقاع سے اندیشہ ہے آپؐ اس آیت کی وجہ سے اُن کی جانب روانہ ہوگئے اُس روز آپؐ کا جھنڈا حمزہ بن عبدالمطلب لئے تھے یہ جھنڈا سفید تھا دوسرے چھوٹے جھنڈے نہ تھے۔

بنی قینقاع کا محاصرہ آنحضرتؐ نے ابولبابہ بن عبدالمنذر العمری کو مدینے میں اپنا خلیفہ بنایا اور یہود کی طرف روانہ ہوئے ذی القعدہ کے چاند تک پندرہ روز بنی قینقاع کا محاصرہ رکھا وہ سب سے پہلے یہودی تھے جنھوں نے بدعہدی اور جنگ کی اور قلعہ میں محفوظ ہوگئے۔

آپؐ نے ان کا نہایت سختی سے محاصرہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فیصلہ پر راضی ہوگئے کہ ان کا مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے

عورتیں اور بچے اُن کے لئے۔ آپؐ نے حکم دیا تو اُن کی مُشکیں کس دی گئیں۔

عبداللہ بن ابی کی سفارش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مُشکیں کسنے پر المنذر قدامہ السلمی کو مامور فرمایا جو قبیلہ سعد بن خیثمہ نے بنی السلم میں سے تھے، عبداللہ بن ابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جان بخشی کی درخواست کی بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا انھیں چھوڑ دو خدا ان پر لعنت کرے۔ اُن کے ساتھ اُس (عبداللہ بن ابی سلول) پر بھی لعنت کرے۔

آنحضرتؐ نے اُن کی جان بخش دی اور حکم دیا کہ مدینے سے باہر نکال دیئے جائیں اس کام پر عبادۃ بن الصامت مامور ہوئے، یہود اذرعات چلے گئے مگر وہاں بھی زیادہ نہ رہ سکے۔

مالِ غنیمت کی تقسیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہتھیاروں میں سے تین کمانیں لیں جن میں ایک کمان کا نام الکتوم تھا جو غزوۂ احد میں ٹوٹ گئی، ایک کمان کا نام الروحا رتھا اور ایک کا البیضاء آپؐ نے ان کے سامان جنگ میں سے دو زرہیں لیں الصغدیہ اور فِضہ تین تلواریں لیں ایک سیف قَلعی، دوسری بتار، اور ایک اور تلوار تھی، تین نیزے لئے، مسلمانوں نے اُن کے قلعہ میں بہت سے ہتھیار اور سوناری کے اوزار پائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مخصوص حصہ اور خُمس (پانچواں حصہ) لے لیا باقی چار حصے اصحاب پر تقسیم فرما دیئے۔ یہ بدر کے بعد پہلا خمس تھا جو لیا گیا۔ جو شخص ان لوگوں کے مالوں پر قبضہ کرنے کے لئے مقرر کیا گیا وہ محمد بن مسلمہ تھے۔

غزوۂ سویق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ ذی الحجہ یوم یکشنبہ ہجرت کے بائیسویں مہینے غزوۂ سویق کے لئے روانہ ہوئے مدینے میں ابو لبابہ المنذر العمری کو خلیفہ بنایا۔

مشرکین جب بدر سے واپس ہوئے تو ابوسفیان بن حرب نے تیل کو حرام کر دیا تا وقتیکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اُن کے اصحاب سے انتقام نہ لے لیا جائے، حدیث زہری کی بنا پر وہ دو سو سواروں کے ہمراہ روانہ ہوا، اور حدیث ابن کعب کی بنا پر چالیس سواروں کے ساتھ۔

ابوسفیان اور سلام بن مشکم کی ملاقات ابوسفیان النجدیہ پہنچے رات کے وقت بنی النضیر کے پاس گئے یحییٰ بن اخطب کا دروازہ کھٹکھٹایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کے حالات

دریافت کریں مگر اُس نے دروازہ کھولنے سے انکار کیا، سلام بن مشکم کا دروازہ کھٹکھٹایا تو اُس نے کھول دیا، ان کی ضیافت کی، شراب پلائی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات بھی بتائے۔

ابوسفیان کی کارگذاری جب تڑکا ہوا تو ابوسفیان بن حرب نکلا، العریض تک گیا مدینے اور العریض کے درمیان تقریباً تین میل کا فاصلہ ہے وہاں اُس نے انصار کے ایک آدمی کو قتل کر دیا جو اُس کا اجیر (مزدور) تھا، چند مکانات اور گھاس جلا دی اس نے یہ خیال کیا کہ قسم پوری ہوگئی اور پشت پھیر کر بھاگا

ابوسفیان کا فرار یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپؐ نے اصحاب کو ندا دی مہاجرین وانصار کے دوسو آدمیوں کے ہمراہ ان لوگوں کے نشان قدم پر روانہ ہوئے، ابوسفیان اور اُس کے ساتھی تیز بھاگنے لگے ستو کی تھیلیاں گراتے جاتے تھے جو عام طور پر اُن کا زادراہ تھا مسلمان انھیں لے لیتے تھے اسی سے اس کا نام غزوۂ سویق ہوگیا (سویق بمعنی ستو)

مسلمان اُن سے نہ مل سکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے واپس ہوئے آپؐ پانچ روز (مدینے سے) باہر رہے۔

غزوۂ قرقرۃ الکدر یا قرارۃ الکدر

پھر نصف محرم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے تیئسویں مہینے غزوۂ قرقرۃ الکدر یا قرارۃ الکدر کے لئے روانہ ہوئے، یہ مقام معدن بنی سُلیم کے قریب ہے جو سُدّ معونہ کے اس طرف الارحضیہ کے علاقے میں ہے، مدینے اور معدن کے درمیان آٹھ بُرد (۹۶ میل) کا فاصلہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا علیؓ بن ابی طالب نے اٹھایا، آپؐ نے مدینے پر عبداللہ بن ام مکتوم کو خلیفہ بنایا۔

خبر پہنچی کہ اس مقام پر سُلیم وغطفان کا ایک گروہ ہے آپؐ اُن کی جانب گئے مگر وہاں کسی کو نہ پایا، اصحاب کی ایک جماعت کو وادی کے بلند حصے کی طرف بھیجا اور خود اُن لوگوں کی طرف متوجہ رہے چند چرواہے ملے جن میں ایک غلام لیسار تھا، اس سے لوگوں کو دریافت فرمایا، تو اُس نے کہا مجھے کوئی علم نہیں ہے میں تو پانچویں دن پانی کے لئے جاتا ہوں اور آج چوتھا روز ہے، لوگ کنوؤں اور پانی کی طرف جاچکے ہیں اور ہم لوگ چوپایوں کے لئے گھروں سے دور ہیں۔

مال غنیمت کی تقسیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح واپس ہوئے کہ چوپایوں پر قابض

ہو چکے تھے۔ انھیں آپؐ نے مدینے کی طرف روانہ فرمایا، لوگوں نے مال غنیمت مدینے سے تین میل کے فاصلے پر صرار میں تقسیم کر لیا۔ چوپائے پانچ سو اونٹ تھے، آپؐ نے خمس (پانچواں حصہ) نکال لیا اور چار خمس مسلمانوں پر تقسیم کر دیئے۔ ہر شخص کو دو دو اونٹ ملے، وہ لوگ دو سو آدمی تھے، یسار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں آیا۔ آپؐ نے اسے آزاد کر دیا۔ اس لئے کہ نماز پڑھتے دیکھا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مدینے سے) پندرہ شب باہر رہے۔

سریہ قتل کعب بن الاشرف

کعب بن الاشرف کعب بن الاشرف یہودی کے قتل کا سریہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے پچیسویں مہینے ۱۴ ربیع الاول کو ہوا، وہ شاعر تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کی ہجو کیا کرتا تھا۔ مخالفت پر لوگوں کو برانگیختہ کرتا اور ایذا دیتا تھا۔ غزوۂ بدر ہوا تو وہ ذلیل و سرنگوں ہو گیا اور کہا کہ آج زمین کا شکم اُس کی پشت سے بہتر ہے۔

کعب بن الاشرف کی ریشہ دوانی وہ مکہ آیا، مقتولین پر قریش کو رُلایا اور شعر کے ذریعے سے برانگیختہ کیا، مدینے آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ ابن الاشرف کے اعلان شر اور شعر کہنے کو تو جس طرح چاہے مجھ سے روک دے، نیز ارشاد فرمایا، کوئی ہے جو ابن الاشرف سے میرا انتقام لے، کیونکہ اُس نے مجھے ایذا پہنچائی ہے۔

محمد بن مسلمہ محمد بن مسلمہ نے عرض کی، اس کے لئے میں ہوں، یا رسول اللہؐ میں اسے قتل کر دوں گا آپؐ نے اجازت دی اور فرمایا سعد بن معاذ سے اُس کے بارے میں مشورہ کر لو۔ محمد بن مسلمہ اور قبیلۂ اوس کے چند آدمی جمع ہوئے جن میں عباد بن بشر، ابو نائلہ، سلکان بن سلامہ، الحارث بن اوس بن معاذ اور ابو عبس بن جبیر بھی تھے۔

انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم لوگ اُسے قتل کر دیں گے، اجازت دیجئے کہ ہم کوئی بات بنائیں، فرمایا مناسب ہے، ابو نائلہ کعب بن الاشرف کے رضاعی (دودھ شریک) بھائی تھے۔

منصوبۂ قتل وہ اُس کے پاس روانہ ہو گئے، کعب کو سخت تعجب ہوا، اور ڈر گیا۔ اس پر انھوں نے کہا کہ میں ابو نائلہ ہوں، میں تو صرف اس لئے تیرے پاس آیا ہوں کہ تجھے اُس شخص کے آنے کی خبر دوں جو ہم لوگوں پر مصیبت ہے؛ عرب ہم سے لڑتے ہیں اور ایک ہی کمان سے تیر لگاتے

ہیں، حالانکہ ہم لوگ اُس سے کنارہ کشی چاہتے ہیں میرے ہمراہ وہ لوگ ہیں جن کی رائے میری رائے کے موافق ہے، میں چاہتا ہوں کہ اُنھیں تیرے پاس لے آؤں ہم لوگ تجھ سے غلہ اور کھجور خریدیں اور جو چیز قابل اعتماد ہو تیرے پاس رہن کر دیں۔

وہ اُن کی بات سے مطمئن ہو گیا اور کہا کہ انھیں جب چاہو لے آؤ۔ وہ اُس کے پاس سے کسی وقت کے وعدے سے نکلے، ساتھیوں کے پاس آئے اور اُنھیں خبر دی تو وہ سب اس رائے پر متفق ہو گئے کہ اُس کے پاس اُس وقت چلیں جب شام ہو جائے۔

وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپؐ کو خبر دی، آپؐ اُن کے ہمراہ روانہ ہوئے، بقیع تک تشریف لائے۔ انھیں روانہ کر دیا اور فرمایا کہ اللہ کی مدد اور برکت کے بھروسہ پر تم لوگ جاؤ۔ چاندنی رات میں وہ لوگ روانہ ہوئے اور اُس کے قلعہ تک پہنچے، ابو نائلہ نے پکارا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اُس کی عورت نے رضائی پکڑ لی اور کہا۔ تو کہاں جاتا ہے؟ تو تو ایک جنگجو آدمی ہے۔ اس نے حال ہی میں شادی کی تھی، کعب نے کہا مجھ سے وعدہ ہے، وہ تو میرا بھائی ابو نائلہ ہے اُس نے اپنے ہاتھ سے رضائی اوڑھ لی۔ اور کہا کہ اگر مرد کو نیزہ مارنے کو بھی بلایا جائے تو چاہیئے کہ قبول کرے۔

کعب اُن کے پاس آیا۔ ان لوگوں نے تھوڑی دیر تک باتیں کیں یہاں تک کہ وہ اُن سے کھل گیا اور مانوس ہو گیا۔ ابو نائلہ نے اپنا ہاتھ اُس کے بالوں میں داخل کر دیا اور سر کے پٹے (بال) پکڑ لئے۔ اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اللہ کے دشمن کو قتل کر دو سب نے اپنی اپنی تلوار سے وار کئے، مگر بے سود، بعض تلواروں نے بعض کو لوٹا دیا۔ کعب ابو نائلہ سے چمٹ گیا۔

کعب بن الاشرف کا قتل محمد بن مسلمہ کہتے ہیں، مجھے ایک گپتی یاد آئی جو میری تلوار میں تھی اُسے کھینچ لیا اور اُس کی ناف میں گھسیٹر کے زور سے دبایا، گپتی کاٹتی ہوئی زیر ناف اتر گئی اللہ کے دشمن نے ایک ایسی چیخ ماری جس سے یہود کے قلعوں میں سے کوئی قلعہ باقی نہ رہا جس پر آگ نہ روشن ہو گئی ہو۔ انھوں نے اُس کا سر کاٹ لیا اور اپنے ہمراہ لے آئے بقیع الغرقد پہنچے تو تکبیر کہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شب کو کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اُن کی تکبیر سنی تو آپؐ نے بھی تکبیر کہی سمجھ گئے کہ انھوں نے اُسے قتل کر دیا۔

وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے، آپؐ نے فرمایا اللہ تعالےٰ ان چہروں کو فلاح یاب کرے۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہ آپؐ کے چہرے کو بھی، یہ کہا اور آپؐ کے آگے کعب کا سر ڈال دیا۔ آپؐ نے اللہ کی حمد کی، صبح ہوئی تو فرمایا؛ یہودیوں میں سے تم جس پر قابو پاؤ قتل کردو وہ ڈرے، اُن میں سے کوئی نہیں نکلا اور نہ کچھ بولے اُنھیں اندیشہ ہوا کہ ابن الاشرف کی طرح اُن پر بھی شب خون نہ مارا جائے۔

زہری سے حق تعالےٰ کے اس قول " ولتسمعن من الذین اوتو الکتاب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا " (اُن لوگوں سے جن کو تم سے قبل کتاب دی گئی اور اُن لوگوں سے جنھوں نے شرک کیا تم لوگ ضرور ضرور بہت سی ایذا رساں باتیں سنوگے) کے بارے میں مروی ہے کہ وہ کعب بن الاشرف ہے جو مشرکین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کے خلاف اپنے اشعار سے برانگیختہ کرتا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کی ہجو کرتا تھا۔

کعب کے قتل کے متعلق دوسری روایت انصار میں سے پانچ آدمی اُس کے پاس گئے جن میں محمد بن مسلمہ اور ایک اور شخص تھے جنھیں ابو عبس کہا جاتا تھا، وہ العوالی میں اپنی قوم کی مجلس میں تھا۔ جب اُس نے ان کو دیکھا تو ڈرا اور اُن کی حالت سے بھڑک گیا۔

ان لوگوں نے کہا کہ ہم تیرے پاس ایک ضرورت سے آئے ہیں، اُس نے کہا؛ تم میں سے ایک شخص میرے پاس آئے اور اپنی ضرورت سے مجھے آگاہ کرے، ایک آدمی اُس کے پاس آیا اور کہا کہ ہم تو اس لئے تیرے پاس آئے ہیں کہ تیرے ہاتھ وہ زرہیں فروخت کریں جو ہمارے پاس ہیں تاکہ ہم انھیں خرچ کریں، اُس نے کہا بخدا اگر تم لوگ ایسا کروگے تو (تو تم اچھا کروگے) جب سے یہ شخص (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں اُترا ہے تم لوگ مصیبت میں پڑ گئے۔

انھوں نے وعدہ کیا کہ اُس کے پاس ایسے وقت آئیں گے جب کوئی دوسرا نہ ہوگا، حسب وعدہ کعب کے پاس پہنچ کر آواز دی۔ اُس کی عورت نے کہا کہ کیا ان لوگوں نے کسی ایسی چیز کے لئے تیرا دروازہ کھٹکھٹایا ہے جو تجھے پسند ہے، اُس نے کہا ان لوگوں نے اپنی غرض اور مقصد کے متعلق مجھے پہلے ہی آگاہ کر دیا ہے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ کعب ان لوگوں کے سامنے آیا اور پوچھا کہ میرے پاس کیا رہن کروگے

کیا اپنے بیٹے رہن کروگے؟ اُس کا ارادہ یہ تھا کہ اُنھیں کھجوریں قرض دے۔
اُنھوں نے کہا کہ ہم لوگ اس سے شرماتے ہیں کہ ہمارے لڑکوں کو عار دلائی جائے اور کہا جائے کہ یہ ایک وسق پر گرو ہے اور یہ دو وسق پر، اُس نے کہا اچھا اپنی عورتوں کو میرے پاس رہن کر دو۔
انھوں نے کہا تو سب سے زیادہ خوبصورت ہے، ہمیں تجھ سے اطمینان نہیں کون عورت ہے جو تیری خوبصورتی کی وجہ سے تجھ سے بچ سکے گی، البتہ ہم لوگ اپنے ہتھیار تیرے پاس رہن کر دیں گے۔ تجھے معلوم ہے کہ آجکل ہمیں ہتھیاروں کی کس قدر ضرورت ہے، اس نے کہا، ہاں، اپنے ہتھیار لے آؤ اور جو چاہو لادے جاؤ۔

اصحاب نے کہا کہ ہمارے پاس آؤ تاکہ معاملہ کی گفتگو کریں۔ کعب اترنے لگا تو اُس کی عورت لپٹ گئی اور کہا کہ اس قسم کے لوگوں کے پاس قوم میں سے کسی کو بھیج دیا کرجو تیرے ہمراہ ہوں، اُس نے کہا اگر یہ لوگ مجھے سوتا ہوا پاتے تو نہ جگاتے، عورت نے کہا، اچھا چھت پر سے ہی اُن سے بات کرلے وہ نہ مانا اور اُن کے پاس اُتر آیا، اس کی خوشبو تمام مہک رہی تھی، پوچھا، اے فلاں، یہ کیسی خوشبو ہے، اس نے کہا یہ فلاں کی ماں (یعنی اُس کی عورت) کا عطر ہے، ایک آدمی اس کا سر سونگھنے کے بہانے سے بڑھا اور مضبوط پکڑ کے کہا اللہ کے دشمن کو قتل کر دو۔ ابو عبس نے اُس کے کولہے میں نیزہ مارا اور محمد بن مسلمہ نے تلوار ماری، وہ قتل ہو گیا تو واپس ہوئے۔

یہودیوں میں خوف وہراس یہود کی صبح خوف کی حالت میں ہوئی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور شکایت کی کہ ہمارا سردار دغا سے قتل کیا گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے افعال یاد دلائے کہ کس طرح وہ لوگوں کو برانگیختہ کرتا تھا، لڑائی پر ابھارتا تھا اور ایذا پہنچاتا تھا آپؐ نے انھیں اس امر کی دعوت دی کہ اپنے اور آپؐ کے درمیان ایک معاہدۂ صلح لکھ دیں جو کافی ہو۔
یہ عہد نامہ اب تک علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوۂ غطفان

ہجرت کے پچیسویں مہینے ماہ ربیع الاول میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نجد کی جانب غزوۂ غطفان ہے جو النخیل کے نواح میں ذو امر ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ بنی ثعلبہ و محارب کی ایک جماعت نے ذی امر میں

جمع ہو کر یہ قصد کیا ہے کہ آپؐ کو تمام اطراف سے گھیر لیں، یہ فعل بنی محارب میں سے ایک شخص کا ہے جس کا نام دُعثور بن الحارث ہے۔

نیابت حضرت عثمانؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو جمع کیا اور چار سو پچاس آدمیوں کے ہمراہ جن کے پاس گھوڑے تھے ۱۲ ربیع الاول کو روانہ ہوئے، مدینے میں عثمانؓ بن عفان کو خلیفہ بنایا مسلمانوں کو ذی القصہ میں بنی ثعلبہ کا ایک شخص ملا جس کا نام جبار تھا، لوگ اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اُس نے اُن کی خبر دی اور کہا کہ اگر وہ لوگ آپؐ کی آمد سُن لیں گے تو ہرگز مقابلہ نہ کریں گے۔ وہ لوگ پہاڑ کی چوٹیوں پر بھاگ گئے، میں آپؐ کے ہمراہ چلتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اسلام کی دعوت دی وہ مسلمان ہو گیا۔ اُسے بلالؓ کے ساتھ کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی سے مقابلہ نہ ہوا۔ آپؐ اُنھیں پہاڑوں کی چوٹیوں پر دیکھ رہے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ـــــــ اور اصحاب بارش سے بھیگ گئے آپؐ نے اپنے دونوں کپڑے اتار کر پھیلا دیئے تا کہ خشک ہو جائیں، درخت پر لٹکا دیئے اور خود ایک کروٹ لیٹ گئے۔

دعثور بن الحارث کا قبول اسلام دشمنوں میں سے ایک شخص آیا جس کا نام دعثور بن الحارث تھا۔ اُس کے پاس تلوار تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا آج آپؐ کو مجھ سے کون بچائے گا، آپؐ نے فرمایا "اللہ"، جبرئیلؑ نے آپؐ کے سینۂ مبارک میں القا کیا تھا۔ تلوار اُس کے ہاتھ سے گر پڑی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھا لی اور فرمایا: تجھے مجھ سے کون بچائے گا، اُس نے کہا کوئی نہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسولؐ ہیں۔ وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور اُنھیں اسلام کی دعوت دینے لگا۔

اُسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی "یاایھا الذین آمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذھم قوم الآیہ" (اے ایمان والو اپنے اوپر اللہ کے انعام کو یاد کرو جبکہ ایک قوم نے تم پر دست درازی کا ارادہ کیا تو اللہ نے اُن کا ہاتھ روک دیا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے تشریف لائے نوبت جنگ کی نہیں آئی اور آپؐ کی غیبت گیارہ دن رہی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ بنی سُلیم

۶ رجمادی الاولیٰ ہجرت کے ستائیسویں مہینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بُحران کا غزوہ ہے بُحران الفُرع کے نواح میں ہے۔ مدینے اور فرع کے درمیان آٹھ بُرد (۹۶ میل) کا فاصلہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ بُحران میں بنی سُلیم کا مجمع ہے۔ آپؐ تین سو اصحاب کے ہمراہ روانہ ہوئے مدینے میں ابن ام المکتوم کو خلیفہ بنایا اور تیز چل کر آپ بحران میں وارد ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ لوگ اپنے اپنے پانی کے مقامات کو منتشر ہو گئے آپؐ واپس ہوئے نوبت جنگ نہیں آئی کل دس روز آپؐ باہر رہے۔

سریۂ زید بن حارثہ

زید بن حارثہ کا سریہ القردہ کی جانب ہجرت کے اٹھائیسویں مہینے شروع جمادی الآخر میں پیش آیا، یہ سب سے پہلا سریہ ہے جس میں زید امیر بن کے نکلے، القردہ نجد کی زمین الرَبذہ اور الغمرہ کے درمیان ذات عرق کے نواح میں ہے۔ انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلۂ قریش کے روکنے کے لئے بھیجا جس میں صفوان بن امیہ اور حویطب بن عبدالعزیٰ اور عبداللہ بن ابی ربیعہ تھے۔ ان کے ہمراہ بہت سا مال سونے چاندی کے سکے برتن اور چاندی تھی جن کا وزن تیس ہزار درم تھا۔ ان کا رہبر فرات بن حیان العجلی تھا، اس نے انھیں عراق کے راستے سے ذات عرق روانہ کیا۔

مال غنیمت کی تقسیم | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی تو آپؐ نے زید بن حارثہ کو سو سواروں کے ہمراہ روانہ کیا۔ انھوں نے اسے روکا اور قافلے کو پالیا قوم کے بڑے بڑے لوگ بچ کر نکل گئے تمام مال یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے آپؐ نے اسے پانچ حصوں پر تقسیم فرمایا اس کا ایک خمس (پانچواں حصہ) بیس ہزار درم کو پہنچا جو بچا وہ آپؐ نے اہل سریہ کو تقسیم کر دیا۔

فرات بن حیان کا قبول اسلام | فرات بن حیان جو گرفتار کر لیا گیا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ اس سے کہا گیا کہ اگر تو اسلام لائے گا تو چھوڑ دیا جائے گا۔ وہ اسلام لے آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جان بخش دی۔

غزوۂ احد

۷ رشوال یوم شنبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کے بتیسویں مہینے غزوۂ احد پیش آیا۔

جنگ کی تیاریاں مشرکین جو بدر میں آئے تھے جب کے کو لوٹے تو اُس قافلے کو جسے ابوسفیان بن حرب لایا تھا دارالندوہ میں ٹھہرا ہوا پایا۔ سرداران قریش ابوسفیان کے پاس گئے اور کہا کہ ہم لوگ نہایت خوش ہوں گے اگر تم اس قافلے کے نفع سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف (جانے کے لئے) سامان سفر مہیا کر دو۔ ابوسفیان نے کہا میں پہلا شخص ہوں جس نے اسے منظور کیا اور عبد مناف کی اولاد بھی میرے ساتھ ہے۔

مال فروخت ہو کر سونا جمع ہوا۔ کُل ایک ہزار اونٹ تھے اور پچاس ہزار دینار کا مال تھا قافلے کے مالکوں کو اصل سرمایہ دیدیا گیا اور نفع نکال لیا گیا معمول یہ تھا کہ ایک دینار میں دینار نفع لیتے تھے

اُنھیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی "ان الذین کفروا ینفقون اموالھم لیصدوا عن سبیل اللہ" (وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا اپنے مال کو اس لئے خرچ کرتے ہیں کہ اللہ کے راستے سے روکیں) اُنھوں نے قاصد روانہ کئے جو عرب میں جا کر نصرت کی دعوت دیتے تھے اُنھوں نے سب سے مال جمع کیا، جو عرب اُن کے ساتھ تھے سب متفق ہو کر حاضر ہوئے قریش نے ہمراہ عورتوں کو لینے پر بھی اتفاق کیا تاکہ وہ مقتولین بدر کو یاد دلائیں اُنھیں غصہ دلائیں جس سے شدت انتقام تیز ہو

یہود مدینہ کی ریشہ دوانی عباسؓ بن عبد المطلب نے تمام باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھ بھیجیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن الربیع کو عباسؓ کے خط کی خبر دی، یہودیوں اور منافقوں نے مدینے میں خوفناک خبریں مشہور کر دیں قریش مکے سے روانہ ہو گئے اُن کے ہمراہ اپنی قوم کے پچاس آدمیوں کے ساتھ فاسق ابو عامر بھی تھا جو اس کے قبل راہب کہلاتا تھا

اُن کی تعداد تین ہزار تھی، سات سو زرہیں، دو سو گھوڑے، تین ہزار اونٹ اور پندرہ عورتیں تھیں، خبر روانگی لوگوں میں شائع ہو گئی، یہاں تک کہ وہ ذوالحلیفہ میں اترے۔

مسلم جاسوسوں کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دو جاسوسوں انس و مونس کو جو فضالہ کے بیٹے اور الظفری تھے ۵ شوال شب پنجشنبہ کو روانہ کیا۔ وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُنکی خبر لائے۔ قریش نے اپنے اونٹ اور گھوڑے العریض کی کھیتی میں چھوڑے وہاں سے روانہ ہوئے تو گھاس ختم ہو چکی تھی۔

آپؐ نے الحباب بن المنذر بن الجموح کو بھی اُن کی طرف روانہ کیا۔ وہ لشکر میں داخل ہوئے

تعداد کا اندازہ کیا اور آپؐ کے پاس خبر لائے۔

سعد بن معاذ، اُسید بن حضیر اور سعد بن عبادہ شب جمعہ کو مسلح ہو کے مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر رہے۔ مدینے کی حفاظت کی گئی یہاں تک کہ صبح ہوئی۔

رسولؐ اللہ کا خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شب کو خواب دیکھا کہ آپؐ ایک مضبوط زرہ پہنے ہیں۔ آپؐ کی تلوار ذوالفقار دھار کے پاس سے تڑک گئی ہے۔ ایک گائے ذبح کی جارہی ہے اور ایک مینڈھا اُس کے پیچھے ہے۔ آپؐ نے اصحاب کو اس کی خبر دی اور تعبیر بیان فرمائی کہ محفوظ زرہ سے مراد مدینہ ہے، تلوار کا تڑکنا خود مجھ پر مصیبت کی علامت ہے۔ ذبح کی ہوئی گائے میرے اصحاب کا قتل ہے، مینڈھے کا پیچھا کرنا، اس سے مراد لشکر کفار ہے جسے اللہ تعالیٰ قتل کرے گا۔

اختلاف رائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب کی بنا پر یہ رائے ہوئی کہ مدینے سے نہ نکلیں۔ آپؐ چاہتے تھے کہ آپؐ کی رائے کی موافقت کی جائے۔ اصحاب سے مشورہ فرمایا تو عبداللہ بن ابی بن سلول نے کہا کہ آپؐ نہ نکلیں اکابر مہاجرین وانصار کی بھی یہی رائے تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ مدینے میں ٹھیرو۔ عورتوں اور بچوں کو قلعوں میں کر دو۔ دو نوجوانوں نے جو بدر میں حاضر نہیں ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمن کی طرف نکلنے کی درخواست کی اور شہادت کی رغبت ظاہر کی اُنھوں نے کہا کہ ہمیں ہمارے دشمن کی طرف لے چلیئے، پھر اُن لوگوں کا غلبہ ہو گیا جو باہر نکلنا چاہتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز جمعہ پڑھائی، وعظ بیان فرمایا۔ اُنھیں کوشش اور جہاد کرنے کا حکم دیا اور یہ خبر دی کہ جب تک وہ صبر کریں گے اُن کی مدد ہو گی انھیں اپنے دشمن کے مقابلہ کے لئے تیاری کا حکم دیا چنانچہ لوگ روانگی سے خوش ہوئے۔

آپؐ نے لوگوں کو نماز عصر پڑھائی، سب جمع تھے، اہل العوالی بھی حاضر ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان میں داخل ہوئے آپؐ کے ہمراہ ابو بکرؓ و عمرؓ بھی تھے دونوں اصحاب نے آپؐ کے عمامہ باندھا۔ لباسِ (جنگ) پہنایا لوگ صف باندھے ہوئے آپؐ کے برآمد ہونے کا انتظار کر رہے تھے

سعد بن معاذ اور اُسید بن حضیر نے کہا کہ تم نے باہر نکلنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

زبردستی کی۔ حالانکہ امر مناسب آپؐ پر آسمان سے نازل ہو جاتا ہے لہٰذا تم لوگ معاملہ کو آپؐ ہی کے سپرد کرو۔

مسلمانوں کا اظہار ندامت | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح برآمد ہوئے کہ زرہ پہنے ہوئے تھے، آپؐ نے زرہ کو ظاہر کیا اور اس کے درمیان چمڑے کی پیٹی سے باندھا تھا جو تلوار لٹکانے کی تھی، آپؐ عمامہ باندھے اور تلوار لٹکائے ہوئے تھے، ڈھال پشت پر تھی۔

سب لوگ اس پر نادم ہوئے جو انھوں نے کیا اور عرض کی ہمیں یہ حق نہیں ہے کہ آپؐ کی مخالفت کریں لہٰذا جو آپؐ کو مناسب معلوم ہو وہ کیجئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی نبیؐ کو یہ مناسب نہیں کہ جب وہ اپنی زرہ پہن لے تو اسے اتار دے تاوقتیکہ اللہ اس کے اور دشمن کے درمیان فیصلہ نہ کر دے۔ تم اسے دیکھو جس کا میں نے تمہیں حکم دیا اُسے کرو اور اللہ کے نام پر روانہ ہو جاؤ۔ تمہاری ہی مدد ہوگی، جب تک تم صبر کرو گے۔

اسلامی عَلَم | آپؐ نے تین نیزے طلب فرمائے اور تین جھنڈے بنائے، اوس کا جھنڈا اسید بن حضیر کو دیا، خزرج کا جھنڈا الحباب بن المنذر کو، اور کہا جاتا ہے کہ سعد بن عبادہ کو اپنا جھنڈا جو مہاجرین کا جھنڈا تھا علیؓ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مصعبؓ بن عمیر کو دیا مدینہ پر عبداللہ بن ام مکتوم کو خلیفہ بنایا۔

روانگی | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے کمان کو کندھے پر ڈال لیا اور ایک نیزہ ہاتھ میں لے لیا مسلمان مسلح اور زرہ پوش تھے اُن کے پاس سو زرہیں تھیں۔ دونوں سعد یعنی سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ آپؐ کے آگے نکلے دونوں دوڑ رہے تھے اور زرہ پوش تھے لوگ آپؐ کے داہنے بائیں تھے۔

اس طرح آپؐ روانہ ہوئے۔ جب الشیخین پہنچے جو دو قلعے ہیں تو آپؐ متوجہ ہوئے اور بہت سے ہتھیار والے لشکر کو دیکھا جس کے خاص قسم کے بال تھے۔ آپؐ نے فرمایا یہ کیا ہے، لوگوں نے عرض کی یہ ابن ابی کے یہودی حلفا ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اہل شرک سے اہل شرک پر مدد نہ لو، آپ نے جسے واپس کیا اُسے واپس کیا اور جسے اجازت دی اسے اجازت دی۔

آفتاب غروب ہوگیا۔ بلالؓ نے اذان کہی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو مغرب کی نماز پڑھائی اور الشیخین ہی میں شب باش ہوئے۔

محمد بن مسلمہ کا پہرہ | آپؐ بنی النجار میں اترے تھے۔ اس رات کے پہرے پر محمد بن مسلمہ کو پچاس

آدمیوں کے ہمراہ عامل مقرر فرمایا جو رات بھر لشکر کے گرد گشت کرتے رہے۔

مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کہ آپ روانہ ہوئے اور اترے دیکھ لیا تھا وہ سب جمع ہو گئے عکرمہ بن ابی جہل کو مشرکین کی ایک جماعت کے ساتھ اپنے پہرے پر عامل بنایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پچھلی شب کو اس طور پر روانہ ہوئے کہ آپؐ کے رہبر ابو حثمہ الحارثی تھے آپؐ اسی روز احد کے مقام القنطرہ تک پہنچ گئے، نماز کا وقت آ گیا، آپؐ مشرکین کو دیکھ رہے تھے، بلالؓ کو (اذان کا) حکم دیا۔ انھوں نے اذان اور اقامت کہی آپؐ نے اصحاب کو صف صف کر کے نماز پڑھائی۔

منافق عبداللہ بن ابی کی غداری ابن ابی اُسی مقام سے ایک لشکر کے ہمراہ اس طرح اکھڑ گیا کہ گویا وہ ایک مظلوم ہے جو اُن کے آگے جا رہا ہے وہ کہتا جاتا تھا کہ آپؐ نے میری نافرمانی کی اور بچوں کی اور ان لوگوں کی اطاعت کی جن کو عقل نہیں اس کے ہمراہ تین سو آدمی علیحدہ ہو گئے۔

مسلم لشکر کی صف آرائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف سات سو اصحاب رہ گئے آپؐ کے پاس ایک گھوڑا آپ کا اور ایک گھوڑا ابو بردہ بن نیار کا تھا۔ آپؐ سامنے آکر اصحاب کو صف بستہ کر رہے تھے۔ آپؐ نے میمنہ اور میسرہ بنایا، آنحضرتؐ دو زرہیں، خود اور لوہے کی ٹوپی (مغفرو بیضہ) پہنے ہوئے تھے۔ آپؐ نے احد کو اپنی پشت پر اور مدینے کو سامنے کیا۔

کوہ عینین پر عبداللہ بن جبیر کی ماموری کوہ عینین مع نالے کے بائیں جانب تھا اُس پر بچاس تیر اندازوں کو مقرر کیا۔ عبداللہ بن جبیر کو اُن کا عامل بنایا۔ اور سمجھا دیا کہ تم لوگ اپنے اسی مورچے پر کھڑے رہنا۔ ہماری پشت کی حفاظت کرنا، اگر تم یہ دیکھو کہ ہم کو مال غنیمت ملا ہے تو ہمارے شریک نہ ہونا اور اگر تم یہ دیکھنا کہ ہم قتل ہو رہے ہیں تو ہماری مدد نہ کرنا۔

مشرکین کی صف آرائی مشرکین بھی سامنے آکر اپنی صفیں درست کرنے لگے اُنھوں نے میمنہ پر خالد بن الولید کو اور میسرہ پر عکرمہ بن ابی جہل کو عامل بنایا دونوں کناروں (میمنہ و میسرہ) پر دو سو گھوڑے تھے۔ سواروں پر صفوان بن امیہ کو مقرر کیا اور کہا جاتا ہے کہ عمرو بن العاص کو۔ تیر اندازوں پر جو سو تھے عبداللہ بن ابی ربیعہ کو، جھنڈا طلحہ بن ابی طلحہ کے حوالے کیا، ابو طلحہ کا نام عبداللہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قصی تھا۔

علمبردار حضرت مصعبؓ بن عمیر | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ مشرکین کا جھنڈا کون اٹھائے ہے تو کہا گیا عبدالدار۔ آپؐ نے فرمایا ہم وفائے عہد کے اُن سے زیادہ مستحق ہیں مصعبؓ بن عمیر کہاں ہیں، عرض کی میں یہ ہوں، فرمایا جھنڈا لے لو، مصعب بن عمیر نے جھنڈا لے لیا اور وہ اُسے لے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ہو گئے۔

ابو عامر | جس شخص نے سب سے پہلے جنگ چھیڑی وہ فاسق ابو عامر تھا جو اپنی قوم کے پچاس آدمیوں کے ساتھ نکلا اور پکار کر کہا کہ میں ابو عامر ہوں، مسلمانوں نے کہا کہ نہ تیرے لئے مرحبا ہے اور نہ خوش آمدید اُس نے کہا کہ میرے بعد میری قوم پر ایک شر نازل ہوا، اُس کے ساتھ قریش کے غلام بھی ہیں۔

مشرک عورتوں کا رجز | وہ لوگ اور مسلمان پتھر پھینکنے لگے ابو عامر اور اُس کے ساتھیوں نے پشت پھیرلی، مشرکین کی عورتیں ڈھول تاشے اور دف بجا کر برانگیختہ کرنے لگیں۔ مقتولین بدر کی یاد دلا کر یہ اشعار پڑھنے لگیں:۔

نحن بنات طارق	نمشی علی النمارق
ہم لوگ رات کو آنے والے کی بیٹیاں ہیں	ہم لوگ تکیے پر چلتے ہیں
ان تقبلوا نعانق	او تدبروا نفارق
اگر تم لوگ مقابلہ پر آؤ گے تو	اور اگر پشت پھر کر بھاگو گے تو
تمہارے گلے لگ جائیں گے	ہم تم سے جدا ہو جائیں گے

فراق غیر وامق

اور جدائی بھی وہ ہو گی جو نفرت کرنے والے کی ہوتی ہے

طلحہ بن ابی طلحہ | قوم کے بعض لوگ بعض کے نزدیک آگئے۔ تیرانداز مشرکین کے لشکر پر تیر پھینک رہے تھے، قبیلہ ہوازن نے پشت پھیرلی، طلحہ بن ابی طلحہ نے جو جھنڈا لئے تھا پکارا کہ کون جنگ کرے گا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نکلے اور دونوں صفوں کے درمیان مقابلہ ہوا علیؓ نے اس پر سبقت کی اور سر پر ایسا مارا کہ کھوپڑی پھٹ گئی اور وہ گر پڑا، وہ لشکر کا سردار تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مسرور ہوئے۔ آپؐ نے بلند آواز سے تکبیر فرمائی اور مسلمانوں نے بھی تکبیر کہی، مشرکین کے لشکروں پر حملہ کر کے انھیں مارنے لگے یہاں تک کہ اُن کی صفیں پراگندہ ہو گئیں۔

ابو شیبہ عثمان کا قتل مشرکین کا جھنڈا ابو شیبہ عثمانؓ بن ابی طلحہ نے اٹھایا، وہ عورتوں کے آگے رجز کہتا تھا اور یہ شعر پڑھتا تھا۔

ان علی اھل اللواء حقا ان تخضب الصعدۃ او تندقا

بے شک جھنڈے والے پر واجب ہے کہ (اس کا نیزہ (خون میں) رنگ جائے یا ٹوٹ جائے

اس پر حمزہؓ بن عبدالمطلب نے حملہ کیا، انھوں نے اس کے شانے پر اس زور سے تلوار ماری کہ ہاتھ اور بازو کاٹتی ہوئی کمر تک پہنچ گئی اور اس کا پھیپھڑا ظاہر ہو گیا۔ حمزہؓ یہ کہتے ہوئے لوٹے کہ میں تو ساقی الحجیج کا بیٹا ہوں (الحجیج :۔ وہ شخص جس کے زخم کی گہرائی ناپی جائے)۔

مشرک علمبرداروں کا قتل وہ جھنڈا ابو سعد ابن ابی طلحہ نے اٹھا لیا۔ اسے سعدؓ بن ابی وقاص نے ایک تیر مارا جو اس کے گلے میں لگا اور کتے کی طرح زبان باہر نکل پڑی۔ پھر اسے قتل کر دیا۔

مسافع بن طلحہ ابن ابی طلحہ نے وہ جھنڈا اٹھایا، عاصم بن ثابت نے تیر مار کر اسے قتل کر دیا۔

کلاب بن طلحہ بن ابی طلحہ نے اٹھایا تو اسے الزبیر العلوام نے ... . قتل کر دیا۔

الجلاس بن طلحہ بن ابی طلحہ نے اٹھایا تو طلحہ بن عبیداللہ نے اس کو قتل کر دیا۔

ارطاۃ بن شرجیل نے جھنڈا لیا تو اسے علیؓ بن ابی طالب نے قتل کر دیا۔

شریح بن قارظ نے اٹھایا تو کسی شخص نے اسے قتل کر دیا۔ اس کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

ان کے غلام صواب نے وہ علم اٹھایا، کوئی کہتا ہے سعدؓ بن ابی وقاص نے اور کوئی کہتا ہے علیؓ بن ابی طالب نے اسے قتل کیا۔ کوئی کہتا ہے قزوان نے اسے قتل کیا اور یہی قول سب سے زیادہ ثابت ہے۔

مشرکین کی پسپائی جب جھنڈا اٹھانے والے قتل کر دیئے گئے تو مشرکین اس طرح ہزیمت اٹھا کے بھاگے کہ کسی چیز کی طرف بھی رخ نہ کرتے تھے حالانکہ انکی عورتیں ہلاکت کی دعا کر رہی تھیں مسلمان تعاقب کر کے جہاں چاہتے تھے قتل کرتے تھے انھیں لشکر گاہ سے نکال دیا اور لوٹ لیا۔ غنیمت کا مال جمع کرنے میں مصروف ہو گئے۔

جماعت ابن جبیر میں اختلاف تیر اندازوں نے جو کوہ عینین پر تھے گفتگو کی، آپس میں اختلاف ہو گیا۔ ان کے امیر، عبداللہ بن جبیر، ایک قلیل جماعت کے ساتھ جو دس سے کم تھی اپنے مقام پر ثابت قدم رہے انھوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آگے نہ بڑھوں گا اپنے ساتھیوں

کو نصیحت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یاد دلایا۔ مگر انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مراد نہیں، مشرکین تو بھاگ گئے پھر ہمارا مقام یہاں کیوں ہو، وہ لوگ لشکر کے پیچھے جا رہے تھے۔ انھیں کے ہمراہ لوٹ رہے تھے اور پہاڑ کو تنہا چھوڑ دیا۔

خالد بن الولید کا حملہ | خالد بن الولید نے پہاڑ کو خالی اور وہاں والوں کی قلت کو دیکھا تو لشکر کو لوٹایا عکرمہ بن ابی جہل بھی پیچھے ہو گیا، انھوں نے بقیہ تیر اندازوں پر حملہ کر کے قتل کر دیا۔ ان کے امیر عبد اللہ بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ بھی قتل ہو گئے۔

مسلمانوں کی صفیں لوٹ گئیں، انکی چکی گھوم گئی، ہوا بدل کے مغربی ہو گئی حالانکہ اس کے قبل مشرقی تھی، ابلیس لعنۃ اللہ نے ندا دی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قتل کر دیئے گئے۔ مسلمانوں کے حواس جاتے رہے وہ خلاف قاعدہ قتال کرنے لگے، حیرانی اور جلدی کی وجہ سے جیسے وہ جانتے بھی تھے ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے۔

مصعب رضؓ بن عمیر کی شہادت | مصعب بن عمیر قتل کر دیئے گئے تو . . . . جھنڈا ایک فرشتے نے لے لیا جو مصعب کی صورت کا تھا۔ اس روز ملائکہ حاضر ہوئے مگر جنگ نہیں کی مشرکین نے اپنے شعار (جنگی اصطلاح) میں ندا دی کہ یا لَلْعُزّٰی یا لَهُبَلْ۔

انھوں نے مسلمانوں کا قتل عظیم کیا۔ ان میں سے جس نے پشت پھیر لی پھیر لی۔

رسول اللہؐ اور سات صحابہ کبار کی ثابت قدمی | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح ثابت قدم رہے کہ ہٹتے نہ تھے، اپنی کمان سے تیر پھینک رہے تھے۔ جب ختم ہو گئے تو پتھر مارنے لگے ہمراہ اصحاب میں سے چودہ آدمی کی ایک جماعت بھی ثابت قدم رہی، جن میں سات مہاجرین بشمول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور سات انصار میں سے تھے۔ انھوں نے مدافعت کی۔

ابن قمیہ کا رسول اللہؐ پر حملہ | مشرکین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک میں کچھ کامیابی حاصل ہوئی، کچلیوں اور آگے کے دانتوں کے درمیان چار دانت پر ضرب آ گئی، چہرہ مبارک اور پیشانی پر زخم آ گیا آپؐ پر ابن قمیہ نے تلوار سے حملہ کیا اور داہنے پہلو پر مارا، طلحہ بن عبید اللہ نے اپنے ہاتھ سے بچایا، اس میں ان کی انگلی بیکار ہو گئی، ابن قمیہ نے دعویٰ کیا کہ اس نے آپؐ کو شہید کر دیا ہے، یہ یہ وہ بات تھی جس نے مسلمانوں کو مرعوب کر دیا اور انھیں شکستہ خاطر بنا دیا۔

اسمائے شہداء و مقتولین اُحُد

اس روز حمزہؓ بن عبدالمطلب رحمۃ اللہ شہید ہوئے جنھیں وحشی نے شہید کیا۔ عبداللہؓ بن جحش کو ابوالحکم بن الاخنس بن شریق نے شہید کیا۔ مصعبؓ بن عمیر کو ابن قمیہ نے شہید کیا، شماسؓ بن عثمان بن الشرید المخزومی کو ابی بن خلف الجمحی، عبداللہ و عبدالرحمٰن فرزندان الہیب نے جو بنی سعد میں سے تھے۔ وہب بن قابوس المزنی اور اس کے بھتیجے الحارث بن عقبہ بن قابوس نے شہید کیا۔

انصار میں سے ستر آدمی شہید ہوئے جن میں سے سعد بن معاذ کے بھائی عمروؓ بن معاذ اور حذیفہ کے والد الیمانؓ کو تو مسلمانوں نے غلطی سے شہید کر دیا۔

حنظلہؓ بن ابی عامر راہب، سعدؓ بن خثیمہ کے والد خثیمہؓ ابوبکرؓ کے داماد خارجہؓ بن زید بن ابی زہیر سعدؓ بن الربیع اور ابوسعید الخدری کے والد مالکؓ بن سنان، العباسؓ بن عبادہ بن نضلہ، مجذرؓ بن زیاد عبداللہؓ بن عمرو بن حرام، عمرو بن الجموح جو ان کے سرداروں میں سے تھے بہت سے آدمیوں کے ہمراہ شہید ہوئے

مشرکین میں سے تیئیس ۲۳ آدمی مقتول ہوئے جن میں جھنڈے کے اٹھانے والے اور عبداللہ بن حمید بن زہیر بن الحارث بن اسد بن عبدالعزیٰ، ابوعزیزؓ بن عمیر، ابوالحکم بن الاخنس بن شریق الثقفی جسے علیؓ بن ابی طالب نے قتل کیا، سباعؓ بن عبدالعزیٰ الخزاعی جو ام انمار کا بیٹا تھا۔ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا، ہشامؓ بن ابی امیہ بن المغیرہ، الولیدؓ بن العاص ابن ہشام، امیہؓ بن ابی حذیفہ بن المغیرہ، خالدؓ بن الاعلم العقیلی، ابیؓ بن خلف الجمحی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے قتل فرمایا۔ ابوعزہؓ الجمحی جس کا نام عمرو بن عبداللہ بن عمیر بن وہب بن حذافہ بن جمح ہے، تھے۔

ابوعزہ کا قتل | ابوعزہ وہ شخص ہے جو جنگ بدر میں گرفتار ہو گیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان فرمایا تو اس نے کہا کہ میں آپؐ کے مقابلہ پر کسی جماعت میں اضافہ نہ کروں گا۔ مشرکین کے ہمراہ جنگ احد میں نکلا تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیر کر کے گرفتار کر لیا اس کے سوا آپؐ نے کسی اور کو گرفتار نہیں کیا۔ اُس نے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ پر احسان کیجیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کو ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جا سکتا۔ تو مکے اس طرح نہیں لوٹنے پائے گا کہ اپنے رخساروں پر ہاتھ پھیر کر کہے کہ میں نے دو مرتبہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے تمسخر کیا، آپؐ نے اس کے متعلق عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح کو حکم دیا تو انھوں نے اُس کی گردن مار دی۔

شہدائے اُحُد کی نماز جنازہ جب مشرکین اُحد سے واپس ہو گئے تو مسلمان اپنے مقتولین کی طرف واپس ہوئے، حمزہؓ بن عبدالمطلب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپؐ نے انھیں نہ غسل دیا اور نہ دوسرے شہدا کو غسل دیا اور فرمایا انھیں مع ان کے خون اور زخموں کے کفنا دو، انھیں رکھ دو میں ان سب کا نگراں ہوں۔

سید الشہدا حضرت حمزہؓ کا اعزاز حمزہؓ سب سے پہلے شخص تھے جن پر چار مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر فرمائی (یعنی نماز جنازہ پڑھی) پھر آپؐ کے پاس شہدا جمع کئے گئے جب کسی شہید کو لایا جاتا تھا تو اسے حمزہؓ کے پہلو میں رکھ دیا جاتا تھا۔ پھر اُن پر اور اُس شہید پر نماز پڑھتے تھے اس طرح آپؐ نے اُن پر ستر مرتبہ نماز پڑھی۔

ہم نے سُنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے احد پر نماز نہیں پڑھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گڑھا کھودو، گہرا اور چوڑا کرو جسے قرآن زیادہ یاد ہو اُسے مقدم کرو۔

وہ لوگ جنھیں ہم جانتے ہیں ایک قبر میں دو دفن کئے گئے یہ تھے :۔

عبداللہ بن عمرو بن حرام اور عمروؓ بن الجموح ایک قبر میں، خارجہ بن زید اور سعد بن الربیع ایک قبر میں، النعمان بن مالک اور عَبدۃ بن الحسحاس ایک قبر میں۔

مشرک مقتولین کے متعلق حکم پھر سب لوگ یا اکثر اپنے مقتولین کو مدینے اٹھالے گئے اور نواح میں دفن کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے ندا دی کہ مقتولین کو اُن کی خوابگاہوں کی طرف واپس کرو، منادی نے صرف ایک ہی شخص کو پایا جو دفن نہیں کئے گئے تھے، وہ لوٹا دیئے گئے اور وہ شماس بن عثمان المخزومی تھے۔

منافقین کا اظہار مسرت اُسی روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے نماز مغرب مدینے میں پڑھی۔ ابن اُبی اور منافقین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کی ناکامیابی پر خوشیاں منائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکین آج کی طرح ہم پر کامیابی حاصل نہ کر سکیں گے یہاں تک کہ ہم رکن (حجر اسود) کو بوسہ دیں۔

حضرت حمزہؓ کا سوگ انصار اپنے مقتولین پر روئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنا تو فرمایا کہ حمزہؓ پر رونے والا کوئی نہیں، انصار کی عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آئیں اور حمزہؓ پر روئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لئے دعا کی اور واپس جانے کا حکم دیا۔ آج تک وہ

عورتیں جب انصار میں سے کوئی مرتا ہے تو پہلے حمزہؓ پر روتی ہیں پھر میت پر۔

الشعبی سے مروی ہے کہ اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے ساتھ مکر کیا (یعنی خفیہ تدبیر کی) اور یہ پہلا دن تھا کہ مکر کیا گیا۔

رسول اللہؐ کے زخم انس بن مالک سے مروی ہے کہ اُحد کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت (جو نچلی اور سامنے کے دانتوں کے درمیان تھے) اور آپؐ کی پیشانی زخمی ہو گئی چہرہ پر خون بہا (صلوات اللہ علیہ رضوانہ رحمتہ وبرکاتہ)

آیت قرآنی کا نزول آپؐ نے فرمایا وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جس نے اپنے نبی کے ساتھ یہ کیا حالانکہ وہ اُنھیں کے پروردگار کی طرف بلاتا تھا، اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ لیس لک من الامر شئ او یتوب علیھم او یعذبھم فانھم ظالمون (یعنی آپؐ کو اس معاملہ میں کوئی دخل نہیں خدا کو اختیار ہے، اُنھیں معاف کرے یا اُن پر عذاب کرے کیونکہ یہ لوگ ظالم ہیں۔)

حضرت النعمان کی شہادت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب یوم اُحد ہوا تو مشرکین کو شکست ہوئی ابلیس نے پکار کر کہا۔ اے اللہ کے بندو اپنی دوسری جماعت (کو دیکھو) پہلی جماعت لوٹی، وہ اور ان کی دوسری جماعت باہم شمشیر زنی کرنے لگی، حذیفہ نے دیکھا کہ اتفاقاً ان کے باپ النعمان ہیں (جنھیں تلوار ماری جارہی ہے)، تو کہا اے اللہ کے بندو، یہ تو میرے باپ ہیں، میرے باپ ہیں۔

عائشہؓ فرماتی ہیں خدا کی قسم وہ لوگ نہ باز آئے تا آں کہ انھیں قتل کر دیا۔ حذیفہ نے کہا کہ اللہ تمہاری مغفرت کرے۔

عروہ نے کہا کہ خدا کی قسم ان کی بقیہ خیر حذیفہ میں رہی یہاں تک کہ وہ بھی اللہ سے جا ملے۔

نوجوانان مدینہ کا اصرار جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب دیکھا کہ ایک محفوظ زرہ میں ہوں اور میں نے ذبح کی ہوئی گائے دیکھی، تعبیر لی کہ زرہ سے مراد مدینہ اور گائے سے مراد جماعت ہے، اگر تم چاہو تو ہم مدینے میں مقیم رہیں۔ جب وہ لوگ حملہ آور ہوں تو اُن سے جنگ کریں۔

اُنھوں نے کہا، واللہ جاہلیت میں کوئی ہمارے شہر میں داخل نہ ہوا تو اسلام میں کون ہمارے پاس گھسے گا؟ آپؐ نے فرمایا، تمہاری مرضی، وہ چلے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زرہ پہن لی تو اُنھوں نے کہا کہ ہم نے یہ کیا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کو رد کیا۔ آئے اور عرض کی

یا رسول اللہ آپ کی مرضی، فرمایا کسی نبی کو جائز نہیں کہ جب وہ زرہ پہن لے تو اُسے قتال سے پہلے اتار دے
الزہری سے مروی ہے کہ شیطان نے اُحد کے دن پکار کر کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قتل کر دیئے گئے۔

ابن مالک کی روایت کعب بن مالک نے کہا کہ میں سب سے پہلا شخص ہوں جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا۔ میں نے خود کے نیچے آپ کی دونوں آنکھوں کو پہچانا تو بلند آواز سے پکارا کہ یہ رسول اللہ ہیں آپ نے میری طرف اشارہ کیا کہ خاموش رہو۔ اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم الآیہ" (محمد بھی اللہ کے رسول ہی ہیں اُن سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر گئے۔ کیا یہ مرجائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو تم اپنے پیچھے پلٹ جاؤگے ؟)

ابی بن خلف کا دعویٰ سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ابی بن خلف الجمحی بدر کے دن گرفتار ہوا، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فدیہ دیا اور کہا کہ میرے پاس ایک گھوڑا ہے جسے میں روزانہ ایک فَرَق (۸ سیر) جوار کھلاتا ہوں۔ شاید آپ کو اُسی پر سوار ہو کے قتل کر دوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں انشاء اللہ اُس پر تجھے قتل کر دوں گا۔

ابی بن خلف کا قتل جب اُحد کا دن ہوا تو ابی بن خلف اُسی گھوڑے کو ایڑ مارتا ہوا سامنے آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب گیا چند مسلمانوں نے اسے روکا کہ قتل کر دیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہلت دو مہلت دو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نیزہ لے کے کھڑے ہوئے جو آپ کے ہاتھ میں تھا اس سے آپ نے ابی بن خلف کو مارا جس سے ایک پسلی ٹوٹ گئی وہ مجروح ہو کے اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ گیا۔ اُسے اُن لوگوں نے اٹھا لیا اور واپس لے گئے، کہنے لگے کہ تیرے لئے کوئی خوف نہیں ہے، مگر ابی نے اُن سے کہا کہ کیا انھوں نے مجھ سے نہیں فرمایا تھا کہ انشاء اللہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔ اُس کے ساتھی اسے لے گئے تھوڑی دور جا کر مر گیا، اُسے اُن لوگوں نے دفن کر دیا۔

سعید المسیب نے کہا کہ اسی کے بارے میں اللہ تبارک و تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی (جس وقت مارا آپ نے نہیں مارا، لیکن اللہ نے مارا)

مسلمانوں کی جاں نثاری سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ اُحد کے دن تقریباً تیس آدمیوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مصیبت آئی اُن میں سے ہر ایک آتا تھا اور آپ کے سامنے دوزانو

بیٹھ جاتا تھا (یا سفیان نے کہا کہ آپؐ کے سامنے آجاتا تھا۔) پھر کہتا تھا کہ میرا چہرہ آپؐ کے چہرے کی وفا ہے (یعنی اُس کے بدلے حاضر ہے) اور میری جان آپؐ کی جان پر قربان ہے آپؐ پر اللہ کا ایسا سلام ہو جو متروک نہ ہو۔

رسول اللہ کا تیر اندازوں کو انتباہ البراء بن عازب سے مروی ہے کہ جب اُحد کا دن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر اندازوں پر جو پچاس تھے عبداللہ بن جبیر کو سردار بنا کے ایک مقام پر مقرر کر دیا۔ اور فرمایا کہ اگر تم ہمیں اس حالت میں) دیکھو کہ پرندے نوچ رہے ہیں تب بھی اپنے مقام سے نہ ٹلو تاوقتیکہ تمہارے پاس قاصد نہ بھیجا جائے۔ اور اگر تم یہ دیکھو کہ ہم نے اس قوم کو بھگا دیا، ہم اُن پر غالب آگئے اور ہم نے انھیں روند ڈالا تب بھی اپنی جگہ سے نہ ٹلو جب تک کہ تمہارے پاس قاصد نہ بھیجا جائے۔

حضرت عبداللہ بن جبیر کی ثابت قدمی البراء نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمنوں کو شکست دی، میں نے خدا کی قسم عورتوں کو دیکھا کہ پہاڑ پر اس طرح بھاگ رہی تھیں کہ انکی پنڈلیاں اور پازیبیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ اپنے کپڑے اٹھائے ہوئے تھیں عبداللہ بن جبیر کے ساتھیوں نے کہا کہ غنیمت، اے قوم غنیمت، تمہارے ساتھی غالب آگئے تم کس کا انتظار کرتے ہو، عبداللہ بن جبیر نے کہا کہ کیا تم بھول گئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے فرمایا تھا۔ اُنھوں نے کہا کہ ہم تو بخدا ان لوگوں کے پاس جائیں گے اور غنیمت حاصل کریں گے۔

البراء نے کہا کہ جب وہ اُن کے پاس پہنچے تو اُن کے چہرے پھیر دیئے گئے وہ ہزیمت اٹھا کے آگئے اس آیت کے یہی معنی ہیں "اذ یدعوھم الرسول فی اخراھم" (جبکہ رسول انھیں اُن کی دوسری جماعت میں بلا رہے تھے) چنانچہ سوائے بارہ آدمی کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کوئی نہ رہا اُن (مشرکین) کو ہمارے ستر آدمی ملے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کو بدر کے دن ایک سو چالیس مشرکین ملے تھے جن میں ستر اسیر تھے اور ستر مقتول۔

ابوسفیان کا استفسار ابوسفیان سامنے آیا اور اُس نے تین مرتبہ کہا کہ آیا اس جماعت میں محمدؐ ہیں؟ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں جواب دینے سے منع فرمایا۔ اُس نے کہا کہ آیا اس جماعت میں ابن ابی قحافہ ہیں، کیا اس جماعت میں ابن ابی قحافہ ہیں، کیا اس جماعت میں ابن ابی قحافہ (ابوبکر صدیقؓ) ہیں کیا اس جماعت میں (فاروق اعظم) عمرؓ بن الخطاب ہیں، کیا اس جماعت میں ابن الخطاب ہیں، کیا اس جماعت میں ابن الخطاب ہیں؟

حضرت عمر فاروقؓ کا جواب | ابو سفیان اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ یہ لوگ تو قتل کر دیئے گئے اور تم ان کے لئے کافی ہو گئے، عمرؓ (فاروق) کو اپنے نفس پر قابو نہ رہا، انھوں نے کہا بخدا اے اللہ کے دشمن تو جھوٹا ہے وہ لوگ جن کو تو نے شمار کیا سب کے سب زندہ ہیں اور وہ چیز تیرے لئے باقی ہے جو تیرے ساتھ برائی کرے گی۔

ابو سفیان نے کہا کہ یہ دن بدر کے دن کا بدلہ ہے، جنگ تو کبھی موافق ہوتی ہے کبھی مخالف تم لوگ اس جماعت میں مُثلہ (ناک کان کاٹنا) پاؤ گے جس کا میں نے حکم نہیں دیا اور نہ مجھے وہ برا معلوم ہوا، وہ رجز (برانگیختہ کرنے والے اشعار) پڑھنے لگا اور کہنے لگا "اُعلُ ھُبل اُعلُ ھُبل" (ہبل بت کا نام ہے) بلندرہ۔ہبل بلندرہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم لوگ اسے جواب نہیں دیتے؟ عرض کی۔ یا رسول اللہ ہم اسے کیا جواب دیں، فرمایا، کہو اللہ اعلیٰ واجل (یعنی اللہ بزرگ و برتر ہے) ابو سفیان نے کہا کہ العزیٰ (بت کا نام ہے) ہمارے ہی لئے ہے۔ تمہارے لئے کوئی عزیٰ نہیں ہے۔

رسول اللہ نے فرمایا تم لوگ اسے جواب نہیں دیتے۔ عرض کی یا رسول اللہ کیا جواب دیں؟ فرمایا کہو اللہ مولانا و لا مولیٰ لکم" (اللہ ہمارا مولا ہے اور تمہارا کوئی مولا نہیں ہے۔)

حضرت فاطمہؓ کی تیمارداری | سہل بن سعد سے مروی ہے کہ اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دانت لوٹ گیا۔ چہرہ مبارک زخمی ہو گیا۔ خود سر پہ لوٹ گیا۔ فاطمہ علیہا السلام آپؐ کا زخم دھو رہی تھیں اور علیؓ اس پر ڈھال سے پانی ڈالتے تھے، جب فاطمہؓ نے یہ دیکھا کہ پانی سے سوائے خون کی زیادتی کے اور کچھ نہیں ہوتا تو فاطمہؓ نے ایک ٹکڑا بوریہ کا لیا، اسے جلایا اور لگا دیا۔ جس سے خون رک گیا۔

بنی قینقاع کی واپسی | ابو حمید الساعدی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے دن برآمد ہوئے ثنیۃ الوداع سے آگے بڑھ گئے تو ایک بہت سے ہتھیار والے لشکر کو دیکھا فرمایا یہ کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ عبد اللہ بن ابی بن سلول ہے، اہلِ قینقاع کے چھ سو یہودی ہمراہ ہیں جو اس کے دوست و معاہد ہیں اور وہ لوگ عبد اللہ بن سلام کے قبیلے کے ہیں، استفسار فرمایا۔ اسلام لا چکے ہیں، لوگوں نے کہا نہیں یا رسول اللہ، فرمایا ان سے کہو واپس جائیں کیونکہ ہم مشرکین کے خلاف مشرکین سے مدد نہیں لیں گے۔

ابو مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے اُحد کی نماز جنازہ پڑھی۔

غزوۂ حمراء الاسد

غزوۂ حمراء الاسد ہجرت کے بتیسویں مہینے ۸ رشوال یکشنبہ کو ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد سے شنبے کی شام کو واپس ہوئے تو اس شب کو آپ کے دروازہ پر چند معزز انصار نے پاسبانی کی۔ مسلمان رات کو اپنے زخموں کا علاج کرتے رہے۔

یکشنبے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز صبح پڑھی اور بلال رضؓ کو حکم دیا کہ ندا دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو دشمن کی تلاش کا حکم دیتے ہیں ہمارے ہمراہ سوائے اسکے جو جنگ میں حاضر تھا کوئی نہ نکلے جابر بن عبداللہ نے عرض کیا کہ اُحد کے دن میرے باپ نے مجھے میری بہنوں کی نگرانی کے لئے چھوڑ دیا تھا اس لئے میں جنگ میں حاضر نہ ہوا، اجازت دیجئے کہ میں آپ کے ہمراہ چلوں انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی۔ سوائے اُنکے آپ کے ہمراہ کوئی ایسا شخص نہیں روانہ ہوا جو جنگ میں موجود نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا جھنڈا طلب فرمایا جو بندھا ہوا تھا کھلا نہ تھا، آپ نے اسے علی رضؓ بن ابی طالب کو دیا، اور کہا جاتا ہے کہ ابوبکر صدیق رضؓ کو (رضی اللہ تعالےٰ عنہما)

آپ اس عالت میں روانہ ہوئے کہ چہرہ مبارک مجروح تھا اور پیشانی مبارک زخمی تھی دندان مبارک ٹوٹا ہوا تھا اور نیچے کا ہونٹ اندر کی جانب سے مجروح تھا داہنہ شانہ ابن قمیہ کی تلوار کی ضرب سے سست تھا اور دونوں گھٹنے چھلے ہوئے تھے العوالی کے باشندے بھی جب اُنھیں آواز آئی جمع ہوکر شریک ہوگئے۔

دو مسلم مخبروں کی شہادت | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور لوگ آپ کے ہمراہ روانہ ہوئے آپ نے اسلم کے تین آدمیوں کو اس قوم کے نشان قدم پر مخبر بنا کے بھیجا اُن میں سے دو آدمی اس قوم سے (یعنی کفار سے) حمراء الاسد میں ملے جو العقیق کے راستے پر ذوالحلیفہ کی بائیں جانب مدینے سے دس میل کے فاصلے پر ہے جبکہ وادی کا راستہ اختیار کیا جائے اس کے لئے بہت مسافت تھی لوگ پلٹنے کا مشورہ کر رہے تھے صفوان بن امیہ انھیں اس سے منع کر رہا تھا، اتنے میں یہ دونوں آدمی نظر پڑ گئے کفار اُن کی طرف متوجہ ہوئے، اُن پر غالب آگئے وقتل کردیا اور روانہ ہو گئے۔

شہدا کی تدفین | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مع اپنے اصحاب کے روانہ ہوئے حمراء الاسد

میں پڑا و کیا۔ آپؐ نے ان دونوں آدمیوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا وہ دونوں باہم قرابت دار بھی تھے۔

اُن راتوں میں مسلمانوں نے پانچ سو جگہ آگ روشن کی تھی جو دور دور سے نظر آتی تھی لشکر کی آواز اور آگ کی روشنی ہر طرف گئی اللہ تعالےٰ نے دشمن کو اس سے دفع کیا۔

مراجعت مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے واپس ہوئے اور جمعے کو داخل ہوئے آپؐ پانچ شب باہر رہے، مدینے پر عبداللہ بن ام مکتوم کو اپنا خلیفہ بنایا تھا۔

سریہ ابی سلمہ بن عبدالاسد المخزومی

قَطَن کی جانب ابوسلمہ بن عبدالاسد المخزومی کا سریہ ہوا۔ قَطَن ایک پہاڑ نواح فید میں ہے، وہاں بنی اسد بن خزیمہ کا چشمۂ آب تھا۔ محرم کے چاند پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے پینتیسویں[۳۵] مہینے یہ سریہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ طلیحہ وسلمہ فرزندان خویلد مع اپنے پیرووں کے اپنی قوم میں جاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کی دعوت دیتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسلمہ کو بلایا اُن کے لئے جھنڈا مقرر کیا اور ہمراہ مہاجرین وانصار میں سے ایک سو پچاس آدمی روانہ کئے۔ اُن سے فرمایا جاؤ یہاں تک کہ علاقہ بنی اسد میں پہنچو قبل اس کے کہ اُن کی جماعتیں تمہارا مقابلہ کریں تم ان پر حملہ کردو۔

وہ روانہ ہوئے اور اپنی رفتار تیز کردی۔ معمولی راستے کو ترک کردیا۔ الاخبار سے گذر کر قطن کے قریب پہنچ گئے۔ میدان پر حملہ کرکے اُس پر قبضہ کرلیا تین غلام چرواہوں کو گرفتار کیا باقی بچ گئے وہ اپنی جماعت کے پاس آئے انھیں خبر کی سب لوگ اطراف میں منتشر ہوگئے ابوسلمہ نے اونٹ اور بکریوں کی تلاش میں اپنے ساتھیوں کو تین جماعتوں میں تقسیم کردیا وہ صحیح وسالم واپس ہوئے اونٹ اور بکریاں ساتھ لائے۔ کوئی شخص نہیں ملا جو مزاحم ہوتا، ابوسلمہ ان سب کو مدینہ لے آئے۔

سریہ عبداللہ بن اُنیس

عُرَنَہ میں سفیان بن خالد بن نُبیح الہُذَلی کی جانب عبداللہ بن اُنیس کا سریہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے پینتیسویں ماہ ۵ رمحرم یوم دوشنبہ کو مدینے سے روانہ ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ سفیان بن خالد الہذلی واللحیانی نے جو عرنہ اور اُس کے قرب وجوار میں اترا کرتا تھا اپنی قوم وغیرہ کے لوگوں کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کچھ گروہ جمع کئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن اُنیس کو بھیجا کہ وہ اُسے قتل کردیں۔

انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اُس کا کچھ حال مجھ سے بیان فرما دیجئے آپؐ نے فرمایا کہ جب تم اسے دیکھو گے تو اُس سے ڈر جاؤ گے اُس سے پریشان ہو جاؤ گے اور تمہیں شیطان یاد آجائے گا عبداللہ نے کہا کہ میں آدمیوں سے نہیں ڈرتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات بنانے کی اجازت چاہی جو مل گئی۔

منصوبۂ قتل | میں نے اپنی تلوار لی اور اپنے کو بنی خزاعہ کی طرف منسوب کرتا ہوا نکلا، جب بطن عرنہ پہنچا تو اُس سے اس حالت میں ملا کہ وہ جا رہا تھا، اُس کے پیچھے مختلف قبائل کے لوگ تھے جو اُس کے پاس جمع ہو گئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حلیہ بیان فرمایا تھا اُس سے میں نے پہچانا۔ اور ڈر گیا۔ خوف ایسا طاری ہوا کہ پسینے پسینے ہو گیا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ اور اُس کے رسولؐ سچے ہیں۔ اُس نے مجھے دریافت کیا تو میں نے کہا کہ خزاعہ کا ایک آدمی ہوں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے تیرے گروہ کو سُن کر یہاں آیا کہ میں بھی تیرے ساتھ ہو جاؤں۔ اُس نے کہا بے شک میں اُن کے مقابلہ کی تیاری کر رہا ہوں۔

سفیان بن خالد کا قتل | میں اُس کے ساتھ باتیں کرتا چلا۔ اُس کو میری بات شیریں معلوم ہوئی باتیں کرتے کرتے اُس کے خیمے تک پہنچ گئے۔ اُس کے ساتھی اُس سے جدا ہو گئے، لوگ منقطع ہو گئے اور سو گئے تو میں نے اسے دھوکا دے کر قتل کر دیا اور اُس کا سر لے لیا۔

میں پہاڑ کے غار میں داخل ہو گیا اور مکڑی نے مجھ پر جالا لگا دیا، بہت تلاش کیا مگر انھیں کچھ نہ ملا اور واپس ہونے کے لئے پلٹے۔ میں نکلا، رات بھر چلتا تھا اور دن کو پوشیدہ رہتا تھا۔ یہاں تک کہ مدینے آگیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں پایا، جب آپؐ نے مجھے دیکھا تو فرمایا تمہارا چہرہ فلاح پائے۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ آپؐ کا چہرہ بھی فلاح پائے میں نے اس کا سر آپؐ کے سامنے رکھ دیا اور واقعے سے آپؐ کو آگاہ کیا۔

عصائے نبوی کا عطیہ | آپؐ نے مجھے ایک عصا عطا فرمایا کہ اسے پکڑ کے جنت میں چلے جاؤ وہ عصا اُن کے پاس رہا۔ جب وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ عصا کفن میں رکھ دیں، انھوں نے یہی کیا، اٹھارہ روز باہر رہے اور ۲۳ محرم یوم شنبہ کو آئے۔

سریۂ المنذر بن عمرو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں بیر معونہ کی طرف المنذر بن عمرو الساعدی کا سریہ ہوا۔

عامر بن مالک | عامر بن مالک بن جعفر ابو برا و ملاعب الاسنتہ الکلابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ کو ہدیہ دیا، مگر آپؐ نے قبول نہیں فرمایا۔ آپؐ نے اس پر اسلام پیش کیا مگر اُس نے اسلام قبول نہیں کیا اور دُور بھی نہیں ہوا۔

عامر نے درخواست کی کہ اگر آپؐ اصحاب میں سے چند آدمی میرے ہمراہ میری قوم کے پاس بھیج دیں تو امید ہے کہ وہ آپؐ کی دعوت قبول کر لیں گے اور آپؐ کے حکم کا اتباع کریں گے، آپؐ نے فرمایا کہ مجھے اہل نجد کا خوف ہے۔ اُس نے کہا میں تو اُن کے ہمراہ ہوں، پھر کیسے کوئی اُنکے سامنے آئیگا۔

المنذر بن عمرو الساعدی | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار میں سے ستر نوجوانوں کو جو قاری کہلاتے تھے اُس کے ہمراہ کر دیا اُس پر المنذر بن عمرو الساعدی کو امیر بنایا۔ یہ لوگ بیر معونہ پر اترے جو بنی سُلیم کا گھاٹ تھا اور بنی عامر بنی سُلیم کی زمین کے درمیان تھا، یہ دونوں بستیاں اُسی کی شمار ہوتی تھیں اور وہ المعدن کے نواح میں تھا، وہ لوگ وہیں اترے پڑاؤ کیا اور اپنے اونٹ چھوڑ دیئے

اُنھوں نے پہلے حرام بن ملحان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے ساتھ عامر بن الطفیل کے پاس بھیجا اس نے حرام پر حملہ کر کے شہید کر دیا مسلمانوں کے خلاف اُس نے بنی عامر کو بلایا مگر اُنھوں نے انکار کیا اور کہا کہ ابو برار کے ساتھیوں (مہمانوں) کے ساتھ دغا نہیں کی جائے گی۔

قاری صحابہؓ کی شہادت | اُس نے اُن کے ساتھ قبائل سلیم میں سے عُصَیہ اور ذکوان اور رعل کو پکارا۔ وہ لوگ اُس کے ہمراہ روانہ ہوگئے اور اُسے اپنا رئیس بنالیا۔ حرام کے آنے میں دیر ہوئی تو مسلمان اُن کے نشان قدم پر روانہ ہوئے کچھ دور جا کر اُنھیں وہ جماعت ملی۔ اُنھوں نے مسلمانوں کا احاطہ کر لیا دشمن تعداد میں زیادہ تھے۔ جنگ ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب شہید کر دیئے گئے

مسلمانوں میں سلیم بن ملحان اور الحکم بن کیسان تھے، جب اُنھیں گھیر لیا گیا تو اُنھوں نے کہا اے اللہ ہمیں سوائے تیرے کوئی ایسا نہیں ملتا جو ہمارا اسلام تیرے رسولؐ کو پہنچا دے لہٰذا تو ہی ہمارا اسلام پہنچا۔ آپ کو (صلی اللہ علیہ وسلم) جبریلؑ نے اس کی خبر دی تو فرمایا وعلیہم السلام۔

المنذر بن عمرو سے ان لوگوں نے کہا کہ اگر تم چاہو تو ہم تمہیں امن دیدیں مگر اُنھوں نے انکار کیا وہ حرام کے قتل گاہ پر آئے ان لوگوں سے جنگ کی یہاں تک کہ شہید کر دیئے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بڑھ گئے تاکہ مر جائیں، یعنی موت کے آگے چلے گئے حالانکہ وہ اُسے جانتے تھے۔

عمرو بن امیہ الضمری کی رہائی | مسلمانوں میں عمرو بن امیہ الضمری بھی تھے، سوائے ان کے سب شہید کر دیئے گئے۔ عامر بن الطفیل نے کہا کہ میری ماں کے ذمہ ایک غلام آزاد کرنا ہے لہٰذا تم اُس کی طرف سے آزاد ہو اور ان کی پیشانی کو کاٹ دیا۔ عمرو بن امیہ نے عامر بن فہیرہ کو مقتولین میں نہ پایا تو عامر بن الطفیل سے دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ انھیں بنی کلاب کے ایک شخص نے جس کا نام جبار بن سلمیٰ ہے قتل کر دیا۔ جب اُس نے انھیں نیزہ مارا تو انھوں نے کہا واللہ میں کامیاب ہو گیا۔ وہ آسمان کی طرف بلندی میں اٹھا لئے گئے۔

جبار بن سلمیٰ نے جو عامر بن فہیرہ کا قتل اور ان کا اٹھایا جانا دیکھا تو وہ اسلام لے آیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملائکہ نے ان کے جثے کو چھپا دیا اور وہ علّیین میں اتار دیئے گئے

شہدائے بیر معونہ کی اطلاع | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیر معونہ والوں کی خبر آئی اُسی شب کو خبیب بن عدی اور مرثد بن ابی مرثد کی مصیبت کی بھی خبر آپ کے پاس آئی آپ نے محمد بن مسلمہ کو بھیجا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ابو براء کا کام ہے میں اسی لئے ناپسند کرتا تھا۔

قاتلین کے لئے بددعا | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں رکوع کے بعد ان (مسلمان) کے قاتلین کے لئے بددعا فرمائی۔ اللھم اشدد وطاتک علی مضر (اے اللہ مضر پر اپنی گرفت مضبوط کر دے) اللھم سنین کسنی یوسف (اے اللہ یوسفؑ کے قحط کی طرح ان پر قحط نازل فرما) اللھم علیک ببنی لحیان وعضل والقارۃ وزغب ورعل وذکوان وعُصَیّۃ (اے اللہ بنی لحیان وعضل والقارہ وزغب ورعل وذکوان وعصیہ کی گرفت کر) فانھم عصوا اللہ ورسولہ (کیونکہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کی ہے)

اصحاب بیر معونہ کا غم | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اور پر اتنا رنج محسوس نہیں فرمایا جتنا مقتولین بیر معونہ پر، ان کے بارے میں اللہ نے قرآن میں نازل فرمایا جو بعد کو منسوخ ہو گیا۔ ملغوا قومنا عنا انا لقینا ربنا فرضی عنا ورضینا عنہ" (ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم اپنے پروردگار سے ملے، وہ ہم سے خوش ہوا اور ہم اُس سے خوش ہوئے)

عمرو بن امیہ کی مراجعت | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ بنی عامر کو ہدایت دے اور عامر بن الطفیل سے میرے نقض عہد کا بدلہ لے، عمرو بن امیہ چار روز پیادہ چل کر آئے۔ وہ جب صدور قناۃ میں تھے تو انھیں بنی کلاب کے دو شخص ملے جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی طرف سے امن تھا، مگر یہ جانتے نہ تھے اس لئے انھوں نے ان دونوں کو قتل کر دیا۔ عمرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپؐ کو اصحاب بیر معونہ کے قتل کی خبر دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اُن میں سے تم پلٹ آئے، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں عامریوں کے قتل کی خبر دی تو آپؐ نے فرمایا تم نے بہت برا کیا۔ ان دونوں کو تو میری طرف سے امن و پناہ تھی میں ان دونوں کا خوں بہا ضرور ادا کروں گا۔ آپؐ نے ان دونوں کا خوں بہا ان دونوں کی قوم میں بھیج دیا۔

عہد شکن قبائل کے لئے بد دعا انس بن مالک سے مروی ہے کہ رعل و ذکوان و عصیہ و بنی لحیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپؐ سے اپنی قوم کے خلاف مدد چاہی، آپؐ نے ستر انصار سے انکی مدد فرمائی، یہ لوگ قاری کہلاتے تھے، دن بھر لکڑیاں چنتے اور رات بھر نماز پڑھتے تھے۔ جب وہ بیر معونہ پہنچے تو اُن کے ساتھ بد عہدی کی اور انھیں قتل کر ڈالا یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپؐ نے ایک مہینے تک صبح کی نماز میں رعل و ذکوان و عصیہ و بنی لحیان پر بد دعا کی۔

ہم نے ایک زمانے تک اُن کے بارے میں قرآن کی یہ آیت پڑھی پھر وہ یا تو اٹھالی گئی یا بھلا دی گئی۔ بلغوا عنا قومنا انا لقینا ربنا فرضی عنا وارضانا۔

شہدائے بیر معونہ کے فضائل مکحول سے مروی ہے کہ کہ میں نے انس بن مالک سے قاری ابو حمزہ کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا افسوس ہے وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قتل کر دیئے گئے، وہ ایسا گروہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شیریں پانی لاتا تھا لکڑیاں چنتا تھا۔ جب رات ہوتی تو اسواری کی طرف نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے۔

کعب بن مالک اور چند اہل علم سے مروی ہے کہ المنذر بن عمرو الساعدی بیر معونہ کے دن شہید ہوئے، وہ ایسے شخص تھے جن کو کہا جاتا ہے کہ موت کے لئے آگے بڑھ گئے، عامر بن الطفیل نے اُن کے لئے نبی سُلیم سے مدد چاہی تھی، وہ اس کے ہمراہ گئے اور انھیں قتل کر دیا سوائے عمرو بن امیہ الضمری کے جنھیں عامر بن الطفیل نے گرفتار کر لیا تھا مگر پھر چھوڑ دیا۔

جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ تم اُن میں سے پلٹ آئے اسی گروہ میں عامر بن فہیرہ بھی تھے۔ ابن شہاب نے کہا کہ عروہ بن الزبیر کا گمان یہ ہے کہ وہ اسی روز قتل کر دیئے گئے مگر جس وقت وہ سب لوگ دفن

کئے گئے تو ان کا جسم نہیں ملا، عروہ نے کہا کہ لوگوں کا گمان یہ تھا کہ ملائکہ ہی نے انھیں دفن کیا۔

شہدائے بیر معونہ کیلئے آیت قرآنی انس بن مالک سے مروی ہے کہ جو لوگ بیر معونہ میں شہید ہوئے اُن کے بارے میں قرآن نازل ہوا جو بعد کو منسوخ ہو گیا" بلغوا قومنا انا قد لقینا ربنا فرضی عنا و رضینا عنہ" اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں پر جنھوں نے انھیں قتل کیا تیس دن صبح کو بد دعا کی وہ رعل و ذکوان و عصیہ تھے جنھوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کی۔

عاصم سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک سے سنا کہ میں نے کسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا رنجیدہ ہوتے نہیں دیکھا جتنا کہ اصحاب بیر معونہ پر۔

سریہ مرثد بن ابی مرثد

شروع صفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے چھتیسویں مہینے الرجیع کی جانب مرثد بن ابی الغنوی کا سریہ ہے۔

عضل والقارہ قبائل کی درخواست اُسید بن العلاء بن جاریہ سے جو ابو ہریرہؓ کے ہم نشینوں میں تھے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قوم عضل و القارہ سے آئی جو الہون بن خزیمہ کی طرف منسوب تھے۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں بھی اسلام ہے لہٰذا ہمارے ہمراہ اپنے اصحاب میں سے کچھ لوگوں کو بھیج دیجئے جو ہمیں سمجھائیں، قرآن پڑھائیں اور شریعت اسلامی سکھائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہمراہ دس آدمی روانہ کئے (۱) عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح (۲) مرثد بن ابی مرثد (۳) عبداللہ بن طارق (۴) خُبیب بن عدی (۵) زید بن الدثنہ (۶) خالد بن ابی البکیر (۷) مُعَتّب بن عبید جو عبداللہ بن طارق کے اخیافی بھائی تھے، دونوں قبیلہ بَلّی سے تھے جو بنی ظفر کے حلیف تھے۔

قبائل عضل والقارہ کی بدعہدی ان پر آپؐ نے عاصم بن ثابت کو اور بعض نے کہا کہ مرثد بن ابی مرثد کو امیر بنایا، وہ روانہ ہوئے۔ جب الرجیع پہنچے جو الہدہ سے نکلنے پر ہذیل کا گھاٹ ہے (الہدہ وہاں (یعنی الرجیع) سے سات میل ہے اور عسفان سے بھی سات میل ہے) تو انھوں نے اس جماعت کے ساتھ بدعہدی کی، اُن کے خلاف پکار کر ہذیل کو بلایا۔ بنو لحیان اُن کی طرف نکلے مگر اس جماعت کو سوائے اُن لوگوں کے کسی کا خوف نہ ہوا۔ جن کے ہاتھ میں تلوار تھی اور اُنھیں گھیر لیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے بھی اپنی تلواریں لے لیں اور اُن سے کہا کہ ہم لوگ بخدا

تم سے لڑنا نہیں چاہتے ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ اہل مکہ سے تمہارے ذریعہ عوض لیں، تمہارے لئے تو عہد و میثاق ہے کہ ہم تم کو قتل نہ کریں گے۔

مسلمانوں کا جذبۂ جہاد لیکن عاصمؓ بن ثابت، مرثدؓ بن ابی مرثد، خالد بن ابی البکیر اور معتبؓ بن ابی البکیر نے کہا کہ واللہ ہم کسی مشرک کا عہد و عقد و معاملہ کبھی قبول نہ کریں گے ان لوگوں نے ان سے جنگ کی یہاں تک کہ قتل کر دیئے گئے مگر زیدؓ بن الدثنہ اور خُبیبؓ بن عدی اور عبداللہؓ بن طارق گرفتار کر لئے گئے انھوں نے اپنے آپ کو اُن لوگوں کے حوالے کر دیا۔

سر عاصم کو فروخت کرنے کا ارادہ انھوں نے چاہا کہ عاصم کا سر سُلافہ بنت سعد بن شہید کے ہاتھ فروخت کریں جس نے نذر مانی تھی کہ عاصم کے کاسۂ سر میں شراب پیئے گی۔ عاصم نے اُس کے دو بیٹوں مُسافع و جُلاس کو اُحد کے دن قتل کیا تھا، مگر بھڑوں (زنبور) نے ان کی حفاظت کی تو اُنھوں نے کہا کہ ان کو اتنی مہلت دو کہ شام ہو جائے کیونکہ اگر شام ہو جائے گی تو وہ (بھڑیں) ان کے پاس سے چلی جائیں گی۔

حضرت عبداللہؓ بن طارق کی شہادت اللہ تعالےٰ نے وادی میں سیلاب بھیج دیا جو انھیں اٹھائے گیا وہ ان تین آدمیوں کو لے کر روانہ ہو گئے جب مر الظہران پہنچے تو عبداللہؓ بن طارق نے اپنا ہاتھ رسی سے چھڑا لیا اور اپنی تلوار لے لی قوم ان کے پیچھے رہ گئی تھی۔ ان لوگوں نے پتھر مار کر انھیں قتل کر دیا۔ ان کی قبر مر الظہران میں ہے۔

حضرت خبیبؓ اور حضرت زیدؓ کی فروختگی و شہادت خبیبؓ اور زیدؓ کو لے کر لائے زیدؓ کو صفوان بن امیہ نے خرید لیا کہ اپنے باپ کے عوض قتل کرے، خُبیب بن عدی کو حُجیر بن ابی اہاب نے اپنے بھانجے عقبہ بن الحارث بن عامر بن نوفل کے لئے خریدا کہ وہ اُنھیں اپنے باپ کے بدلے قتل کرے۔ ان لوگوں نے دونوں کو قید رکھا، اشہر حرام (وہ مہینے جن میں لوگ قتل و خونریزی کو حرام سمجھتے تھے) نکل گئے تو دونوں کو التنعیم لے گئے اور وہاں قتل کر دیا دونوں نے قبل اس کے کہ انھیں قتل کیا جائے دو دو رکعت نماز پڑھی، خُبیب پہلے شخص ہیں جنھوں نے قتل کے وقت دو رکعتیں مسنون کیں۔

حضرت زیدؓ کی رسول اللہ سے عقیدت عمرو بن عثمان بن عبداللہ بن موہب سے مروی ہے کہ موہب نے جو الحارث بن عامر کے آزاد کردہ غلام تھے بیان کیا کہ ان لوگوں نے خُبیب کو میرے

پاس کر دیا تھا۔ مجھ سے خبیب نے کہا کہ اے موہب میں تجھ سے تین باتیں چاہتا ہوں۔

۱:۔ مجھے آب شیریں پلایا کر۔

۲:۔ مجھے اس سے بچا جو بتوں کے نام پر ذبح کیا جائے۔

۳:۔ جب، وہ لوگ میرے قتل کا ارادہ کریں تو مجھے آگاہ کر دے۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ قریش کا ایک گروہ جن میں ابو سفیان بھی تھا زید کے قتل میں حاضر ہوا۔ اُن میں سے کسی نے کہا: اے زید تمہیں خدا کی قسم کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تم اس وقت اپنے عزیزوں میں ہوتے اور تمہارے بجائے محمدؐ ہمارے پاس ہوتے کہ ہم اُن کی گردن مارتے" انھوں نے کہا نہیں۔ خدا کی قسم میں یہ نہیں چاہتا کہ محمدؐ کو بجائے میرے کوئی کوئی کانٹا بھی چبھویا جائے جو انھیں ایذا دے اور میں اپنے عزیزوں میں بیٹھا ہوں۔

راوی نے کہا کہ ابو سفیان کہتا تھا، واللہ میں نے کبھی کسی قوم کو اپنے ساتھی سے اس قدر زیادہ محبت کرتے نہیں دیکھا جس قدر محمدؐ کے ساتھ اُن کے اصحاب کو ہے۔

غزوہ بنی النضیر

ماہ ربیع الاول ۴ھ میں ہجرت کے سینتیسویں مہینے غزوہ بنی النضیر ہوا۔ بنی النضیر کے مکانات الغرس اور اس کے متصل تھے جو آج بنی خطمہ کا قبرستان ہے، وہ بنی عامر کے حلفاء تھے۔

بنی النضیر کی سازشیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شنبے کو روانہ ہوئے۔ مسجد قبا میں نماز پڑھی ہمراہ مہاجرین وانصار کی ایک جماعت تھی، آپؐ بنی النضیر کے پاس تشریف لائے اُن سے اس بارے میں گفتگو فرمائی کہ وہ لوگ ان دونوں کلابیوں کی دیت کے معاملہ میں آپؐ کی مدد کریں جنھیں عمرو بن امیہ الضمری نے قتل کر دیا تھا۔ انھوں نے کہا اے ابو القاسم، آپؐ جو چاہتے ہیں ہم کریں گے مگر اُن میں بعض نے بعض سے تنہائی میں باتیں کیں اور آپؐ سے بدعہدی کا قصد کر لیا۔

عمرو بن جحاش بن کعب بن لبیل النضری نے کہا کہ میں مکان پر چڑھ جاؤں گا اور آپؐ پر ایک پتھر ڈھلکا دوں گا۔ سلام بن مشکم نے کہا کہ ایسا نہ کرو واللہ تم نے جو ارادہ کیا اُس کی انھیں خبر دی جائے گی اور یہ اُس عہد کے بھی خلاف ہے جو ہمارے اور اُن کے درمیان ہو چکا ہے۔

رسول اللہ کی مراجعت مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُن کے قصد کی خبر آئی آپؐ اس تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے گویا کسی حاجت کا قصد فرماتے ہیں اور مدینے روانہ

ہو گئے اصحاب بھی آپ سے آ ملے۔ انھوں نے عرض کیا آپ اس طرح کھڑے ہو گئے کہ ہمیں خبر بھی نہ ہوئی۔ فرمایا یہود نے بد عہدی کا ارادہ کیا ہے۔ اللہ نے اس کی مجھے خبر دیدی اس لئے میں کھڑا ہو گیا۔

بنی نضیر کو مہلت | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ سے کہلا بھیجا کہ تم لوگ میرے شہر سے نکل جاؤ اور میرے ساتھ اس میں نہ رہو۔ تم نے جس بد عہدی کا قصد کیا، وہ کیا۔ میں تمہیں دس دن کی مہلت دیتا ہوں اس کے بعد جو نظر آئے گا اس کی گردن مار دی جائے گی۔

وہ اس پر بھی چند روز ٹھہر کر تیاری کرتے رہے انھوں نے ذوالجدر میں اپنے مددگاروں کے پاس قاصد روانہ کیا اور لوگوں سے تیز چلنے والے اونٹ کرایے پر لئے۔

بنی نضیر کا اعلان جنگ | ابن ابی نے کہلا بھیجا کہ تم لوگ شہر سے نہ نکلو اور قلعے میں مقیم ہو جاؤ میرے ساتھ میرے ہم قوم اور عرب دو ہزار ہیں جو تمھارے ساتھ تمھارے قلعے میں داخل ہوں گے اور آخر تک مر جائیں گے، قریظہ اور غطفان کے حلفا تمہاری مدد کریں گے۔

جو کچھ ابن ابی نے کہا اس سے حیی کو لالچ پیدا ہوا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہلا بھیجا کہ ہم لوگ شہر سے نہیں نکلیں گے، آپ سے جو ہو سکے وہ کیجئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زور سے تکبیر کہی مسلمانوں نے بھی آپ کی تکبیر کے ساتھ تکبیر کہی۔ آنحضرت نے فرمایا یہود نے اعلان جنگ کر دیا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب کے ہمراہ ان کی طرف روانہ ہوئے بنی النضیر کے میدان میں نماز عصر پڑھی۔ علی رضی اللہ عنہ کو اپنا علم دیا اور مدینہ پر ابن ام مکتوم کو خلیفہ بنایا۔

بنو قریظہ کی علیحدگی | جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو تیر اور پتھر اپنے ہمراہ لے کے قلعوں پر چڑھ گئے، قریظہ ان سے علیحدہ رہے انھوں نے مدد نہیں کی ابن ابی اور اس کے حلفائے غطفان نے بھی انھیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا وہ ان کی مدد سے مایوس ہو گئے۔

محاصرہ بنی نضیر | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا محاصرہ کر لیا اور باغ کاٹ ڈالا تب انھوں نے کہا کہ ہم آپ کے شہر سے نکلے جاتے ہیں، آپ نے فرمایا آج میں اس کو نہیں مانتا لیکن اس سے اس طرح نکلو کہ تمھارے لئے تمھاری جانیں ہوں گی اور سوائے زرہ کے جو کچھ اونٹ لادلیں گے وہ ہو گا اس شرط پر یہود اتر آئے۔

بنی نضیر کی جلا وطنی | آپ نے پندرہ دن تک ان کا محاصرہ کیا۔ وہ اپنے مکان اپنے ہاتھ سے خراب کر رہے تھے آپ نے انھیں مدینے سے جلا وطن کر دیا اور ان کے نکالنے پر محمد بن مسلمہ کو والی بنایا

یہود نے اپنے بچوں اور عورتوں کو بھی سوار کر لیا اور وہ چھ سو اونٹوں پر سوار ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لوگ اپنی قوم میں ایسے ہی ہیں جیسے بنی المغیرہ قریش میں وہ خیبر چلے گئے منافقین کو اُن پر بڑا رنج ہوا۔

مال و اسلحہ پر رسول اللہ کا قبضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے مالوں اور زرہوں پر قبضہ کر لیا۔ آپ کو پچاس زرہیں، پچاس خود اور تین سو چالیس تلواریں ملیں۔ بنو النضیر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص تھے۔ آپ کے حوائج ضروریہ رفع کرنے کے لئے (ان کے اموال) خاص آپ کے لئے تھے۔ آپ نے ان اموال کو پانچ حصوں پر تقسیم نہیں فرمایا۔ نہ اس میں سے کسی کا کوئی حصہ لگایا اپنے اصحاب میں سے چند آدمیوں کو عطا فرمایا اور ان اموال سے انھیں وسعت عطا فرمائی۔

جن لوگوں کو عطا کیا گیا اُن میں سے مہاجرین کے نام جو ہمیں معلوم ہوئے یہ ہیں:۔

ابوبکر الصدیقؓ کو بیر حجر، عمرؓ بن الخطاب کو بیر جرم، عبد الرحمٰنؓ بن عوف کو سوالہ، صہیبؓ بن سنان کو الضراطہ، الزبیرؓ بن العوام کو اور ابو سلمہؓ بن عبد الاسد کو البویلہ، سہلؓ بن حنیف اور ابو دجانہؓ کو وہ مال دیا جو ابن خرشہ کا مال کہلاتا تھا۔

باغ البویرہ کی تاراجی عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے النضیر کا باغ البویرہ جلا دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "ما قطعتم من لینۃ او ترکتموھا قائمۃ علی اصولھا فباذن اللہ" (تم نے جو کھجور کے درخت کاٹ ڈالے یا انہیں ان کی جڑوں پر قائم رہنے دیا تو یہ اللہ ہی کے حکم سے ہوا تاکہ اللہ کافروں کو ذلیل کرے۔)

الحسن سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بنی النضیر کو جلا وطن کیا تو فرمایا چلے جاؤ کیونکہ یہ پہلا حشر ہے اور میں (اُن کے) نشان پر ہوں۔

غزوہ بدر الموعد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ بدر الموعد جو بدر القتال کے علاوہ ہے ذیقعدہ کے چاند پر ہجرت کے پینتالیسویں مہینے پیش آیا۔ جب ابو سفیان بن حرب نے یوم اُحد میں واپس ہونے کا ارادہ کیا تو اُس نے ندا دی کہ ہمارے تمہارے درمیان سال کے شروع میں بدر الصفراء (کی جنگ کا) وقت مقرر ہے۔ جہاں ہم لوگ مل کے قتال کریں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ بن الخطاب سے فرمایا کہہ دو، ہاں انشاء اللہ، لوگ اس بات پر منتشر ہو گئے۔ قریش بھی لوٹ گئے۔

انھوں نے اپنے طرفداروں کو اس میعاد کی خبر دی اور روانگی کی تیاری کی جب میعاد قریب آئی تو ابوسفیان نے روانگی ناپسند کی نعیم بن مسعود الاشجعی کے میں آیا تو اُس سے ابوسفیان نے کہا کہ میں نے محمدؐ اور اُن کے اصحاب سے وعدہ کیا تھا کہ ہم بدر میں ملیں گے۔ اب وہ وقت آگیا ہے۔ مگر یہ سال خشک ہے اور ہمارے لئے وہ سال مفید ہے جس میں سبزہ اور کثیر بارش ہو۔ مجھے یہ بھی گوارہ نہیں کہ محمدؐ روانہ ہوں اور میں روانہ نہ ہوں کیونکہ انھیں ہم پر جرأت ہو جائے گی، ہم صرف اس بات پر تیرے بیس کام کر دیں گے جن کا تیرے لئے سہل بن عمرو ضامن ہوگا کہ تو مدینے میں پہنچ کر اصحاب محمدؐ کو اُن سے جدا کر دے۔

رسول اللہ کا عزم وہ راضی ہوگیا انھوں نے انتظام کیا۔ اُسے ایک اونٹ پر سوار کیا جو تیزی کے ساتھ روانہ ہوا اور مدینے میں آیا، اس نے ابوسفیان کی تیاری اور اُس کے ہتھیار کی خبر دی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے ضرور ضرور روانہ ہوں گا خواہ میرے ہمراہ کوئی شخص بھی روانہ نہ ہو۔

مدینے سے روانگی اللہ نے مسلمانوں کی مدد کی اور اُن سے رعب کو دور کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے پر عبداللہ بن رواحہ کو خلیفہ بنایا۔ جھنڈا علیؓ بن ابی طالب نے اٹھایا۔ آپ مسلمانوں کے ہمراہ روانہ ہوئے جو پندرہ سو تھے صرف دس گھوڑے ساتھ تھے۔

بدر الصفرا پر اجتماع وہ لوگ اپنا مال و اسباب تجارت بھی لے گئے بدر الصفرا ایک مقام اجتماع تھا جس میں عرب جمع ہوا کرتے تھے، وہ ایک بازار تھا جو ذی القعدہ کے چاند سے ۸ تاریخ تک قائم رہتا تھا پھر لوگ اپنے اپنے شہروں میں منتشر ہو جاتے تھے۔ مسلمان ذی القعدہ کی چاند رات کو پہنچے اور صبح کو بازار لگ گیا۔ وہ لوگ آٹھ دن... وہاں رہے جو مال تجارت لے گئے تھے اُسے فروخت کیا تو انھیں ایک درم پر ایک درم نفع ہوا جب واپس ہوئے تو قریش نے اُنکی روانگی سُن لی۔

ابوسفیان کی پیشقدمی و مراجعت ابوسفیان بن حرب دو ہزار قریش کے ہمراہ کے سے نکلا۔ اُن کے ساتھ پچاس گھوڑے تھے وہ مجنتہ تک پہنچے جو مرالظہران میں ہے۔ وہاں ابوسفیان نے کہا کہ واپس چلو کیونکہ ہمیں سوائے سبزہ اور بارش کثیر کے اور کوئی سال مناسب نہیں جن میں ہم مویشی چرائیں اور دودھ پئیں، یہ سال تو خشک ہے لہذا میں تو پلٹتا ہوں اور تم بھی پلٹو۔ اہل مکہ نے اس لشکر کا نام جیش السویق رکھا (یعنی ستو کا لشکر) اس لئے کہ وہ لوگ ستو پیتے ہوئے نکلے تھے۔

معبد بن ابی معبد الخزاعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی بدر میں پہنچنے کی

خبر کے ہیں لایا تو صفوان بن امیہ نے ابوسفیان سے کہا میں نے تجھے اُسی روز اس قوم سے میعاد مقرر کرنے کو منع کیا تھا۔ اب انھیں ہم پر جرات ہو گئی اُنھوں نے دیکھ لیا کہ ہم ان سے پیچھے رہ گئے پھر ان لوگوں نے غزوۂ خندق کے لئے جنگ و خرچ و تیاری شروع کی۔

غزوۂ بدر الصغریٰ مجاہد سے مروی ہے کہ آیت " الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم" (یہ وہ ہیں کہ لوگوں نے ان سے کہا کہ تمہارے لئے سامان جمع کیا ہے) کی تفسیر میں کہا کہ یہ ابو سفیان ہے جس نے اُحد کے دن کہا تھا کہ اے محمدؐ تمھاری میعاد بدر ہے جہاں تم نے ہمارے ساتھیوں کو قتل کیا تھا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قریب ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وعدے کے مطابق گئے بدر میں اترے اور بازار کے وقت پہنچے اللہ تبارک وتعالیٰ کا قول یہی ہے " فانقلبوا بنعمة من اللہ وفضل لم یمسسھم سوء" (یہ لوگ اللہ کے ایسے فضل ونعمت کے ساتھ واپس ہوئے کہ انھیں ذرا سی بھی ناگواری نہ پیش آئی) فضل وہ ہے جو اُنھیں تجارت سے ملا، یہ (غزوہ) غزوہ بدر الصغریٰ ہے۔

غزوۂ ذات الرقاع

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے سینتالیسویں مہینے ماہ محرم میں غزوہ ذات الرقاع کیلئے روانہ ہوئے۔

نیابت حضرت عثمانؓ کوئی آنے والا مدینے میں اپنا مال تجارت لایا۔ اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو خبر دی کہ انمار و ثعلبہ نے مقابلے کے لئے کچھ گروہ جمع کئے ہیں، یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپؐ نے مدینے پر عثمانؓ بن عفان کو قائم مقام بنایا اور شب شنبہ ۱۰ محرم کو چار سو اصحاب کے ساتھ اور کہا جاتا ہے کہ سات سو اصحاب کے ساتھ روانہ ہوئے۔ آپؐ چلتے چلتے ان کے مقام پر جو ذات الرقاع میں تھا آ گئے۔ یہ ایک پہاڑ ہے جس میں سرخی و سیاہی و سفیدی کی زمینیں ہیں اور النخیل کے قریب السعد اور الشقرہ کے درمیان ہے۔

نماز خوف آپؐ نے ان مقامات میں سوائے عورتوں کے کسی کو نہ پایا، انھیں گرفتار کر لیا ان میں ایک خوبصورت لڑکی بھی تھی اعراب پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھاگ گئے نماز کا وقت آیا تو مسلمانوں کو خوف ہوا کہ وہ لوگ حملہ کر دیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف پڑھائی یہ سب سے پہلا موقع تھا جو آپؐ نے نماز خوف پڑھیں۔

مراجعت مدینہ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کا ارادہ کر کے واپس ہوئے آپؐ نے جابر بن عبداللہ سے اسی سفر میں ایک اوقیہ میں اُن کا اونٹ خریدا اور مدینے تک اس کی سواری کی شرط کر دی اُن سے اُن کے والد کا قرض دریافت فرمایا تو انھوں نے بتایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے اسی شب میں پچیس بار دعائے مغفرت فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعال بن سراقہ کو اپنی اور مسلمانوں کی سلامتی کی خوشخبری دینے کے لئے مدینے روانہ کیا، آپؐ ۲۵ محرم یکشنبہ کو صرار میں آئے، صرار مدینے سے تین میل ہے جو عراق کے راستے میں جاہلیت کے زمانے کا کنواں تھا۔ آپؐ پندرہ شب باہر رہے۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ ذات الرقاع میں ہم کسی سایہ دار درخت کے نیچے ہوتے تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چھوڑ دیتے تھے۔ مشرکین میں سے ایک شخص آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار ایک درخت سے لٹکی ہوئی تھی، اس نے وہ لے لی اور سوت لی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا آپؐ مجھ سے ڈرتے ہیں، آپؐ نے فرمایا نہیں، اس نے کہا پھر مجھ سے آپؐ کو کون بچائے گا؟ آپؐ نے فرمایا، اللہ مجھے تجھ سے بچائے گا۔ اسے اصحاب نے دھمکایا تو اس نے تلوار میان میں کر دی اور لٹکا دی۔

اذان کہی گئی تو آپؐ نے ایک گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں، وہ لوگ پیچھے ہٹ گئے، پھر دوسرے گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار رکعتیں ہوئیں اور جماعت کی دو رکعتیں،

غزوہ دومۃ الجندل

ماہ ربیع الاول میں ہجرت کے انچاسویں مہینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ دومۃ الجندل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ دومۃ الجندل میں بہت بڑی جماعت ہے جو شتر سوار اور مزدور ادھر سے گزرتے ہیں وہ لوگ اُن پر ظلم کرتے ہیں اُن کا ارادہ مدینے پر حملہ کا ہے۔

دومۃ الجندل شام کے راستے کے کنارے پر ہے، اس کے اور دمشق کے درمیان پانچ رات کی مسافت ہے اور مدینے سے پندرہ یا سولہ رات کی مسافت ہے۔

سباع بن عرفطۃ الغفاری کی نیابت | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلایا، مدینے پر سباع بن عرفطۃ الغفاری کو اپنا قائم مقام بنایا۔ آپؐ ۲۵ ربیع الاول کو ایک ہزار مسلمانوں کے ہمراہ روانہ ہوئے رات کو چلتے تھے اور دن کو پوشیدہ ہو جاتے تھے ہمراہ ایک رہبر بنی عذرہ میں سے تھا جس کا نام مذکور تھا۔ جب آپؐ ان لوگوں کے نزدیک ہوئے تو وہ ترک وطن کر رہے تھے، اتفاقاً اونٹوں

جویریہؓ بنت الحارث کا نکاح قیدی دو سو گھر والے تھے جویریہ بنت الحارث بن ابی ضرار ثابت بن قیس بن شماس اور ان کے چچازاد بھائی کے حصہ میں آئی ان دونوں نے اسے نو اوقیہ سونے پر مکاتب بنا دیا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی کتابت کے بارے میں درخواست کی آپؐ نے اُن کی طرف سے ادا کر دیا اور اُن سے عقد کر لیا وہ ایک خوبصورت لڑکی تھیں۔

کہا جاتا ہے کہ آپ نے بنی المصطلق کے ہر قیدی کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا یہ بھی روایت ہے کہ آپؐ نے ان کی قوم کے چالیس آدمیوں کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا۔

اسیران جنگ کی رہائی قیدیوں میں وہ بھی تھے جن پر بغیر فدیہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان فرمایا اور وہ بھی تھے جن سے فدیہ لیا گیا۔ عورتوں اور بچوں کا بقدر چھ حصوں کے فدیہ لیا گیا بعض قیدیوں کو مدینہ لائے تو ان کے وارث آئے اور انھوں نے ان کا فدیہ ادا کیا۔ بنی المصطلق کی کوئی عورت ایسی نہ تھی جو اپنی قوم میں واپس نہ گئی ہو۔ یہی ہمارے نزدیک ثابت ہے۔

سنان بن وَبَرا اور جہجاہ بن سعید کا جھگڑا۔ سنان بن وبرا الجہنی نے جو انصار میں سے تھے اور بنی سالم کے حلیف تھے اور جہجاہ بن سعید الغفاری نے پانی پر جھگڑا کیا، جہجاہ نے اپنے ہاتھ سے سنان کو مارا تو سنان نے آواز دی " یا للانصار" (اے انصار) اور جہجاہ نے آواز دی " یالقُریش" (اے قریش) " یا لکنانہ" اے کنانہ) ۔ قریش فوراً متوجہ ہوئے اور اوس و خزرج بھی متوجہ ہوئے اُنھوں نے ہتھیار نکال لئے، مہاجرین و انصار میں سے چند آدمیوں نے گفتگو کی سنان نے اپنا حق چھوڑ دیا اور اُنھیں معاف کر دیا، اُنھوں نے صلح کر لی۔

عبداللہ بن ابی کی دریدہ دہنی عبداللہ بن ابی نے کہا کہ جب ہم مدینے واپس جائیں گے تو عزت والا ذلیل کو وہاں سے ضرور نکال دیگا وہ اپنی قوم کے ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوا جو موجود تھے اور کہا کہ یہ وہ ہے جو تم نے خود اپنے ساتھ کیا زید بن ارقم نے سنا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک اس کا قول پہنچا دیا۔ آپؐ نے کوچ کا حکم دیا اور اسی وقت روانہ ہوئے اور لوگ آپؐ کے پیچھے ہو گئے عبداللہ بن عبداللہ بن ابی لوگوں سے آگے بڑھ گئے اور اپنے باپ کے انتظار میں راستے میں ٹھہر گئے جب انھوں نے اس کو دیکھا تو اسے ٹھہرا لیا اور کہا کہ میں اس وقت تک تجھے نہ چھوڑوں گا جب تک تو یہ نہ سمجھ جائے کہ تو ہی ذلیل ہے اور محمدؐ عزت والے ہیں۔

ان کے ہمراہ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ تھے۔

الزہری نے روایت کی ہے کہ الحارث بن عوف، بنی مرہ کو واپس لے گیا ان میں غزوہ خندق میں کوئی حاضر نہیں ہوا۔ الیثیؒ بنی مرہ نے بھی روایت کی ہے، مگر پہلی روایت زیادہ ثابت ہے کہ وہ لوگ غزوہ خندق میں الحارث بن عوف کے ہمراہ حاضر ہوئے اور حسان بن ثابت نے انکی ہجو کی۔

مشرکین کی تعداد | وہ تمام قومیں جن کا ذکر کیا گیا اور جو غزوہ خندق میں شریک ہوئیں تعداد میں دس ہزار تھیں اُن کے بہت سے گروہ تھے اور وہ تین لشکروں میں تھے سب کی عنان ابوسفیان بن حرب کے ہاتھ تھی۔

خندق کھودنے کا مشورہ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن لوگوں کے مکے سے روانہ ہونے کی خبر پہنچی تو آپؐ نے اصحاب کو بلایا انھیں دشمن کی خبر دی اور مشورہ کیا سلمانؓ الفارسی نے خندق کی رائے دی جو مسلمانوں کو پسند آئی۔

مسلمانوں کی تعداد | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ سلع کے میدان میں اُن کی چھاؤنی قائم کی اور سلع کو پس پشت کیا اس روز مسلمان تین ہزار تھے آپؐ نے مدینے پر عبداللہ بن ام مکتوم کو قائم مقام بنایا۔ آپؐ نے شہر کے گرد خندق کھودی مسلمان عجلت کے ساتھ کام کرنے لگے چاہتے تھے کہ دشمن کے آنے سے پہلے تیار ہو جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اُن کے ہمراہ اپنے ہاتھ سے کام کیا تاکہ مسلمانوں کا حوصلہ بڑھے۔

خندق کی کھدائی | آپؐ نے ہر جانب ایک جماعت کو مقرر فرمایا۔ مہاجرین راتج کی طرف سے ذباب تک کھود رہے تھے اور انصار ذباب سے جبل بنی عبید تک باقی مدینے میں عمارتیں باہم ملی ہوئی تھیں جس سے ایک قلعہ معلوم ہوتا تھا۔ بنو عبدالاشہل نے راتج سے اس کے پیچھے تک خندق کھودی، اور اس طرح مسجد کی پشت تک آ گئی۔ بنو دینار نے جُربا سے اس مقام تک خندق کھودی جہاں آج (بعہد مصنف) ابن ابی الجنوب کا مکان ہے اس کے کھودنے سے چھ دن میں فارغ ہوئے۔

مسلم مستورات و اطفال کی منتقلی | مسلمان بچوں اور عورتوں کو قلعوں میں اٹھائے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۸ ذی القعدہ یوم دوشنبہ کو روانہ ہوئے آپ کا جھنڈا جو مہاجرین کا تھا زید بن حارثہ اٹھائے ہوئے تھے انصار کا جھنڈا سعد بن عبادہ اٹھائے ہوئے تھے۔

بنو قریظہ کی بدعہدی | ابوسفیان بن حرب نے حیی بن اخطب کو خفیہ طور پر بنی قریظہ کے پاس بھیج کر ان سے درخواست کی کہ وہ اس عہد کو توڑ دیں جو ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے درمیان ہولہے اور آپ کے مقابلہ میں وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوجائیں (پہلے تو) انھوں نے انکار کیا۔ پھر مان لیا۔ یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے کہا "حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل" (ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ کیسا اچھا کارساز ہے۔) نفاق ظاہر ہو گیا لوگ جنگ سے ڈر گئے، مصیبت بڑھ گئی، خوف شدید ہو گیا۔ بچوں اور عورتوں کا اندیشہ ہونے لگا۔ وہ ایسے ہی ہو گئے جیسا اللہ تبارک وتعالےٰ نے فرمایا۔ "اذ جاءکم من فوقکم ومن اسفل منکم واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر" (وہ وقت یاد کرو جب کہ وہ لوگ (مشرکین) اوپر اور نیچے سے تمہارے پاس آگئے اور جبکہ نگاہیں کج ہوگئیں اور کلیجے منہ کو آگئے۔)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان دشمن کے سامنے اور مقابلہ سے ہٹتے نہ تھے سوائے اس کے کہ اپنی خندق کو روکے ہوئے تھے اور اس کی حفاظت کر رہے تھے۔

بنو قریظہ سے خطرہ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلمہ بن اسلم کو دوسو آدمیوں کے ہمراہ اور زید بن حارثہ کو تین سو آدمیوں کے ہمراہ بھیجتے رہتے تھے جو مدینے کی حفاظت کرتے تھے اور بلند آواز سے تکبیر کہتے تھے یہ اس لئے کہ بچوں پر بنو قریظہ کی طرف سے خوف کیا جاتا تھا۔ عباد بن بشر مع دوسرے انصار کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے کی حفاظت پر تھے جو تمام رات پاسبانی کیا کرتے تھے۔

مشرکین اور مسلمانوں میں جھڑپیں | مشرکین نے اپنے درمیان باری مقرر کر لی تھی کسی دن صبح کو ابوسفیان بن حرب اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جاتا تھا کسی دن خالد بن ولید کسی دن عمرو بن العاص کسی دن ہبیرہ بن ابی وہب اور کسی دن ضرار بن الخطاب الفہری۔ یہ لوگ برابر اپنے گھوڑوں کو گھمایا کرتے تھے کبھی الگ الگ ہو جاتے تھے اور کبھی مل جاتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے مقابلہ کرتے تھے اور اپنے تیر اندازوں کو آگے کر دیتے تھے جو تیر پھینکتے تھے۔

حبان بن العَرِقہ نے سعد بن معاذ کے ایک تیر مارا جو ان کی کلائی کی رگ میں لگا اور کہا کہ اسے پکڑو میں ابن العرقہ ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ تجھے دوزخ میں غرق کرے اور کہا جاتا ہے کہ جس نے انھیں تیر مارا وہ ابواسامہ الجشمی تھا۔

کفار کے روساء نے اس امر پر اتفاق کر لیا کہ کسی دن صبح کو سب جائیں وہ سب مل کر گئے ان کے ہمراہ تمام گروہوں کے لشکر تھے وہ خندق میں کوئی ایسی تنگ جگہ تلاش کرنے لگے جہاں سے اپنا لشکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب تک پہنچا دیں۔ مگر انھیں نہ ملی۔

اُنھوں نے کہا کہ یہ ایسی تدبیر ہے کہ عرب نہیں کر سکتے اُن سے کہا گیا کہ آنحضرتؐ کے ہمراہ ایک فارسی شخص ہے جس نے آپؐ کو اس بات کا مشورہ دیا۔ اُنھوں نے کہا یہ اُسی کی تدبیر ہے۔

عمرو بن عبدود کا قتل | وہ ایسے تنگ مقام پر پہنچے جسے مسلمان بھول گئے تھے عکرمہؓ بن ابی جہل، نوفلؓ بن عبداللہ، ضرارؓ بن الخطاب، ہبیرہؓ بن ابی وہب اور عمروؓ بن عبدود اس سے گزر گئے عمرو بن عبدود جنگ کی دعوت دینے لگا کہ:۔

وقد بحجت من الندا ء لجمعهم هل من مبارز

(اُن کی جماعت کو آواز دیتے دیتے خود میری آواز بیٹھ گئی کہ ہے کوئی لڑنے والا جو مقابلہ کو نکلے)

عمرو بن عبد وُدّ اس وقت نوے برس کا تھا، علیؓ بن ابی طالب نے کہا یا رسول اللہ میں اس سے لڑوں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنی تلوار دی عمامہ باندھا اور کہا اے اللہ اس کے مقابلہ میں ان کی مدد کر۔ علیؓ اس کے مقابلہ کے لئے نکلے ان میں سے ایک دوسرے کے قریب ہو گیا غبار اڑا اور علیؓ نے اسے مار کر قتل کر دیا اور تکبیر کہی تو ہمیں معلوم ہوا کہ انھوں نے اسے قتل کر دیا ہے اس کے ساتھی پشت پھیر کر بھاگے ان کے گھوڑے انھیں بچا لے گئے الزبیرؓ بن العوام نے نوفل بن عبداللہ پر تلوار سے حملہ کیا، اسے مار کے دو ٹکڑے کر دیا۔

جنگ کا آغاز | آخر یہ ٹھہری کہ دوسرے دن مقابلہ ہو گا سب نے رات اس حالت میں گذاری کہ اپنے ساتھیوں کو تیار کرتے رہے اپنے لشکروں کو پھیلا دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب بہت بڑا لشکر مقرر کیا جس میں خالد بن الولید تھا اس روز دن بھر جنگ ہوتی رہی کچھ رات گئے تک یہی سلسلہ جاری رہا نہ وہ اپنی جگہ سے ہٹ سکے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرصت ملی کہ نماز پڑھ سکیں آپؐ نے اور آپؐ کے اصحاب نے نہ ظہر پڑھی نہ عصر نہ مغرب نہ عشاء یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کو ہزیمت دی وہ منتشر ہو کر اپنے اپنے مقام و لشکر کی طرف واپس ہو گئے۔ مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے کی طرف واپس ہوئے۔

طفیل بن النعمان کی شہادت | اُسید بن الحضیر دو سو مسلمانوں کے ہمراہ خندق ہی پر رہے خالد بن الولید مشرکین کے لشکر کے ساتھ پلٹ پڑا جو مسلمانوں کی تلاش میں تھا تھوڑی دیر اُنھوں نے مقابلہ کیا مشرکین کے ہمراہ وحشی بھی تھا اس نے طفیل بن النعمان کو جو بنی سلمہ میں سے تھے اپنا نیزہ کھینچ کے مارا اُنھیں قتل کر کے وہ لوگ بھاگ گئے۔

قضا نمازوں کی ادائیگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خیمہ کی طرف گئے آپ نے بلالؓ کو حکم دیا تو انھوں نے اذان کہی اور ظہر کی اقامت کہی، پھر آپ نے نماز پڑھی انھوں نے ہر نماز کے بعد علیحدہ علیحدہ اقامت کہی آپ اور آپ کے اصحاب نے قضا نمازیں پڑھیں اور فرمایا ان لوگوں نے ہمیں نماز وسطیٰ یعنی عصر سے باز رکھا اللہ تعالیٰ ان کے شکموں اور قبروں میں آگ بھر دے۔

اس کے بعد اُن لوگوں کی کوئی جنگ نہیں ہوئی سوائے اس کے کہ وہ رات میں جاسوسوں کا بھیجنا ترک نہیں کرتے تھے جو دھوکے کی امید میں تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب دس رات سے زائد محصور رہے تھے کہ ان میں سے ہر ایک کو پریشانی و مشقت لاحق ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ غطفان سے آپ اس شرط پر مصالحت کرلیں کہ انھیں ایک تہائی پھل دیا کریں گے اور وہ لوگوں کے درمیان نااتفاقی کرادیں تاکہ کفار آپ کے پاس سے واپس چلے جائیں انصار نے اس سے انکار کیا تو آپ نے یہ ارادہ ترک کردیا۔

حضرت نعیمؓ بن مسعود کی حکمت عملی نعیمؓ بن مسعود الاشجعی اسلام لے آئے تھے انھوں نے اپنے اسلام کو زینت دی، وہ قریش اور قریظہ اور غطفان کے درمیان گئے ان کی طرف سے اُنکو اور اُنکی طرف سے اِن کو ایسا کلام پہنچایا جس سے ہر گروہ سمجھا کہ وہ اس کے خیرخواہ ہیں کفار نے اُن کا قول قبول کرلیا اس طرح انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُنکی مخالفت ترک کرادی۔

نعیم ایسی چال چلے کہ ہر گروہ کو ایک دوسرے سے وحشت ہوگئی قریظہ نے قریش سے ضمانت طلب کی تاکہ وہ اُن کے ساتھ نکلیں اور جنگ کریں، مگر قریش نے اس سے انکار کیا اور ان کو متہم جانا۔ قریظہ نے سبت (ہفتہ) کی اُن سے علت بیان کی اور کہا ہم اس روز (ہفتہ کو) نہیں لڑتے اس لئے کہ ہماری ایک قوم نے ہفتے کے دن سرکشی کی تھی تو وہ بندر اور سور بنا دیئے گئے۔ ابوسفیان بن حرب نے کہا کہ میں اپنے آپ کو کیوں نہیں دیکھتا جو میں بندر اور سور کے بھائیوں سے مدد مانگتا ہوں۔

آندھی اللہ تعالیٰ نے شب شنبہ کو ایک ہوا بھیجی جو مشرکین کا کام تمام کر گئی ہوا اتنی تیز چلی کہ نہ تو کوئی خیمہ ٹھہر سکا اور نہ ہانڈی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی طرف حذیفہ بن الیمان کو بھیجا کہ وہ اُن کی خبر لائیں۔ اسی شب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہے۔

ابوسفیان کا اعلان مراجعت ابوسفیان بن حرب نے کہا اے گروہ قریش تم لوگ ایسے مکان میں نہیں ہو جو قیام گاہ ہو، گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہوگئے، میدان خشک ہوگیا۔ بنو

قریظہ نے ہم سے وعدہ خلافی کی اور ہمیں وہ لگی ہے جو تم دیکھ رہے ہو لہٰذا کوچ کرو میں بھی کوچ کرتا ہوں۔

وہ کھڑا ہو گیا اور اپنے اونٹ پر بیٹھ گیا جس کے رسی بندھی ہوئی تھی اسے مارا تو وہ اپنے تین پیروں سے کودا اُس نے اُس کی رسی اُس وقت تک نہ کھولی جب تک وہ کھڑا نہ ہو گیا ابوسفیان کھڑا ہی تھا کہ لوگ کوچ کرنے لگے سارا لشکر تیزی سے روانہ ہو گیا ابوسفیان نے تعاقب کے اندیشے سے عمرو بن العاص اور خالد بن الولید کو دو سو سواروں کے ہمراہ لشکر کے پیچھے حصے پر اپنا محافظ مقرر کیا۔

محاصرین کی واپسی | حذیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹے اور آپؐ کو تمام واقعے کی خبر کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح صبح ہوئی کہ آپؐ کے سامنے لشکروں میں سے ایک بھی نہ تھا سب اپنے اپنے شہروں کو دفع ہو چکے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اپنے اپنے مکان واپس جانے کی اجازت دی وہ لوگ جلدی جلدی اور خوش خوش روانہ ہوئے۔

شہدائے خندق | جو لوگ غزوہ خندق میں شہید ہوئے اُن میں یہ بھی تھے۔ (۱) انس بن اوس بن عتیک جو بنی عبد الاشہل میں سے تھے انھیں خالد بن الولید نے قتل کیا تھا (۲) عبد اللہ بن سہل الاشہلی (۳) ثعلبہ بن عنمہ بن عدی بن نابیؒ، جن کو ہبیرہ بن وہب نے قتل کیا (۴) کعب بن زید جو بنی دینار میں سے تھے انھیں ضرار بن الخطاب نے قتل کیا۔

مدت محاصرہ | مشرکین میں سے عثمان بن منبہ بن عبید بن السباق بھی قتل ہوا جو بنی عبد الدار بن قصی میں سے تھا۔ مشرکین نے پندرہ روز مسلمانوں کا محاصرہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۳ ذی القعدہ یوم چہارشنبہ ۵ھ کو واپس ہوئے۔

مہاجرین و انصار کے لئے دعائے خیر | انس بن مالک سے مروی ہے کہ مہاجرین و انصار ٹھنڈی صبح میں نکل کر خندق کھود رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے:۔ اے اللہ خیر تو آخرت ہی کی خیر ہے لہٰذا انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما ان لوگوں نے آپؐ کو جواب دیا:۔ ہم وہ لوگ ہیں جنھوں نے محمدؐ سے ہمیشہ کے لئے جہاد کی بیعت کی ہے جب تک ہم باقی رہیں۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جب خندق کھود رہے تھے تو کہہ رہے تھے کہ ہم وہ لوگ ہیں جنھوں نے محمدؐ سے ہمیشہ کیلئے جہاد بیعت کی ہے جب تک ہم باقی رہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے اے اللہ خیر تو آخرت ہی کی خیر ہے لہٰذا انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما آپؐ کے پاس جو کی روٹی لائی گئی جس پہ بودار چربی تھی انصار نے اس میں سے کھائی اور نبی

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر تو آخرت ہی کی خیر ہے۔

صبر و قناعت سہل بن سعد سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس اس حالت میں تشریف لائے جب ہم خندق کھود رہے تھے اور اپنے کندھوں پر مٹی ڈھو رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عیش تو صرف آخرت ہی کا عیش ہے، لہٰذا اے اللہ تو انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما۔

البراء بن عازب سے مروی ہے کہ جنگ احزاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ مٹی ڈھو رہے تھے مٹی نے آپ کے شکم مبارک کی سفیدی کو چھپا لیا تھا۔ آپ یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

لاھم لولا انت ما اھتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا

اے اللہ اگر تو نہ ہوتا تو نہ ہم ہدایت پاتے، نہ خیرات کرتے اور نہ نماز پڑھتے

فانزلن سکینۃ علینا وثبت الاقدام ان لاقینا

بس ہم پر سکون نازل کر جب ہم (دشمن سے) ملیں تو ہمیں ثابت قدم رکھ

ان الاولی لقد بغوا علینا اذا ارادوا فتنۃ ابینا

ان لوگوں نے ہم پر بغاوت کی ہے۔ جب انھوں نے فتنے کا ارادہ کیا ہم نے انکار کیا۔

"ہم نے انکار کیا" اسے آپ بلند آواز سے فرما رہے تھے۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ یوم خندق مدینے میں ہوا تھا ابو سفیان بن حرب آیا جو قریش اُس کے ساتھ تھے، جو کنانہ اور عیینہ بن حصن میں سے ان کے تابع تھے جو غطفان و طلیحہ میں سے عیینہ بن حصن کے تابع تھے، بنی اسد میں سے اور ابو الاعور جو اُس کے تابع تھے جو بنی سُلیم اور قریظہ میں سے اُس کے تابع تھے سب ہمراہ ہوئے۔

آیات قرآنی کا نزول قریظہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان معاہدہ تھا۔ انھوں نے اسے توڑ دیا اور مشرکین کی مدد کی اللہ تعالیٰ نے اُنھیں کے بارے میں نازل فرمایا "وانزل الذین ظاھروھم من اھل الکتاب من صیاصیھم" (اور جن اہل کتاب نے اُن مشرکین کی مدد کی تھی اُن کو اللہ نے ان کے قلعوں میں سے اتار دیا۔)

جبرئیل علیہ السلام آئے، اُن کے ہمراہ آندھی تھی۔ جب آپ نے جبرئیل کو دیکھا تو تین مرتبہ فرمایا، "دیکھو خوش ہو جاؤ" اللہ نے ان پر ایسی آندھی بھیجی جس نے خیموں کو اکھاڑ دیا۔

ہانڈیاں الٹ دیں کجاووں کو دفن کر دیا اور میخوں کو اکھاڑ پھینکا لوگ اس طرح روانہ ہوئے کہ کوئی کسی کی طرف رخ نہ کرتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "اذ جاء تکم جنود فارسلنا علیھم ریحا و جنودا لم تروھا" (اس وقت کو یاد کرو جب تمہارے پاس ایک لشکر آیا پھر ہم نے اُن پر آندھی اور ایسے لشکر کو بھیجا جسے تم نہیں دیکھتے تھے) اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے۔

مراجعت مدینہ ابوالبشر نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے مکان واپس آئے تو آپؐ نے اپنے سر کا داہنا حصہ دھویا اور بایاں باقی تھا کہ جبرئیل نے کہا، خبردار میں آپؐ کو سر دھوتے دیکھتا ہوں، واللہ ہم اب تک (گھوڑے سے) نہیں اترے۔ اٹھئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ بنی قریظہ کی طرف روانہ ہوں۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم خندق میں فرمایا اللہ تعالیٰ اُن کی (مشرکین کی) قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے۔ کیونکہ انھوں نے ہمیں نماز سے روکا، یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا۔

نماز وسطیٰ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مسلمانوں نے یوم الاحزاب میں عصر نہیں پڑھی یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا یا فرمایا سورج لوٹ گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ اُن (کفار) کے گھر آگ سے بھر دے کیونکہ انھوں نے ہمیں نماز وسطیٰ سے روکا، یہاں تک کہ سورج غائب ہوگیا یا فرمایا سورج لوٹ گیا، حضرت علیؓ نے کہا کہ اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ نماز وسطیٰ نماز عصر ہے۔ علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم خندق میں فرمایا، انھیں (مشرکین کو) کیا ہوا ہے؟ اللہ انکی قبروں کو آگ سے بھر دے کیونکہ اُنھوں نے ہمیں نماز وسطیٰ سے جو عصر ہے باز رکھا۔

ابی جمعہ سے جنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی ہے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سال احزاب میں مغرب پڑھی، جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ تم میں سے کسی کو معلوم ہے کہ میں نے عصر بھی پڑھی ہے، اُنھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ علیک ہم لے تو نہیں پڑھی آپؐ نے موذن کو حکم دیا تو اُنھوں نے نماز کی اقامت کہی، آپؐ نے عصر پڑھی پھر مغرب دہرائی۔

شب خوں کا اندیشہ ابن ابی صفرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت خندق کھودی اور آپؐ کو یہ اندیشہ ہوا کہ ابو سفیان شب خوں مارے گا تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم پر شب خوں مارا جائے تو تمہارا ورد یہ ہوگا "حم لا ینصرون"

ابو صفرہ سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شب خندق میں فرمایا: میرا خیال یہی ہے کہ وہ قوم تم پر رات ہی کو شب خوں مارے گی، تمہارا شعار "حم لا ینصرون" ہے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ مشرکین نے خندق میں چوبیس رات تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا محاصرہ کیا۔

عینیہ بن حصن سے معاہدہ کا ارادہ ابن المسیب سے مروی ہے کہ جب یوم الاحزاب ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کا دس روز سے زائد محاصرہ کیا گیا جس سے ہر ایک کو مشقت لاحق ہوئی یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ میں تجھ سے تیرا عہد اور وعدہ طلب کرتا ہوں، اے اللہ اگر تو چاہے تو تیری عبادت نہ کی جائے۔ وہ لوگ اسی حالت پر تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عینیہ بن حصن بن بدر کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر تو مناسب سمجھے کہ میں تم لوگوں کے لئے انصار کے تہائی پھل مقرر کر دوں تو کیا تو غطفان کو جو تیرے ساتھ ہیں واپس کر دے گا اور احزاب (متفرق گروہوں) کے درمیان نا اتفاقی کرا دے گا، عینیہ نے آپؐ کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر آپؐ میرا حصہ مقرر فرما دیں تو میں کر دوں گا۔

حضرات سعدؓ بن عبادہ اور سعد بن معاذ کی مخالفت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سعدؓ بن عبادہ اور سعدؓ بن معاذ کے پاس قاصد بھیجا، انھیں اس کی خبر دی تو انھوں نے کہا کہ اگر آپؐ کسی بات پر (اللہ کی طرف سے) مامور ہیں تو اللہ کے امر کو جاری کیجئے، آپؐ نے فرمایا اگر میں کسی بات پر مامور ہوتا تو تم دونوں سے مشورہ نہ لیتا یہ میری رائے ہے جس کو میں تم دونوں کے سامنے پیش کرتا ہوں ان دونوں نے کہا کہ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ انھیں سوائے تلوار کے کچھ نہ دیں۔

نعیم بن مسعود الاشجعی کی کامیابی ابن ابی نجیح سے مروی ہے کہ اسی وقت جبکہ وہ اس کی فکر میں تھے یکایک نعیم بن مسعود الاشجعی آ گئے وہ ایسے تھے کہ دونوں فریق اُن سے مطمئن تھے اُنھوں نے ان لوگوں کے درمیان نا اتفاقی کرا دی احزاب بغیر قتال کے بھاگ گئے اللہ تعالےٰ کے قول کے یہی معنی ہیں۔ "وکفی اللہ المومنین القتال" اور جنگ میں اللہ ہی مومنین کے لئے کافی ہو گیا)۔

مشرکین کے لئے بددعا جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں دو شنبہ سہ شنبہ چہار شنبہ کو احزاب کے لئے بددعا کی چہار شنبہ کو ظہر و عصر کی نماز کے درمیان قبول ہو گئی ہم نے خوشخبری آپ کے چہرہ سے معلوم کی جابر نے کہا کہ جب کوئی زبردست وسخت دشوار معاملہ پیش آیا تو میں نے اُسی روز کی اسی ساعت میں التجا کی اور اللہ سے دعا کی تو مجھے قبولیت معلوم ہوئی۔

عبداللہ بن ابی اوفی سے مروی ہے کہ یوم الاحزاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے لئے بددعا کی کہ اے کتاب کے نازل کرنے والے، جلدی حساب لینے والے احزاب کو ہزیمت دے، اے اللہ اُنھیں شکست دے اور ڈگمگا دے۔

غزوۂ بنی قریظہ

ذی القعدہ ۵ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوۂ بنی قریظہ پیش آیا لوگوں نے بیان کیا کہ جب خندق سے مشرکین پلٹ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی واپس ہو کر عائشہ کے مکان میں داخل ہوئے۔ تو آپ کے پاس جبریلؑ آئے اور مقام جنائز میں کھڑے ہو کر کہا (عذیرک من محارب) اپنے محارب (جنگ کرنے والے) کے مقابلہ میں اپنے مددگار سے ملئے، تو گھبرا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس نکل آئے، اُنھوں نے کہا اللہ تعالےٰ حکم دیتا ہے کہ آپ بنی قریظہ کی طرف جائیں اور میں بھی ان کا ارادہ کرتا ہوں اُن کے قلعوں کو میں ہلا دوں گا۔

بنی قریظہ کا محاصرہ رسول اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو بلایا، انھیں اپنا جھنڈا دیا اور بلالؓ کو بھیجا اُنھوں نے لوگوں میں ندا دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمھیں یہ حکم دیتے ہیں کہ عصر کی نماز سوائے بنی قریظہ کے اور کہیں نہ پڑھو۔

مدینے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن مکتوم کو جانشین بنایا اور مسلمانوں کے ہمراہ جو تین ہزار تھے اُن کی جانب روانہ ہو گئے۔ چھتیس گھوڑے ساتھ تھے یہ ۲۳ ذی القعدہ چہار شنبہ کا دن تھا پندرہ روز تک ان کا نہایت شدید محاصرہ کیا لوگوں نے تیر پھینکے مگر وہ اس طرح اندر گھسے کہ کوئی باہر نہ نکلا۔

ابولبابہ کی ندامت بنی قریظہ کو محاصرہ سے سخت تکلیف ہوئی تو اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہلا بھیجا کہ ابو لبابہ بن عبدالمنذر کو ہمارے پاس بھیج دیجئے آپ نے انھیں بھیج دیا۔ یہود نے اپنے معاملے میں اُن سے مشورہ کیا تو اُنھوں نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قصد میں تمھارے لئے) ذبح ہے اس پر ابو لبابہ نادم ہوئے (کہ آنحضرتؐ کا راز ان لوگوں سے کیوں

کہہ دیا) انا للہ انا الیہ راجعون کہا اور کہا کہ میں نے اللہ اور اُس کے رسولؐ کی خیانت کی وہ واپس ہو کر مسجد میں جا بیٹھے اور اسی شرم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر نہیں ہوئے یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے اُن کی توبہ قبول فرمائی۔

بنو قریظہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اُترے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے متعلق محمد بن مسلمہ کو حکم دیا، اُن کے مشکیں کس کے ایک کنارے کر دیا گیا اُسی وقت جب وہ ایک کنارے تھے عورتیں اور بچے نکالے گئے اُن پر عبداللہ بن سلام کو عامل بنایا۔

مال غنیمت تمام سامان، زرہیں، اسباب، کپڑے جو قلعے میں پائے گئے وہ سب جمع کیا گیا سامان میں پندرہ سو تلواریں تین سو زرہیں، دو ہزار نیزے اور پندرہ سو ڈھالیں جو چمڑے کی تھیں ملیں شراب اور شراب کے مٹکے تھے، یہ سب بہا دیا گیا اس کا خمس نہیں کیا گیا، پانی کھینچنے والے اور چلنے والے بہت سے اونٹ بھی ملے۔

سعدؓ بن معاذ کا فیصلہ اوس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ بنی قریظہ کو انھیں ہبہ کر دیں وہ ان کے حلفاء تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا فیصلہ سعد بن معاذ کے سپرد کیا انھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ہر وہ شخص جس پر استرے چلتے ہیں (یعنی مرد ہے) قتل کر دیا جائے عورتوں اور بچوں کو قید کر دیا جائے اور اُن کا مال تقسیم کر دیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ کا سات آسمان کے اوپر سے جو فیصلہ تھا تم نے اُس کے مطابق فیصلہ کیا۔

بنی قریظہ کا انجام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۷ ذی الحجہ یوم پنجشنبہ کو واپس ہوئے، آپؐ نے نے اُن کے متعلق حکم دیا تو وہ مدینے میں داخل کئے گئے بازار میں اُن کے لئے ایک خندق کھودی گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب بیٹھے وہ لوگ اس کی طرف ایک ایک گروہ کر کے لائے گئے اور اُن کی گردنیں ماری گئیں، کل تعداد چھ اور سات سو کے درمیان تھی۔

مال غنیمت کی تقسیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریحانہ بنت عمرو کو اپنے لئے منتخب فرمایا مال غنیمت کے متعلق حکم دیا تو وہ جمع کیا گیا آپؐ نے اسباب اور قیدیوں میں سے خمس نکالا باقی کے متعلق حکم دیا تو وہ زائد دینے والے کے ہاتھ بیچا گیا۔ آپؐ نے اسے مسلمانوں میں تقسیم فرما دیا، سب تین ہزار بہتّر حصے ہوئے گھوڑے کے دو حصے اور اس کے مالک کا ایک حصہ اور خمس محمیہ بن جزء الزبیدی کے پاس پہنچ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو آزاد کر رہے تھے کسی کو ہبہ کر رہے تھے اور جس کو چاہا اُسے

خادم بنایا اسی طرح آپ نے اس اسباب کے ساتھ کیا جو آپ کو پہنچا۔

قلعہ بنی قریظہ پر پیش قدمی یزید بن الاصم سے مروی ہے کہ جب اللہ نے احزاب کو دور کر دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان واپس گئے تو آپ اپنا سر دھو رہے تھے کہ جبریل علیہ السلام آئے اور عرض کیا کہ آپ کو اللہ معاف کرے، آپ نے ہتھیار اتار دیئے حالانکہ اللہ کے ملائکہ نے ابھی تک نہیں اتارے بنو قریظہ کے قلعے کے نزدیک ہمارے پاس آیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں ندا دلوائی کہ بنی قریظہ کے قلعے کو آؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کر لیا اور آپ لوگوں کے پاس قلعہ کے قریب آگئے۔ ابن عمر سے مروی ہے کہ جب احزاب واپس ہو گئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں ندا دلوائی کہ کوئی شخص ظہر کی نماز سوائے بنی قریظہ کے کہیں نہ پڑھے بعض لوگوں کو نماز فوت ہونے کا اندیشہ ہوا تو انھوں نے پڑھ لی دوسروں نے کہا کہ ہم سوائے اس مقام کے کہیں نماز نہ پڑھیں گے جہاں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے، خواہ وقت فوت ہی کیوں نہ ہو جائے۔

ابن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں فریق میں سے کسی پر ملامت نہیں کی۔

البہتی وغیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بنی قریظہ میں آئے تو آپ ایک بے زین کے گدھے پر سوار ہوئے، لوگ پیدل چل رہے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ بنی غنم کی گلی میں جبریل علیہ السلام کی سواری کا اڑتا ہوا غبار جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ تشریف لے گئے میری نظر میں ہے۔

بنی قریظہ کے متعلق حکم الٰہی الماجشون سے مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام یوم الاحزاب (غزوۂ خندق) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گھوڑے پر آئے جو ایک سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے اور اپنے دونوں شانوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے، ان کے دانتوں پر غبار تھا، ان کے نیچے سرخ چارجامہ تھا انھوں نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) کہا کہ آپ نے ہمارے ہتھیار اتارنے سے پہلے ہتھیار اتار دیئے، آپ کو اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ بنی قریظہ کی طرف چلئے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ شب بنی قریظہ کا محاصرہ کیا۔

عطیۃ القرظی سے مروی ہے کہ یوم قریظہ میں میں بھی ان لوگوں میں تھا جو گرفتار کئے گئے، جو بالغ تھے وہ قتل کئے جاتے تھے اور جو نابالغ تھے وہ، چھوڑ دیئے جاتے تھے میں ان میں تھا جو بالغ نہ تھے۔

حضرت جبریلؑ کا اصرار حمید بن ہلال سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور بنی قریظہ کے درمیان خفیف سا عہد تھا۔ جب احزاب وہ تمام لشکر لائے جنھیں وہ لائے تھے (تو اُن لوگوں نے عہد توڑ دیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مشرکین کو غالب کرا دیا۔) اللہ نے اپنے لشکر اور آندھی کو بھیجا وہ لوگ بھاگ کر چلے گئے اور دوسرے لوگ اپنے قلعہ میں رہ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے ہتھیار رکھ دیئے، جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپؐ اُن کے پاس آئے جبریلؑ گھوڑے کے سینے سے تکیہ لگائے ہوئے تھے۔

آپؐ نے فرمایا جبریلؑ کہتے ہیں ہم نے اب تک ہتھیار نہیں رکھے، آپؐ بنی قریظہ کی طرف چلئے۔ ان کے ابرو پر غبار جما ہوا تھا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ میرے اصحاب کو تکان ہے اگر کچھ روز کی مہلت دیدیجئے (تو بہتر ہو)، جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپؐ چلئے میں اسی گھوڑے کو اُنکے قلعوں میں داخل کر دوں گا۔ اور منہدم کر دوں گا۔ جبریل علیہ السلام اور آپ کے ہمراہی ملائکہ نے رخ پھیر لیا۔ یہاں تک کہ انصار بنی غنم کی گلی میں غبار بلند ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی روانہ ہوئے، اصحاب میں سے کوئی شخص آپؐ کے روبرو آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ تشریف رکھئے ہم لوگ کافی ہیں، فرمایا وہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ میں نے ان کے متعلق سنا ہے کہ وہ آپؐ کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں، فرمایا موسیٰؑ کو اس سے بہت زائد ایذا دی گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ پہنچے تو فرمایا اے بندرا ور سور کے بھائیو! مجھ سے ڈرو! مجھ سے ڈرو! اُن میں سے بعض نے بعض سے کہا یہ ابو القاسمؑ ہیں ہم نے آپؐ سے بدی کرنے کا معاہدہ نہیں کیا تھا۔

حضرت سعدؓ بن معاذ کی وفات سعدؓ بن معاذ کی رگ دست میں تیر مارا گیا زخم بند اور خشک ہو گیا اُنھوں نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ انھیں اس وقت تک موت نہ دے جب تک بنی قریظہ سے اُن کا دل نہ ٹھنڈا ہو جائے، بنی قریظہ کو ان کے قلعہ میں اس غم نے گرفتار کیا جس نے گرفتار کیا تو وہ تمام لوگوں میں سے سعد بن معاذ کے فیصلہ پر اترے سعد نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کے جنگجو قتل کر دیئے جائیں اور بچوں کو قید کیا جائے۔

یہ صورتحال دیکھ کر بعض لوگوں نے کہا کہ یہ شہر مہاجرین کا ہو گا نہ کہ انصار کا اس پر انصار نے کہا کہ وہ ہمارے بھائی ہیں ہم تو اُن کے ساتھ تھے، انھوں نے (قائل اول نے) پھر کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ مہاجرین تم سے بے نیاز ہو جائیں۔

جب سعد اُن سے فارغ ہوئے اور اُنھیں جو حکم دینا تھا دے دیا تو وہ کروٹ کے بل لیٹے ہوئے تھے کہ اُن پر سے ایک بکری گزری اس نے اُن کے زخم کو کھر سے ٹھیس لگا دی وہ پھر نہ خشک ہوا یہاں تک

کہ انکی وفات ہو گئی۔

رئیس دومتہ الجندل کے تحائف | دومتہ الجندل کے رئیس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خچر اور ایک ریشمی جبہ بھیجا۔ جبے کی خوبی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تعجب کرنے لگے تو آپ نے فرمایا سعد بن معاذ کے رومال جنت میں اس سے بہتر ہیں۔

سریہ محمد بن مسلمہ بجانب قبیلہ قرطار

محمد بن مسلمہ کا قرطہ کی جانب سریہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے انسٹھویں مہینے ۱۰ر محرم کو واقع ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں تیس سواروں کے ہمراہ قرطار کی جانب بھیجا وہ لوگ بنی بکر کے کلاب کے سلسلے کی ایک شاخ ہیں جو ضریّہ کے نواح میں البکرات میں اترا کرتے تھے، ضریہ اور مدینے کے درمیان سات شب کی مسافت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ انھیں ہر طرف سے گھیر لیں وہ رات کو چلتے تھے اور دن کو پوشیدہ ہو جاتے تھے انھوں نے اُن پر حملہ کر دیا ایک جماعت کو قتل کیا اور باقی لوگ بھاگ گئے اونٹ اور بکری ہنکا لائے، کوئی شخص نیزہ بازی کے لئے ظاہر نہ ہوا، اور وہ مدینے آگئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس نکالنے کے بعد جو بچا اُن کے ساتھیوں پر تقسیم کر دیا اونٹ دس بکری کے برابر متصور ہوا کل ڈیڑھ سو اونٹ اور تین ہزار بکریاں تھیں محمد بن مسلمہ انیس شب باہر رہے ۲۹ر محرم کو آگئے۔

غزوۂ بنی لحیان

ربیع الاوّل ۶ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی لحیان کی طرف جو نواح عسفان میں تھے روانہ ہوئے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصم بن ثابت اور اُن کے ساتھیوں کا سخت صدمہ محسوس کیا اور ملک شام کا ارادہ ظاہر فرمایا ربیع الاول کی چاند رات کو لوگوں کی بے خبری کے عالم میں دو سو آدمیوں کا لشکر جمع کیا جن کے ہمراہ بیس گھوڑے تھے۔

نیابت عبداللہ بن ام مکتوم | مدینے پر عبداللہ بن ام مکتوم کو خلیفہ بنایا۔ آپ تیزی کے ساتھ روانہ ہوئے اور بطن غران میں پہنچے۔ اُس کے اور عسفان کے درمیان جہاں آپ کے اصحاب پر مصیبت آئی تھی پانچ میل کا فاصلہ تھا آپ نے ان کے لئے رحمت کی دعا فرمائی۔

بنی لحیان کی روپوشی | بنو لحیان کو خبر ہوئی تو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھاگ گئے، کوئی قابو میں نہ آیا۔ آپؐ ایک یا دو دن مقیم رہے۔ ہر طرف لشکر بھیجے مگر وہ لوگ بھی کسی پر قابو نہ پا سکے، وہاں سے روانہ ہو کر آپؐ عسفان آئے دس سواروں کے ساتھ ابو بکرؓ کو بھیجا تاکہ قریش سنیں اور خوف زدہ ہوں لشکر الغمیم تک آیا اور واپس گیا انھیں کوئی نہ ملا۔

مراجعت مدینہ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہوئے مدینہ کی طرف واپس ہوئے کہ ہم لوگ رجوع کرنے والے، توبہ کرنے والے، اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور حمد کرنے والے ہیں، آپؐ چودہ رات باہر رہے

ابن ابی بکرؓ کی روایت | عاصم بن عمرو بن عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بنی لحیان میں روانہ ہوئے آپؐ نے یہ ظاہر فرمایا کہ شام کا ارادہ ہے تاکہ اُن کو غفلت کی حالت میں پائیں۔

آپؐ مدینے سے نکلے، غراب، مخیض اور البتراء کے راستے ہوتے ہوئے ذات الیسار کی طرف گھومے پھر آپؐ یین کے راستے پر نکلے صخیرات الثمام سے ہوتے ہوئے السیالہ کا سیدھا راستہ اختیار کیا۔ آپؐ نے رفتار بہت تیز کر دی اور غران میں اُترے (اسی دن ابن ادریس نے بیان کیا) جہاں بنو لحیان کے مکانات تھے یہاں معلوم ہوا کہ لوگ پہاڑوں کی چوٹیوں پر محفوظ ہو گئے ہیں۔ جب وہ ارادہ جو آپؐ نے دشمن کے لئے کیا تھا کامیاب نہ ہوا تو لوگوں نے کہا کہ اگر ہم عسفان میں اتریں تو اہل مکہ کو معلوم ہو گا کہ ہم وہاں آئے تھے آپؐ مع اصحاب کے روانہ ہوئے اور عسفان میں اترے اصحاب میں سے دو سواروں کو روانہ کیا جو الغمیم کی جھونپڑیوں میں پہنچے پھر واپس آگئے،

جابر بن عبداللہ کہتے تھے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ ہم توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے، انشاء اللہ اپنے پروردگار کی حمد کرنے والے، عبادت کرنے والے ہیں، سفر کی مشقت واپسی کی تکان، اہل و عیال اور مال میں نظر بد سے میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں۔

ابو سعید الخدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلۂ ہذیل کے بنی لحیان کی طرف کچھ لوگوں کو بھیجا اور فرمایا کہ ہر دو آدمی میں ایک آدمی تیز رفتاری اختیار کرے ثواب دونوں کے درمیان رہے گا۔ جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے عسفان کو تلاش کیا پھر واپس ہوئے تو فرمایا ہم رجوع کرنے والے توبہ کرنے والے اپنے رب کی عبادت اور حمد کرنے والے ہیں۔

غزوۂ الغابہ

ربیع الاول ۶ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ الغابہ کا ارادہ فرمایا جو مدینے

سے ایک برید (۱۲ میل) کے فاصلے پر شام کے راستے پر ہے۔

ابن ابوذرؓ کی شہادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ دینے والی بیس اونٹنیاں تھیں جو الغابہ میں چرتی تھیں اور ان میں ابوذرؓ تھے۔ شب چہار شنبہ کو چالیس سواروں کے ہمراہ عینیہ بن حصن نے اُن پر دھوکے سے حملہ کیا۔ اونٹنیوں کو بھگائے گیا اور ابوذرؓ کے بیٹے کو قتل کر دیا، ایک چیخ کی آواز آئی جس میں الفزع الفزع (پریشانی پریشانی) کی ندا تھی، پھر یہ ندا گئی، اے اللہ کی جماعت سوار ہو جاؤ، یہ سب سے پہلی ندا تھی جو ان کلمات کے ساتھ دی گئی۔

مدینے سے روانگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے، چہار شنبہ کی صبح کو چہرے پر رومال باندھے ہوئے المدید روانہ ہوئے۔ وہاں ٹھہر گئے، سب سے پہلے شخص جو آپ کے سامنے آئے وہ المقداد بن عمرو تھے، وہ زرہ و خود پہنے اور اپنی تلوار کو برہنہ کئے ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نیزے میں جھنڈا باندھ دیا اور فرمایا جاؤ، یہاں تک کہ تمھیں لشکر ملیں میں بھی تمہارے نقش قدم پر ہوں

نیابت عبداللہ بن ام مکتوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے پر عبداللہؓ بن ام مکتوم کو خلیفہ بنایا اور سعدؓ بن عبادہ کو ان کی قوم کے تین سو آدمیوں کے ہمراہ مدینے کی حفاظت کیلئے چھوڑا۔

مقابلہ المقداد نے بیان کیا کہ میں نکلا تو دشمن کی آخری جماعتوں کو پایا۔ ابوقتادہ نے مسعدہ کو قتل کر دیا انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کا گھوڑا اور ہتھیار دے دیا۔ عکاشہ بن محصن نے اثار بن عمرو بن اثار کو قتل کیا المقداد نے عمرو بن حبیب بن عینیہ بن محصن کو اور قرفہ بن مالک بن حذیفہ بن بدر کو قتل کیا۔ مسلمانوں میں محرز بن فضلہ شہید ہوئے جنھیں مسعدہ نے شہید کیا سلمہؓ بن الاکوع کو جو پیادہ تھے ایک جماعت ملی تو وہ اُنھیں تیر مارنے لگے اور کہتے تھے "یہ لے" اور یہ شعر پڑھتے تھے۔

وانا ابن الاکوع . الیوم یوم الرضع

میں ابن الاکوع ہوں۔ یہ دن قابل ملامت لوگوں کی مصیبت کا دن ہے۔

مسلمانوں نے ان لوگوں کو ذی قرد تک بھگا دیا جو خیبر کے نواح میں المستناع کے متصل ہے۔

سلمہ نے بیان کیا کہ شام کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک لشکر ملا۔ عرض کی، یا رسولؐ اللہ وہ قوم پیاسی ہے، اگر آپؐ مجھے سو آدمیوں کے ہمراہ بھیجیں تو جو جانور اُن کے ساتھ ہیں سب چھین لوں گا اور سرداروں کو گرفتار کر لوں گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ لوگ اس وقت غطفان میں جمع ہوں گے۔

شور و غل بنی عمرو بن عوف تک گیا تو امداد آئی اور برابر لشکر آتے رہے لوگ پیادہ بھی تھے اور اپنے اونٹوں پر بھی تھے، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذی قرد میں پہنچ گئے انھوں نے دس اونٹنیاں چھین لیں اور وہ قوم بقیہ اونٹنیوں کے ساتھ جو دس تھیں بچ گئی۔

نماز خوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی قرد میں نماز خوف پڑھی آپ وہاں خبر دریافت کرنے کے لئے ایک شبانہ روز مقیم رہے آپ نے اپنے ہر سو اصحاب میں ایک اونٹ تقسیم فرمایا جسے وہ ذبح کرتے تھے کل تعداد پانچ سو تھی، کہا جاتا ہے کہ سات سو تھی، سعدؓ بن عبادہ نے آپ کی خدمت میں کئی بورے کھجور اور دس اونٹ روانہ کئے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذی قرد میں پہنچے۔

امیر سریہ سعد بن زید ہمارے نزدیک ثابت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سریہ پر سعد بن زید الاشہلی کو امیر بنایا تھا، لیکن حسان بن ثابت کے قول "غداۃ فوارس المقداد" (المقداد کے سواروں کی صبح) کی وجہ سے لوگوں نے اسے المقداد کی طرف منسوب کر دیا تو سعد بن زید نے اُن پر عتاب کیا اور کہا کہ حرف روی نے مجبوراً میرا نام المقداد تک پہنچا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ شب باہر رہنے کے بعد دو شنبے کو مدینے پہنچے۔

سلمہ بن الاکوع کی کارگزاری سلمۃ بن الاکوع سے مروی ہے کہ میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام رباح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ لے گئے، میں طلحہ بن عبید اللہ کا گھوڑا بھی لے گیا میرا ارادہ تھا کہ اُسے بھی اونٹوں کے ہمراہ پانی پلاؤں جب تاریکی ہو گئی تو عبدالرحمٰن بن عینیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کو لوٹ لیا اور چرواہے کو قتل کر دیا، وہ اور اُس کے ساتھ چند آدمی جو سواروں کے ہمراہ تھے اُن کو ہنکاتے ہوئے روانہ ہوئے میں نے رباح سے کہا اس گھوڑے پر بیٹھ کر اسے طلحہ کے پاس پہنچا دو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کر دو کہ اُن کے جانور لوٹ لئے گئے۔

میں ایک ٹیلے پر کھڑا ہو گیا اپنا منہ مدینے کی جانب کر لیا اور تین مرتبہ ندا دی "یا صباحاہ" (ہائے صبح) پھر اُس قوم کا پیچھا کیا، میرے پاس تلوار اور تیر بھی تھے میں اُنھیں تیر مار کر زخمی کرنے لگا ایسا اُس وقت کرتا جب درختوں کی کثرت ہوتی تھی۔ جب کوئی سوار میری طرف پلٹتا تو میں درخت کی جڑ میں بیٹھ کر اُسے تیر مارتا تھا جو سوار میری طرف متوجہ ہوا میں نے اُسے زخمی کر دیا۔ اُنھیں تیر مارتا اور کہتا تھا کہ:

انا ابن الاکوع   والیوم یوم الرضع

میں ابن الاکوع ہوں۔ اور یہ دن قابل ملامت لوگوں کے لئے مصیبت کا دن ہے۔

میں ایک آدمی سے ملا وہ اپنی سواری ہی پر تھا کہ میں نے اُسے تیر مارا میرا تیر اس شخص کے لگا اور جگر چھید دیا میں نے کہا یہ لے، میں ابن الاکوع ہوں اور یہ دن قابل ملامت لوگوں کی .. مصیبت کا دن ہے۔ جب میں درخت کی آڑ میں ہوتا تھا تو انھیں تیروں سے گھیر لیتا تھا میرا اور اُن کا برابر یہی حال رہا اور جب دشواریاں تنگ کرتی تھیں تو پہاڑ پر چڑھ کر اُن پر پتھر پھینکتا تھا۔ میں ان کا پیچھا کرتا تھا اور رجز پڑھتا تھا تا آنکہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن جانوروں کو جنھیں اللہ نے پیدا کیا تھا اپنے پس پشت کر لیا اور اُن لوگوں کے ہاتھوں سے چھڑا لیا۔

میں برابر اُنھیں تیر مارتا رہا اُنھوں نے تیس سے زائد نیزے ڈال دیئے اور تیس سے زائد چادریں جن سے وہ بار ہلکا کر رہے تھے جو کچھ وہ ڈالتے تھے میں اُس پر پتھر رکھ دیتا تھا میں نے اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر جمع کیا۔ جب صبح کی روشنی پھیل گئی تو اُن کی مدد کے لئے عیینہ بن بدر الفزاری آیا۔ وہ لوگ ایک تنگ گھاٹی میں تھے، میں پہاڑ پر چڑھ گیا اور ان لوگوں کے اوپر تھا۔ عیینہ نے کہا یہ کیا ہے جو مجھے نظر آتا ہے اُنھوں نے کہا کہ اسی سے ہمیں ایذا پہنچی اُس نے ہمیں صبح سے اس وقت تک نہیں چھوڑا جو کچھ ہمارے ہاتھوں میں تھا سب لے لیا اور اُسے اپنے پیچھے کر دیا۔ عیینہ نے کہا: ایسا نہ ہو کہ یہ جو دکھائی دیتا ہے اس کے پیچھے کوئی جستجو کرنے والا ہو جس نے تمھیں چھوڑ دیا ہو۔ تم میں سے ایک جماعت کو اس کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہونا چاہیئے ان میں سے چار کی ایک جماعت میرے مقابلہ کو کھڑی ہو گئی، وہ پہاڑ پر چڑھے، میں نے اُنھیں آواز دی اور کہا۔ کیا تم لوگ مجھے پہچانتے ہو؟ اُنھوں نے کہا۔ تو کون ہے؟ میں نے کہا میں ابن الاکوع ہوں جس کے چہرے کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مکرم کیا تم میں سے کوئی بھی مجھے پا نہیں سکتا اور نہ وہ شخص مجھ سے بچ سکتا ہے جسے میں طلب کروں ان میں سے ایک شخص نے کہا اس کا یہ گمان ہے۔

رسول اللہؐ کی آمد | میں اپنی نشست گاہ سے ہٹنے بھی نہ پایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سواروں کو دیکھا جو درختوں کے درمیان تھے سب سے آگے الاحزم الاسدی تھے ان کے پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار ابو قتادہ اور ابو قتادہ کے پیچھے المقداد تھے، مشرکین پشت پھیر کر بھاگے۔

احزم اور ابن عیینہ کا مقابلہ | میں پہاڑ سے اتر کر الاحزم کے آگے آ گیا اُن کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر کہا۔ اے احزم اس جماعت سے ڈرو (یعنی) ان سے بچو مجھے اندیشہ ہے کہ وہ تمھیں لوٹ لیں گے لہٰذا، انتظار کرو یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب آ ملیں۔

اُنھوں نے کہا اے سلمہ اگر تمھیں اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان ہے اور تم جانتے ہو کہ

جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے تو میرے اور شہادت کے درمیان حائل نہ ہو۔ میں نے اُن کے گھوڑے کی باگ چھوڑ دی۔ وہ عبدالرحمٰن بن عیینہ سے ملے وہ ان پر پلٹ پڑا دونوں نیزے چلانے لگے الاخرام نے عبدالرحمٰن کو زخمی کر دیا، عبدالرحمٰن نے اُنھیں نیزہ مار کر قتل کر دیا۔ عبدالرحمٰن نے الاخرام کا گھوڑا بدل لیا۔ ابو قتادہ عبدالرحمٰن سے ملے، دونوں نیزہ چلانے لگے ابو قتادہ زخمی ہو گئے اور اُنھوں نے اُسے قتل کر دیا۔ ابو قتادہ نے الاخرام کا گھوڑا بدل لیا۔

معرکہ ذو قرد میں نکل کر اس قوم کے پیچھے روانہ ہوا مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا کچھ غبار بھی نظر نہ آتا تھا وہ لوگ ایک گھاٹی کے سامنے تھے جس میں پانی تھا اس کا نام ذو قرد تھا اُن کا ارادہ ہوا کہ پانی پئیں لیکن مجھے اپنے پیچھے دوڑتا ہوا دیکھ لیا تو اس سے ہٹ گئے اور ایک گھاٹی کا جو ثنیہ ذو دیر تھی سہارا لے لیا آفتاب غروب ہو گیا، میں نے ایک آدمی کو پایا، اسے تیر مارا، اور کہا، یہ لے:

وانا ابن الاکوع والیوم یوم الرضع

میں ابن الاکوع ہوں - اور یہ دن قابل ملامت لوگوں کی ... مصیبت کا دن ہے۔

اس نے کہا کہ اے میری ماں کے رُلانے والے، کیا تو میرا صبح والا اکوع ہے؟ میں نے کہا اے اپنی جان کے دشمن، ہاں۔ وہ شخص وہی تھا جسے میں نے صبح تیر مارا تھا، میں نے اسے ایک اور تیر مارا، دونوں تیر اس کے لگے وہ لوگ دو گھوڑے چھوڑ گئے تو میں اُنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہنکا لایا آپؐ ذو قرد کے اس پانی پر تھے جس سے میں نے ان لوگوں کو ہنکایا تھا۔ اتفاقاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم پانچ سو آدمیوں کے ہمراہ تھے، بلالؓ نے ان اونٹوں میں سے ایک اونٹ ذبح کیا جو میں پیچھے چھوڑ گیا تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اُس کی کلیجی اور کوہان بھون رہے تھے۔

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہؐ مجھے اجازت دیجئے اور اپنے اصحاب میں سے سو آدمی منتخب فرما دیجئے تو میں بے خبری کی حالت میں کفار پر حملہ کر دوں ان میں سے کوئی خبر دینے والا بھی نہ ہوگا جسے میں قتل نہ کر دوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ کیا تم ایسا کرنے والے ہو؟ میں نے کہا، ہاں، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ پر بزرگی دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے یہاں تک کہ میں نے آگ کی روشنی میں آپؐ کی کچلیاں دیکھیں۔ آپؐ نے فرمایا وہ لوگ اس وقت بنی غطفان کی زمین میں پناہ گزیں ہوں گے۔

غطفان کا ایک آدمی آیا اس نے کہا کہ فلاں غطفانی کے پاس چلو کیونکہ ایک اونٹ اُن

(کفار) کے لئے ذبح کیا ہے جس وقت وہ لوگ اُس کی کھال کھینچنے لگے تو اُنھوں نے ایک غبار دیکھا اونٹ کو چھوڑ دیا اور بھاگ گئے۔

ابن الاکوع اور ابوقتادہ کی تعریف جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے سواروں میں سب سے بہتر آج ابوقتادہ ہیں اور ہمارے پیادوں میں سب سے بہتر ابوسلمہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پیادہ اور سوار کا حصہ دیا۔ مدینے واپس آتے ہوئے آپؐ نے مجھے اپنے پیچھے گوش بریدہ اونٹنی پر بٹھالیا۔

دوڑ کا مقابلہ ہمارے اور مدینے کے درمیان قریب چاشت کے وقت ہوگیا اس جماعت میں ایک انصاری تھے جن کے آگے کوئی نہیں ہوسکتا تھا وہ یہ ندا دینے لگے کہ ہے کوئی دوڑنے والا۔ کیا کوئی شخص ہے جو مدینے تک باہم دوڑ کرے؟ اُنھوں نے اسے کئی مرتبہ دہرایا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا، آنحضرتؐ نے مجھے ہم نشین بنایا تھا، میں نے اُن سے کہا کہ نہ تو تم کسی بزرگ کا ادب کرتے ہو اور نہ کسی شریف سے ڈرتے ہو، اُنھوں نے کہا، سوائے رسول اللہؐ کے کسی سے نہیں ڈرتا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھے اجازت دیجئے تو میں ان کے ساتھ دوڑ کروں، آپؐ نے فرمایا، اگر تم چاہو (کرو) میں نے (اُن سے) کہا، چلو، (میں بھی) تمھاری طرف (چلتا ہوں)۔

وہ اپنی سواری سے کود پڑے۔ میں نے بھی پاؤں سمیٹے اور اونٹنی سے کود پڑا، انھیں ایک یا دو کوہان (آگے بڑھنے میں) طاقت دار بنا دیا، یعنے میں نے اپنے آپ کو روک لیا۔ پھر میں دوڑا یہاں تک کہ ان سے مل گیا۔ اپنے ہاتھ سے ان کے دونوں شانوں کے بیچ میں زور سے مارا اور کہا میں تم سے آگے ہوگیا، کامیابی اللہ ہی کی طرف سے ہے یا اسی قسم کا کوئی کلمہ کہا۔ وہ ہنسے اور کہا میں تو نہیں خیال کرتا، یہاں تک کہ ہم دونوں مدینے آگئے۔

سریہ عکاشہ بن محصن الاسدی بجانب الغمر

عکاشہ بن محصن الاسدی کا الغمر غمر مرزوق کی جانب سریہ ہے جو فید سے مدینے کے پہلے راستے میں دو رات کی مسافت پر بنی اسد کا پانی (گھاٹ) ہے یہ ربیع الاول ۶ھ میں ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عکاشہ بن محصن کو چالیس آدمیوں کے ہمراہ الغمر روانہ کیا وہ اس طرح جلد روانہ ہوئے کہ اُن کی رفتار بہت تیز تھی۔

اس قوم نے اُنھیں تاڑ لیا اور اپنی بستی کے پہاڑ کی چوٹی پر چلے گئے انھیں اپنا مکان ناموافق

ہوا عکاشہ نے شجاع بن وہب کو مخبر بنا کے بھیجا تو انھوں نے اونٹوں کا نشان دیکھا۔

یہ لوگ روانہ ہوئے تو انھیں کفار کا ایک مخبر مل گیا جس کو انھوں نے امن دے دیا۔ اس نے انھیں اپنے چچازاد بھائی کے اونٹ بتا دیئے جو انھوں نے لوٹ لئے۔ دو سو اونٹ ہنکا لائے اس شخص کو چھوڑ دیا۔ اونٹ مدینے لے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے، انھیں جنگ کی نوبت نہیں آئی۔

سریہ محمد بن مسلمہ بجانب ذی القصّہ

ربیع الاول ۶ھ میں ذی القصہ کی جانب محمد بن مسلمہ کا سریہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ کو دس آدمیوں کے ہمراہ بنی ثعلبہ اور بنی عوال کی جانب جو ثعلبہ میں سے تھے بھیجا اور وہ لوگ ذی القصہ میں تھے اس کے اور مدینے کے درمیان الزبدہ کے راستے پر چوبیس میل کا فاصلہ ہے۔

یہ لوگ رات کے وقت اُن کے پاس پہنچے تو اُس قوم نے جو سو آدمی تھے انھیں گھیر لیا۔ کچھ رات تک دونوں نے تیر اندازی کی، اعراب (دیہاتی) نے نیزوں سے حملہ کر کے انھیں قتل کر دیا محمد بن مسلمہ مجروح ہو کے گر پڑے ان کے ٹخنے پر ایسی چوٹ لگ گئی تھی کہ حرکت نہیں کر سکتے تھے مسلمانوں کے کپڑے اُن کفار نے اتار لئے محمد بن مسلمہ کے پاس ایک مسلمان گزرے تو انھوں نے انھیں لا کر مدینے میں پہنچا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ بن الجراح کو چالیس آدمیوں کے ہمراہ اس جماعت کی قتل گاہ کو بھیجا مگر اُن کو کوئی نہ ملا، انھوں نے اونٹ اور بکریاں پائیں جو ہنکا لائے اور واپس ہوئے۔

سریہ ابو عبیدہؓ بن الجراح بجانب ذی القصہ

ربیع الآخر ۶ھ میں ذی القصہ کی جانب ابو عبیدہؓ بن الجراح کا سریہ ہوا، لوگوں نے بیان کیا کہ بنی ثعلبہ وانمار کی بستیاں خشک ہو گئیں اور المراض سے تغلمین تک تالابوں میں خشکی آگئی المراض مدینے سے ۳۶ میل ہے۔ بنو محارب و ثعلبہ وانمار اسی خشک تالاب کو گئے انھوں نے اس پر اتفاق کر لیا کہ مدینے کے مواشی لوٹ لیں جو مدینے سے سات میل پر مقام ہیفا میں چرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ بن الجراح کو چالیس مسلمانوں کے ہمراہ جب کہ انھوں نے نماز مغرب پڑھ لی۔ بھیجا وہ لوگ روانہ ہوئے صبح کی تاریکی میں ذی القصہ پہنچے۔ اُن لوگوں پر حملہ کر دیا جو پہاڑوں میں بھاگ کر چھپ گئے، وہ ایک شخص کو پا گئے، جو اسلام لے آیا، اس کو چھوڑ دیا۔ اُن کے اونٹوں میں سے

کچھ اونٹ انھوں نے پکڑ لئے اور ہنکا لائے، سامان میں سے کچھ اسباب لے لیا، اُسے مدینے میں لے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس نکالا، جو بچا وہ اُنھیں پر تقسیم کر دیا۔

سریہ زید بن حارثہ بجانب بنی سُلیم بمقام الجموم

ربیع الآخر ۶ھ میں الجموم میں بنی سُلیم کی جانب زید بن حارثہ کا سریہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو بنی سُلیم کی طرف بھیجا، وہ روانہ ہوئے الجموم پہنچے جو بطن نخل کے بائیں جانب اسی نواح میں ہے بطن نخل مدینے سے چار بُرد (۴۸ میل) ہے۔

وہاں قبیلہ مزنیہ کی ایک عورت ملی جس کا نام حلیمہ تھا اس نے بنی سُلیم کے ٹھہرنے کے مقامات میں سے ایک مقام بتا دیا اُس مقام پر اُنھیں اونٹ بکریاں اور قیدی ملے اُنھیں میں حلیمۃ المزنیہ کا شوہر بھی تھا۔ جب زید بن حارثہ وہ سب لے کر جو اُنھوں نے پایا تھا واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزنیہ کو اُس کی جان اور اُس کا شوہر ہبہ کر دیا۔ بلال بن الحارث کا یہ شعر اسی واقعہ میں ہے ؎

لعمرک ما اخنی المسول ولا ونت حلیمۃ حتی راح رکبھا معا

(قسم ہے تیری زندگانی کی کہ نہ تو جس سے سوال کیا گیا تھا اُس نے کوتاہی کی اور نہ حلیمہ ہی تھکی یہاں تک کہ دونوں کی سواری ساتھ ساتھ روانہ ہوئی)

سریہ زید بن حارثہ بجانب العیص

جمادی الاولیٰ ۶ھ میں العیص کی جانب زید بن حارثہ کا سریہ ہوا اُس کے اور مدینے کے درمیان چار رات کا راستہ ہے اور المرو وہاں سے ایک رات کی مسافت پر ہے۔

ابو العاص بن الربیع کی گرفتاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ قریش کا ایک قافلہ شام سے آرہا ہے۔ آپ نے زید بن حارثہ کو ستر سواروں کے ہمراہ اُس کو روکنے کے لئے بھیجا۔ انھوں نے اُسے اور جو کچھ اُس میں تھا گرفتار کر لیا اُس روز صفوان بن امیہ کی بہت سی چاندی پکڑ لی کچھ آدمیوں کو بھی گرفتار کیا جو اس قافلے میں تھے جن میں ابو العاص بن الربیع بھی تھا، اُنھیں مدینے لے آئے۔

ابو العاص کی رہائی ابو العاص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی زینبؓ سے پناہ مانگی اُنھوں نے اُسے پناہ دے دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر پڑھ لی تو زینبؓ نے لوگوں میں ندا دے دی کہ میں نے ابو العاص کو پناہ دی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیں اس کا کچھ علم نہیں ہم نے بھی اُسے پناہ دی جسے تم نے پناہ دی اور جو کچھ اُس سے لیا گیا تھا آپ نے اسی کو واپس کر دیا

سریہ زید بن حارثہ بجانب الطرف

جمادی الآخر ۶ھ میں الطرف کی جانب زید بن حارثہ کو لشکر کے ساتھ بھیجا، الطرف النخیل کے اسی جانب المراض کے قریب البقرہ کے اس راستہ پر جو المحجہ کو گیا ہے مدینے سے ۳۶ میل پر ہے، وہ پندرہ آدمیوں کے ہمراہ بنی ثعلبہ کی جانب روانہ ہوئے مگر اُنھیں اونٹ بکریاں ملیں اعراب بھاگ گئے زید نے صبح کو اونٹوں کو جو بیس تھے مدینے پہنچا دیا اور انھیں جنگ کی نوبت نہیں آئی، وہ چودہ رات باہر رہے اُن کا شعار (نشان جنگ و اشارہ) "اَمِتْ، اَمِتْ" تھا۔

سریہ زید بن حارثہ بجانب حسمیٰ

جمادی الآخرہ ۶ھ میں حسمیٰ کی طرف زید بن حارثہ کا سریہ پیش آیا جو وادی القریٰ کے پیچھے ہے۔ دِحیہ بن خلیفۃ الکلبی قیصر کے پاس سے جس نے اُنھیں مہمان رکھا اور خلعت دیا تھا آئے تو حسمیٰ میں انھیں الہنید بن عارض اور اس کا بیٹا عارض بن الہنید قبیلۂ جذام کے چند آدمیوں کے ہمراہ ملا اُنھوں نے دحیہ کو لوٹ لیا اور سوائے پرانے کپڑوں کے کچھ بھی اُس کے پاس نہ چھوڑا، بنی الضبیب کے چند آدمیوں نے یہ سنا تو وہ اُن کی طرف روانہ ہوئے اور دحیہ کا سامان چھین لیا۔ دحیہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اس کی خبر دی تو آپؐ نے پانچ سو آدمیوں کے ہمراہ زید بن حارثہ کو بھیجا ان کے ساتھ دحیہ کو بھی کر دیا۔ زید رات کو چلتے تھے اور دن کو چھپ رہتے تھے ان کے ہمراہ قبیلہ بنی عذرہ کا ایک رہبر بھی تھا وہ اُنھیں لایا اور صبح ہوتے ہی اس قوم پر حملہ کر دیا اُنھوں نے اُن کو لوٹ لیا خوں ریزی کی اور دکھ پہنچایا الہنید اور اس کے بیٹے کو بھی قتل کر دیا مواشی اور اونٹ اور عورتیں بھی پکڑ لیں اُنھوں نے ایک ہزار اونٹ پانچ ہزار بکریاں اور سو عورتیں اور بچے گرفتار کر لیے۔

زید بن رفاعۃ الجذامی کی شکایت | زید بن رفاعۃ الجذامی اپنی قوم کے ایک گروہ کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپؐ کا وہ فرمان دکھایا جو آپؐ نے اس کے اور اس کی قوم کیلئے ان راتوں میں تحریر فرمایا تھا۔ جب وہ آپ کے پاس آیا تھا، وہ اسلام لایا اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم پر حلال کو حرام نہ کیجئے اور نہ حرام کو ہمارے لئے حلال کیجئے، آپؐ نے فرمایا میں مقتولین کو کیا کروں، ابویزید بن عمرو نے کہا یا رسول اللہ اسے رہا کر دیجئے جو زندہ ہو اور جو قتل ہو گیا تو وہ میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہے۔

قیدیوں کی رہائی | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ابوزید نے سچ کہا، آپؐ نے ان لوگوں کے ہمراہ علی رضی اللہ عنہ کو زید بن حارثہ کے پاس بھیج کر حکم دیا کہ وہ انھیں اور انکی عورتوں کو مال دیدیں
علیؓ روانہ ہوئے، زید بن حارثہ کے بشیر (فتح کی خوشخبری پہنچانے والے) رافع بن مکیث الجہینی سے ملے جو اسی قوم کی اونٹنی پر سوار تھے علیؓ نے وہ اونٹنی بھی اسی قوم کو واپس کردی۔

مال غنیمت کی واپسی | وہ زید سے الفحلتین میں ملے جو مدینے اور ذی المروہ کے درمیان ہے انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم پہنچایا، انھوں نے لوگوں سے جو کچھ لیا تھا وہ سب واپس کردیا۔

سریہ زید بن حارثہ بجانب وادی القریٰ

رجب ۶ھ میں زید بن حارثہ کا سریہ وادی القریٰ ہے لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶ھ میں زید کو امیر بنا کے بھیجا۔

سریہ عبدالرحمٰن بن عوف بجانب دومۃ الجندل

شعبان ۶ھ میں عبدالرحمٰنؓ بن عوف کا سریہ دومۃ الجندل ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو بلایا۔ انھیں اپنے سامنے بٹھایا اپنے ہاتھ سے عمامہ باندھا اور فرمایا، اللہ کے نام کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کرو، جو اللہ کے ساتھ کفر کرے تم اس سے اس طرح لڑو کہ نہ تو خیانت کرو نہ بدعہدی کرو اور نہ کسی بچے کو قتل کرو۔

آپؐ نے انھیں دومۃ الجندل میں قبیلۂ کلب کے پاس بھیجا اور فرمایا اگر وہ لوگ تمھیں مان لیں تو ان کے بادشاہ کی بیٹی سے نکاح کرلینا۔ عبدالرحمٰن روانہ ہوئے دومۃ الجندل آئے اور ٹھہر کر تین روز تک اسلام کی دعوت دیتے رہے اصبغ بن عمرو الکلبی اسلام لے آیا، وہ نصرانی تھا اور ان لوگوں کا سردار اُن کے ساتھ قوم کے بہت سے آدمی اسلام لے آئے جس نے چاہا وہ جزیہ دینے پر اپنے دین پر قائم رہا۔ عبدالرحمٰنؓ نے الاصبغ کی بیٹی تماضر سے نکاح کرلیا، انھیں مدینے لے آئے، وہی ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کی ماں ہیں۔

سریہ علیؓ بن ابی طالب بجانب بنی سعد بن بکر بمقام فدک

شعبان ۶ھ میں بمقام فدک بجانب بنی سعد بن بکر علیؓ بن ابی طالب کا سریہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ ان لوگوں کا ایک مجمع ہے جس کا یہ قصد ہے کہ یہود خیبر کی مدد کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی جانب سو آدمیوں کے ہمراہ علیؓ بن ابی طالب کو روانہ کیا، وہ رات کو

چلتے اور دن کو پوشیدہ رہتے تھے۔ جب الہمج پہنچے جو خیبر و فدک کے درمیان ایک چشمہ آب ہے اور مدینہ اور فدک کے درمیان چھ رات کا راستہ ہے تو اس مقام (الہمج) پر انھیں ایک آدمی ملا جس سے اُس مجمع کو دریافت کیا اُس نے کہا میں تو تمھیں اس شرط پر بتاؤں گا کہ تم لوگ مجھے امن دے دو ان لوگوں نے اُسے امن دیدیا پھر اُس نے بھی پتہ بتا دیا۔ علیؓ اور ان کے ساتھیوں نے غفلت کی حالت میں ان پر حملہ کر دیا، پانچ سو اونٹ اور دو ہزار بکریاں لے لیں، بنو سعد اور اُن کے سرغنہ وبر بن عُلیم، باربرداری کے اونٹوں کو بھگا لے گئے، علیؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص حصے میں ایک دودھ والی اونٹنی کو علیحدہ کر دیا، جس کا نام الحفذہ تھا، پھر خمس علیحدہ کر دیا بقیہ مال غنیمت اپنے ساتھیوں پر تقسیم کر دیا۔ اور مدینے آ گئے، انھیں جنگ کی نوبت نہیں آئی۔

سریۂ زیدؓ بن حارثہ بجانب ام قرفہ بمقام وادی القریٰ

رمضان ۶ھ میں وادی القریٰ کے نواح میں جو مدینے سے سات رات کے راستہ پر ہیں ام قرفہ کی طرف زیدؓ بن حارثہ کا سریہ آیا۔

مسلم تجارتی قافلہ پر حملہ زید بن حارثہ تجارت کے سلسلہ میں شام کی طرف روانہ ہوئے اُن کے ہمراہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا مال تجارت تھا، جب وہ وادیٔ القریٰ کے قریب ہوئے تو انھیں بنی بدر کی شاخ فزارہ کے کچھ لوگ ملے جنھوں نے اُن کو اور اُن کے ساتھیوں کو مارا اور جو کچھ پاس تھا لے لیا۔

زید اچھے ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ کو خبر دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ان لوگوں کی طرف بھیجا، یہ لوگ دن کو چھپتے اور رات کو چلتے بنو بدر نے تاڑ لیا۔

بنی فزارہ کا انجام زید اور اُن کے ساتھی صبح کے وقت ان لوگوں کے پاس آئے، تکبیر کہی اور جو موجود تھے اُنھیں گھیر لیا۔ ام قرفہ کو جو فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر تھی اور اس کی بیٹی جاریہ بنت مالک بن حذیفہ بن بدر کو گرفتار کر لیا۔ جاریہ کو مسلمہ بن الاکوع نے گرفتار کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حزن بن ابی وہب کو ہبہ کر دی۔

قیس بن المحسّر نے ام قرفہ کی طرف قصد کیا جو بہت سن رسیدہ بوڑھی تھی اُنھوں نے اُس کو نہایت سختی سے قتل کیا اس کے دونوں پاؤں میں رسی باندھ کر دو اونٹوں کے ساتھ باندھ دیا، اونٹوں کو تیز دوڑایا جس سے اُس کا جسم کٹ گیا اُنھوں نے نعمان اور عبیداللہ کو بھی قتل کیا، یہ دونوں مسعدہ بن حکمہ بن مالک بن بدر کے بیٹے تھے۔

زید بن حارثہ اپنی اسی حالت کے ساتھ مدینے میں آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دروازہ

کھٹکھٹایا۔ آپ کپڑے اتارے ہوئے تھے اپنا کپڑا کھینچتے ہوئے اُن کی طرف اٹھ کھڑے ہوئے انھیں گلے لگا لیا بوسہ دیا اور ان سے حال دریافت کیا اللہ نے انھیں جو فتح دی تھی اس کی آپؐ کو خبر دی۔

سریہ عبد اللہ بن عتیک بجانب ابی رافع

رمضان ۶ھ میں بمقام خیبر ابو رافع سلام بن ابی الحقیق النضری کی طرف عبد اللہ بن عتیک بھیجے گئے۔ ابو رافع بن ابی الحقیق نے غطفان اور جو مشرکین عرب اُس کے گرد تھے اُنھیں جمع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے لئے ایک بہت بڑا مجمع ہو گیا۔ آنحضرتؐ نے عبد اللہ بن عتیک، عبد اللہ بن اُنیس، ابو قتادہ، اسود بن خزاعی اور مسعود بن سنان کو ابو رافع کے قتل پر مامور فرمایا۔

ابو رافع کا قتل یہ لوگ خیبر پہنچ کے پوشیدہ ہو گئے جب سناٹا ہوا تو اُس کے مکان کی طرف آئے اور زینے پر چڑھ گئے اُنھوں نے عبد اللہ بن عتیک کو آگے کیا کیونکہ وہ یہودی زبان میں گفتگو کر سکتے تھے اُنھوں نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ میں ابو رافع کے پاس ہدیہ لایا ہوں، اُس کی عورت نے دروازہ کھول دیا مگر جب ہتھیار دیکھے تو غل مچانے کا ارادہ کیا، ان لوگوں نے تلوار سے اس کی طرف اشارہ کیا تو وہ خاموش ہو گئی لوگ اندر گھس پڑے ابو رافع کو اُس کی اُس سفیدی سے پہچان لیا جو مثل قبطی کپڑے کے تھی اور تلواروں سے اس پر لوٹ پڑے۔ ابن انیس نے بیان کیا کہ میں ایسا شخص تھا جسے رتوندی تھی کچھ دیکھ نہیں سکتا تھا میں نے اپنی تلوار اُس کے پیٹ پر ٹکا دی بستر پر خون بہنے کی آواز سُنی تو سمجھ گیا کہ وہ قضا کر گیا ساری جماعت اُسے مارنے لگی۔

وہ لوگ اتر آئے اُس کی عورت چلائی تو سب گھر والے چلائے، یہ جماعت خیبر کے قلعے کے ایک نالے میں چھپ گئی، حارث ابو زینب تین ہزار آدمیوں کے ہمراہ اُن کے تعاقب کو نکلا آگ کی روشنی میں تلاش شروع کی مگر اُن لوگوں کو نہیں پایا ناچار واپس ہو گئے۔ وہ جماعت اپنے مقام پر دو روز مقیم رہی یہاں تک کہ تلاش کم ہو گئی یہ لوگ مدینے کا رخ کر کے نکلے اُن میں سے ہر شخص اُس کے قتل کا مدعی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپؐ نے فرمایا، چہرے کامیاب ہوں، اُنھوں نے کہا آپؐ کا چہرہ بھی کامیاب ہو، یا رسول اللہ انھوں نے آپؐ کو اپنے واقعے کی خبر دی آپؐ نے ان کی تلواریں لے لیں دیکھا تو کھانے کا نشان عبد اللہ بن انیس کی تلوار کی نوک پر تھا۔ آپؐ نے فرمایا انھوں نے اسے قتل کیا ہے۔

سریہ عبداللہ بن رواحہ بجانب اسیر بن زارم

شوال ۶ھ میں بمقام خیبر اسیر بن زارم الیہودی کی جانب عبداللہ بن رواحہ کا سریہ ہوا۔

اسیر بن زارم یہودی کی ریشہ دوانی جب ابو رافع سلام بن ابی الحقیق قتل کر دیا گیا تو یہود نے اسیر بن زارم کو اپنا امیر بنا لیا چنانچہ وہ بھی غطفان وغیرہم میں جا کر انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کے لئے جمع کرنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آنحضرتؐ نے ماہ رمضان میں خفیہ طور پر تین آدمیوں کے ہمراہ عبداللہ بن رواحہ کو روانہ کیا۔ انھوں نے اس کا حال اور اس کی غفلت دریافت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلایا۔ تیس آدمیوں نے آپؐ کی ندا قبول کی آپؐ نے ان پر عبداللہ بن رواحہ کو امیر کر کے بھیجا۔ یہ لوگ اسیر کے پاس آئے اور کہا کہ ہم لوگ اس وقت تک امن میں ہیں جب تک ہم تیرے سامنے وہ بات پیش نہ کر دیں جس کے لئے ہم آئے ہیں، اس نے کہا، ہاں میرے لئے بھی تم لوگوں کی طرف سے اسی طرح ہے۔ انھوں نے کہا ہاں۔

ہم لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تیرے پاس بھیجا ہے، تو آپؐ کے پاس چل تاکہ آپ تجھے خیبر کا عامل بنا دیں اور تیرے ساتھ احسان کریں، اسے لالچ پیدا ہوا اور روانہ ہو گیا ہمراہ تیس یہودی بھی ہوئے جو ہر مسلمان کے ہم نشین ہوئے۔

اسیر بن زارم کا قتل جب ہم لوگ قرقرہ تبار پہنچے تو اسیر پچھتایا عبداللہ بن انیس نے جو اس سریے میں تھے بیان کیا کہ اس نے میری تلوار کی طرف ہاتھ بڑھایا میں سمجھ گیا اپنا اونٹ کنارے لے گیا، اور کہا "اے اللہ کے دشمن خلاف عہد" اس نے دو مرتبہ ایسا ہی کیا میں اتر گیا اور قوم کو چلنے دیا یہاں تک کہ میرے لئے اسیر تنہا رہ گیا میں نے اسے تلوار ماری اس کی ران اور پنڈلی کا اکثر حصہ علیحدہ ہو گیا وہ اپنے اونٹ سے گر پڑا، اس کے ہاتھ میں شوحط کی (پہاڑی درخت ہے جس سے کمان بنتی ہے) ٹیڑھی موٹھ کی ایک لاٹھی تھی جس سے اس نے مجھے مارا اور میرے سر کو زخمی کر دیا۔ ہم لوگ اس کے ساتھیوں پر پلٹ پڑے سب کو قتل کر دیا سوائے ایک شخص کے جس نے ہم کو بہت تھکا دیا۔ اور وہ مسلمانوں میں سے کسی کو نہیں ملا، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپؐ سے سب بات بیان کی تو آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمھیں ظالموں کی قوم سے نجات دی۔

سریہ کُرز بن جابر الفہری بجانب العُرنیین

شوال ۶ھ میں عُرنیین کی جانب کُرز بن جابر الفہری کا سریہ ہے۔

عرنیین کی بد عہدی قبیلہ عرنیہ کے آٹھ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام لائے، انھوں نے مدینے کی آب و ہوا کو خراب پایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنے اونٹوں کی طرف جانے کا حکم دیا جو ذی الجدر میں مدینے سے چھ میل پر قبا کے علاقہ میں عیر کے قریب چرتے تھے وہ لوگ وہاں رہے۔ یہاں تک کہ تندرست اور موٹے ہو گئے۔ صبح کے وقت اونٹوں پر حملہ کیا اور ہنکالے گئے، اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام یسار نے جن کے ہمراہ ایک جماعت تھی پایا یسار لڑے ان لوگوں نے اُن کا ہاتھ پاؤں کاٹ دیا، زبان اور آنکھوں میں کانٹے بھونک دیئے۔ یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

عرنیین کا انجام یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپؐ نے اُن کے تعاقب میں بیس سوار روانہ کئے اور کُرز بن جابر الفہری کو عامل بنایا۔ یہ لوگ انھیں پا گئے گھیر کے گرفتار کر لیا اور رسیوں سے باندھ کر گھوڑوں پر ساتھ بٹھالیا وہ انھیں مدینے لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الغابہ میں تھے وہ لوگ اُن کو لے کے آپؐ کی طرف روانہ ہوئے آپؐ سے الزغابہ میں سیلابوں کے اجتماع کے مقام پر ملے آپ نے ان کے متعلق حکم دیا تو ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے، آنکھیں نکالی گئیں پھر وہیں انھیں لٹکا دیا

آیت کا نزول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی: "انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض الفساد" (ان لوگوں کی جزا جو اللہ و رسولؐ سے جنگ کرتے ہیں اور زمین پر فساد کرتے پھرتے ہیں یہی ہے کہ وہ قتل کئے جائیں وغیرہ وغیرہ)

اس کے بعد پھر کوئی آنکھ نہیں نکالی گئی وہ اونٹنیاں پندرہ تھیں جو بہت دودھ دینے والی تھیں وہ انھیں مدینے واپس لے آئے تو اس میں سے ایک اونٹنی جس کا نام الحناء تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں ملی آپؐ نے دریافت فرمایا تو کہا گیا اسے اُن لوگوں نے ذبح کر ڈالا۔

سریہ عمرو بن امیہ الضمری

ابوسفیان اور ایک اعرابی کا منصوبہ قتل ابوسفیان بن حرب نے قریش کے چند آدمیوں سے کہا کہ کیا کوئی ایسا نہیں ہے جو محمدؐ کو دھوکے سے قتل کر دے کیونکہ وہ بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں اعراب میں سے ایک شخص آیا اور کہا کہ میں اپنے

آپ کو سب سے زیادہ تیز، سب سے زیادہ مضبوط اور اپنے دل کو سب سے زیادہ مطمئن پاتا ہوں تو اگر مجھے قوت دیدے تو میں اُن کی جانب روانہ ہو جاؤں اور دھوکے سے قتل کر دوں، میرے پاس ایک خنجر ہے جو گدھ کے پر کی طرح ہے جس سے میں اُن پر حملہ کروں گا پھر میں کسی قافلہ میں مل جاؤں گا اور بھاگ کر اس جماعت سے آگے بڑھ جاؤں گا۔ کیونکہ میں راستہ سے واقف ہوں اور اسے خوب جانتا ہوں۔

ابوسفیان نے کہا تو ہمارا دوست ہے اُسے اونٹ اور خرچ دیا اور کہا اپنے کام کو پوشیدہ رکھنا وہ رات کو روانہ ہوا، اپنی سواری پر پانچ شب چلا چھٹی صبح ظہر الحرہ میں ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوچھتا ہوا آیا۔ اسے آپ بتا دیئے گئے اپنی سواری کو باندھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف آیا، آپ مسجد بنی عبدالاشہل میں تھے۔

اعرابی کی گرفتاری و قبول اسلام | جب رسول اللہؐ نے اسے دیکھا تو فرمایا یہ شخص بدعہدی کا ارادہ رکھتا ہے، وہ بڑھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرے اسید بن الحضیر نے اُس کی تہمد کا اندر کا حصہ پکڑ کے کھینچا تو اتفاق سے خنجر ملا وہ شخص گھبرا گیا اور کہا میرا خون، میرا خون، اسید نے اس کا گریبان پکڑ کے زور سے کھینچا اور جھنجوڑا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھ سے سچ کہہ تو کون ہے؟ اُس نے کہا پھر مجھے امن ہے؟ فرمایا ہاں، اُس نے آپ کو اپنے کام کی خبر دی اور اس کی بھی جو ابوسفیان نے اُس کے لئے مقرر کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے چھوڑ دیا اور وہ اسلام لے آیا۔

عمرو بن امیہ کا منصوبہ قتل | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ اور سلمہ بن اسلم کو ابوسفیان بن حرب کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ اگر تم دونوں اس کی غفلت کا موقع پانا تو قتل کر دینا دونوں مکے میں داخل ہوئے عمرو بن امیہ رات کے وقت جا کر بیت اللہ کا طواف کرنے لگے تو انھیں معاویہ بن ابی سفیان نے دیکھ لیا اور پہچان لیا اور قریش کو خبر دیدی۔

قریش کو اُن سے اندیشہ ہوا اور اُنھوں نے اُنکی تلاشی لی وہ جاہلیت میں بھی بڑے بہادر تھے، اُنھوں نے کہا کہ عمرو کسی بھلائی کے لئے نہیں آئے اہل مکہ نے ان کیلئے اتفاق اور اجتماع کر لیا عمرو اور سلمہ بھاگ گئے عمرو کو عبید اللہ بن مالک بن عبید اللہ التیمی ملا تو اُس کو اُنھوں نے قتل کر دیا ایک اور شخص کو بھی قتل کر دیا جو بنی الدلیل میں سے تھا اس کو اُنھوں نے یہ شعر گاتے اور کہتے سنا ؎

ولست بمسلم مادمت حیا ولست ادین دین المسلمینا

میں جب تک زندہ ہوں مسلمانوں میں نہ ہوں گا اور نہ مسلمانوں کا دین قبول کروں گا۔

اُنھیں قریش کے دو قاصد ملے جن کو اُنھوں نے خبر دریافت کرنے کو بھیجا تھا۔ اُن میں سے ایک کو انھوں نے قتل کر دیا اور دوسرے کو گرفتار کر کے مدینے لے آئے، عمرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا حال بتاتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے۔

غزوہ حدیبیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ حدیبیہ ذی القعدہ ۶ھ میں پیش آیا جب کہ آپؐ عمرہ کے لئے روانہ ہوئے تھے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے عمرہ کے لئے چلنے کو فرمایا۔ ان لوگوں نے بہت جلدی کی اور تیار ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان میں گئے غسل فرمایا دو کپڑے پہنے اور اپنی سواری القصواء پر روانہ ہوئے۔

نیابت عبداللہ بن ام مکتوم طلوع ہلال ذی القعدہ اور دوشنبہ کا دن تھا مدینے پر آپؐ نے عبداللہ بن ام مکتوم کو اپنا قائم مقام بنایا، ہمراہ سوائے تلواروں کے جو چمڑے کے میانوں میں تھیں اور کوئی ہتھیار نہ تھا آپؐ اپنے ساتھ قربانی کے اونٹ لیگئے اور اصحاب نے بھی قربانی کے اونٹ لئے نماز ظہر ذی الحلیفہ میں پڑھی آنحضرتؐ نے ان اونٹوں کو منگایا جو ہمراہ لئے تھے، انھیں جھول پہنائی گئی، آپ نے اور آپ کے اصحاب نے بھی ان کی داہنی جانب (کوہان میں) زخم برائے علامت قربانی کئے ان کے گلے میں ہار ڈالے وہ سب رو بہ قبلہ تھے اور تعداد میں ستر تھے جن میں ابوجہل کا اونٹ بھی تھا جو آپؐ کو جنگ بدر میں غنیمت میں ملا تھا۔

مسلمانوں کی تعداد آپؐ نے احرام باندھا اور تلبیہ کہا، عباد بن بشر کو بیس مسلمان سواروں کے ہمراہ بطور مخبر آگے روانہ کیا جن میں مہاجرین اور انصار دونوں تھے آپؐ کے ہمراہ سولہ سو مسلمان تھے کہا جاتا ہے کہ چودہ سو تھے، سوا پندرہ سو کی تعداد بھی بتائی جاتی ہے۔ آپؐ اپنے ہمراہ اپنی زوجہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بھی لے گئے۔

خالد بن ولید کی پیشقدمی مشرکین کو خبر پہنچی تو ان سب کی رائے آپؐ کو مسجد حرام سے روکنے پر متفق ہو گئی، اُنھوں نے بلدح میں لشکر جمع کیا، دو سو سواروں کو جن کا سردار خالد بن الولید یا بروایت دیگر عکرمہ بن ابی جہل تھا، کراع الغمیم تک آگے بھیجا، بسر بن سفیان الخزاعی کعبے میں آئے اُنھوں نے

ان کا کلام سُنا اور اُن کی رائے معلوم کی، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آئے اور آپ سے غدیرالاشطاط میں ملے جو عسفان کے پیچھے تھے اور آپ کو اس کی خبر دی۔

خالد بن الولید معہ اپنے لشکر کے قریب آگیا۔ اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو دیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباد بن بشر کو حکم دیا۔ وہ اپنے لشکر کے ہمراہ آگے بڑھے اور اُس کے مقابلہ پر کھڑے ہوگئے اپنے ساتھیوں کو صف بستہ کر دیا۔

حدیبیہ میں آمد | نماز ظہر کا وقت آگیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو نماز خوف پڑھائی جب شام ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی العصل کی داہنی جانب کو اختیار کرو کیونکہ قریش کے جاسوس مرالظہران اور ضجنان میں ہیں آپ روانہ ہوئے اور حدیبیہ کے قریب پہنچے جو حرم کے کنارے مکے سے نو میل ہے۔

سواری کے دونوں اگلے پاؤں ایک پہاڑی راستہ سے جس سے وہ آپ کو اتار رہی تھی قوم قریش کے مقام قضائے حاجت میں جا پڑے تو اس نے اپنا سینہ ٹیک دیا مسلمانوں نے کہا، حل حل۔ اس کلمے سے وہ اسے جھڑک رہے تھے مگر اُس نے اٹھنے سے انکار کیا لوگوں نے کہا القصواء رک گئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے چلنا نہیں چھوڑا، البتہ اُسے اُسی نے روک لیا جس نے (اصحاب فیل کے) ہاتھی کو روک دیا تھا، آگاہ رہو کہ بخدا اگر آج وہ لوگ مجھ سے کسی ایسی چیز کی درخواست کریں گے جس میں حرمتہ اللہ کی تعظیم ہو گی تو میں وہ چیز انھیں ضرور دوں گا۔

آنحضرتؐ نے قصواء کو جھڑکا تو وہ کھڑی ہو گئی پھر اس طرح پھرے کہ واپسی اسی طرف ہوئی جہاں سے مکے کی طرف جانا شروع کیا تھا اور لوگوں کو حدیبیہ کے چشموں میں سے کسی ایسے چشمے پر اتارا جس میں پانی تقریباً کچھ نہ تھا۔ آنحضرتؐ نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکالا، حکم دیا کہ اسی گڑھے میں گاڑ دیا جائے۔ شیریں پانی ابلنے لگا لوگوں نے کنوئیں کی مینڈھ پر بیٹھ کر اپنے برتن بھر لئے حدیبیہ میں کئی مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بارش ہوئی اور بار بار پانی آیا گیا۔

بدیل بن ورقا کی سفارت | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بدیل بن ورقاء اور خزاعہ کے چند سوار آئے انھوں نے آپؐ کو سلام کیا اور عرض کی کہ ہم لوگ آپؐ کے پاس آپ کی قوم کی طرف سے آئے ہیں، کعب بن لُوئی اور عامر بن لُوئی نے مختلف جماعت کے لشکروں سے اور اپنے فرماں برداروں سے آپؐ کے مقابلے کے لئے روانہ ہونے کی خواہش کی ہے اُن کے ہمراہ اونٹ، بچے والے جانور

عورتیں اور بچے ہیں انھوں نے یہ قسم کھائی ہے کہ اُس وقت تک آپؐ کے اور بیت اللہ کے درمیان راستہ نہ کھولیں گے جب تک اُن کے بڑے لوگ ہلاک نہ ہو جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم کسی شخص کی خونریزی کے لئے نہیں آئے ہم تو صرف اس لئے آئے ہیں کہ اس بیت (بیت اللہ) کا طواف کریں۔ جو ہمیں روکے گا ہم اُس سے لڑیں گے۔

عروہ بن مسعود الثقفی کی سفارت بدیل واپس ہوا، اُس نے قریش کو اس کی خبر دی اُنھوں نے عروہ بن مسعود الثقفی کو بھیجا، اُس سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی قسم کی گفتگو کی جیسی بدیل سے کی تھی، وہ بھی واپس ہوا اور قریش کو آنحضرتؐ کے جواب سے آگاہ کیا۔

قریش نے کہا کہ اس سال ہم آپؐ کو بیت اللہ سے واپس کریں گے آپؐ سال آئندہ آئیں اور مکے میں داخل ہو کر بیت اللہ کا طواف کریں، آپؐ کے پاس مکرز بن حفص بن الاخیف آیا، آپ نے اس سے بھی اسی قسم کی گفتگو فرمائی جیسی کہ اُس کے دونوں ساتھیوں سے کی تھی وہ بھی قریش کے پاس واپس آگیا اور اُنھیں خبر دی۔

الحلیس بن علقمہ کا انتباہ انھوں نے الحلیس بن علقمہ کو بھیجا جو اُس روز مختلف جماعتوں کے لشکروں کا سردار تھا اور عبادت کیا کرتا تھا، جب اُس نے ہدی (قربانی کے جانور) کو دیکھا کہ اُس پر ہار ہیں جنھوں نے بہت زمانے تک رکے رہنے کی وجہ سے اُس کے بالوں کو کھا لیا ہے تو جو کچھ اُس نے دیکھا اسے بڑی بات سمجھ کر لوٹا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں آیا اُس نے قریش سے کہا کہ واللہ تمھیں آپؐ کے اور جس کام کے لئے آپؐ آئے ہیں اُس کے درمیان راستہ ضرور ضرور کھولنا پڑے گا ورنہ میں لشکروں کو منتشر کر دوں گا۔ اُنھوں نے کہا ہمیں اتنی مہلت دے کہ ہم اپنے لئے کسی ایسے شخص کو اختیار کر لیں جس سے ہم راضی ہوں۔

حضرت خراش رضؓ بن امیہ کی سفارت سب سے پہلے شخص جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی جانب بھیجا خراش بن امیۃ الکعبی ہیں تاکہ وہ ان لوگوں کو آپؐ کی تشریف آوری کی غرض سے اطلاع دیں اُن کو لوگوں نے روک لیا اور قتل کا ارادہ کیا مگر اُن کی قوم کے جو لوگ وہاں تھے انھوں نے اُن کو بچا لیا۔

حضرت عثمان رضؓ کی سفارت پھر آپؐ نے عثمان بن عفان کو روانہ کیا، اُن سے فرمایا کہ تم قریش کے پاس جاؤ اُنھیں یہ اطلاع دو کہ ہم کسی کی خونریزی کے لئے نہیں آئے ہیں ہم تو صرف اس بیت اللہ

کی زیارت کے لئے، اُس کی حرمت کی تعظیم کے لئے آئے ہیں ہمارے ہمراہ ہدی (قربانی کا جانور) بھی ہے جسے ہم ذبح کریں گے اور واپس ہوں گے۔

وہ ان کے پاس آئے اور انھیں خبر دی تو انھوں نے کہا یہ کبھی نہ ہوگا اور نہ وہ اس سال ہمارے شہر میں داخل ہونے پائیں گے۔

بیعت رضوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ عثمانؓ قتل کر دیئے گئے یہی وہ امر تھا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو "بیعت رضوان" کی دعوت دی آپ نے ان سے درخت کے نیچے بیعت لی عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے بھی بیعت لی آپ نے اپنا بایاں ہاتھ (اپنے ہاتھ پر) عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے مارا اور فرمایا کہ وہ اللہ کی حاجت اور اس کے رسول کی حاجت میں گئے۔

سہیل بن عمرو کی سفارت رسول اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان قاصد آنے جانے لگے سب نے آشتی وصلح پر اتفاق کیا قریش نے سہیل بن عمرو کو اپنے چند آدمیوں کے ہمراہ بھیجا اس نے آپ سے اس پر صلح کی اور انھوں نے آپس میں صلح نامہ لکھ لیا۔

صلح نامہ حدیبیہ یہ وہ (صلح نامہ) ہے جس پر محمدؐ بن عبداللہ اور سہیل بن عمرو نے صلح کی دونوں نے دس سال تک ہتھیار رکھ دینے کا عہد کیا، یہ لوگ امن سے رہیں اور ایک دوسرے سے تعرض نہ کریں اس طور پر کہ نہ خفیہ چوری ہو، نہ خیانت ہو یہ معاہدے ہمارے درمیان (بندش فتنہ کے لحاظ سے) ایک بند صندوق کا حکم رکھتا ہے ہمارے درمیان مثل ایک صندوق کے ہے، جو چاہے کہ محمدؐ کی ذمہ داری میں داخل ہو تو وہ ایسا کر سکے گا اور جو شخص یہ پسند کرے کہ قریش کے عہد میں داخل ہو وہ بھی ایسا کر سکے گا ان میں سے جو شخص بغیر اپنے ولی کی اجازت کے محمدؐ کے پاس آئے گا تو وہ اُس کو اُس کے ولی کے پاس واپس کر دیں گے اصحاب محمدؐ سے جو قریش کے پاس آئے گا وہ اُسے واپس نہیں کریں گے اس سال محمدؐ اپنے اصحاب کو ہمارے پاس سے واپس لے جائیں گے اور سال آئندہ وہ ہمارے پاس مع اپنے اصحاب کے اس طرح آکے مکے میں تین دن قیام کریں گے کہ ہمارے یہاں سوائے اُن ہتھیاروں کے کوئی ہتھیار لے کر داخل نہ ہوں گے جو مسافر کے ہتھیار ہوتے ہیں اور وہ تلواریں ہیں جو چمڑے کے میان میں ہوتی ہیں"۔ ابوبکرؓ بن ابی قحافہ اور عمرؓ بن الخطاب اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور سعدؓ بن ابی وقاص اور عثمانؓ بن عفان اور ابوعبیدہؓ بن الجراح اور محمدؓ بن مسلمہ اور حویطب بن عبدالعزیٰ اور مکرزؓ بن حفص بن الاخیف اس کے گواہ ہوئے۔

حضرت ابوجندل کی واپسی اس عہدنامہ کا عنوان علیؓ نے لکھا تھا، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہا اس کی نقل سہل بن عمرو کے پاس رہی، ابوجندل بن سہیل بن عمرو مکے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا وہ مقید تھا اور بمشکل سے چلتا تھا سہیل نے کہا کہ یہ پہلا شخص ہے جس کے متعلق میں آپؐ سے صلح کی بناپر مطالبہ کروں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے واپس کر دیا اور فرمایا اے ابوجندل ہمارے اور اس قوم کے درمیان صلح مکمل ہوگئی اس لئے تم صبر کرو یہاں تک کہ اللہ تعالے تمہارے لئے کشائش کی سبیل پیدا کر دے۔

خزاعہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم محمدؐ کے عہد میں داخل ہوتے ہیں۔ بنو بکرؓ اٹھ کھڑے ہوئے کہ ہم قریش کے ساتھ انھیں کے عہد میں داخل ہوتے ہیں۔

نوید فتح مبین جب لکھنے سے فارغ ہوئے تو سہیل اور اُس کے ساتھی چلے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی، آپ کا سر خراش بن امیہ الکعبی نے مونڈا، اصحاب نے بھی قربانی کی اور اُن میں سے اکثر کا سر مونڈا گیا۔ اور دوسروں کے بال کترائے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا کہ "اللہ سر منڈوانے والوں پر رحم کرے" کہا گیا یارسولؐ اللہ اور بال کتروانے والوں پر" تو آپؐ نے فرمایا" بال کتروانے والوں پر بھی" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس روز سے زائد الحدیبیہ میں مقیم رہے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بیس روز رہے پھر واپس ہوئے جب آپ ضجنان میں تھے تو آپ پر "انا فتحنا لک فتحا مبینا" نازل کی گئی۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یارسول اللہ آپ کو مبارک ہو اور مسلمانوں نے بھی آپ کو مبارکباد دی۔

براء سے مروی ہے کہ ہم لوگ الحدیبیہ کے دن چودہ سو تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی عبداللہ بن ابی اوفی سے مروی ہے کہ جو بیعۃ الرضوان میں موجود تھے، کہ ہم لوگ اُس روز تیرہ سو تھے اور اُس روز اسلم کی تعداد مہاجرین کا آٹھواں حصہ تھی۔

بیعت رضواں میں شرکا کی تعداد سالم بن ابی الجعد سے مروی ہے کہ انھوں نے جابر بن عبداللہ سے دریافت کیا کہ درخت کی بیعت کے دن آپ لوگ کتنے تھے انھوں نے کہا ہم لوگ پندرہ سو تھے لوگوں کو پیاس لاحق ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چھوٹے سے برتن میں پانی لایا گیا۔ آپؐ نے اس میں اپنا ہاتھ ڈال دیا، پانی آپؐ کی انگلیوں سے اس طرح نکلنے لگا جیسے وہ چشمے ہیں، ہم نے پیا اور وہ ہمیں کافی ہوگیا راوی نے پوچھا آپؐ لوگ کتنے تھے انھوں نے کہا اگر ہم لوگ ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ مزید ہمیں کافی ہو جاتا، ہم لوگ پندرہ سو تھے۔

ایاس بن سلمہ کے والد سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ الحدیبیہ میں

آئے، ہم لوگ چودہ سو تھے حدیبیہ کے حوض پر پچاس بکریاں تھیں جو اُس سے سیراب ہوتی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حوض پر بیٹھ گئے، پھر یا تو آپؐ نے دعا فرمائی اور یا لعاب دہن ڈالا، پانی اُبلنے لگا ہم لوگ سیراب ہو گئے اور سب نے پانی لے لیا۔

شجرۃ الرضوان طارق سے مروی ہے کہ میں حج کے لئے روانہ ہوا تو ایک قوم پر گذرا جو نماز پڑھ رہی تھی میں نے کہا یہ مسجد کیسی ہے انھوں نے کہا کہ یہ وہ درخت ہے جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعۃ الرضوان لی تھی، میں سعید المسیب کے پاس آیا اور انھیں خبر دی، انھوں نے کہا کہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ بھی اُن لوگوں میں تھے جنھوں نے درخت کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی انھوں نے کہا کہ ہم سال آئندہ نکلے تو اُسے بھول گئے پھر بھی ہم اُس پر قادر نہ ہو سکے سعید نے کہا کہ اگر اصحاب محمدؐ اسے نہیں جانتے تھے اور تمھیں نے اُسے جان لیا تو تم زیادہ جاننے والے ہوئے۔

طارق بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ میں سعید بن المسیب کے پاس تھا۔ لوگوں نے درخت کا تذکرہ کیا تو وہ ہنسے۔ پھر کہا کہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ اُس سال اُن کے ہمراہ تھے اور وہ اُس (درخت) کے پاس حاضر ہوئے تھے مگر سب لوگ دوسرے ہی سال اُسے بھول گئے۔

عبداللہ بن مغفل سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درخت کے نیچے لوگوں سے بیعت لے رہے تھے، میرے والد آپؐ کے سر سے اُس کی شاخیں اٹھائے ہوئے تھے۔

معقل بن یسار سے مروی ہے کہ الحدیبیہ کے سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا آپؐ لوگوں کو بیعت کرا رہے تھے، میں درخت کی شاخوں میں سے ایک شاخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر سے اٹھائے ہوئے تھا۔ آپؐ نے اس سے اس امر سے بیعت لی کہ وہ فرار نہ ہوں گے اُن سے موت پر بیعت نہیں لی ہم نے معقل سے پوچھا کہ اُس روز تم کتنے لوگ تھے تو اُنھوں نے کہا پندرہ سو۔

معقل بن یسار سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم الحدیبیہ کے سال درخت کے نیچے لوگوں سے بیعت لے رہے تھے میں اپنے ہاتھ سے درخت کی شاخوں میں سے ایک شاخ آپؐ کے سر سے اٹھائے ہوئے تھا آپؐ نے اس روز اس امر کی بیعت لی کہ فرار نہ ہوں گے، راوی نے پوچھا کہ آپ کتنے لوگ تھے تو انھوں نے کہا ایک ہزار چار سو۔

نافع سے مروی ہے کہ لوگ اُس درخت کے پاس آیا کرتے تھے جس کا نام شجرۃ الرضوان ہے اُس کے پاس نماز پڑھتے تھے، یہ خبر عمرؓ بن الخطاب کو پہنچی تو انھوں نے اس بارے میں انھیں ڈانٹا اور حکم دیا تو وہ کاٹ ڈالا گیا۔

عامر سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت رضوان کی وہ ابوسنان الاسدی تھے محمد بن سعد (مولف کتاب ہذا) کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کو محمد بن عمرؓ سے بیان کیا تو انھوں نے

کہا یہ نسیان ہے، ابو سنان الاسدی الحدیبیہ کے قبل نبی قریظہ کے حصار میں شہید ہو گئے جنھوں نے الحدیبیہ کے دن بیعت کی وہ سنان بن سنان الاسدی تھے۔

ببول کا درخت وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے پوچھا کہ "مسلمان یوم الحدیبیہ میں کتنے تھے" انھوں نے کہا ہم چودہ سو تھے، ہم نے آپؐ سے درخت کے نیچے جو خاردار اور بلند ریگستانی (ببول کا) درخت تھا بیعت کی اپنے ہاتھ سے اسے پکڑے ہوئے تھے سوائے جد بن قیس کے جو اپنے اونٹ کی بغل کے نیچے چھپ گیا تھا، میں نے اُن سے پوچھا کہ انھوں نے کیونکر آپؐ سے بیعت کی تو انھوں نے کہا ہم نے آپؐ سے اس امر پر بیعت کی کہ ہم فرار نہ کریں گے ہم نے آپؐ سے موت پر بیعت نہیں کی میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی الحلیفہ میں بیعت لی تو انھوں نے کہا کہ نہیں، وہاں نماز پڑھی اور سوائے درخت حدیبیہ کے اور کسی درخت کے پاس بیعت نہیں لی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے الحدیبیہ کے حوض پر دعا فرمائی۔ سب نے نشتر اونٹ کی قربانی کی جو ہر سات آدمی میں ایک اونٹ تھا۔

جابر نے کہا کہ مجھے ام مبشر نے خبر دی کہ انھوں نے صلی اللہ علیہ وسلم کو حفصہؓ کے پاس کہتے سنا کہ انشاءاللہ درخت والے لوگ جنھوں نے اُس کے نیچے بیعت کی ہے آگ میں داخل نہ ہوں گے، حفصہ نے کہا کہ کیوں نہیں یارسول اللہ، آپؐ نے انھیں جھڑ کا تو حفصہؓ نے کہا " وان منکم الا واردھا کان علی ربک حتما مقضیا " (تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو اس آگ میں داخل نہ ہو یہ آپ کے پروردگار پر ایسا واجب ہے جو پورا کیا جائے گا)، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے " ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظلمین فیھا جثیا " (پھر ہم اُن لوگوں کو نجات دیں گے جنھوں نے تقویٰ اختیار کیا، اور ظالموں کو اُس میں گھٹنوں کے بل چھوڑ دیں گے۔

شرائط صلح حدیبیہ براء بن عازب سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم الحدیبیہ میں مشرکین سے تین چیزوں پر صلح کی۔ (۱) مشرکین میں سے جو کوئی آپؐ کے پاس آئے گا وہ اُن کے پاس واپس کیا جائے گا۔ (۲) مسلمانوں میں سے جو اُن کے پاس آئے گا وہ اُسے واپس نہیں کریں گے (۳) آپؐ مکے میں سال آئندہ داخل ہوں گے اور تین دن قیام کریں گے سوائے ضروری ہتھیاروں کے جیسے تلوار اور کمان اور اسی کے مثل دوسرے ہتھیار نہ لائیں گے ابو جندل آیا جو اپنی بیڑیوں میں مقید تھا آپؐ نے اسے اُن کے پاس روانہ کر دیا۔

کفار کا اعتراض عکرمہ سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ صلح نامہ لکھا جو آپ کے اور اہل مکہ کے درمیان یوم الحدیبیہ میں ہوا تھا تو آپؐ نے فرمایا، "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" لکھو، ان لوگوں نے کہا اللہ کو تو ہم پہچانتے ہیں مگر الرحمٰن الرحیم کو ہم نہیں جانتے، انھوں نے " باسمک اللھم " لکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح

نامے کے نیچے لکھا کہ ہمارے حقوق بھی تم پر ویسے ہی ہیں جیسے کہ تمھارے حقوق ہم پر ہیں۔

حضرت عمرؓ کا احتجاج ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ سے ایسی صلح کی اور وہ شے انھیں عطا کی کہ اگر نبی اللہ مجھ پر کسی کو امیر بنا دیتے اور وہ وہی کرتا جو نبی اللہ نے کیا تو میں اس کی نہ سماعت کرتا نہ اطاعت کرتا وہ بات جو آپ نے ان کے لئے کردی یہ تھی کہ جو کوئی مسلمان کفار سے ملے گا تو وہ اسے واپس نہیں کریں گے اور جو کوئی کفار میں سے مسلمانوں کو ملے گا تو وہ اسے واپس کردیں گے۔

ہتھیار لانے پر پابندی براء بن عازب سے مروی ہے کہ حدیبیہ میں اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ شرط لگائی کہ آپ کے اصحاب میں سے کوئی مکے کے اندر سوائے ان ہتھیاروں کے نہ لائے گا جو چمڑے کے میان میں ہوتے ہیں۔ براء بن عازب سے مروی ہے کہ حدیبیہ کے سال مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ شرط لگائی کہ آپ کوئی ہتھیار نہ لائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوائے ضروری ہتھیاروں کے۔ راوی نے کہا کہ وہ میان ہے جس میں تلوار ہوتی ہے اور کمان۔

آیت قرآنی کا نزول قتادہ سے مروی ہے کہ جب سفر حدیبیہ ہوا تو مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو بیت اللہ سے روکا۔ مشرکین نے اس روز اس فیصلہ پر صلح کی کہ مسلمانوں کو یہ حق ہے کہ وہ آئندہ سال اسی ماہ میں عمرہ کریں جس میں انھوں نے (مشرکین نے) ان کو روکا ہے، اللہ تعالیٰ نے بجائے اس ماہ کے جس میں وہ روکے گئے اسی کو شہر حرام بنا دیا جس میں وہ عمرہ کریں، اس کا کلام یہ ہے۔ الشھر الحرام بالشھر الحرام والحرمات قصاص (ماہ محترم کا احترام ماہ محترم کے احترام کے عوض میں ہے اور احترام میں ادلہ بدلہ ہے یعنی اگر کوئی تم سے ماہ محترم میں جنگ کرے تو تم بھی اس سے جنگ کرو کیونکہ جب اس نے ماہ محترم کا خیال نہ کیا تو تم پر بھی اس کا خیال کرنا ضروری نہیں رہا)

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے مروی ہے کہ ابو سفیان بن حرب نے کہا کہ جب حدیبیہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آئے تو ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان عہد ہوا کہ آپ ہمارے یہاں ہتھیار لے کے نہ آئیں گے، نہ مکے میں تین رات سے زائد قیام کریں گے، جو شخص ہم سے تمھارے پاس جائے گا اسے تم ہمارے پاس واپس کردو گے اور جو تم میں سے ہمارے پاس آئے گا اسے ہم تمھارے پاس واپس نہ کریں گے۔

قربانی کے اونٹوں کی تعداد جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے سال ستر اونٹ کی قربانی کی، سات آدمی کی طرف سے ایک اونٹ

محمد بن عبید نے اپنی حدیث میں اتنا اور اضافہ کیا کہ اس روز ہم لوگ چودہ سو تھے اور قربانی نہ کرنے والے قربانی کرنے والوں سے زائد تھے۔

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ ہم لوگ غزوہ حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے ہم نے سو اونٹوں کی قربانی کی ہم لوگ ایک ہزار سے زائد تھے ہمارے ساتھ ہتھیار پیادہ اور سوار تھے، آپ کے اونٹوں میں ابی جہل کا اونٹ بھی تھا آپ حدیبیہ میں اترے قریش نے اس بات پر صلح کی کہ اس قربانی کا مقام وہی ہے جہاں ہم نے آپ کو روکا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ حدیبیہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹ کی سات آدمیوں کی طرف سے اور ایک گائے کی بھی سات آدمیوں کی طرف سے قربانی کی۔ جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے حدیبیہ کے سال ستر اونٹ کی قربانی کی، ایک اونٹ سات سات کی طرف سے ـــ جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ہم نے حدیبیہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ستر اونٹ کی قربانی کی ایک اونٹ سات کی طرف سے، جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ہم نے حدیبیہ کے دن ستر اونٹ کی قربانی کی ایک اونٹ سات کی طرف سے، ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری ایک جماعت ایک قربانی میں شریک ہو جائے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ مسلمانوں نے حدیبیہ کے دن ستر اونٹ کی قربانی کی ہر سات آدمیوں کی طرف سے ایک اونٹ۔

سر منڈوانے والوں کے لئے دعاء

قتادہ سے مروی ہے کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے روز روانہ ہوئے تو آپ نے اپنے اصحاب میں سے چند آدمیوں کو دیکھا کہ انھوں نے بال کتروائے ہیں فرمایا: اللہ سر منڈانے والوں کی مغفرت کرے، لوگوں نے کہا یا رسول اللہ بال کتروانے والوں کی؟ آپ نے یہی تین مرتبہ فرمایا انھوں نے آپ کو برابر یہی جواب دیا، پھر آپ نے چوتھی مرتبہ فرمایا" اور بال کتروانے والوں کی بھی"

ابو سعید الخدری سے مروی ہے کہ حدیبیہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے عثمانؓ بن عفان اور ابو قتادہ الانصاری کے اپنے اصحاب کو دیکھا کہ انھوں نے سر منڈایا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈانے والوں کے لئے تین مرتبہ دعائے مغفرت کی اور کتروانے والوں کے لئے ایک مرتبہ۔

مالک بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا کہ اے اللہ سر منڈانے والوں کی مغفرت فرما: تو ایک شخص نے" اور بال کتروانے والوں کی؟" تو آپ نے تیسری یا چوتھی مرتبہ فرمایا" اور بال کتروانے والوں کی" میں بھی اس روز سر منڈائے ہوئے تھا مجھے جو مسرت اس سے ہوئی وہ اونٹ کے گوشت سے اور نہ بڑی قدر سے ہوئی۔

مجمع بن یعقوب نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب روانہ ہوئے حدیبیہ میں سر منڈایا اور قربانی کی تو اللہ نے ایک تیز ہوا بھیجی جو اُن کے بالوں کو اڑا لے گئی اُس نے انھیں حرم میں ڈال دیا۔

مجاہد سے مروی ہے کہ" انا فتحنا لک فتحا مبینا" حدیبیہ کے سال نازل ہوئی۔

آیات قرآنی کا نزول مجاہد سے مروی ہے کہ "انا فتحنا لک فتحا مبینا" (ہم نے آپ کو اے محمد کھلی ہوئی فتح دی) "انا قضینا لک قضاءً مبینا" (ہم نے آپ کے لئے کھلا ہوا فیصلہ کر دیا) نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں قربانی کی اور سر منڈایا۔ قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک کو کہتے سنا کہ یہ آیت جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے لوٹے تو نازل ہوئی "انا فتحنا لک فتحا مبینا۔ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر" (ہم نے آپ کو کھلی ہوئی فتح دی تاکہ اللہ تعالے آپ کی اگلی پچھلی لغزشیں معاف کر دے)

شعبی سے مروی ہے کہ ہجرت حدیبیہ کے درمیان فتح مکہ تک تھی حدیبیہ بھی فتح ہی ہے۔

مجمع بن جاریہ سے مروی ہے کہ: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حدیبیہ میں حاضر ہوا جب ہم لوگ وہاں سے واپس ہوئے تو دیکھا کہ لوگ اونٹوں کو بھگا رہے ہیں، بعض لوگوں نے بعض سے کہا کہ انھیں کیا ہوا ہے (جو بھاگ رہے ہیں) لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی ہے اس پر وہ بھی لوگوں کے ہمراہ بھاگنے لگے یہاں تک کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کراع الغمیم کے پاس کھڑا ہوا پایا جب آپ کے پاس وہ چند نفوس جمع ہو گئے جنھیں آپ چاہتے تھے تو آپ نے انھیں پڑھ کر سنایا "انا فتحنا لک فتحا مبینا" اصحاب میں سے ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا یہ فتح ہے؟ آپ نے فرمایا، ہاں، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک یہ فتح ہے۔ پھر خیبر حدیبیہ پر اٹھارہ حصوں میں تقسیم کیا گیا، لشکر پندرہ سو تھا جن میں تین سو سوار تھے ہر سوار کے دو حصے تھے۔

براء نے کہا کہ جس کو لوگ فتح مکہ کہتے ہیں ہم تو وہ یوم حدیبیہ بیعۃ الرضوان کو کہتے ہیں (کیونکہ یہی باعث فتح مکہ ہے)

نافع سے مروی ہے کہ اس کے چند سال بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی ایک جماعت روانہ ہوئی تو ان میں سے کسی نے بھی اس درخت کو نہ پہچانا اس میں انھوں نے اختلاف کیا، ابن عمرؓ نے کہا وہ درخت اللہ کی رحمت تھا۔

ابو الملیح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن ہم لوگوں پر اتنی تھوڑی بارش ہوئی جس سے ہمارے جوتوں کے تلے بھی تر نہ ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے یہ ندا دی کہ اپنے کجاووں میں نماز پڑھو۔

غزوہ خیبر

اعلان جہاد جمادی الاولیٰ ۷ھ میں غزوہ خیبر ہوا خیبر مدینے سے آٹھ برد (۹۶ میل) ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو غزوہ خیبر کے لئے تیار ہونے کا حکم دیا، آپ ان کو جمع کرنے لگے جو آپ کے پاس تھے اور جہاد کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ "ہمارے ہمراہ سوائے اس کے کوئی نہ جائے جسے جہاد کا شوق ہو۔

نیابت سباع بن عرفطہ یہود جو مدینے میں باقی رہ گئے تھے ان پر بہت شاق ہوا اور وہ چلے گئے آپ نے مدینے پر سباع بن عرفطہ الغفاری کو اپنا قائم مقام بنایا آپ ہمراہ اپنی زوجہ ام سلمہ کو لے گئے۔ جب خیبر کے قریب پہنچے تو رات کو دشمنوں نے جنبش نہ کی اور نہ ان کے مرغ نے بانگ دی، یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو گیا، ان کی صبح اس حالت میں ہوئی کہ دل پریشان خاطر پراگندہ

انھوں نے اپنے قلعے کھول دیئے اور اپنے کام پر روانہ ہوئے اُن کے ہمراہ پھاوڑے، مرانجیاں اور ٹوکریاں تھیں، جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہا "محمد" اور "خمیس" خمیس سے اُن کی مراد لشکر تھی وہ پشت پھیر کر اپنے قلعوں کی طرف بھاگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے، اللہ اکبر، خیبر برباد ہو گیا جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو اُن لوگوں کی صبح خراب ہوتی ہے جنھیں ڈرایا جاتا ہے۔

اسلامی علَم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نصیحت کی اور اُن میں (رایہ) بڑے جھنڈے تقسیم کئے، سوائے جنگ خیبر کے اور کبھی بڑے نہیں تھے صرف (لواء) چھوٹے جھنڈے ہوتے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا (رایہ) سیاہ تھا جو عائشہؓ کی چادر کا تھا اس کا نام العقاب تھا آپ کا (لواء) جھنڈا سفید تھا جو علیؓ بن ابی طالب کو دیا، ایک (رایت) بڑا جھنڈا حباب بن المنذر کو دیا، ایک رایت سعد بن عبادہ کو دیا، مسلمانوں کا شعار (نشان جنگ جس سے یہ معلوم ہو جائے کہ یہ اسلامی فوج کا فرد ہے) "یا منصور اَمِت" تھا۔

آغاز جنگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین سے اور انھوں نے آپؐ سے شدید جنگ کی آپؐ کے اصحاب میں سے چند شہید ہوئے دشمنوں کی بہت بڑی جماعت تہ تیغ ہوئی آپؐ نے خیبر کے قلعوں کو ایک ایک کر کے فتح کیا وہ ساز و سامان والے متعدد قلعے تھے جن میں سے ایک النطاۃ تھا ایک قلعہ الصعب بن معاذ ایک قلعہ ناعم، ایک قلعہ الزبیر تھا ایک حصہ اور تھا جس میں قلعے تھے ان میں سے ایک قلعہ اُبی، ایک قلعہ، النزارۃ تھا، اس کے علاوہ لشکروں کے قلعے القموص، الوطیح اور سلالم تھے یہ ابو الحقیق کے بیٹوں کے قلعے تھے۔

مقتولین و مال غنیمت آپؐ نے ابو الحقیق کے خاندان کا وہ خزانہ لیا جو اونٹ کی کھال میں تھا انھوں نے اس کو ایک ویران مقام میں پوشیدہ کر دیا تھا، مگر اللہ نے اپنے رسولؐ کو اس کا راستہ بتا دیا اور آپؐ نے اسے نکال لیا ترانوے [۹۳] یہودی مارے گئے جن میں الحارث ابو زینب، مرحب، اسیر، یاسر، اور عامر کنانہ بن ابی الحقیق اور اس کا بھائی بھی تھا ہم نے ان لوگوں کا ذکر اور نام ان کی سرداری کی وجہ سے لیا۔

شہدائے خیبر خیبر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ربیعہؓ بن اکثم، ثقفؓ بن عمرو بن سمیط، رفاعہؓ بن مسروح، عبد اللہؓ امیہ بن وہب جو بنی اسد بن عبد العزی کے حلیف تھے، محمودؓ بن مسلمہ، ابو ضیاحؓ بن النعمان جو اہل بدر میں سے تھے الحارثؓ بن حاطب جو اہل بدر میں سے تھے عدیؓ بن مرۃ بن سراقہ، اوسؓ بن حبیب، انیفؓ بن وائل، مسعودؓ بن سعد بن قیس، بشرؓ بن البراء بن معرور جو زہریلی بکری سے مرے، فضیلؓ [۱۳] بن النعمان، عامرؓ [۱۴] بن الاکوع جنھوں نے اپنے آپ کو ہلاک کر لیا وہ اور محمود بن مسلمہ خیبر کے الرجیع کے ایک ہی غار میں دفن کئے گئے، عمارہؓ [۱۵] بن عقبہ بن عباد بن ملیل، یسارؓ [۱۶] جو حبشی غلام تھے اور قبیلہ اشجع کے ایک شخصؓ۔ یہ سب پندرہ آدمی ہوئے جو میدان جنگ میں شہید ہوئے دو آدمی بشر بن البراء بن معرور زہریلی بکری کے گوشت سے اور عامر بن الاکوع اپنے ہی خنجر سے ہلاک ہوئے اس طرح کل سترہ آدمی ہوئے۔

زینب بنت الحارث کا قتل اسی غزوہ میں زینب بنت الحارث زوجہ سلام بن مشکم نے اس طرح رسول اللہ کو زہر دیا کہ آپ کو اس نے ایک زہریلی بکری ہدیۃً دی اسے آپؐ نے اور آپؐ کے اصحاب میں سے چند نے کھایا جن میں بشر بن البراء بن معرور بھی تھے وہ اس سے مر گئے کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو قتل کر دیا، یہی ہمارے نزدیک ثابت ہے۔

مال غنیمت کی تقسیم آپؐ نے غنائم کے متعلق حکم دیا، وہ جمع کی گئیں ان پر فروہ بن عمرو البیاضی کو عامل بنایا پھران کے متعلق حکم دیا تو وہ پانچ حصوں پر تقسیم کی گئیں ایک حصہ پر لکھا گیا کہ اللہ کے لئے بقیہ حصے نامعلوم رہے سب سے پہلے حصہ نکلا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا جو پانچوں حصوں میں سے منتخب نہیں کیا گیا تھا۔ پھر آپؐ نے پانچوں حصوں میں سے بقیہ چار کے متعلق جو زیادہ دے اس کے ہاتھ فروخت کرنے کا حکم دیا گیا فروہ نے انھیں فروخت کیا اور اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔

وہ شخص جو لوگوں کے شمار کرنے پر مامور تھے زید بن ثابت تھے انھوں نے کل تعداد چودہ سو اور گھوڑے دو سو شمار کئے سب حصے اٹھارہ تھے ہر سو کے لئے ایک حصہ گھوڑوں کے لئے چار سو حصے وہ خمس جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا اس میں سے ہتھیار اور کپڑے جیسا اللہ آپؐ کے دل میں ڈالتا تھا آپ دے رہے تھے۔ اس میں سے آپؐ نے اہل بیت (بیویوں)، کو عبدالمطلب کے خاندان کے آدمیوں کو، عورتوں، یتیم بچوں اور سائلوں کو دیا، مقام الکتیبہ سے آپؐ نے اپنی ازواج اور اولاد عبدالمطلب وغیرہم کو غلہ دیا۔

ابوہریرہؓ داشعریؓ کی آمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر ہی میں تھے کہ قبیلہ دوس کے لوگ آئے جن میں ابوہریرہ بھی تھے، طفیل بن عمرو آئے اور اشعری لوگ بھی آئے وہ سب وہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے ان کے بارے میں گفتگو فرمائی کہ وہ اُن کو بھی غنیمت میں شریک کرلیں۔ اُنھوں نے شریک کر لیا۔

جعفرؓ بن ابی طالب کی آمد خیبر فتح ہونے کے بعد جعفر بن ابی طالب اور السفینتین والے نجاشی کے پاس سے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھے ان دونوں باتوں میں سے کس سے زائد خوشی ہوئی، آمدِ جعفر یا فتح خیبر سے۔"

صفیہ بنت حیی ان لوگوں میں جنھیں خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قید کیا صفیہ بنت حیی بھی تھیں آپؐ نے آزاد کرکے اُن سے نکاح کر لیا۔

فتح خیبر پر حضرت عباسؓ کا اظہار مسرت حجاج بن علاط السلمی مکے میں قریش کے پاس آئے انھیں یہ خبر دی کہ محمدؐ کو یہود نے قید کر لیا اُن کے اصحاب ان سے جدا ہو گئے اور قتل کر دیئے گئے، یہود محمدؐ اور اُن کے اصحاب کو تمھارے پاس لا رہے ہیں اس بہانے سے حجاج نے اپنا قرض وصول کیا اور فوراً روانہ ہو گئے راستہ میں عباسؓ بن عبدالمطلب ملے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح خبر بتا دی اور اُن سے درخواست کی کہ وہ انھیں پوشیدہ رکھیں یہاں تک کہ حجاج چلے جائیں، عباسؓ نے یہی کیا۔ جب حجاج

چلے گئے تو عباس نے ان کا اعلان کر دیا، مسرت ظاہر کی اور ایک غلام کو آزاد کر دیا جس کا نام ابوزبیبہ تھا

ابوسعید الخدری سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ۱۸ رمضان کو خیبر کی جانب نکلے، ایک گروہ نے روزہ رکھا اور دوسروں نے افطار کیا (روزہ نہیں رکھا) نہ تو روزہ دار کی اُس کے روزے پر برائی کی گئی اور نہ افطار کرنے والے کی اُس کے افطار پر۔

اہل خیبر کی بدحواسی | انسؓ سے مروی ہے کہ ہم لوگ رات کے وقت خیبر پہنچے، جب ہمیں صبح ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھ لی تو آپ سوار ہو گئے ہمراہ مسلمان بھی سوار ہوئے اور روانہ ہو گئے اہل خیبر کو جب صبح ہوئی تو وہ اپنے پھاوڑے اور ٹوکریاں لے کر نکلے جیسا کہ وہ اپنی زمینوں میں نکلا کرتے تھے

جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہا "محمدؐ، واللہ، محمدؐ اور لشکر" اور بھاگ کر اپنے شہر میں واپس آ گئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ اکبر، خیبر ویران ہو گیا، ہم لوگ جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو جو لوگ ڈرائے جاتے ہیں ان کی صبح خراب ہوتی ہے" انس نے کہا کہ میں (اونٹ پر) ابوطلحہ کا ہم نشین تھا، میرا قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم سے مس ہو رہا تھا۔

ابوطلحہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں صبح کی تو یہود نے پھاوڑے لئے وہ اپنے کھیتوں اور زمینوں کی طرف روانہ ہوئے لیکن انھوں نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ہمراہ لشکر کو دیکھا تو وہ پس پشت لوٹے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اکبر اللہ اکبر ہم جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ڈرائے جانے والے کی صبح خراب ہوتی ہے۔

حسن سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے سامنے اترے تو خیبر والے گھبرائے انھوں نے کہا محمدؐ اور یثرب والے آ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت اُن کی گھبراہٹ کو دیکھا تو فرمایا "جب ہم کسی قوم کے میدان میں اُترتے ہیں تو ڈرائے جانے والوں کے لئے صبح خراب ہوتی ہے"

انس سے مروی ہے کہ میں خیبر کے دن ابوطلحہ کا ہم نشین تھا، میرا قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم سے لگ رہا تھا، ہم لوگ یہود کے پاس اس وقت آئے جب آفتاب طلوع ہو گیا تھا وہ مع اپنے مواشی، پھاوڑے، کدال اور کلہاڑیوں کے نکلے انھوں نے کہا محمدؐ اور لشکر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اکبر اللہ اکبر جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ڈرائے جانے والوں کی صبح بُری ہوتی ہے، اللہ نے اُن کو ہزیمت دی"

انس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر کے قریب پہنچے تو صبح کی نماز اندھیرے میں

پڑھی، اور اُن لوگوں پر حملہ کیا، پھر فرمایا: اللہ اکبر اللہ اکبر خیبر ویران ہو گیا۔ ہم جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ڈرائے جانے والوں کی صبح خراب ہوتی ہے۔" آپ اُن پر گھس پڑے وہ نکل کر گلیوں میں بھاگتے پھرتے تھے اور کہتے تھے محمدؐ اور لشکر، محمدؐ اور لشکر، لڑنے والے قتل کر دیئے گئے اور بچے گرفتار ہو گئے،

یہودِ خیبر کی جلاوطنی | ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کے وقت خیبر پہنچے آپؐ نے ان سے جنگ کی اور انھیں اپنے محل میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا ان کی زمین اور کھجور کے باغوں پر آپؐ قابض ہو گئے۔ آپؐ نے ان سے اس پر صلح کی کہ وہ قتل نہیں کئے جائیں گے، وہ مال اُن کا ہو گا جو اُن کے اونٹ اٹھالیں گے، سونا چاندی اور ہتھیار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو گا اور وہ خیبر سے چلے جائیں گے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اقرار کیا کہ آپؐ سے کوئی شے نہ چھپائیں گے، اور اگر اُنھوں نے ایسا کیا تو اُن کے لئے نہ کوئی ذمہ داری ہے اور نہ عہد۔

مال و باغ کی ضبطی | جب آپؐ نے وہ مال پالیا جو انھوں نے اونٹ کی کھال میں چھپایا تھا تو عورتوں کو گرفتار کر لیا، زمین اور باغ پر قابض ہو گئے اور اُنھیں لگان پر دیدیا، ابن رواحہ اس زمین و باغ کا ان کے سامنے اندازہ کرتے تھے اور ان کے حصے پر قبضہ کرتے تھے۔

صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ خیبر کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ دو سو گھوڑے تھے۔

حضرت علیؓ کی علمبرداری | ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز فرمایا "میں جھنڈا (رایہ) ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اُس کے رسولؐ اُسے دوست رکھتے ہیں اور اُسی پر فتح ہو گی۔" عمرؓ نے کہا کہ اس روز سے پہلے میں نے امارت کبھی پسند نہیں کی میں اس امید پر کھڑا ہوتا تھا اور دیکھتا تھا کہ آپؐ جھنڈا مجھے دیں گے جب دوسرا دن ہوا تو آپؐ نے علیؓ کو بلایا اور وہ جھنڈا انھیں دیدیا اور فرمایا کہ "لڑو اور اُس وقت تک نہ پلٹو جب تک اللہ تعالٰے تم پر فتح نہ کردے،" وہ نزدیک تک گئے پھر پکار کر پوچھا کہ یا رسول اللہ میں کب تک لڑتا رہوں، آپؐ نے فرمایا جب تک وہ یہ گواہی نہ دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں جب وہ ایسا کریں تو اُنھوں نے اپنے خون اور مال سوائے اُس کے حق کے مجھ سے محفوظ کر لئے اور اُن کا حساب اللہ پر ہے۔"

عامر اور مرحب یہودی کا مقابلہ | سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ خیبر کے روز میرے چچا نے مرحب یہودی سے لڑنے کا مطالبہ کیا تو مرحب نے یہ رجز کہا کہ ؎

قد علمت خیبر انی مرحب شاکی السلاح بطلٌ مجرب اذا الحروب اقبلت تلهب

خیبر کو معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں، جو زبردست ہتھیار چلانے والے بہادر اور آزمودہ کار ہے، جب جنگ سامنے آتی ہے تو وہ بھڑک اٹھتا ہے۔

میرے چچا عامر نے (یہ رجز) کہا ؎

قد علمت خیبر انی عامر شاکی السلاح بطلٌ مغامر

خیبر کو معلوم ہو گیا ہے کہ میں عامر ہوں، زبردست ہتھیار چلانے والا بہادر اور موت سے بے پروا ہو کر قتال کرنے والا ہوں۔

عامر کی شہادت دونوں کی تلواریں چلنے لگیں، مرحب کی تلوار عامر کی ڈھال میں جا پڑی، عامر اُس سے نیچے ہو گئے تو وہ تلوار اُن کی پنڈلی پر جا پڑی اور اس نے اُن کی رگ کاٹ دی اسی میں اُنکی جان گئی۔

سلمہ بن الاکوع نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کچھ لوگوں سے ملا تو انھوں نے کہا کہ عامر کا عمل بے کار گیا انھوں نے اپنے آپ کو قتل کر لیا۔ یہ سن کر میں روتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ سے کہا یا رسول اللہ عامر کا عمل بے کار گیا؟ آپؐ نے فرمایا، یہ کس نے کہا؟ میں نے کہا۔ آپؐ کے اصحاب میں سے کچھ لوگوں نے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے یہ کہا غلط کہا۔ اُن کے لئے تو دوہرا ثواب ہے کیونکہ جب وہ خیبر کی جانب روانہ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو (بہادری کے اشعار سے) جوش دلانے لگے اور انھیں میں نبیؐ ہیں جو اونٹوں کو ہنکا رہے ہیں۔ عامر یہ اشعار پڑھتے تھے۔

عامر کے رجزیہ اشعار

تاللّٰہ لولا اللّٰہ ما اهتدینا وما تصدقنا وما صلینا

بخدا اگر خدا نہ ہوتا تو ہم لوگ ہدایت نہ پاتے، نہ خیرات کرتے، نہ نماز پڑھتے۔

ان الذین کفروا علینا اذا ارادوا فتنةً ابینا

جن لوگوں نے ہم پر کفر کیا۔ انھوں نے جب فتنہ کا ارادہ کیا تو ہم نے انکار کیا۔

ونحن عن فضلك ما استغنینا فثبت الاقدام ان لاقینا وانزلن سکینةً علینا

اے اللہ ہم تیرے فضل سے بے نیاز نہیں ہیں اسلئے جب ہم مقابلہ کریں تو ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہم پر سکون واطمینان نازل فرما۔

رسول اللہؐ کی دعائے مغفرت جب عامر یہ اشعار پڑھ رہے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ کون ہے۔ لوگوں نے کہا عامرؓ ہیں یا رسول اللہ، آپؐ نے فرمایا۔

"اے عامر، اللہ تمھاری مغفرت کرے"

راوی نے کہا کہ آپؐ نے جب کبھی کسی انسان کے لئے اُس کی تخصیص کے ساتھ دعائے مغفرت کی تو وہ ضرور شہید ہو گیا، جب عمرؓ بن الخطاب نے یہ واقعہ سنا تو انھوں نے کہا یا رسول اللہ ہمیں آپؐ نے عامرؓ سے کیوں نہ فائدہ اٹھانے دیا جو وہ آگے بڑھ کے شہید ہو گئے۔

حضرت علیؓ اور مرحب یہودی کا مقابلہ سلمہ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ میں آج جھنڈا (رایت) اس شخص کو دوں گا جو اللہ کو اور اُس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اُس کا رسول اُس کو دوست رکھتا ہے اُنھوں نے کہا کہ میں اُنھیں کھینچ کر لایا اُن کی آنکھیں دکھتی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی آنکھوں میں لعاب دہن ڈالا، اُنھیں جھنڈا (رایت) دیدیا، مرحب اپنی تلوار چلاتا ہوا نکلا اور اس نے یہ رجز پڑھا۔

قد علمت خیبر انی مرحب شاک السلاح بطل مجرب اذا الحروب اقبلت تلھب

خیبر کو معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں جو زبردست ہتھیار چلانے والا، بہادر اور آزمودہ کار ہے۔ جب جنگ پیش آتی ہے تو وہ بھڑک اٹھتا ہے"

علی صلوات اللہ علیہ و برکاتہ نے کہا:۔

انا الذی سمتنی امی حیدرہ کلیث غابات کریہ المنظرہ اکیلھم بالصاع کیل السندرہ

میں وہ شخص ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر (شیر) رکھا، مثل جنگلوں کے شیروں کے ہیبتناک ہوں جن کو میں السندرہ کے پیمانے سے تولتا ہوں" (السندرہ وہ لکڑی جس سے کمان بنتی ہے)

اُنھوں نے تلوار سے مرحب کا سر پھاڑ دیا اور اُنھیں کے ہاتھ پر فتح ہوئی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اہل خیبر پر غالب آگئے تو آپ نے اُن سے اس شرط پر صلح کی کہ وہ لوگ اس طرح اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو لے جائیں کہ نہ اُن کے پاس سونا ہو نہ چاندی۔

کنانہ اور الربیع کی غلط بیانی بارگاہ نبویؐ میں کنانہ اور الربیع کو لایا گیا، کنانہ صفیہ کا شوہر تھا اور الربیع اُس کا عم زاد بھائی تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا کہ تمھارے

وہ برتن کہاں ہیں جو تم اہل مکہ کو عاریۃً دیا کرتے تھے۔ انھوں نے کہا ہم لوگ بھاگے، اس طرح کہ ایک زمین ہمیں رکھتی تھی اور دوسری اٹھاتی تھی اور ہم نے ہر چیز صاف کر دی۔

آپؐ نے ان دونوں سے فرمایا کہ اگر تم نے مجھ سے کوئی چیز چھپائی اور مجھے اس کی اطلاع ہوئی تو تمھارے خون اور اہل و عیال میرے لئے حلال ہو جائیں گے دونوں اس پر راضی ہو گئے۔

کنانہ اور الربیع کا قتل آپؐ نے انصار میں سے ایک شخص کو بلایا اور فرمایا کہ تم فلاں فلاں خشک زمین کی طرف جاؤ پھر کھجور کے باغ میں آؤ، اس میں جو کچھ ہو میرے پاس لے آؤ۔ وہ انصاری گئے اور برتن اور مال لے آئے آپؐ نے ان دونوں کی گردن ماردی اور اہل و عیال کو گرفتار کر لیا آپؐ نے ایک شخص کو بھیجا جو صفیہ کو لے آیا اس نے انھیں ان دونوں کی قتل گاہ پر گزارا۔ اس شخص سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم نے ایسا کیوں کیا، عرض کی یا رسول اللہ میں نے چاہا کہ صفیہ کو غصہ دلاؤں، آپؐ نے صفیہ کو بلالؓ اور ایک انصاری کے سپرد کر دیا وہ اُن کے پاس رہیں۔

گدھے کا گوشت کھانے کی ممانعت جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ خیبر کے دن لوگ بھوک کی تکلیف محسوس کرنے لگے تو انھوں نے گدھے پکڑ کے ذبح کئے اور ہانڈیاں بھرلیں، اس کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ ہانڈیاں الٹ دی جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہری گدھے، خچر، درندوں اور پنجے سے پھاڑ کھانے والے پرندوں کا گوشت حرام قرار دیا، مردار پرندہ، لوٹے اور اچکے ہوئے مال کو بھی حرام کر دیا۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم خیبر میں گدھے کے گوشت سے منع کیا۔ البتہ گھوڑے کے گوشت کی اجازت دی۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ یوم خیبر میں ایک آنے والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ میں نے گدھے کھائے ایک اور آنے والا آپؐ کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ میں نے گدھوں کو فنا کر دیا آپؐ نے ابو طلحہ کو ندا دینے کا حکم دیا۔ اللہ اور اس کا رسولؐ تمھیں گدھے کے گوشت سے منع کرتا ہے کیونکہ وہ نجس ہے تمام ہانڈیاں اوندھا دی گئیں۔

براء بن عازب سے مروی ہے کہ یوم خیبر میں ہمیں گدھے ملے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے یہ ندا دی کہ ہانڈیاں اوندھا دو۔

ابو سلیط سے جو بدری تھے مروی ہے کہ یوم خیبر میں ہمارے پاس گدھے کے گوشت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت آئی، ہم لوگ بھوکے تھے پھر بھی ہانڈیاں اوندھا دیں۔

مال غنیمت کی تقسیم بشیر بن یسار سے مروی ہے کہ جب اللہ نے خیبر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فتح کر دیا تو آپؐ نے اسے ۳۶ حصوں پر تقسیم کیا کہ ہر حصے میں سو سہم تھے۔ اُن حصوں کا نصف اپنے ملکی حوائج اور اُن کی ضروریات کے لئے جو آپؐ کو پیش آتی تھیں مخصوص کر دیا اور دوسرے نصف حصے کو چھوڑ دیا، اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ اسی نصف میں تھا کہ اسی میں قلعۂ نطاۃ اور اس کے مشمولات تھے اس کو بھی آپؐ نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ جسے آپؐ نے وقف کیا وہ قلعہ الوطیحہ الکتیبہ سلالم اور اس کے محتویات تھے۔

جب تمام مال نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا اور آپؐ نے مسلمانوں میں کاشت کرنے والوں کی قلت ملاحظہ فرمائی تو زمین یہود کو دیدی کہ پیداوار کے نصف پر کام کریں۔

وہ لوگ برابر اسی طریقے پر رہے یہاں تک کہ عمرؓ بن الخطاب خلیفہ ہوئے اور مسلمانوں کے ہاتھ میں کام کرنے والوں کی کثرت ہو گئی اور وہ اصول کاشت سے اچھی طرح واقف تھے تو عمرؓ نے یہود کو شام کی طرف جلا وطن کر دیا۔ اور تمام املاک مسلمانوں میں تقسیم کر دیں۔

بشیر بن یسار سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح کیا تو آپؐ نے اُسے صلح سے لیا اور ۳۶ حصوں پر تقسیم کیا اٹھارہ حصے اپنے واسطے مخصوص کر لئے اور اٹھارہ حصے مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے سوا سپ سوار ہمرکاب تھے آپ نے ایک گھوڑے کے دو حصے لگائے۔

مکحول سے مروی ہے کہ یوم خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار کے تین حصے لگائے ایک حصہ اس کا اور دو حصے اُس کے گھوڑے کے۔

ابی اللحم کے آزاد کردہ غلام عُمیر سے مروی ہے کہ یوم خیبر میں میں نے اپنے آقا کے ہمراہ جہاد کیا اور فتح کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ موجود تھا۔ میں نے آپؐ سے درخواست کی کہ ان لوگوں کے ساتھ میرا حصہ بھی لگائیں، آپؐ نے مجھے ردی سامان میں سے کچھ دیدیا اور حصہ نہیں لگایا۔

ثابت بن الحارث الانصاری سے مروی ہے کہ خیبر کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہلہ بنت عاصم بن عدی اور ان کی بیٹی کا جو پیدا ہوئی تھی حصہ لگایا۔

حنش سے مروی ہے کہ میں رُوَیفع بن ثابت البلوی کے ہمراہ فتح جرُبہ میں حاضر ہوا۔ رویفع بن ثابت نے وعظ بیان کیا۔ میں فتح خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا، میں نے آپؐ کو یہ کہتے سُنا کہ جس کا اللہ اور روز آخرت پر ایمان ہے وہ اپنا پانی دوسرے کی زراعت کو نہ دے (یعنی حاملہ لونڈی سے صحبت نہ کرے) اور جس کا اللہ اور روز آخرت پر ایمان ہو وہ کسی قیدی عورت سے حاجت روائی نہ کرے تاوقتیکہ اس کا استبراء نہ کرے (یعنی دو حیض تک انتظار کرے تاکہ حمل غیر کا شبہ جاتا رہے) جو شخص اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو اُسے چاہیئے کہ تقسیم تک مال غنیمت کو فروخت نہ کرے اور جس کا اللہ اور روز آخرت پر ایمان ہے اُسے چاہیئے کہ مسلمانوں کی غنیمت میں سے کسی جانور پر اس طرح سوار نہ ہو کہ جب وہ دبلا ہو جائے تو مسلمانوں کی غنیمت میں واپس کر دے یا کسی کپڑے کو اتنا پہنے کہ جب وہ پرانا ہو جائے تو اُسے مسلمانوں کی غنیمت میں واپس کر دے۔

حکم نے کہا کہ مجھے عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے اللہ کے اس قول کے بارے میں خبر دی:۔ ”واثابھم فتحا قریباً (انھیں عنقریب فتح دے گا۔) کہ اس سے مراد خیبر ہے“ واخری لم تقدروا علیھا قد احاط اللہ بھا“ (اور ایک دوسری جماعت کہ تم جس پر قادر نہیں ہوئے اللہ نے اس کا احاطہ کر لیا (اس سے مراد) فارس و روم ہے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت فاروقؓ نے فتح کئے)

زہر آلود بکری ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بکری ہدیۃً دی گئی جو زہر آلود تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہاں جس قدر یہود ہیں سب کو جمع کرو۔ سب آپؐ کے پاس جمع کئے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم لوگوں سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ آیا تم لوگ اس کے بارے میں مجھ سے سچ کہو گے۔ انھوں نے کہا اے ابو القاسم۔ ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمھارا باپ کون ہے؟ انھوں نے کہا ہمارا باپ فلاں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جھوٹ بولے۔ تمھارا باپ فلاں ہے انھوں نے کہا آپؐ نے سچ کہا اور درست کہا۔

آپؐ نے فرمایا اگر میں تم میں سے کچھ پوچھوں تو تم مجھ سے سچ کہو گے۔

انھوں نے کہا اے ابوالقاسم۔ ہاں، کیونکہ ہم اگر جھوٹ بولیں گے تو آپؐ ہمارا جھوٹ معلوم کرلیں گے۔ جیسا کہ آپؐ نے ہمارے باپ کے بارے میں معلوم کرلیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: کہ اہل جہنم کون ہیں؟ انھوں نے کہا ہم لوگ اس میں بہت کم رہیں گے تم لوگ اس میں ہمارے عوض رہو گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تمھیں اس میں رہو اور ہم کبھی اس میں تمھارے عوض میں نہ رہیں گے۔

پھر آپؐ نے فرمایا کہ تم مجھ سے سچ کہو گے اگر میں تم سے پوچھوں۔ انھوں نے کہا اے ابوالقاسم ہاں، آپؐ نے فرمایا کیا تم لوگوں نے اس بکری میں زہر ملایا ہے؟ انھوں نے کہا ہاں، آپؐ نے فرمایا: تمھیں کس نے ابھارا۔ انھوں نے کہا ہمارا ارادہ یہ تھا کہ اگر آپؐ جھوٹے ہوں گے تو ہمیں آپؐ سے راحت مل جائے گی اور اگر آپؐ نبی ہوں گے تو آپؐ کو ضرر نہ ہوگا۔

حضرت صفیہؓ بنت حیی سے عقد ابن عباس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر سے روانگی کا ارادہ کیا تو مسلمانوں نے کہا اب ہم معلوم کرلیں گے کہ صفیہ لونڈی ہیں یا بیوی اگر وہ بیوی ہوں گی تو آپؐ انھیں پردہ کرائیں گے ورنہ وہ سُرّیہ (لونڈی) ہوں گی۔

جب آپؐ روانہ ہوئے تو آپ نے پردے کا حکم دیا ان کے درمیان پردہ کیا گیا، لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ وہ زوجہ ہیں، جب انھوں نے سوار ہونے کا ارادہ کیا تو آپؐ نے ان کے قریب اپنی ران کردی تاکہ وہ اس پر سے سوار ہوں لیکن انھوں نے انکار کیا اپنا گھٹنا آپؐ کی ران کے قریب رکھا آپ نے انھیں اٹھایا۔

رات کو آپؐ اترے اور خیمے میں داخل ہوئے وہ بھی آپؐ کے ساتھ داخل ہوئیں ابوایوب آئے، پاس تلوار بھی تھی وہ خیمے پر اپنا سر رکھ کر سو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح ہوئی تو آپؐ نے حرکت (آہٹ) سنی، فرمایا: کون ہے؟ انھوں نے کہا میں ابوایوب ہوں آپؐ نے فرمایا تمھارا کیا کام ہے انھوں نے کہا یا رسول اللہ جوان لڑکی جن کی نئی شادی ہوئی ہے اور

آپ نے ان کے شوہر کے ساتھ جو کیا وہ کیا، اس لئے میں ان سے بے خوف نہ تھا۔ میں نے کہا کہ اگر وہ جنبش کریں تو میں آپ کے قریب ہوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ فرمایا: اے ابوایوب خدا تم پر رحمت کرے۔

انس سے مروی ہے کہ صفیہ دحیہ کے حصہ میں پڑیں وہ ایک خوبصورت لڑکی تھیں، اُنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات راس (جانوروں) کے عوض میں خریدا۔ اور ام سُلیم کے سپرد کیا تاکہ وہ اُن کا بناؤ کردیں اور اُنھیں تیار کردیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ولیمہ کھجور اور پنیر اور گھی پر کیا، زمین کو جھاڑا دستر خوان لائے گئے اور اسی زمین پر بچھادیئے گئے پنیر، گھی اور کھجور لائی گئی لوگ سیر ہوگئے، لوگوں نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں کہ آپ نے ان سے نکاح کیا ہے یا انھیں ام الولد (لونڈی) بنایا ہے، پھر لوگوں نے کہا کہ اگر آپ انھیں پردہ کرائیں گے تو آپ کی زوجہ ہوں گی اور اگر پردہ نہ کرائیں گے تو وہ ام الولد (لونڈی) ہوں گی۔

جب آپ نے سوار ہونے کا ارادہ کیا تو انھیں پردہ کرایا یہاں تک کہ وہ اونٹ کی پشت پر بیٹھ گئیں، لوگوں نے سمجھ لیا کہ آپ نے ان سے نکاح کیا ہے۔

انس سے مروی ہے کہ انھیں قیدیوں میں صفیہ بنت حیی بھی تھیں جو دحیہ الکلبی کے حصے میں پڑیں بعد کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں آپ نے انھیں آزاد کرکے اُن سے نکاح کرلیا اور اُن کے عِتق (آزاد کرنے کو) اُن کا مہر بنایا۔

حماد نے کہا کہ عبدالعزیز نے ثابت سے کہا کہ اے ابومحمد تم نے انس سے کہا کہ آپ نے انھیں کیا مہر دیا؟ تو اُنھوں نے کہا کہ خود اُنھیں کو اُن کے مہر میں دیا، پھر ثابت نے اپنا سر ہلایا گویا وہ اُن کی تصدیق کرتے ہیں۔

سریہ عمرؓ بن الخطاب بجانب تُربہ

شعبان ۷ھ میں بجانب تربہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مہم پر روانہ ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ بن الخطاب کو تیس آدمیوں کے ہمراہ قبیلۂ ہوازن کی ایک شاخ کی جانب بمقام تربہ بھیجا جو العبلا کے نواح میں مکے سے چار رات کے راستے

پر صنعاء نجران کی شاہراہ پر ہے، وہ روانہ ہوئے، ان کے ہمراہ بنی ہلال کا ایک رہبر تھا۔ رات کو چلتے تھے اور دن کو پوشیدہ ہو جاتے تھے۔

ہوازن کو خبر ہو گئی تو وہ بھاگ گئے، عمرؓ بن الخطاب اُن کی بستی میں آئے، مگر اُنھیں کوئی نہیں ملا وہ واپس ہو کر مدینے آ گئے۔

سریہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

بجانب بنی کلاب بمقام نجد

شعبان ۷ھ میں ابو بکر صدیقؓ کا ضریہ کے نواح میں بمقام نجد سریۂ بنی کلاب ہوا۔

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ میں نے ابو بکر صدیقؓ کے ہمراہ جہاد کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنھیں ہم پر امیر بنا کے بھیجا اُنھوں نے مشرکین کے کچھ آدمی گرفتار کئے جن کو ہم نے قتل کر دیا ہمارا شعار اَمِت، اَمِت تھا میں نے مشرکین کے سات گھر والوں (اہل ابیات) کو قتل کیا۔

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیقؓ کو فزارہ کی طرف بھیجا، میں بھی اُن کے ہمراہ روانہ ہوا۔ جب ہم اُن کے حوض کے قریب پہنچے تو ابو بکرؓ نے رات میں قیام کیا۔ صبح کی جب نماز پڑھ لی تو ہمیں حکم دیا۔ ہم سب جمع ہو گئے اور حوض پر اتر آئے ابو بکرؓ نے جنھیں قتل کیا اُنھیں قتل کیا، ہم لوگ اُن کے ہمراہ تھے۔

سلمہ نے کہا کہ مجھے لوگوں کی گردنیں نظر آئیں جن میں بچے بھی تھے، خوف ہوا کہ یہ لوگ مجھ سے آگے پہاڑ پر چلے جائیں گے میں نے اُن کا قصد کیا اُن کے اور پہاڑ کے درمیان تیر پھینکا جب اُنھوں نے دیکھا تو کھڑے ہو گئے، اتفاقاً اُنھیں میں فزارہ کی ایک عورت تھی جو چمڑے کا جبہ پہنے تھی اس کے ہمراہ اس کی بیٹی تھی جو عرب میں سب سے زیادہ حسین تھی میں اُنھیں ہنکا کر ابو بکر صدیقؓ کے پاس لایا، ابو بکرؓ نے اس کی بیٹی مجھے حصہ سے زائد دی، میں نے اُس کا کپڑا نہیں کھولا یہاں تک کہ مدینے آ گیا وہ میرے پاس سو گئی مگر میں نے اُس کا کپڑا نہیں کھولا۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں ملے آپؐ نے فرمایا اے سلمہ وہ عورت مجھے ہبہ کر دو، میں نے کہا۔ یا نبیؐ اللہ، خدا کی قسم اُس نے مجھے فریفتہ کر لیا ہے لیکن

میں نے اُس کا کپڑا نہیں کھولا ہے۔ آپ خاموش ہو گئے۔

جب دوسرا دن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بازار میں ملے۔ میں نے اُس کا کپڑا نہیں کھولا تھا۔ آپ نے فرمایا، اے سلمہ وہ عورت مجھے دیدو۔ تمہارا باپ خدا ہی کے لئے ہو۔ میں نے کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ آپ ہی کے لئے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اہل مکہ کے پاس بھیج کر اُن مسلمانوں کے فدیہ میں دیدیا جو مشرکین کے ہاتھ میں قید تھے۔

سریہ بشیر بن سعد الانصاری بمقام فدک

شعبان ۷ھ میں فدک کی جانب سریۂ بشیر بن سعد الانصاری ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشیر بن سعد کو تیس آدمیوں کے ہمراہ بمقام فدک بنی مُرّہ کی جانب روانہ فرمایا۔ وہ بکریاں چرانے والوں سے ملے بنی مُرّہ کو دریافت کیا گیا تو کہا گیا کہ وہ اپنے جنگلوں میں ہیں، بشیر بن سعد اونٹ اور بکریاں ہنکا کے مدینے کی طرف روانہ ہو گئے۔

ایک چیخ کی آواز نکلی جس نے قبیلے والوں کو خبردار کر دیا، اُن میں سے جلشی رات کے وقت بشیر کو پا گئے وہ لوگ باہم تیراندازی کرتے ہوئے بڑھے بشیر کے ساتھیوں کے تیر ختم ہو گئے اور صبح ہو گئی۔

مریوں نے اُن پر حملہ کر دیا بشیر کے ساتھیوں کو تکلیف پہنچائی بشیر نے جنگ کی جس میں وہ زخمی ہو گئے اُن کے ٹخنے میں چوٹ لگ گئی کہا گیا کہ وہ مر گئے قبیلہ والے اپنے اونٹ اور بکریاں واپس لے گئے علبہ بن زید الحارثی اُن لوگوں کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لائے اس کے بعد ہی بشیر بن سعد بھی آ گئے۔

سریہ غالب بن عبداللہ اللیثی بجانب المیفعہ

رمضان ۷ھ میں المیفعہ کی جانب غالب بن عبداللہ اللیثی کا سریہ ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غالب بن عبداللہ کو بنی عوال اور بنی عبد بن ثعلبہ کی طرف بھیجا جو المیفعہ میں تھے کہ بطن نخل سے النقرہ کی جانب اسی طرف علاقۂ نجد میں

ہے اُس کے اور مدینے کے درمیان آٹھ برد (۹۶ میل) کا فاصلہ ہے اُنھیں آپ نے ایک سو تیس آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا، رہبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام لیسار تھے۔

ان لوگوں نے ایک دم سے سب پر حملہ کر دیا۔ اُن کے مکانات کے درمیان جا پڑے۔ جو سامنے آیا اُسے قتل کر دیا۔ اونٹ اور بکریاں ہنکا کے مدینے لے آئے اُنھوں نے کسی کو گرفتار نہیں کیا۔

اسی سریہ میں اسامہ بن زید نے ایک ایسے شخص کو قتل کر دیا جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا۔ تم نے اس کا قلب چیر کے کیوں نہ دیکھ لیا کہ تم معلوم کر لیتے کہ وہ صادق ہے یا کاذب، اسامہ نے کہا میں کسی ایسے شخص سے جنگ نہ کروں گا جو لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دے گا۔

سریہ بشیر بن سعد الانصاری بجانب یمن وجبار

شوال ۷ھ میں یمن وجبار کی جانب سریۂ بشیر بن سعد الانصاری ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ غطفان کی ایک جماعت سے جو الجناب میں ہے عینیہ بن حصن نے وعدہ کیا ہے کہ اُن کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب روانہ ہو گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشیر بن سعد کو بلایا اُن کے لئے جھنڈا باندھا اور ہمراہ تین سو آدمی روانہ کئے۔

وہ لوگ رات بھر چلتے اور دن بھر پوشیدہ رہتے یہاں تک کہ یمن وجبار آ گئے جو الجناب کی طرف ہے۔ الجناب سلاح وخیبر ووادی القریٰ کے سامنے ہے۔ وہ سلاح میں اترے اور اس قوم کے قریب آئے بشیر کو ان لوگوں کے بہت سے اونٹ ملے، چرواہے بھاگ گئے اُنھوں نے مجمع کو ڈرایا تو سب بھاگ گئے اور پہاڑ کی چوٹی پہ چلے گئے۔

بشیر مع اپنے ساتھیوں کے اُن کی تلاش میں روانہ ہوئے اُن کے مکانات میں آئے مگر کوئی نہ ملا وہ اونٹ لے کے واپس ہوئے صرف دو آدمی ملے جن کو اُنھوں نے قید کر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے وہ دونوں اسلام لے آئے تو آپ نے انھیں بھیج دیا۔

عمرۂ قضاء

ذی القعدہ ۷ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمرۂ قضا ہوا۔

ذی القعدہ کا چاند ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمرۂ قضاء ہوا۔ اصحاب کو حکم دیا کہ وہ عمرہ کی قضاء کریں جس سے انھیں مشرکین نے حدیبیہ میں روکا تھا اور یہ کہ جو لوگ حدیبیہ میں حاضر تھے انمیں سے کوئی پیچھے نہ رہے۔ سب لوگ شریک ہوئے سوائے اُن کے جو خیبر میں شہید ہو گئے یا مرگئے۔

نیابت ابورہم الغفاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مسلمانوں کی ایک جماعت عمرے کے لئے روانہ ہوئی وہ سب عمرۂ قضا میں دو ہزار تھے آپ نے مدینے پر ابورہم الغفاری کو قائم مقام بنایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساٹھ اونٹ لے گئے آپ نے اپنی ہدی (قربانی کے اونٹ) پر ناجیہ بن جندب الاسلمی کو مقرر کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیاروں میں خود زرہیں اور نیزے لئے اور سو گھوڑے روانہ کئے۔

مسلمانوں کی مرالظہران میں آمد جب آپ ذوالحلیفہ پہنچے تو گھوڑوں کو اپنے آگے روانہ کیا محمد بن مسلمہ (امیر) تھے آپ نے ہتھیاروں کو بھی آگے کیا۔ اور ان پر بشیر بن سعد کو عامل بنایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ہی سے احرام باندھ کر تلبیہ کہا، مسلمان بھی آپ کے ہمراہ تلبیہ کہہ رہے تھے۔

محمد بن مسلمہ رسالے کے ہمراہ مرالظہران تک آئے تھے کہ وہاں قریش کے کچھ لوگ ملے ان لوگوں کے استفسار پر محمد بن مسلمہ نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر ہے انشاء اللہ کل آپ کو اس منزل میں صبح ہوگی وہ قریش کے پاس آئے اور انھیں خبر دی، لوگ گھبرائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرالظہران میں اترے آپ نے ہتھیار بطن یاجج کے پاس آگے روانہ کر دیئے جہاں سے حرم کے بت نظر آتے تھے اور اس پر اوس بن خولی الانصاری کو دو سو آدمیوں کے ہمراہ پیچھے چھوڑ دیا۔

اہل مکہ کا اخراج قریش مکے سے نکل کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے گئے مکے کو انھوں نے خالی کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدی کو آگے روانہ کیا تھا وہ ذی طوی میں روک دی گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری القصواء پر اس طرح روانہ ہوئے کہ مسلمان تلواریں لئے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد حلقہ کئے ہوئے تھے اور تلبیہ کہتے جاتے تھے۔

آپؐ اس پہاڑی راستے سے چلے جو الحجون پر نکلتا ہے، عبداللہ بن رواحہ آپؐ کی سواری کی نکیل پکڑے ہوئے تھے۔

طواف کعبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلبیہ کہتے رہے یہاں تک کہ آپ نے اپنی چادر داہنی بغل سے نکال کر بائیں شانے پر ڈال لی۔ اور اپنی ٹیڑھی موٹھ کی لکڑی سے حجر اسود کو مس کیا آپ نے سواری ہی پر طواف کیا اور مسلمان بھی اپنی چادروں کو داہنی بغل سے نکال کر بائیں شانے پر ڈالے آپؐ کے ہمراہ طواف کر رہے تھے اور عبداللہ بن رواحہ یہ (اشعار) کہہ رہے تھے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ کے اشعار

خلوا بنی الکفار عن سبیلہ خلوا فکل الخیر مع رسولہ

اے اولاد کفار اس کا راستہ خالی کر دو۔ کیونکہ ہر طرح کی خیر رسول اللہ ہی کے ساتھ ہے۔

نحن ضربنا کم علی تاویلہ کما ضربنا کم علی تنزیلہ

ہم نے تمھیں ان کی واپسی پر ایسی مار ماری جیسی مار ہم نے تمھیں ان کے اترنے پر ماری۔

ضربا یزیل الھام عن مقیلہ و یذھل الخلیل عن خلیلہ

وہ ایسی مار تھی جو دماغ کو اس کی راحت سے ہٹا دیتی ہے اور جو دوست سے دوست کو بھلا دیتی ہے۔

یا رب انی مومن بقیلہ

یارب میں اُن کی بات پر ایمان لاتا ہوں

عمرؓ نے کہا اے ابن رواحہ پھر کہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرؓ میں سُن رہا ہوں۔ آپؐ نے عمرؓ کو خاموش کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن رواحہ پھر کہو۔ ارشاد فرمایا کہ کہو، سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں ہے جو تنہا دیکھتا ہے جس نے اپنے بندے کی مدد کی، اپنے لشکر کو غالب کیا اور گروہوں کو تنہا اسی نے بھگا دیا ابن رواحہ اور ان کے ساتھ دوسرے لوگوں نے بھی یہی کہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر صفا و مروہ کا طواف کیا۔ جب ساتوں طواف سے فراغت ہوئی اور ہدی بھی مروہ کے پاس کھڑی ہو گئی تو آپؐ نے فرمایا یہ قربانی کی جگہ ہے اور مکہ کا ہر راستہ قربانی کی جگہ ہے۔

آپؐ نے مروہ میں قربانی کی اور وہیں سر منڈا یا۔ اسی طرح مسلمانوں نے بھی کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کچھ آدمیوں کو حکم دیا کہ وہ بطن یا جج میں اپنے ساتھیوں کے پاس جائیں اور ہتھیاروں کی نگرانی کریں کہ دوسرے لوگ آکر اپنا فرض ادا کریں ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔

حضرت میمونہؓ بنت الحارث کا عقد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبے میں داخل ہوئے آپؐ اس میں برابر ظہر تک رہے بلالؓ کو حکم دیا تو اُنھوں نے کعبے کی پشت پر اذان کہی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں تین روز قیام فرمایا اور میمونہ بنت الحارث الہلالیہ سے نکاح کیا۔

جب چوتھے روز ظہر کا وقت ہوا تو آپؐ کے پاس سہل بن عمرو اور حویطب بن عبدالعزیٰ آئے دونوں نے آپؐ سے عرض کیا کہ آپؐ کی مدت پوری ہو گئی۔ لہٰذا آپؐ ہمارے پاس سے جایئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مکان میں نہیں اترے بلکہ ریتلی زمین پر آپؐ کے لئے چمڑے کا خیمہ نصب کر دیا گیا۔ آپؐ اسی میں اپنی روانگی تک رہے۔

آپؐ نے ابورافع کو حکم دیا تو انھوں نے کوچ کی ندا دی اور کہا کہ مسلمانوں میں سے کوئی شخص یہاں شام نہ کرے۔

حضرت عمارہؓ بنت حضرت حمزہؓ آپؐ نے مکے سے عمارہ بنت حمزہ بن عبدالمطلب کو اور اُن کی والدہ سلمہ بنت عمیس کو لیا، عمارہ عبداللہ بن شداد بن الہاد کی والدہ تھیں۔ اُن کے بارے میں علیؓ اور جعفر اور زید بن حارثہ نے جھگڑا کیا کہ وہ اُن میں سے کسی کے پاس رہیں گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر کے حق میں فیصلہ کیا اس لئے کہ عمارہ کی خالہ اسماء بنت عمیس اُن کے پاس تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے، وہاں سے آپؐ سرف میں آئے یہاں سب لوگ آپؐ سے آملے ابورافع مکے ہی میں ٹھہرے رہے، یہاں تک کہ انھیں شام ہوگئی وہ آپؐ کے پاس میمونہ بنت الحارث کو لائے سرف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لے گئے، پھر آپؐ پچھلی رات کو روانہ ہوئے اور مدینے آگئے۔

مسلمانوں کو رمل کا حکم ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب عمرۂ قضاء کے لئے مکے آئے، قریش نے کہا کہ تم لوگوں کے پاس ایک ایسی قوم آرہی ہے جنھیں یثرب کے بخار نے کمزور کردیا ہے، مشرکین حجر اسود کے قریب بیٹھ گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ تین پھیروں میں (یعنی طواف کے) رمل کریں (یعنی دونوں شانے اور بازو ہلاتے ہوئے آہستہ آہستہ دوڑیں) تاکہ مشرکین اُن کی قوت دیکھ لیں اور یہ کہ دونوں رکنوں (رکن یمانی و رکن حجر اسود) کے درمیان چلیں۔

آپؐ کو صرف مسلمانوں کی شفقت نے اس امر سے باز رکھا کہ آپؐ انھیں تمام پھیروں میں رمل کا حکم دیں جب انھوں نے رمل کیا تو قریش نے کہا کہ وہ کمزور نہیں ہوئے۔

سریہ ابن ابی العوجاء السلمی بجانب بنی سلیم

ذی الحجہ ۷ھ میں بنی سلیم کی جانب ابن ابی العوجاء کا سریہ ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی العوجاء السلمی کو پچاس آدمیوں کے ہمراہ بنی سلیم کی جانب بھیجا، وہ ان کی طرف روانہ ہوئے۔

بنی سلیم کے ایک جاسوس نے جو ابن ابی العوجاء کے ہمراہ تھا آگے بڑھ کر اُن لوگوں کو آگاہ کردیا اُن لوگوں نے جماعت تیار کرلی ابن ابی العوجا اُس کے پاس جب پہنچے تو وہ لوگ بالکل تیار تھے۔

مسلمانوں نے اُن کو اسلام کی طرف بلایا۔ انھوں نے کہا کہ تم ہمیں جس چیز کی دعوت دیتے ہو ہمیں اس کی کچھ حاجت نہیں انھوں نے تھوڑی دیر تیر اندازی کی، مشرکین کو امداد آنے لگی اور ہر طرف سے مسلمانوں کو گھیر لیا مسلمان بڑی بہادری سے لڑے، اُن کے اکثر ساتھی شہید ہوگئے ابن ابی العوجا بھی مجروح ہوئے وہ بمشکل

روانہ ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سب لوگ صفر ۸ھ کے پہلے دن آئے۔

سریہ غالب بن عبداللہ اللیثی بجانب بنی الملوح بمقام الکدید

صفر ۸ھ میں الکدید میں بنی الملوح کی جانب غالب بن عبداللہ اللیثی کا سریہ ہوا۔

جندب بن مکیث الجہنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غالب بن عبداللہ اللیثی کو بنی کلب بن عوف کے ایک سریہ کے ساتھ بھیجا، پھر اُن کے بارے میں حکم دیا کہ وہ سب مل کر الکدید میں بنی الملوح پر حملہ کریں جو بنی لیث میں سے تھے۔

ہم سب روانہ ہوئے جب قدید پہنچے تو حارث بن البرصا اللیثی ملا ہم نے اُسے گرفتار کر لیا اُس نے کہا کہ میں تو صرف اسلام کے ارادہ سے آیا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کے لئے نکلا ہوں ہم نے کہا کہ اگر تو مسلمان ہے تو ایک دن ایک رات میں ہمارا لشکر تیرا کچھ نقصان نہ کرے گا اور اگر تو اس کے خلاف ہوا تو ہم تیری نگرانی کریں گے، ہم نے اُسے رسی سے باندھ کر رویحل حبشی کے سپرد کر دیا اور اُن سے کہہ دیا کہ اگر وہ تم سے جھگڑا کرے تو اُس کا سر اڑا دینا۔

ہم روانہ ہوئے، غروب آفتاب کے وقت الکدید پہنچے اور وادی کنارے پوشیدہ ہو رہے ہیں، مجھے میرے ساتھیوں نے مخبری کے لئے بھیجا، میں روانہ ہوا اور ایک ایسے بلند ٹیلے پر آیا جو ایک قبیلے کے سامنے تھا اور میں اُن کو نظر آ رہا تھا۔ میں اُس ٹیلے کی چوٹی پر چڑھ گیا اور کروٹ کے بل لیٹ گیا۔ میں نے دیکھا کہ یکایک ایک شخص اپنے اونٹ کے بالوں کے خیمے سے نکلا، اُس نے اپنی عورت سے کہا کہ میں اس پہاڑ پر ایسی سیاہی دیکھتا ہوں جو میں نے اُس دن سے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ اپنے برتنوں کو دیکھ، ایسا نہ ہو کہ ان میں سے کوئی برتن کتے گھسیٹ کر لے گئے ہوں۔ اُس عورت نے دیکھا اور کہا کہ واللہ میرے برتنوں میں سے کوئی گم نہیں ہوا۔ اُس نے کہا تو پھر مجھے کمان اور تیر دیدے۔ عورت نے کمان اور اُس کے ساتھ دو تیر دیئے، اُس نے ایک تیر پھینکا جس نے میری دونوں آنکھوں کے درمیان (لگنے میں) واللہ خطا نہ کی۔ میں نے تیر کھینچ لیا اور اپنی جگہ جما رہا اس نے دوسرا تیر پھینکا جو میرے شانے میں لگا میں نے اُسے بھی کھینچ کے رکھ لیا اور اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ اُس نے اپنی عورت سے کہا کہ واللہ اگر کوئی مخبر ہوتا تو اب تک حرکت کرتا مزہ میرے دونوں تیر اُس (ٹیلے) میں گھس گئے جب صبح ہو تو ان دونوں کو دیکھنا کہ کتے نہ چبا ڈالیں۔

وہ اندر چلا گیا، قبیلے کے مویشی، اونٹ اور بکریاں آ گئیں، جب انھوں نے دودھ دوہ لیا اور انھیں آرام لینے دیا اور مطمئن ہو کر سو گئے تو ایک دم سے ہم نے ان پر حملہ کر دیا، مویشی ہنکا لئے۔

قوم میں ایک شور مچ گیا تو وہ جانور بھی آگئے جن کی ہمیں طاقت نہ تھی، ہم انھیں نکال کر لا رہے تھے کہ ابن البرصاء ملا، ہم نے اُسے بھی لا دیا اور اپنے ساتھی کو بھی لے لیا، ہمیں اس قوم نے پالیا اور ہماری طرف دیکھا، ہمارے اور اُن کے درمیان سوائے وادی کے اور کوئی چیز نہ تھی ہم لوگ وادی کے کنارے چل رہے تھے کہ یکایک اللہ نے جہاں سے چاہا سیلاب بھیج دیا جس نے اُس کے دونوں کنارے پانی سے بھر دیئے واللہ ہم نے اس روز نہ ابر دیکھا نہ بارش، وہ ایسا سیلاب لایا جس میں کسی کو یہ طاقت نہ تھی کہ اس کے پار ہو، ہم نے ان لوگوں کو دیکھا کہ کھڑے ہوئے ہماری طرف دیکھ رہے ہیں اور ہم نے اُن جانوروں کو پانی کے بہاؤ پر چڑھا دیا تھا۔

انھوں نے اسی طرح کہا، لیکن محمد بن عمرؓ کی روایت میں ہے کہ ہم ان جانوروں کو پانی کے بہاؤ پر چڑھائے لئے جا رہے تھے ان لوگوں سے ہم اس طرح چھوٹ گئے کہ وہ ہماری تلاش پر قادر نہ تھے انھوں نے کہا کہ میں ایک مسلمان رجز خواں کا قول نہ بھولوں گا جو کہہ رہے تھے:۔

ابی ابو القاسم ان تحزبی فی خضل نباتہ مغلولب

ابو القاسم نے اس سے انکار کیا کہ میرے لئے کم ہو۔ کسی سبزہ زار میں اُس کی گھاس جس میں بکثرت سبزہ ہو۔

صُفرٌ اعالیہ کلون المذھب

جس کے اوپر کا حصہ ایسا زرد ہے جیسے سونے سے ملمع کی ہوئی چیز کا رنگ ہوتا ہے۔

محمد بن عمر نے اپنی روایت میں اتنا اور زیادہ کیا ہے:۔

و ذاک قول صادقٍ لم یکذب

اور یہ ایک صادق کا قول ہے جو کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

انھوں نے کہا کہ وہ دس سے زائد آدمی تھے، اسلم کے ایک آدمی نے بیان کیا کہ ان کا شعار اس روز اَمِت اَمِت تھا۔

سریہ غالب بن عبداللہ اللیثی

صفر ۸ھ میں غالب بن عبداللہ اللیثی کا سریہ اُن لوگوں کی جانب فدک میں ہوا جن سے بشیر بن سعد کے ساتھیوں پر مصیبت آئی۔ حارث بن الفضیل سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر بن العوام کو تیار کیا اور فرمایا کہ جاؤ یہاں تک کہ تم بشیر بن سعد کے ساتھیوں پر مصیبت لانے والوں کے پاس پہنچو اگر اللہ تمھیں اُن پر کامیاب کرے تو اُن کے ساتھ مہربانی نہ کرنا۔ آپ نے اُن کے ساتھ دو سو آدمی کر دیئے اور ان کے لئے جھنڈا باندھ دیا۔

اتنے میں غالب بن عبداللہ اللیثی الکدید کے سریے سے واپس آئے اللہ نے انھیں فتحمند کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر سے فرمایا کہ تم بیٹھو اور غالب بن عبداللہ کو دوسو آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا، انھیں میں اسامہ بن زید بھی تھے، مسلمان بشیر کے ساتھیوں پر مصیبت لانے والوں تک پہنچ گئے اُن کے ہمراہ علبہ بن زید بھی تھے، ان لوگوں کو مشرکین کے اونٹ ملے کچھ لوگوں کو انھوں نے قتل بھی کیا۔

عبداللہ بن زید سے مروی ہے کہ اس سریے میں عقبہ بن عمرو ابو مسعود اور کعب بن عجرہ اور اسامہ بن زید الحارثی بھی غالب کے ہمراہ روانہ ہوئے

حذیفہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک سریے میں غالب بن عبداللہ کے ہمراہ بنی مُرۃ کی جانب بھیجا، ہم نے صبح ہوتے ہی اُن پر حملہ کر دیا، غالب نے ہمیں خوف دلا دیا تھا اور حکم دیا تھا کہ ہم لوگ جدا نہ ہوں اور ہم میں عقد مواخاۃ (ایک دوسرے کا بھائی) کر دیا تھا۔

غالب نے کہا کہ میری نافرمانی نہ کرنا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی تم لوگ اگر میری نافرمانی کروگے تو اپنے نبیؐ کی نافرمانی کروگے، انھوں نے کہا کہ میرے اور ابو سعید الخدری کے درمیان انھوں نے عقد مواخاۃ کر دیا (یعنی انھیں اور مجھے بھائی بھائی بنا دیا) پھر ہمیں وہ قوم مل گئی (جس کی تلاش تھی)۔

سریہ شجاع بن وہب الاسدی

ربیع الاول ۸ھ میں السّیّ میں بنی عامر کی جانب شجاع بن وہب الاسدی کا سریہ ہوا۔

عمر بن الحکم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوبیس آدمیوں کو ہوازن کے ایک مجمع کی طرف روانہ کیا جو السی میں تھا کہ المعدن سے اسی طرف رُکبہ کے نواح میں مدینے سے پانچ رات کے راستہ پہ ہے آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ وہ اُن پر حملہ کریں۔

مسلمان رات کو چلتے تھے اور دن کو چھپ رہتے تھے وہ اسی حالت میں صبح کے وقت اُن لوگوں کے پاس پہنچے کہ وہ غافل تھے انھیں بہت سے اونٹ بکریاں ملیں جن کو مدینہ منورہ لائے مال غنیمت کو تقسیم کیا تو ان کے حصے میں پندرہ اونٹ آئے، اونٹ کو انھوں نے دس بکریوں کے برابر کیا۔

یہ سریہ پندرہ روز کا تھا۔

سریہ کعب بن عُمیر الغفاری

ربیع الاول ۸ھ میں ذات اطلاح کی جانب جو وادی القری کے اسی طرف ہے کعب بن عمیر الغفاری کا سریہ ہوا۔ الزہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن عمیر الغفاری کو پندرہ آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا، وہ ذات اطلاح پہنچے جو شام کے علاقے میں ہے انھوں نے اُن کی جماعت میں سے بہت بڑا مجمع پایا، اُن کو اسلام کی دعوت دی مگر انھوں نے قبول نہیں کیا اور تیراندازی کی۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے یہ دیکھا تو انھوں نے اُن سے نہایت سخت مقابلہ کیا یہاں تک کہ وہ قتل کر دیئے گئے ایک شخص مجروح ہو کر مقتولین میں بچ گیا۔ جب رات نے اُن پر سکون طاری کیا تو بمشکل روانہ ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ کو یہ خبر دی جو بہت شاق گذری، آپ نے ان کی جانب مہم بھیجنے کا ارادہ کیا مگر معلوم ہوا کہ وہ لوگ دوسرے مقام پر چلے گئے تو آپ نے انھیں چھوڑ دیا۔

سریۂ موتہ

جمادی الاولیٰ ۸ھ میں سریۂ موتہ ہوا جو البلقاء کے نزدیک ہے اور البلقاء دمشق کے آگے ہے

قاصد رسولؐ کی شہادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن عمیر الازدی کو جو بنی لہب میں سے تھے شاہ بُصریٰ کے پاس نامۂ مبارک کے ساتھ بھیجا۔ جب وہ موتہ میں اترے تو انھیں شرجیل بن عمرو الغسانی نے روکا اور قتل کر دیا اُن کے سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور کوئی قاصد قتل نہیں کیا گیا۔

یہ سانحہ آپؐ پر بہت گراں گزرا۔ آپ نے لوگوں کو بلایا۔ سب تیزی سے آئے اور الجرف میں جمع ہو گئے اُن کی تعداد تین ہزار تھی

امیر جیش حضرت زید بن حارثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب کے امیر زیدؓ بن حارثہ ہیں اگر وہ قتل کر دیئے جائیں تو جعفرؓ بن ابی طالب ہیں اگر وہ بھی قتل کر دیئے جائیں تو عبداللہؓ بن رواحہ ہیں، اور اگر وہ بھی قتل کر دیئے جائیں تو مسلمان اپنے میں سے کسی کا انتخاب کرلیں اور اُسے امیر بنالیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے ایک سفید جھنڈا باندھا اور زید بن حارثہ کو دیدیا انھیں وصیت کی کہ حارثہ بن عمیر کے مقتل میں آئیں۔ جو لوگ وہاں ہوں اُنھیں اسلام کی دعوت دیں، اگر وہ قبول کرلیں تو خیر ورنہ اللہ سے اُن کے خلاف مدد مانگیں اور اُن سے لڑیں۔

آپؐ ان کی مشایعت کے لئے نکلے، ثنیۃ الوداع پہنچکے ٹھہر گئے اور اُنھیں رخصت کر دیا۔ وہ

لوگ اپنی چھاؤنی سے روانہ ہوئے تو مسلمانوں نے ندا دی کہ اللہ تم سے تمہارے دشمن کو دفع کرے اور تمھیں نیک و کامیاب کرکے واپس کرے ابن رواحہ نے اس وقت یہ شعر پڑھا ؎

لکنی اسال الرحمٰن مغفرۃ و ضربۃ ذات فرغ تقذف الزبدا

(لیکن میں رحمٰن سے مغفرت مانگتا ہوں۔ اور ایسی کاری ضرب جو خباثت کو دفع کردے۔)

اسلامی لشکر کی روانگی جب وہ مدینے سے چلے تو دشمن نے اُن کی روانگی سُنی اور مقابلے کے لئے جمع ہوئے شرجیل بن عمرو نے ایک لاکھ سے زائد آدمی جمع کرلئے اور اپنے جاسوسوں کو آگے روانہ کردیا۔

مسلمان مُعان، ملک شام میں اترے لوگوں کو یہ خبر پہنچی کہ ہرقل مآب علاقۂ البلقاء میں ایک لاکھ آدمیوں کے ساتھ اترا ہے جو بہراء اور وائل اور بکرا ور لخم اور جذام کے قبائل میں سے تھے۔

آغاز جنگ مسلمان دو شب مقیم رہے تاکہ اپنے معاملہ پر غور کریں، اُنھوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھیں اور آپ کو اس واقعے کی خبر دیں، عبداللہ بن رواحہ نے اُنھیں چلنے پر ہمت دلائی وہ لوگ موتہ تک گئے، مشرکین اُن کے پاس آئے، ان کا وہ سامان، ہتھیار، جانور، دیباء وحریر اور سونا آیا جس کی کسی کو مقدرت نہ تھی۔

حضرت زید بن حارثہ کی شہادت مسلمان اور مشرکین کا مقابلہ ہوا امراء نے اس روز پیادہ لڑائی کی جھنڈا زید بن حارثہ نے لیا۔ انھوں نے جنگ کی، اُن کے ہمراہ اپنی اپنی صفوں میں مسلمانوں نے بھی جنگ کی یہاں تک کہ زید بن حارثہ نیزے سے قتل ہوئے ان پر خدا کی رحمت ہو۔

حضرت جعفر بن ابی طالب کی شہادت جھنڈا جعفر بن ابی طالب نے لیا وہ اپنے گھوڑے سے اتر پڑے جو سنہرے رنگ کا تھا اُنھوں نے اُس کے پاؤں کی رگ کاٹ دی، یہ پہلا گھوڑا تھا جس کے پیر کی رگ اسلام میں کاٹی گئی۔ انھوں نے مقابلہ کیا یہاں تک کہ وہ بھی قتل کردیئے گئے، اللہ تعالےٰ اُن سے راضی ہو، اُنھیں ایک رومی نے مارا اور دو ٹکڑے کردیئے، اُن کے جسم کے ایک ٹکڑے میں تیس سے زائد زخم پائے گئے۔ جیساکہ کہا گیا جعفر کے بدن پر بہتر زخم ملے جو تلوار اور نیزے کے تھے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ کی شہادت جھنڈا عبداللہ بن رواحہ نے لیا، وہ لڑے، یہاں تک کہ قتل ہوگئے۔ اُن پر اللہ کی رحمت ہو۔

حضرت خالد بن ولید کی امارت لوگوں کی صلاح خالد بن الولید پر ہوئی انھوں نے جھنڈا لے لیا مسلمان بھاگے، اُن کو شکست ہوگئی، مشرکین نے اُن کا تعاقب کیا مسلمانوں میں سے جو قتل ہوگیا وہ ہوگیا

وہ زمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اٹھائی گئی آپؐ نے قوم کے میدان جنگ کو دیکھا جب خالد بن الولید نے جھنڈا لے لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب جنگ زور کی ہوگئی۔

اہل مدینہ کا اظہار تاسف | اہل مدینہ نے لشکر موتہ کو سنا کہ آرہے ہیں تو الجرف میں ان سے ملاقات کی لوگ اُن کے منہ پر خاک ڈالنے لگے اور کہنے لگے کہ اے فرار کرنے والو تم نے اللہ کی راہ سے فرار کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے، یہ لوگ فرار کرنے والے نہیں ہیں یہ لوگ انشاء اللہ دوبارہ حملہ کرنے والے ہیں۔

ابو عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے شام بھیجا، جب میں واپس ہوا تو اپنے ساتھیوں پر گذرا جو موتہ میں مشرکین سے لڑ رہے تھے میں نے کہا واللہ میں آج نہ جاؤں گا تاوقتیکہ اُن کے مآلِ کار کو نہ دیکھ لوں۔

جعفر بن ابی طالب نے جھنڈا لے لیا اور ہتھیار پہن لئے، دوسرے راوی نے کہا کہ زید نے جھنڈا لیا جو قوم کے سردار تھے، جعفر نے اٹھایا جب اُنھوں نے دشمنوں سے مقابلے کا ارادہ کیا تو واپس آئے اور ہتھیار پھینک دیئے، پھر دشمن پر حملہ کیا اور نیزہ بازی کی وہ قتل کر دیئے گئے۔

جھنڈا زید بن حارثہ نے لیا اور نیزہ بازی کی وہ بھی قتل کر دیئے گئے۔ عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا لے لیا اور نیزہ بازی کی وہ بھی قتل کر دیے گئے۔

مسلمان اس بری طرح ہزیمت اٹھا کے بھاگے کہ میں نے ایسا کبھی نہ دیکھا تھا اُن میں سے دو کو بھی میں نے یکجا نہ پایا۔ وہ جھنڈا ایک انصاری نے لے لیا، وہ اُسے لے کے دوڑے یہاں تک کہ سب لوگوں کے آگے ہو گئے تو اُنھوں نے اُسے گاڑ دیا اور کہا: اے لوگو میرے پاس آؤ لوگ اُن کے پاس جمع ہو گئے، جب تعداد اچھی خاصی ہو گئی تو وہ جھنڈا خالد بن الولید کے پاس لے گئے: خالد نے کہا کہ میں جھنڈا تم سے نہ لوں گا تم اس کے زیادہ مستحق ہو۔ انصاری نے کہا، واللہ میں نے تمھارے ہی لیے لیا ہے۔

خالد نے وہ جھنڈا لے لیا اور مشرکین پر حملہ کر دیا، اللہ نے اُنھیں ایسی بری شکست دی کہ میں نے ویسی کبھی نہیں دیکھی تھی۔ مسلمانوں نے جہاں چاہا تلوار چلائی۔

رسول اللہؐ کی خاموشی | میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس کی خبر دی آپؐ پر یہ واقعہ شاق گذرا، ظہر پڑھی اور اندر تشریف لے گئے۔

آپؐ نے جب ظہر پڑھلی تو کھڑے ہوئے، دو رکعتیں اور پڑھیں پھر جماعت کی طرف منہ پھیر لیا۔ لوگوں پر بہت شاق گزرا۔ آپؐ نے عصر پڑھی اور اسی طرح کیا۔ مغرب پڑھی اور اسی طرح کیا، پھر عشاء

پڑھی اور اسی طرح کیا۔ جب صبح کی نماز کا وقت ہوا تو مسجد میں تشریف لائے۔ لبوں پر مسکراہٹ تھی معمول تھا کہ جب تک آپؐ صبح کی نماز نہ پڑھ لیں کوئی انسان مسجد کی کسی طرف سے آپؐ کی طرف کھڑا نہیں ہوتا تھا جب آپؐ مسکرائے تو جماعت نے عرض کیا یا نبیؐ اللہ ہماری جانیں آپؐ پر فدا ہوں ہمارے اُس غم کو اللہ ہی جانتا ہے جو ہمیں اُس وقت سے تھا جب سے ہم نے آپؐ کی وہ حالت دیکھی جو ہم نے دیکھی۔

شہدائے موتہ کا اعزاز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے میری جو حالت دیکھی یہ ہے کہ مجھے میرے اصحاب کے قتل نے غمگین کر دیا یہاں تک کہ میں نے اُنھیں اس طرح جنت میں دیکھ لیا کہ وہ بھائی بھائی ہیں آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہیں اُن میں سے ایک میں میں نے کسی قدر اعراض (روگردانی) کو دیکھا کہ گویا اُنھیں تلوار ناپسند ہے، میں نے جعفر کو دیکھا کہ وہ ایک فرشتے ہیں جن کے دو بازو ہیں جو خون میں رنگے ہوئے ہیں اور جن کے قدم بھی رنگے ہوئے ہیں۔

سریہ عمرو بن العاص

ذات السلاسل کی جانب عمرو بن العاص کا سریہ ہوا جو وادی القریٰ کے اسی طرف ہے اُس کے اور مدینے کے درمیان دس دن کا راستہ ہے یہ سریہ جمادی الآخرہ ۸ھ میں ہوا

رسول اللہ صلی اللہ کو خبر پہنچی کہ قضاعہ کی ایک جماعت اس ارادہ سے اکٹھا ہوئی ہے کہ مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اطراف پہنچ جائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن العاص کو بلایا ان کے لئے (لواء) سفید جھنڈا باندھا اور ہمراہ سیاہ جھنڈا (رایت) بھی کر دیا اُنھیں تین سو اعلیٰ درجے کے مہاجرین و انصار کے ساتھ روانہ کیا تیس گھوڑے بھی ساتھ تھے۔ آپؐ نے حکم دیا کہ بلی و عذرہ و بلقین میں سے جس پر گذر ہو اُس سے مدد حاصل کریں، وہ رات کو چلتے اور دن کو پوشیدہ رہتے جب اس قوم کے نزدیک ہوئے تو معلوم ہوا کہ بہت بڑا مجمع ہے۔ اُنھوں نے رافع بن مکیث الجہنی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج کر آپؐ سے امداد کی درخواست کی آپؐ نے ان کے پاس ابو عبیدہ بن الجراح کو دو سو آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا اُن کے لئے جھنڈا باندھا ہمراہ منتخب مہاجرین و انصار کو بھیجا جن میں ابو بکرؓ و عمرؓ بھی تھے اُنھیں یہ حکم دیا کہ دونوں ساتھ رہیں، جدا جدا نہ ہوں۔

وہ عمرو سے ملے، ابو عبیدہ نے ارادہ کیا کہ لوگوں کی (نماز میں) امامت کریں، عمرو نے کہا کہ آپ تو میرے پاس مدد کے لئے آئے ہیں، امیر تو میں ہوں، ابو عبیدہ نے اُن کی بات مان لی عمرو لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے، عمرو روانہ ہوئے بلی کی آبادی میں داخل ہوئے، تمام راستے معلوم کر لئے، عذرہ و بلقین کی آبادی

تنگ آگئے آخر کو انھیں ایک مجمع ملا جن پر مسلمانوں نے حملہ کر دیا وہ اپنی آبادی میں بھاگے اور منتشر ہو گئے عمر لوٹے انھوں نے عوف بن مالک الاشجعی کو پیامبر بنا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا انھوں نے آپ کو اُن کے واپس آنے اور صحیح وسالم ہونے کی اور جو کچھ اُن کے جہاد میں ہوا اُس کی خبر دی۔

سریہ الخبط (برگ درخت)

رجب ۸ھ میں سریہ الخبط ہوا جس کے امیر ابو عبیدہ بن الجراح تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ بن الجراح کو تین سو مہاجرین وانصار کے ہمراہ جن میں عمرؓ بن الخطاب بھی تھے جہینہ کے ایک قبیلہ کی طرف بھیجا جو القبلیہ میں تھا کہ سمندر کے ساحل کے متصل ہے اُس کے اور مدینے کے درمیان پانچ رات کا راستہ ہے۔ راستے میں اُن کو بھوک کی سخت تکلیف ہوئی تو ان لوگوں نے درخت کے پتے کھائے قیس بن سعد نے اونٹ خریدے اور اُن لوگوں کے لئے ذبح کئے سمندر نے ان کے لئے بہت بڑی مچھلی ڈال دی جس کو انھوں نے کھایا اور واپس ہوئے، جنگ کی نوبت نہیں آئی۔

سریہ ابو قتادہ بن ربعی الانصاری

خُضرہ کی جانب جو نجد میں قبیلۂ محارب کی زمین ہے ابو قتادہ بن ربعی الانصاری کا سریہ شعبان ۸ھ میں ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ آدمیوں کے ہمراہ ابو قتادہ کو غطفان کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ اُن کو چاروں طرف سے گھیر لیں، وہ رات کو چلے اور دن کو چھپے رہے، ابو قتادہ نے اُن کے بہت بڑے قبیلہ پر حملہ کر کے گھیر لیا ان میں سے ایک آدمی چلایا "یا خُضرہ"۔

اُن کے چند آدمیوں نے لڑائی کی، مگر جو مسلمانوں کے سامنے آیا قتل ہوا، مسلمان مویشی ہنکا لائے جو دو سو اونٹ اور دو ہزار بکریاں تھیں بہت سے مشرکین کو گرفتار کر لیا مال غنیمت کو جمع کیا اور خمس نکال لیا جو بچا لشکر پر تقسیم کر دیا۔ ہر شخص کے حصے میں بارہ اونٹ آئے، اونٹ کو دس بکریوں کے برابر شمار کیا گیا ابو قتادہ کے حصے میں ایک خوبصورت لونڈی آئی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مانگ لیا اور محمیہ بن جزء کو ہبہ کر دی، اس سریے میں یہ لوگ پندرہ رات باہر رہے۔

سریہ ابو قتادہ بن ربعی الانصاری

ماہ رمضان میں ۸ھ میں بطن اضم کی جانب سریۂ ابو قتادہ بن ربعی الانصاری ہوا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا تو آپ نے ابو قتادہ بن ربعی کو آٹھ آدمیوں کے ہمراہ بطور سریے کے بطن اضم کی طرف روانہ کیا جو ذی خُشب اور ذی المروہ

کے درمیان ہے اُس کے اور مدینے کے درمیان تین بُرد (۳۶ میل) کا فاصلہ ہے یہ سریہ اس لئے بھیجا کہ گمان کرنے والا یہ گمان کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ اس علاقے کی طرف ہے تاکہ اس کی خبر پھیل جائے۔ اس سریہ میں مُحَلِّم بن جثامہ اللیثی بھی تھے بما لاضبط الاشجعی کا کوئی باشندہ گذرا اس نے اسلامی طریقے سے سلام کیا تو اسے اُس جماعت نے روک لیا مگر محلم بن جثامہ نے حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا اُس کا اونٹ اسباب اور دودھ کا برتن جو اُس کے ہمراہ تھا چھین لیا۔

یہ لوگ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو ان کے بارے میں قرآن نازل ہوا۔ یا ایھا الذین آمنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ فتبینوا ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مؤمنا تبتغون عرض الحیوۃ الدنیا فعند اللہ مغانم کثیرۃ "(اے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو خوب سمجھ لیا کرو، اور جو شخص تمہیں سلام کرے تو اُسے یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں ہے، اس غرض سے کہ تم حیات دنیا کا سامان حاصل کرو کیونکہ اللہ کے پاس کثیر مال غنیمت ہے)

وہ روانہ ہوئے انھیں کوئی جماعت نہ ملی تو واپس ہوئے، خُشُب پہنچے تو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے کی طرف روانہ ہو گئے اُنھوں نے درمیان کا راستہ اختیار کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے السقیا میں مل گئے

غزوۂ عام الفتح

رمضان ۸ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ عام الفتح (غزوہ سال فتح مکہ) ہوا۔

بنو خزاعہ پر حملہ صلح حدیبیہ کے بیسویں مہینے جب شعبان ۸ھ آیا تو بنو نفاثہ نے جو بنو بکر میں سے تھے۔ اشراف قریش سے گفتگو کی کہ بنی خزاعہ کے مقابلہ میں آدمیوں اور ہتھیاروں سے اُن کی مدد کریں قریش نے اُن سے وعدہ کر لیا۔ الوتیر میں چھپ کے بھیس بدلے ہوئے اُن کے پاس پہنچ گئے، صفوان بن امیہ حویطب بن عبدالعزیٰ اور مکرز بن حفص بن الاخیف اس جماعت میں تھے۔

ان لوگوں نے رات کے وقت بنی خزاعہ پر حملہ کیا جبکہ وہ لوگ غافل اور امن میں تھے اُن کے بیس آدمی قتل کر دیئے۔

اہل مکہ کی نقض عہد پر پشیمانی قریش کو اپنے کئے پر ندامت ہوئی اور اُنھوں نے یقین کر لیا کہ یہ اس مدت اور عہد کا نقض ہے جو اُن کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ہے۔

عمرو بن سالم الخزاعی چالیس خزاعی سواروں کے ہمراہ روانہ ہوا۔ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپؐ کو اس مصیبت کی خبر دی جو انھیں پیش آئی اور مدد کی درخواست کی آپؐ

کھڑے ہو گئے اپنی چادر کو کھینچتے تھے اور فرماتے تھے کہ میری مدد بھی نہ کی جائے اگر میں اس چیز سے بنی کعب کی مدد نہ کروں جس سے میں اپنی مدد کرتا ہوں اور فرمایا کہ یہ ابر بنی کعب کی مدد کیلئے ضرور برسے گا

تجدید معاہدہ کی درخواست | ابوسفیان بن حرب نے مدینے میں آکر آپؐ سے یہ درخواست کی کہ آپؐ عہد کی تجدید اور مدت میں اضافہ کر دیں، مگر آپؐ نے اس سے انکار کیا، ابوسفیان نے کھڑے ہو کے کہا کہ میں نے لوگوں کے سامنے اجازت حاصل کر لی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے ابوسفیان تو یہ کہتا ہے، پھر وہ مکے واپس چلا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سامان کیا، معاملہ پوشیدہ رکھا اپنے کان بند کر لئے اور دعا کی کہ اے اللہ اُن کی آنکھیں بند کر دے کہ وہ مجھے ناگہانی طور کے سوا نہ دیکھ سکیں۔

حاطبؓ کے قاصد کی گرفتاری | جب آپؐ نے روانگی پر اتفاق کر لیا تو حاطب بن ابی بلتعہ نے قریش کو ایک خط لکھا جس میں اس واقعہ کی انھیں خبر دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ بن ابی طالب اور المقداد بن عمرو کو روانہ کیا ان دونوں نے حاطب کے خط اور قاصد کو گرفتار کر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔

قبائل کی طلبی | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اطراف کے عرب کو بلا بھیجا، اُن کے بڑے قبیلے اسلم، غفار، مزینہ، جہینہ، اشجع اور سُلیم تھے اُن میں سے بعض آپؐ سے مدینے میں ملے اور بعض راستے میں مسلمان غزوۂ فتح میں دس ہزار تھے۔

نیابت عبداللہ بن ام مکتوم | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے پر عبداللہ بن ام مکتوم کو اپنا قائم مقام بنایا اور ۱۰ رمضان ۸ھ یوم چہار شنبہ کو بعد عصر روانہ ہو گئے جب آپؐ الصلصل پہنچے تو زبیر بن العوام کو دو سو مسلمانوں کے ہمراہ اپنے آگے روانہ کر دیا۔

رسول اللہ کی روانگی | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے یہ ندا دی کہ جو شخص افطار کرنا چاہے وہ افطار کرے اور جو روزہ رکھنا چاہے وہ روزہ رکھے، آپؐ روانہ ہوئے جب قدید پہنچے تو چھوٹے اور بڑے جھنڈے (لواء و رایت) باندھے اور قبائل کو دیئے۔

اہل مکہ کی پریشانی | عشاء کے وقت مرالظہران میں اترے، آپؐ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا تو انھوں نے دس ہزار جگہ آگ روشن کی قریش کو آپؐ کی روانگی کی خبر نہیں پہنچی، وہ غمگین تھے کیونکہ اندیشہ تھا کہ آپؐ اُن سے جنگ کریں گے۔

قریش نے ابوسفیان بن حرب کو سمجھا کہ وہ حالات معلوم کرے اُنھوں نے کہا اگر تو محمدؐ سے ملے تو ہمارے لئے اُن سے امان لے لینا، ابوسفیان بن حرب حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء روانہ جب اُنھوں نے لشکر دیکھا تو سخت پریشان ہو گئے۔

ابوسفیان کو امان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس رات کو پہرے پر عمرؓ بن الخطاب کو عامل بنایا تھا، عباس بن عبدالمطلب نے ابوسفیان کی آواز سنی تو (پکار کر) کہا "ابو حنظلہ" اُس نے کہا "لبیک (حاضر) (اے عباس) یہ تمھارے پیچھے کیا ہے، انھوں نے کہا، یہ دس ہزار کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، تیری ماں اور تیرا خاندان روئے تو اسلام لے آ۔

عباسؓ نے اسے پناہ دی اُسے اور اُس کے دونوں ساتھیوں کو خدمت نبویؐ میں پیش کیا، (تینوں) اسلام لے آئے آپؐ نے ابوسفیان کے لئے یہ کر دیا کہ جو شخص اُن کے گھر میں داخل ہو اسے امان ہے اور جو شخص اپنا دروازہ بند رکھے اُسے بھی امان ہے۔

اسلامی لشکر کا مکہ میں داخلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آہن پوش لشکر کے ساتھ مکے میں داخل ہوئے، آپؐ اپنی اونٹنی القصواء پر ابوبکرؓ واسید بن حضیر کے درمیان تھے، ابوسفیان کو روک لیا گیا تھا۔ جب اُنھوں نے وہ سامان دیکھا جس کی اُنھیں طاقت نہ تھی تو کہا اے ابوالفضل (عباس) تمھارے بھتیجے کی سلطنت تو بہت بڑھ گئی، عباس نے کہا، تمھاری خرابی ہو، یہ سلطنت نہیں ہے یہ تو نبوت ہے اُنھوں نے کہا بیشک۔

اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا (رایت) جھنڈا سعد بن عبادہ کے ساتھ تھا آپؐ کو ان کی طرف سے یہ معلوم ہوا کہ قریش کے بارے میں کلام ہے اور اُن سے وعدہ ہے تو آپؐ نے جھنڈا اُن سے لے لیا، اور اُن کے فرزند قیس بن سعد کو دیدیا۔

ابن خطل، حویرث اور مقیس کا قتل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن عبادہ کو کدار سے زبیر کو کدیٰ اور خالد بن الولید کو اللیط سے داخل ہونے کا حکم دیا۔

عکرمہؓ بن ابی جہل، ہبارؓ بن الاسود، عبداللہؓ بن سعد بن ابی سرح، مقیسؓ بن ثبابۃ اللیثی، حویرثؓ بن نقیذ اور عبداللہؓ بن ہلال بن خطل الادرمی۔

ہندؓ بنت عتبہ، سارۃؓ عمرو بن ہاشم کی آزاد کردہ لونڈی، فرتناؓ اور قریبہؓ۔

ان میں سے ابن خطل۔ حویرث بن نقیذ مقیس بن صبابہ قتل کئے گئے

عکرمہ بن ابو جہل اور خالدؓ بن ولید کا مقابلہ تمام لشکر کو کوئی مجمع نہیں ملا، سوائے خالد کے کہ انھیں الخندمہ میں قریش کی ایک جماعت کے ساتھ صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو اور عکرمہ بن ابی جہل ملے ان لوگوں نے اُنھیں اندر آنے سے روکا ہتھیار نکال لئے اور تیر اندازی کی، خالد نے اپنے ساتھیوں کو پکارا اُن سے جنگ ہوئی، جس میں چوبیس آدمی قریش کے اور چار آدمی ہذیل کے قتل ہوئے جو بچے وہ بہت بری طرح بھاگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذاخر کے پہاڑی راستے پر ظاہر ہوئے تو آپؐ نے ایک بجلی دیکھی، فرمایا کیا میں نے تمھیں قتال سے منع نہیں کیا تھا۔ کہا گیا کہ خالد سے مقابلہ ہوا تو اُنھوں نے بھی شمشیر زنی کی، فرمایا۔ اللہ کا فیصلہ سب سے بہتر ہے۔

شہدائے فتح مکہ مسلمانوں میں سے دو آدمی مقتول ہوئے جو راستہ بھول گئے، ایک کرز بن جابر الفہری اور دوسرے خالد الاشقر الخزاعی تھے،

رسول اللہ کا خیمہ میں قیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے الحجون میں چمڑے کا خیمہ لگایا گیا زبیر بن العوام آپؐ کا جھنڈا لے گئے اور اسے اُس (خیمے) کے پاس گاڑ دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس کے اندر گئے۔

عرض کی، آپؐ اپنے مکان میں کیوں نہیں اترتے۔

فرمایا، کیا عقیل نے ہمارے لئے کوئی مکان چھوڑا ہے؟

تطہیر کعبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں غلبہ و قوت کے ساتھ داخل ہوئے۔ لوگ خوشی اور ناگواری سے اسلام لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر بیت اللہ کا طواف کیا، حالانکہ کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے۔ آپؐ نے یہ کیا کہ جب کسی بت کے پاس سے گزرتے تو اپنے ہاتھ کی لکڑی سے اُس کی طرف اشارہ کرتے اور فرماتے "جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا (حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ باطل تو مٹنے والا ہی ہے) وہ بت اوندھے منہ گر پڑتا تھا۔

سب سے بڑا بت ہبل کعبے کے سامنے تھا، آپؐ مقام ابراہیم میں آئے جو کعبے کے متصل تھا اُس کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی، مسجد کے ایک کنارے بیٹھ گئے اور بلال کو عثمان بن طلحہ کے پاس کعبے کی کنجی لانے کے لئے بھیجا، عثمان لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس پر قبضہ کر لیا اور بیت اللہ کا دروازہ کھولا، کعبے کے اندر تشریف لے گئے، اُس میں بھی دو رکعت نماز پڑھی اور باہر آگئے۔

آپؐ نے دروازے کے دونوں پٹ بند کر دیئے اور کنجی اپنے ہی پاس رکھی، لوگوں کو کعبے کے گرد لایا گیا تھا، آپؐ نے اس روز لوگوں کو نصیحت کی، عثمان بن طلحہ کو بلا کر کنجی دے دی اور فرمایا کہ اے اولاد ابی طلحہ، اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے لو وہ تم سے سوائے ظالم کے کوئی نہیں چھینے گا۔"

پانی کی سبیل (سقایہ) آپؐ نے عباس بن عبدالمطلب کو دی اور فرمایا کہ میں نے تمھیں دی نہ وہ تم سے بخل کرے اور نہ تم اس سے بخل کرو۔

خانہ کعبہ میں پہلی اذان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمیم بن اسد الخزاعی کو بھیجا انھوں نے حرم کے پتھروں کو درست کر دیا، ظہر کا وقت آگیا تو بلال نے کعبے کی چھت کے اوپر اذان دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دن کے بعد سے قریش سے قیامت تک (کفر پر) جنگ نہیں کی جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحزورہ میں ٹھہرے کعبے سے خطاب کر کے کہا کہ تو اللہ کی زمینوں میں سب سے بہتر ہے، اللہ کی زمینوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اگر میں تجھ سے نکالا نہ جاتا تو میں نہ نکلتا

بت خانوں کا انہدام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بتوں کی طرف سرایا بھیجے جو کعبے کے گرد تھے اور سب کو توڑ ڈالا ان میں سے العزیٰ، مناۃ، سواع، لوانہ اور ذوالکفین تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے مکے میں ندا دی کہ جو شخص اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے گھر میں کوئی بت بغیر توڑے نہ چھوڑے۔

خطبۂ رسولؐ جب فتح کا دوسرا دن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کے بعد خطبہ پڑھا۔ (وعظ کہا) اور فرمایا کہ "اللہ نے جس دن سے آسمان و زمین کو پیدا کیا (اسی دن سے) مکہ کو حرام (محترم و قتل و قتال سے محفوظ) کر دیا ہے، وہ قیامت تک حرام ہے میرے لئے بھی دن کی ایک ساعت کے سوا کبھی حلال نہیں ہوا اس کے بعد وہ اپنی حرمت دیروزہ پر واپس چلا گیا لہٰذا تم میں جو لوگ حاضر ہیں وہ غائبین کو پہنچا دیں، ہمارے لئے ان کے غنائم میں سے بھی کچھ حلال نہیں ہے،

یوم فتح مکہ آنحضرتؐ نے بیسؐ رمضان یوم جمعہ کو مکۂ معظمہ کو فتح کیا، پندرہ رات مقیم رہے دو رکعت نماز (قصر) پڑھتے رہے پھر حنین کی طرف روانہ ہوئے۔ مکے پر عتاب بن اسید کو عامل بنایا جو انھیں نماز پڑھاتے تھے اور معاذ بن جبل کو جو حدیث و فقہ کی تعلیم دیتے تھے۔

افطار روزہ ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ اہ رمضان کو عام الفتح (فتح مکہ کے سال) میں مدینے سے روانہ ہوئے آپؐ نے روزہ رکھا، الکدید پہنچے تو روزہ ترک

کر دیا۔ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم آخر ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح میں رمضان میں روانہ ہوئے آپ نے روزہ رکھا جب الکدید پہنچے اور لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے پیالہ لے کے اس سے (پانی) پی لیا۔ پھر فرمایا: اے لوگو جو رخصت کو قبول کرے (یعنی افطار کرے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اُسے قبول کیا ہے اور جو روزہ رکھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی روزہ رکھا ہے لوگ آپ کے جدید سے جدید امر کا اتباع کرتے تھے اور امر ناسخ کو محکم سمجھتے تھے (یعنی جس حکم نے سفر مکہ کے روزے کو منسوخ کر دیا اسے بدیہی اور واضح حکم سمجھتے تھے)

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح میں ماہ رمضان میں روانہ ہوئے، آپ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ الکدید پہنچے پھر آپ نے افطار کیا (روزہ ترک کر دیا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آپ کے جدید سے جدید حکم کا اتباع کرتے تھے۔

ابو سعید الخدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ۲ ر رمضان کو بلایا ہم لوگ روانہ ہوئے حالانکہ روزہ دار تھے، جب الکدید پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فطر (ترک روزہ) کا حکم دیا ہمیں شرجین میں اس حالت میں صبح ہوئی کہ بعض ہم میں سے روزہ دار تھے اور بعض تارک روزہ، جب ہم مر الظہران پہنچے تو آپ نے ہمیں آگاہ کیا کہ ہم دشمن کا مقابلہ کریں گے اور ترک صوم کا حکم دیا۔

ابو سعید الخدری سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کر لیا تو ۱۸ ر یا ۱۷ ر رمضان کو ہم لوگ آپ کے ہمراہ روانہ ہوئے، ہم میں بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے روزہ ترک کر دیا مگر نہ روزہ دار نے تارک روزہ کو برا کہا اور نہ تارک روزہ نے روزہ دار کو۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن روزہ رکھا جب آپ قدید آئے تو آپ کے پاس ایک پیالہ دودھ لایا گیا۔ آپ نے افطار کر لیا اور لوگوں کو بھی افطار کرنے کا حکم دیا۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۰ ر رمضان کو اس حالت میں مکہ فتح کیا کہ آپ روزہ دار و مسافر و مجاہد تھے۔

یوم فتح مکہ میں مسلمانوں کی تعداد سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عام الفتح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ ہزار یا دس ہزار کے ہمراہ مکے کی طرف روانہ ہوئے اور مکہ والوں میں سے دو ہزار کو حنین لے گئے۔

ابن ابزیٰ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار مسلمانوں کے ساتھ مکے میں داخل ہوئے۔

عبداللہ کے والد سے مروی ہے کہ ہم نے عام الفتح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کیا، ہم لوگ ایک ہزار سے زائد تھے (اُن کی مراد اپنی قوم مزینہ سے ہے) اللہ نے مکہ اور حنین آپؐ کے لئے فتح کر دیا۔

عمامہ اور خود کے متعلق مختلف روایات انس بن مالک سے مروی ہے کہ . . . عام الفتح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح مکے میں داخل ہوئے کہ سر پر خود تھا آپؐ نے اُسے اتار ڈالا۔

معن و موسیٰ بن داؤد نے اپنی حدیثوں میں بیان کیا کہ ایک آدمی آیا اُس نے کہا یا رسول اللہ ابن خطل کعبے کے پردوں میں لٹکا ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُسے قتل کر دو۔

معن نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محرّم (احرام باندھے ہوئے) نہ تھے۔

انس بن مالک نے الزہری سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عام الفتح میں اس حالت میں دیکھا کہ آپؐ کے سر پر خود تھا۔ جب آپؐ نے اسے اتار ڈالا تو ایک شخص آیا اور کہا یا رسولؐ اللہ یہ ابن خطل ہے جو کعبے کے پردوں میں لٹکا ہوا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے جہاں پاؤ قتل کر دو۔

طاؤس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں کبھی بغیر احرام کے داخل نہیں ہوئے سوائے یوم فتح کے کہ اس روز آپؐ بغیر احرام کے داخل ہوئے۔

جابر سے مروی ہے کہ عام الفتح میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح داخل ہوئے کہ آپؐ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ یوم الفتح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے اوپر سے داخل ہوئے اور مکے کے نیچے سے باہر آئے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ عام الفتح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کداء کے راستے اس گھاٹی سے داخل ہوئے جو کے .کے اوپر ہے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میں بلند گھاٹی سے داخل ہوئے اور نیچی گھاٹی سے نکلے تھے۔

عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز اپنے اصحاب سے فرمایا کہ آج جنگ کا دن ہے اس لئے روزہ افطار کر لو۔

شبابہ نے شعبہ سے روایت کی کہ عمرو بن دینار نے عبید بن عمیرؓ سے صرف تین ہی حدیثیں سنیں۔

حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کے اشعار ابو سلمہ و یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح مکہ کا دن ہوا تو عبداللہ بن ام مکتوم آپؐ کے آگے صفا و مروہ کے درمیان تھے اور یہ اشعار پڑھتے تھے۔

یاحبذا مکۃ من وادی ارضٌ بھا اھلی وعوادی

"اے وادی مکہ تیرا کیا کہنا۔ تو ایسی زمین ہے جس میں میرے اہل اور عبادت کرنے والے ہیں۔"

ارضٌ امشی بھا بلا ھادی ارضٌ بھا ترسخ اوتادی

"تو ایسی زمین ہے جس میں میں بلا ہادی کے چلتا ہوں، تو ایسی زمین ہے جس میں میری میخیں مضبوط گڑی ہیں۔"

ابن خطل کا انجام سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ یوم الفتح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی سرح، فرتنا، الزبعری اور ابن خطل کے قتل کا حکم دیا ابو برزہ ابن خطل کے پاس آئے جو کعبے کے پردوں میں لٹکا ہوا تھا۔ اس کا پیٹ چاک کر دیا

ابن ابی سرح کو امان انصار میں سے ایک شخص تھے جنھوں نے یہ نذر مانی کہ اگر ابن ابی سرح کو دیکھیں گے تو اُسے قتل کر دیں گے۔ عثمان آئے ابن ابی سرح اُن کا رضاعی بھائی تھا اُنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی سفارش کی حالانکہ وہ انصاری تلوار کا قبضہ پکڑے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منتظر تھے کہ جب آپؐ اشارہ کریں تو وہ اُسے قتل کر دیں۔

عثمان نے اس کی سفارش کی آپؐ نے اُسے چھوڑ دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن انصاری سے کہا کہ تم نے اپنی نذر کیوں نہ پوری کی اُنھوں نے کہا یا رسول اللہ علیک وسلم میں اپنا ہاتھ تلوار کے قبضہ میں رکھ کر منتظر تھا کہ جب آپؐ اشارہ فرمائیں گے تو میں اُسے قتل کر دوں گا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ اشارہ کرنا خیانت ہے نبی کو یہ مناسب نہیں کہ وہ اشارہ کرے۔

عمرؓ بن الخطاب کے اعزہ میں سے کسی سے مروی ہے کہ جب یوم فتح ہوا تو آپؐ نے صفوان بن امیہ بن خلف، ابوسفیان بن حرب اور حارث بن ہشام کو بلا بھیجا، میں نے کہا کہ اللہ نے اُن کے بارے میں قدرت دی ہے کہ آپ ان لوگوں کو جو کچھ اُنھوں نے کیا آگاہ کریں۔

معافی کا اعلان | نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ میری اور تمھاری مثال ایسی ہے جیسا کہ یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا۔ "لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم و ھو ارحم الراحمین" (آج تم پر کوئی ملامت نہیں ہے، اللہ تمھاری مغفرت کرے وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

(عمرؓ نے کہا کہ، پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان ناگوار افعال کی وجہ سے جو مجھ سے (زمانہ جاہلیت میں) سرزد ہوئے تھے شرما گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اُن سے جو کچھ فرمایا وہ فرمایا ہی۔

تصاویر کعبہ کو مٹانے کا حکم | جابر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطابؓ کو جو بطحا میں تھے زمانۂ فتح مکہ میں یہ حکم دیا کہ وہ کعبے میں آئیں، اس میں جو تصویر ہو اُسے مٹا دیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس میں اُس وقت تک داخل نہ ہوئے جب تک اُس کی تمام تصویریں نہ مٹا دی گئیں۔

فضل سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے آپؐ تسبیح پڑھتے تھے تکبیر کہتے تھے اور دعا کرتے تھے رکوع نہیں کرتے تھے۔

شعیب کے والد سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح میں کعبے کی سیڑھیوں پر بیٹھ گئے اللہ کی حمد و ثناء کی اور جو تکلم فرمایا اُس میں یہ فرمایا کہ فتح (مکہ) کے بعد ہجرت نہیں ہے۔

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ یوم الفتح مکہ میں ایک دھواں تھا اور اللہ کے قول کے یہی معنی ہیں "یوم تاتی السماء بدخان مبین" (جس دن آسمان کھلا ہوا دھواں لائے گا)

سورۂ فتح کا ورد | عبداللہ بن المغفل سے مروی ہے کہ میں نے یوم فتح مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اونٹنی پر دیکھا کہ آپؐ جا رہے تھے، سورہ الفتح پڑھ رہے تھے اُسے دہرا رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ اگر لوگ میرے گرد جمع نہ ہوتے تو میں ضرور دہراتا جیسا کہ دہرایا گیا۔

درس مساوات | عباس بن عبداللہ بن معبد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دوسرے روز فرمایا کہ جاہلیۃ کی نخوت اور اس کا فخر اپنے سے دور کردو کیونکہ سب

لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی کے ہیں۔

قیام مکہ میں نماز کے متعلق مختلف روایات | وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے پوچھا کہ آیا تمھیں یوم فتح میں کچھ غنیمت ملی تو انھوں نے کہا نہیں۔

عمران بن حصین سے مروی ہے کہ میں فتح مکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ موجود تھا، آپ مکہ میں اٹھارہ شب اس طرح مقیم رہے کہ دو رکعت نماز قصر سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے، آپ (نماز میں) قصر کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ واپس ہوئے۔

حکم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۶ ر رمضان کو مدینے سے نکلے، ۷ رکو روانہ ہوکر دو رکعت پڑھتے رہے، مکہ میں آئے تو وہاں آپ آدھے مہینے ٹھہر کر قصر کرتے رہے پھر ۸ ۲ ر رمضان کو حنین روانہ ہوگئے۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے بعد مکہ میں سترہ روز ٹھہر کر دو رکعت پڑھتے رہے۔ عراک بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عام الفتح میں پندرہ رات نماز پڑھی آپ دو رکعت پڑھتے رہے۔

عمران بن حصین سے مروی ہے کہ زمانۂ فتح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں اٹھارہ شب مقیم رہے لیکن دو دو رکعت ہی نماز پڑھتے رہے۔

سبرہ الجہنی سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عام الفتح میں روانہ ہوئے آپ پندرہ شبانہ روز مقیم رہے۔

ام ہانی کی ایک آزاد کردہ لونڈی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ فتح کیا تو آپ نے ایک برتن منگایا۔ غسل کیا پھر چار رکعت نماز پڑھی۔

ام ہانی نے اپنے آزاد کردہ غلام ابومرہ کو خبر دی کہ وہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان میں ایک شخص کے بارے میں جس کے لئے وہ امان چاہتی تھیں گفتگو کرنے کے لئے داخل ہوئیں انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح اندر تشریف لائے کہ آپ کے سر اور داڑھی پر غبار پڑا ہوا تھا آپ ایک کپڑے میں مستور ہو گئے اور کپڑے کے دونوں رخ (یعنی آگے کا پیچھے اور پیچھے کا آگے کیا) پھر آپ نے چاشت کی آٹھ رکعت نماز پڑھی۔

ام ہانی کی سفارش ام ہانی بنت ابی طالب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ معظمہ فتح کیا تو ام ہانی کے پاس بنی مخزوم کے دو آدمی بھاگ کر آئے انھوں نے دونوں کو پناہ دیدی، علیؓ اُن کے پاس آئے اور کہا میں ان دونوں کو ضرور قتل کروں گا (اُن (ام ہانی) نے کہا کہ) جب میں نے انھیں یہ کہتے سنا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی جو مکہ کے اعلیٰ (بلند حصہ) میں تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو مرحبا کہا اور فرمایا کہ اے ام ہانی تمھیں کون سی ضرورت لائی میں نے کہا یا نبی اللہ میں نے اپنے دیوروں میں سے دو آدمیوں کو پناہ دی ہے مگر علیؓ کا ارادہ اُن کے قتل کرنے کا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے تم نے پناہ دی اُسے ہم نے بھی پناہ دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے لئے کھڑے ہوئے تو فاطمہؓ نے ایک کپڑے سے پردہ کیا پھر آپؐ نے اپنا کپڑا لے کے اوڑھ لیا، اور آٹھ رکعت نماز چاشت کی پڑھی۔

عامل سعید بن سعید العاص سعید بن سالم المکی نے ایک شخص سے روایت کی جس کا انھوں نے نام بھی لیا تھا (مگر راوی کو نام یاد نہیں رہا) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ فتح کیا تو آپؐ نے اُس کے بازار پر سعید بن سعید بن العاص بن امیہ کو عامل بنایا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف جانے کا ارادہ کیا تو سعید بن سعید آپؐ کے ہمراہ روانہ ہوئے اور طائف میں شہید ہوئے۔

عتاب بن اسید کی بحیثیت عامل مکہ تقرری ابن جریج سے مروی ہے کہ: جب عام الفتح میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم طائف کی طرف روانہ ہوئے تو آپؐ نے ہبیرہ بن شبل بن العجلان الثقفی کو مکے پر قائم مقام بنایا۔ جب آپؐ طائف سے واپس آئے اور مدینے کی روانگی کا ارادہ کیا تو ۸ھ میں عتاب بن اسید کو مکہ معظمہ اور حج کا عامل بنایا۔

حارث بن مالک بن برصاء سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یوم الفتح میں کہتے سُنا " اس کے بعد قیامت تک (مکے میں) قریش سے کفر پر جنگ نہ کی جائے گی۔

سریہ خالد بن الولید

۲۵ رمضان ۸ھ کو بجانب العزیٰ (بت) خالد بن الولید کا سریہ ہوا۔

العزیٰ کے بت خانے کا انہدام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ فتح کیا تو خالد بن الولید کو العزیٰ کی جانب بھیجا کہ وہ اُسے منہدم کردیں وہ آپؐ کے اصحاب کے تیس سواروں کے ہمراہ روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر اُسے منہدم کردیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر

آپ کو خبر دی تو فرمایا، کیا تم نے کوئی چیز دیکھی، انھوں نے کہا نہیں، فرمایا، پھر تو تم نے اُسے منہدم نہیں کیا۔ واپس جاؤ اور اُسے منہدم کرو۔

ایک عورت کا قتل خالد لوٹے وہ غصہ میں تھے انھوں نے اپنی تلوار میان سے باہر کر لی اُن کی طرف ایک عورت نکل کے آئی جو برہنہ، سیاہ اور بکھرے ہوئے بالوں والی تھی، اس پر مجاور چلّانے لگا خالد نے اُسے مارا اور دو ٹکڑے کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر آپ کو خبر دی تو فرمایا، ہاں یہی عزیٰ تھی جو ہمیشہ کے لئے اس امر سے مایوس ہوگئی کہ تمہارے بلا دمیں اُس کی پرستش کی جائے گی، وہ مقام نخلہ میں تھی اور قریش اور تمام بنی کنانہ کے لئے اُن کے بتوں میں سب سے بڑی تھی، اُس کے خدام اور مجاور بنی سُلیم میں سے بنی شیبان تھے۔

سریہ عمرو بن العاص

رمضان ۸ھ میں سُواع کی جانب سریۂ عمرو بن العاص ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ فتح کیا تو آپ نے عمرو بن العاص کو سُواع کی طرف روانہ کیا جو ہذیل کا بت تھا کہ اسے منہدم کر دیں۔

بت خانۂ ہذیل کا انہدام عمرو نے بیان کیا کہ میں وہاں پہنچا تو اس بت کا مجاور ملا اُس نے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو، میں نے کہا، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ اس بت کو منہدم کردوں اُس نے کہا کہ تم اُس پر قادر نہ ہوگے میں نے پوچھا کہ کیوں؟ اُس نے جواب دیا کہ وہ محفوظ ہے میں نے کہا، اب تک تو باطل ہی میں ہے، تیری خرابی ہو، کیا وہ سنتا ہے یا دیکھتا ہے؟

اُس کے قریب گیا اور اُس کو توڑ ڈالا، اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ خزانے کی کوٹھری منہدم کر دیں مگر اس کوٹھری میں اسے کچھ نہ ملا مجاور سے کہا تو نے کیا دیکھا تو اُس نے کہا میں اللہ کے لئے اسلام لاتا ہوں۔

سریہ سعد بن زید الاشہلی

رمضان ۸ھ میں بجانب مناۃ سریۂ سعد بن زید الاشہلی ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ فتح کیا تو آپ نے سعد بن زید الاشہلی کو مناۃ کی جانب روانہ کیا جو المشلل میں غسان اور اوس وخزرج کا بت تھا۔ فتح مکہ کے دن رسول اللہ

نے سعد بن زید الاشہلی کو بھیجا کہ وہ اُسے منہدم کر دیں۔

سعد بیس سواروں کے ہمراہ روانہ ہوئے اور وہاں ایسے وقت پہنچے کہ اُس پر ایک مجاور بھی تھا۔ مجاور نے کہا تم کیا چاہتے ہو؟ انھوں نے کہا، مناۃ کا انہدام" اُس نے کہا۔ تم اور یہ کام؟

بت خانہ مناۃ کا انہدام سعد اُس بت کی طرف بڑھے، اتنے میں اُن کی جانب ایک سیاہ اور برہنہ پراگندہ بال والی ایک عورت نکل آئی جو کوس رہی تھی اور اپنے سینے پر مار رہی تھی۔ مجاور نے کہا، اے مناۃ اپنا غضب ظاہر کر، سعد بن زید الاشہلی اُسے مارنے لگے یہاں تک کہ وہ قتل ہو گئی، انھوں نے اپنے ساتھیوں کو بت کی طرف متوجہ کر دیا، لوگوں نے بت کو توڑ ڈالا، مگر خزانے میں کچھ نہ پایا، سعد اور اُن کے ساتھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ یہ واقعہ ۲۴ رمضان ۸ھ کو ہوا۔

سریہ خالد بن الولید

شوال ۸ھ میں بنی جذیمہ کی طرف جو بنی کنانہ میں سے تھے اور مکے سے نیچے یلملم کے نواح میں ایک شب کے راستہ پر تھے خالد بن الولید کا سریہ ہوا۔ یہی (سریہ) یوم الغمیصاء تھا (یعنی جنگ مقام الغمیصاء) جب خالد بن الولید عزیٰ کے توڑنے سے لوٹے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے ہی میں مقیم تھے تو آپ نے انھیں بنی جذیمہ کی جانب دعوت اسلام کے لئے بھیجا، لیکن اُنھیں مقاتل و جنگجو بنا کے نہیں بھیجا تھا۔ وہ مہاجرین و انصار بنی سُلیم کے تین سو پچاس آدمیوں کے ہمراہ روانہ ہوئے

بنی جذیمہ سے استفسار و گرفتاری خالد اُن کے پاس پہنچے تو پوچھا، تم کون ہو؟ اُن لوگوں نے کہا، مسلمان، ہم نے نماز پڑھی ہے، محمدؐ کی تصدیق کی ہے، اپنے میدانوں میں مسجدیں بنائی ہیں اور اُن میں اذان کہی ہے، انھوں نے کہا تمھارے پاس ہتھیار کا کیا حال ہے، جواب دیا ہمارے اور عرب کی ایک قوم کے درمیان عداوت ہے، ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ لوگ ہوں گے تو ہم نے ہتھیار لے لئے۔ خالد نے حکم دیا کہ ہتھیار رکھ دو، انھوں نے ہتھیار رکھ دیئے۔ خالد نے سب کو گرفتار کر لیا اور بعض کی مشکیں بھی کس دیں اور سب کو اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔

اسیران بنی جذیمہ کا قتل جب صبح ہوئی تو خالد نے ندا دی کہ جس کے ہمراہ قیدی ہو وہ تلوار سے اُس کا کام تمام کر دے، بنو سُلیم نے توجوان کے ہاتھوں میں تھے اُنھیں قتل کر دیا، لیکن مہاجرین وانصار نے اپنے قیدیوں کو رہا کر دیا۔

مقتولین کا خون بہا خالد نے جو کچھ کیا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا تو آپ نے فرمایا اے اللہ میں خالد کے فعل کی تجھ سے برأت چاہتا ہوں، آپ نے علی بن ابی طالب کو روانہ کیا انھوں نے مقتولین کا خون بہا ادا کیا اور نقصان کی تلافی کی پھر رسول اللہ صلعم کے پاس آکر آپ کو خبر دی۔

یوم الغمیصاء ابو حدرد سے مروی ہے کہ میں اس لشکر میں خالد بن الولید کے ہمراہ تھا جس نے یوم الغمیصا میں بنی جذیمہ پر حملہ کیا ہم ان کے ایک ایسے شخص سے ملے جس کے ہمراہ عورتیں تھیں وہ ان عورتوں کو بچانے کے لئے لڑنے لگا اور یہ رجز پڑھنے لگا۔

رخین اذیال الحقاء وار بعن　　　　مشی حییات کان لم یفزعن

(اے عورت ازار کے دامن چھوڑ دے اور توقف کر، سپولیوں کی چال کہ گویا خوف کرتے ہی نہیں۔)

ان یمنع القوم ثلاث تمنعن (اگر قوم کو تین آدمی بھی روکیں تو ضرور بچ جائے۔)

ان عورتوں کی جانب سے اس نے جنگ کی یہاں تک کہ انھیں پہاڑ پر چڑھا کرلے گیا۔

(راوی نے کہا کہ) اتفاقاً ہم ایک اور شخص سے ملے جس کے ہمراہ عورتیں تھیں، وہ بھی ان کی جانب سے لڑنے لگا اور یہ شعر پڑھنے لگا۔

قد علمت بیضاء تلھی العرسا　　　　لا تملأ اللحیین منھا نھسا

گوری سرخ کولے والی عورت نے جان لیا کہ بکری والا اور اونٹ والا اس کی حفاظت کریگا

لا ضربن الیوم ضربا وعا　　　　ضرب المذبذبین المناض القعسا

آج میں ضرور بے نیاز کر دوں گا، جس طرح کوئی مرد بے نیاز کرتا ہے۔

اس نے اس کی طرف سے جنگ کی یہاں تک کہ اسے پہاڑ پر چڑھالے گیا (راوی نے کہا کہ) ایک اور شخص سے ہم ملے جس کے ہمراہ عورتیں تھیں وہ ان کی طرف سے لڑنے لگا اور یہ اشعار پڑھنے لگا۔

قد علمت بیضا تلھی العرسا　　　　لا تملأ اللحیین منھا نھسا

ایسی گوری عورت نے جو دلہن کو بھلادیتی ہے جان لیا ہے کہ اس کے کم گوشت کو پتہ نہیں بھرے گا۔

لا ضربن الیوم ضربا وعا　　　　ضرب المذبذبین المناض الفضا

(آج میں ضرور تیز سفر کروں گا ان لوگوں کا سا سفر جو پھری ہوئی پشت اور گردن والے اونٹوں کو ہنکاتے ہیں) اس نے ان کی طرف سے جنگ کی یہاں تک کہ انھیں پہاڑ پر چڑھا کرلے گیا۔ خالد نے کہا کہ ان لوگوں کا تعاقب نہ کرو۔ عصام المزنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطن نخلہ کے روز (بطن نخلہ سے عزیٰ کے منہدم ہونے کا دن مراد ہے) ہمیں بھیجا (مد فرمایا) کہ

جس آبادی میں اذان نہ سنو یا مسجد نہ دیکھو وہاں لوگوں کو قتل کر دو۔ اتفاقاً ہم ایک شخص سے ملے اس سے پوچھا کہ تو کافر ہے یا مسلم۔ اس نے کہا کہ اگر میں کافر ہوں تو ٹھہر جاؤ۔ ہم نے اس سے کہا کہ اگر تو کافر ہوگا تو ہم تجھے قتل کر دیں گے۔ اس نے کہا مجھے اتنی مہلت دو کہ میں عورتوں کی حاجت پوری کر دوں وہ ان میں سے ایک عورت کے پاس گیا اور کہا اے حبیش عیش کے خاتمہ پر اسلام لے آ۔

ارأیتکِ اذ طالبکم فوجدتکم　　　بحلیة او ادرکتکم بالخوانق

(کیا تم نے دیکھا کہ جب میں نے تمہاری تلاش کی تھی اور پھر تمہیں پایا تھا تو مقام حلیہ میں پایا تھا یا خوانق میں)

اما کان اھلا ان ینول عاشقٌ　　　تکلّف ادلاج السریٰ والودائق

(کیا عاشق اس کا اہل نہ تھا کہ اسکے ساتھ فیاضی کی جائے جس نے راتوں میں اور سخت گرمیوں میں چلنے کی تکلیف گوارا کی)

فلا ذنب لی قد قلت اذ نحن جیرة　　　اثیبی بوُدٍ قبل احدیٰ البوائق

(پھر میرا کوئی گناہ نہیں۔ میں نے اسی وقت کہدیا تھا جبکہ ہم پڑوسی تھے، اے عورت محبت کی جزا دے کسی ایک نازل ہونے والی مصیبت کے قبل۔

اثیبی بودٍ قبل ان تشحط النوی　　　وینائی امیری بالحبیب المفارق

(محبت کی جزا دے قبل اس کے کہ گھر دور ہو اور میرا جدائی کرنے والا امیر محبوب کو دور کر دے)

اس عورت نے کہا ہاں تو دس اور سات سال پے درپے اور آٹھ سال جن میں مہلت ہو زندہ رہے۔

پھر ہم لوگ اس کے قریب گئے اور اس کی گردن مار دی، وہ عورت آئی اور اس پر تیر اندازی کرنے لگی یہاں تک کہ مرگئی۔ سفیان نے کہا کہ وہ عورت خوب پر گوشت تھی۔

غزوۂ حنین

شوال ۸ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ حنین ہوا اسی کو غزوۂ ہوازن بھی کہتے ہیں حنین ایک وادی ہے۔ اس کے اور مکے کے درمیان تین رات کا فاصلہ ہے۔

اشراف ہوازن اور ثقیف کا اتحاد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو ہوازن وثقیف کے اشراف ایک دوسرے کے پاس گئے انھوں نے اتفاق کر لیا اور بغاوت کر دی ان سب کو مالک بن عوف النصری نے جمع کیا جو اس زمانہ میں تیس سال کا تھا اس کے حکم پر وہ لوگ اپنے ہمراہ مال، عورتوں اور بچوں کو لے آئے وہ اوطاس میں اترے اور ان کے پاس امداد بھی آنے لگی انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بغرض مقابلہ جانے کا ارادہ کر لیا۔

رسول اللہؐ کی مکہ سے روانگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے سے ۶ شوال یوم شنبہ کو بارہ ہزار مسلمانوں کے ہمراہ جن میں دس ہزار اہل مدینہ تھے اور دو ہزار اہل مکہ روانہ ہوئے ابو بکرؓ نے کہا کہ آج ہم قلت کی وجہ سے مغلوب نہ ہوں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بہت سے مشرکین بھی روانہ ہوئے جن میں صفوان بن امیہ بھی تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے سو زرہیں مع سامان کے عاریۃً لی تھیں شب سہ شنبہ ۱۰ شوال کو شام کے وقت آپؐ حنین پہنچے۔

مالک بن عوف نے تین آدمیوں کو روانہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی خبر لائیں وہ لوگ اس طرح اُس کے پاس واپس گئے کہ رعب کی وجہ سے اُن کے جوڑ جوڑ الگ ہو گئے تھے۔

اسلامی علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی حدرد الاسلمی کو روانہ کیا وہ اُن کے لشکر میں داخل ہوئے اُس میں گھومے اور اُن کی خبر لائے، جب رات ہوئی تو مالک بن عوف نے اپنے ساتھیوں کی طرف قصد کیا اُس نے انھیں وادی حنین میں تیار کیا اور مشورہ دیا کہ وہ سب محمدؐ اور اُن کے اصحاب پر ایک دم سے حملہ کر دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو صبح تڑکے تیار کیا اور اُن کی چند صفیں بنا دیں الویہ (چھوٹے جھنڈے) اور رایات (بڑے جھنڈے) ان کے مستحقین کو دیئے مہاجرین کے ہمراہ ایک لواء (چھوٹا جھنڈا) تھا جسے علیؓ بن ابی طالب اٹھائے تھے اور ایک رایت (بڑا جھنڈا) تھا جسے سعدؓ بن ابی وقاص اٹھائے ہوئے تھے۔ ایک رایت (بڑا جھنڈا) عمرؓ بن الخطاب اٹھائے ہوئے تھے۔

خزرج کا لواء (چھوٹا جھنڈا) حباب بن المنذر اٹھائے تھے، اور کہا جاتا ہے کہ خزرج کا ایک دوسرا لواء (چھوٹا جھنڈا) سعد بن عبادہ کے ہمراہ تھا، اوس کا لواء (چھوٹا جھنڈا) اسید بن حضیر کے ہمراہ تھا، اوس و خزرج کے ہر بطن (شاخ قبیلہ) میں لواء یا رایت تھا جسے انھیں کا ایک نامزد شخص اٹھائے ہوئے تھا۔ قبائل عرب میں سب کے پاس الویہ و رایات (چھوٹے بڑے جھنڈے) تھے جنھیں انھیں کی نامزد جماعت اٹھائے تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس روز مکے سے روانہ ہوئے آپؐ نے سلیم کو مقدمہ بنایا اور ان پر خالد بن الولید کو عامل کیا برابر وہی آپؐ کے مقدمہ پر عامل رہے یہاں تک کہ وہ الجعرانہ میں اترے

مسلمانوں پر اچانک حملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی الحنین میں تیاری کے ساتھ پہنچے آپؐ سفید خچر دلدل پر سوار ہوئے، دو زرہیں اور مغفر و خود پہنے ہوئے سپر ہوازن کے آگے کوئی شے

نظر آئی جس کے مثل تاریکی وکثرت کبھی اُنھوں نے نہ دیکھی تھی اور صبح کے وقت کی تاریکی میں تھی۔

وادی کے تنگ راستوں اور اُس کی گھاٹیوں میں سے لشکر نکلے اُنھوں نے ایک دم سے حملہ کر دیا بنی سُلیم اور اُن کے ساتھ اہل مکہ اور دوسرے لوگ پشت پھیر کر بھاگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے لگے " اے اللہ اور اُس کے مددگارو! میں اللہ کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں " رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کی طرف واپس آئے آپؐ کے پاس وہ لوگ بھی لوٹے جو بھاگ گئے تھے۔

ثابت قدم مسلمانوں کے اسمائے گرامی | اُس روز آپؐ کے ہمراہ عباسؓ بن عبدالمطلب، علیؓ بن ابی طالب، فضل بن عباس، ابو سفیان بن الحارث ابن عبدالمطلب، ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب ابوبکرؓ و عمرؓ اور اسامہ بن زید اپنے چند گھر والوں اور ساتھیوں کے ہمراہ ثابت قدم رہے۔

مسلمانوں کا شدید حملہ | عباس سے آپؐ فرمانے لگے کہ تم یہ ندا دو، اے گروہ انصار، اے اصحاب السمرہ، اے اصحاب سورۃ البقرہ " اُنھوں نے ندا دی اور وہ تھے بھی بڑی آواز والے لوگ اس طرح متوجہ ہوئے گویا وہ اونٹ ہیں، جب وہ اپنے بچوں پر شفقت کرے، ان لوگوں نے کہا: یالبیک، یالبیک، پھر مشرکین پر حملہ کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر اٹھائی اور اُن کا لڑنا دیکھا تو فرمایا: اب جنگ شروع ہوگئی، میں نبی ہوں، غلط نہیں ہے، میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں، پھر عباس بن عبدالمطلب سے فرمایا کہ مجھے کنکریاں دو، انھوں نے آپؐ کو زمین سے کنکریاں دیں، آپؐ نے شاہت الوجوہ، (چہرے برے ہوں) کہکر وہ کنکریاں مشرکین کے چہروں پر پھینکدیں اور فرمایا رب کعبہ کی قسم ہے، بھاگو، اللہ نے اُن کے دلوں میں رعب ڈال دیا وہ اس طرح بھاگے کہ اُن میں سے کوئی کسی کی طرف رخ نہ کرتا تھا۔

قتل عام | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جس پر بس چلے اُسے قتل کر دیا جائے مسلمان غضبناک ہو کر اُنھیں قتل کر رہے تھے حتیٰ کہ عورت اور بچے بھی اُن سے نہ بچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپؐ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع کیا حنین کے روز ملائکہ کی شناخت سرخ عمامے سے تھی جنھیں وہ اپنے شانوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص کسی کو قتل کرے اور اُس کے پاس

اس پر شہادت بھی ہو تو اُس کا اسباب اُس (قاتل) کے لئے ہے۔

کفار کا فرار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کی تلاش کا حکم دیا، اُن میں سے بعض طائف پہنچے، بعض نخلہ کی طرف اور اُن کی ایک جماعت اوطاس روانہ ہوئی،

ابو عامرؓ کی شہادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عامر الاشعری کے لئے لواء (چھوٹا جھنڈا) باندھا، انھیں لوگوں کی تلاش میں روانہ کیا ہمراہ سلمہ بن الاکوع بھی تھے مسلمان جب مشرکین کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ وہ لوگ رک رہے تھے۔ ابو عامر نے اُن میں سے نو جنگجویوں کو قتل کر دیا، دسواں آدمی ظاہر ہوا جو زرد عمامہ باندھے ہوئے تھا، اُس نے ابو عامر کو تلوار ماری اور قتل کر دیا۔

ابو موسیٰ الاشعری کی قائم مقامی ابو عامر نے ابو موسیٰ الاشعری کو اپنا قائم مقام بنایا، اُنھوں نے ان لوگوں سے جنگ کی یہاں تک کہ اللہ نے فتح دی اُنھوں نے ابو عامر کے قاتل کو بھی قتل کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ ابو عامر کی مغفرت فرما اور اُنھیں جنت میں میری امت کے اعلیٰ طبقہ میں کر، آپؐ نے ابو موسیٰ کے لئے بھی دعا فرمائی۔

شہدا کے اسمائے گرامی مسلمانوں میں سے ایمن بن عبید بن زید الخزرجی جو ام ایمن کے بیٹے اور اسامہ بن زید کے اخیافی بھائی تھے، سراقہ بن الحارث، رقیم بن ثعلبہ بن زید بن لوذان بھی قتل ہوئے، بنی نصر بن معاویہ کے ساتھ جنگ بہت شدید ہوئی پھر بنی رباب کے ساتھ عبد اللہ بن قیس نے جو مسلمان تھے کہا کہ بنی رباب تو ہلاک ہو گئے۔

مالک بن عوف کا فرار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ ان (مسلمانوں) کی مصیبت (کی مکافات) پوری کر دے، مالک بن عوف گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی پر کھڑا ہو گیا، یہاں تک کہ اُس کے کمزور ساتھی چلے گئے اور ان کا آخری آدمی تک آ گیا، پھر وہ (مالک) بھاگا اور قصر بلیہ میں پناہ لی اور کہا جاتا ہے کہ ثقیف کے قلعے میں داخل ہو گیا۔

اسیران جنگ و مال غنیمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں اور اموال غنیمت کے جمع کرنے کا حکم دیا، وہ سب یکجا کیا گیا، مسلمانوں نے اُس کو الجعرانہ میں منتقل کر دیا، وہاں رکا رہا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس ہوئے مسلمان اپنے اپنے سائبانوں میں تھے جہاں وہ دھوپ سے بچاؤ میں تھے، قیدی چھ ہزار تھے اونٹ چوبیس ہزار، بکریاں چالیس ہزار سے زائد اور چار ہزار اوقیہ چاندی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کے فیصلے میں اس لئے دیر فرمائی کہ شاید اُن کا وفد آپ کے پاس آئے، آپ نے مال سے ابتدا کی اسے تقسیم کیا، سب سے پہلے اُن لوگوں کو دیا جن کی تالیف قلب مقصود تھی،

ابوسفیان پر نوازشات آپ نے ابوسفیان بن حرب کو چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ دیئے اُنھوں نے کہا میرا بیٹا یزید ہے، تو آپ نے فرمایا، اسے بھی چالیس اوقیہ اور سو اونٹ دو، اُنھوں نے کہا میرا بیٹا معاویہ ہے، آپ نے فرمایا اسے بھی چالیس اوقیہ اور سو اونٹ دو۔

مال غنیمت کی تقسیم حکیم بن حزام کو سو اونٹ دیئے اُس نے آپ سے اور سو کی درخواست کی تو آپ نے وہ بھی اُسے دیئے۔ آپ نے نضر بن الحارث بن کندہ کو سو اونٹ دیئے، اسید بن جاریۃ الثقفی کو بھی سو اونٹ دیئے، علاء بن حارثۃ الثقفی کو پچاس اونٹ دیئے مخرمہ بن نوفل کو بھی پچاس اونٹ دیئے، صفوان بن امیہ کو سو اونٹ دیئے، سہیل بن عمرو کو سو اونٹ دیئے۔ حویطب بن عبدالعزیٰ کو سو اونٹ دیئے، ہشام بن عمرو العامری کو ۵۰ اونٹ دیئے، اقرع بن حابس التمیمی کو سو اونٹ دیئے عیینہ بن حصن کو سو اونٹ دیئے۔ مالک بن عوف کو سو اونٹ دیئے، عباس بن مرد کو چالیس اونٹ دیئے تو اُس نے اس کے بارے میں ایک شعر کہا، آپ نے اُسے سو اونٹ دیئے اور کہا جاتا ہے کہ ۵۰ دیئے

یہ سب آپ نے خمس میں سے دیا اور یہی تمام اقوال میں ہمارے نزدیک سب سے زیادہ ثابت ہے، آپ نے زید بن ثابت کو لوگوں پر تقسیم کر دیا، ہر شخص کے حصہ میں چار اونٹ اور چالیس بکریاں ہوئیں اگر کوئی سوار تھا تو اُس نے بارہ اونٹ اور ایک سو بیس بکریاں لیں اور اگر اس کے ہمراہ ایک گھوڑے سے زائد تھا تو اُس کا حصہ نہیں لگایا گیا۔

ابو زرقان کی سفارش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوازن کا وفد آیا جن کا رئیس زہیر بن صُرد تھا، ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رضاعی چچا ابو زرقان بھی تھا اُن لوگوں نے آپ سے سفارش کی کہ آپ قیدیوں کے معاملہ میں احسان کریں، فرمایا کہ تمھیں اپنی عورتیں اور بچے زیادہ محبوب ہیں یا مال، انھوں نے کہا ہم تمہارے کوئی چیز برابر نہیں کر سکتے، فرمایا جو میرا اور عبدالمطلب کی اولاد کا ہے وہ تو تمھارا ہے اور میں تمھارے لئے لوگوں سے درخواست کروں گا۔

مال غنیمت کی واپسی مہاجرین و انصار نے کہا کہ جو ہمارا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے مگر اقرع بن حابس نے کہا کہ میں اور بنی تمیم تو نہ دیں گے۔ عیینہ بن حصن نے کہا کہ میں اور بنی

فزارہ نہ (دیں گے) بنو سلیم نے کہا جو ہمارا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، تو عباس بن مرداس نے کہا کہ تم لوگوں نے میری توہین کی،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جماعت (وفد کی) مسلمان ہو کر آئی ہے، میں نے ان کے قیدیوں کے فیصلے میں تاخیر کی تھی، میں نے انھیں اختیار دیا تھا مگر انھوں نے عورتوں اور بچوں کے مساوی کسی چیز کو نہیں کیا جس نے پاس ان میں سے کوئی ہو اور وہ دل سے واپس کرنے پر راضی ہو تو یہ راستہ اچھا ہے جو نہ راضی ہو تو وہ بھی انھیں واپس کر دے مگر یہ ہم پر قرض ہو گا ان چھ حصوں میں جو اللہ ہمیں سب سے پہلے غنیمت دے گا۔

انھوں نے کہا ہم راضی ہیں اور ہم نے مان لیا، انھوں نے ان کی عورتیں اور بچے واپس کر دیئے ان میں سے سوائے عیینہ بن حصن کے کسی نے اختلاف نہیں کیا، اس نے ان کی اس بڑھیا کے واپس کرنے سے انکار کیا جو اس کے قبضہ میں آگئی تھی آخر اس کو بھی اس نے واپس کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کو ایک ایک قبطیہ (قبط کا کپڑا) پہنایا تھا۔

انصار کا اعتراض و اظہار اطمینان جب انصار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ عطا دیکھی جو قریش اور عرب میں تھی تو انھوں نے اس کے بارے میں گفتگو کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے گروہ انصار کیا تم راضی نہیں ہو کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے کر واپس جائیں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کے اپنے کجاووں کی طرف واپس جاؤ انھوں نے کہا یا رسول اللہ ہم تقسیم اور حصہ میں آپ پر راضی ہیں۔

رسول اللہ کی انصار کے لئے دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے اللہ انصار پر رحم فرما، انصار کے بیٹوں پر رحم فرما انصار کی بیٹیوں کے بیٹوں پر رحم فرما، رسول صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے اور لوگ بھی متفرق ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب پنجشنبہ ۵ ذی القعدہ کو الجعرانہ پہنچے وہاں تیرہ روز مقیم رہے۔

جب مدینے کی واپسی کا ارادہ کیا تو آپ شب چارشنبہ ۱۸ ذی القعدہ کو روانہ ہوئے عمرہ کا احرام باندھا اور مکے میں داخل ہوئے پھر طواف و سعی کی اور اپنا سر منڈایا اسی رات آپ شب باش کی طرح الجعرانہ واپس آئے، پنجشنبہ کی صبح ہوئی تو آپ مدینے واپس ہوئے، آپ وادی الجعرانہ میں چلے، یہاں تک کہ سرف پر نکلے اور مرالظہران کا راستہ اختیار کیا، پھر مدینے کا، صلی اللہ علیہ وسلم۔

رسول اللہ کی ثابت قدمی عبداللہ بن عباس نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ہزار کے ہمراہ ہوازن میں آئے آپ نے اُن میں سے اتنے ہی قتل کئے جتنے بدر کے دن قریش میں سے قتل کئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریتیلی زمین سے مٹی لی پھر اُسے ہمارے چہروں پر پھینکا جس سے ہم بھاگے۔

عباس بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ یوم حنین میں مسلمانوں اور مشرکوں میں مقابلہ ہوا مسلمانوں نے پشت پھیر لی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ کے ساتھ سوائے ابوسفیان بن الحارث ابن عبدالمطلب کے کوئی نہ تھا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب پکڑے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کی طرف تیزی کرنے میں کوتاہی نہیں کی۔

حضرت عباسؓ کو ندا دینے کا حکم پھر آپ کے پاس میں آیا، خچر کی لگام پکڑ لی، آپ اپنے سفید خچر پر تھے، فرمایا " اے عباس پکارو، اے اصحاب السمرہ" میں بلند آواز والا آدمی تھا، اپنی بلند آواز سے ندا دی " کہاں ہیں اصحاب السمرہ" وہ اس اونٹ کی طرح جو اپنے بچوں پر شفقت کرے" یالبیک یالبیک، یالبیک کہتے ہوئے آئے۔

مشرکین بھی آئے۔ اُن کا اور مسلمانوں کا مقابلہ ہوا، دو مرتبہ انصار نے ندا دی " اے گروہ انصار اے گروہ انصار" پھر ندا (پکار) صرف بنی حارث ابن الخزرج ہی میں رہ گئی، انھوں نے ندا دی" اے بنی حارث بن الخزرج"۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خچر پر سے اونچے ہو کر اُن کی لڑائی معائنہ فرمائی اور کہا: یہ وقت جنگ کے گرم ہونے کا ہے، آپ نے اپنے ہاتھ میں کنکریاں لیں اور انھیں پھینک دیا، پھر فرمایا: رب کعبہ کی قسم بھاگو" واللہ اُن کی حالت بدلتی رہی اُن کی تلوار کند ہوتی رہی، یہاں تک کہ اللہ نے اُنھیں شکست دیدی،

اسیران جنگ کی رہائی الزہری نے کہا کہ مجھے ابن المسیب نے خبر دی کہ اُس روز مسلمانوں کو چھ ہزار قیدی ملے۔ مشرکین مسلمان ہو کر آئے اور کہا اے نبی اللہ آپ لوگوں میں سب سے بہتر ہیں آپ نے ہمارے مال، عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا ہے۔

فرمایا: میرے پاس وہی قیدی ہیں جو تم دیکھ رہے ہو، سب سے بہتر بات وہ ہے جو سب سے زیادہ سچی ہو، تمھیں اختیار ہے کہ یا تو تم مجھ سے اپنے بچوں اور عورتوں کو لے لو یا اپنا مال۔

انھوں نے کہا ہم لوگ ایسے نہیں ہیں کہ حساب میں کوئی چیز عورتوں اور بچوں کے مساوی کریں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے ہوئے اٹھے اور فرمایا کہ یہ لوگ مسلمان ہو کر آئے ہیں ہم نے عورتوں بچوں اور مال میں اختیار دیا تھا، مگر انھوں نے حساب میں کسی چیز کو عورتوں اور بچوں کے مساوی نہیں کیا، لہٰذا جس کے پاس ان میں سے کچھ ہو اور اس کا دل واپس کرنے پر راضی ہو تو یہ راستہ بہتر ہے جو راضی نہ ہو تو وہ ہمیں دیدے، یہ ہم پر قرض ہوگا، جب ہم کچھ پائیں گے تو یہ قرض ادا کر دیں گے۔ انھوں نے کہا: یا نبی اللہ ہم راضی ہیں اور تسلیم کرتے ہیں، آپ نے فرمایا مجھے نہیں معلوم، شاید تم میں کوئی ایسا موجود ہو جو راضی نہ ہو، لہٰذا تم لوگ اپنے نمائندے بھیجو، جو ہمارے پاس اسے پیش کریں، آپ کے پاس نمائندے پیش کئے گئے کہ وہ لوگ راضی ہیں اور تسلیم کرتے ہیں۔

ابوعبدالرحمٰن الفہری کی روایت ابوعبدالرحمٰن الفہری سے مروی ہے کہ غزوہ حنین میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، سخت تیز اور شدید گرمی والے دن میں روانہ ہوئے ایک درخت کے سائے کے نیچے اترے، جب آفتاب ڈھل گیا تو میں نے اپنی زرہ پہنی گھوڑے پر سوار ہو کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب روانہ ہوا، آنحضرتؐ اپنے خیمے میں تھے، میں نے کہا: السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ، چلنے کا وقت آگیا، آپ نے فرمایا اچھا" پھر فرمایا: اے بلال، وہ ببول کے نیچے سے اس طرح اٹھے کہ گویا ان کا سایہ طائر (چڑیا) کا سایہ ہے اور کہا، لبیک وسعدیک میں آپ پر فدا ہوں، آپ نے فرمایا: میرے گھوڑے پر زین کس دو،

انھوں نے ایک زین نکالا جس کے دونوں دامن کھجور کی چھال کے تھے مگر کچھ نقص نہ تھا زین کس دیا، آپ سوار ہوئے اور ہمراہ ہم بھی سوار ہوئے، رات بھر ہم نے ان کے مقابلہ میں صف بندی کی دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کی بو سونگھی، مسلمانوں نے پشت پھیر لی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ کے بندو میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں پھر فرمایا: اے گروہ مہاجرین، میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سے کود پڑے، آپ نے ایک مٹھی مٹی لی، مجھے انھوں نے خبر دی جو مجھ سے زیادہ آپ کے نزدیک تھے کہ وہ مٹی آپ نے مشرکین کے منہ پر ماردی اور فرمایا چہرے برے ہوں، اللہ نے ان کو شکست دیدی،

آندھی اور بارش کا دن | یعلی بن عطا نے بیان کیا کہ مجھ سے اُن (مشرکین) کے بیٹوں نے اپنے اپنے والد سے بیان کیا کہ ہم میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کی دونوں آنکھوں اور منہ میں مٹی نہ بھر گئی ہو پھر ہم نے آسمان اور زمین کے درمیان ایک آواز مثل اُس آواز کے سنی جو لوہے کے (صیقل کے لئے) نئے طشت پر گزارنے سے پیدا ہوتی ہے۔

سمرہ سے مروی ہے کہ یوم حنین بارش کا دن تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منادی کو حکم دیا تو اُس نے ندا دی کہ نماز کجاووں میں ہوگی۔

ابو الملیح کے والد سے مروی ہے کہ حنین میں ہم پر بارش ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم سے منادی نے ندا دی کہ کجاووں میں نماز ہوگی۔

کفار کو شکست | عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ یوم حنین میں ندا دی گئی کہ "اے اصحاب سورۃ البقرہ" وہ اپنی تلواروں کو لے کے آئے جو مثل شہاب (ٹوٹتے ستاروں) کے تھیں، پھر اللہ نے مشرکین کو شکست دی۔

سریہ طفیل بن عمرو الدوسی

شوال ۸ھ میں ذی الکفین کی جانب جو عمرو بن حممہ کا بت تھا طفیل بن عمرو الدوسی کا سریہ ہوا

ذی الکفین کا انہدام | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف جانے کا ارادہ کیا تو طفیل بن عمرو الدوسی کو ذی الکفین کی طرف بھیجا، جو عمرو بن حممہ الدوسی کا بت تھا کہ وہ اُسے منہدم کردیں، اُن کو آپ نے حکم دیا کہ اپنی قوم سے امداد حاصل کریں اور آپ کے پاس طائف میں آجائیں، وہ تیزی کے ساتھ اپنی قوم کی طرف روانہ ہوئے۔ اُنھوں نے ذی الکفین کو منہدم کردیا اُس کے چہرے میں آگ لگانے لگے، اُسے جلانے لگے اور کہنے لگے۔

یا ذا الکفین لست من عبادکا   میلادنا اقدم من میلادکا

اے ذوالکفین ہم تیرے بندوں میں نہیں ہیں   ہماری ولادت تیری ولادت سے پہلے ہے

انی حششت النار فی فوادکا

میں نے تیرے دل میں آگ لگادی ہے

اُن کے ہمراہ قوم کے چار سو آدمی فوراً روانہ ہوگئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طائف آنے کے چار روز بعد آپ کے پاس پہنچے آپ دبابہ (قلعہ شکن آلہ) اور منجنیق

(پتھر پھینکنے کا آلہ) بھی لائے، آپ نے فرمایا، اے گروہ ازد، تمہارا جھنڈا کون اٹھائے گا، طفیل نے کہا کہ جو اُسے جاہلیت (حالت کفر) میں اٹھاتے تھے وہ نعمان بن بازیہ اللہبی ہیں، فرمایا تم نے درست کہا۔

غزوۂ طائف

شوال ۸ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ طائف ہوا۔

ثقیف کی قلعہ بندی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنین سے بقصد طائف روانہ ہوئے خالد بن الولید کو اپنے مقدمے پر آگے روانہ کیا، ثقیف نے اپنے قلعہ کی مرمت کر لی اُس کے اندر اتنا سامان رکھ لیا تھا کہ ایک سال کے لئے کافی ہو، جب وہ اوطاس سے بھاگے تو اپنے قلعے میں داخل ہو گئے اور اندر سے بند کر کے مقابلہ پر تیار ہو گئے۔

محاصرہ قلعہ طائف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلعہ طائف کے قریب اترے اور اُسی مقام پر آپ نے چھاؤنی بنائی، ان لوگوں نے مسلمانوں پر ایسی سخت تیراندازی کی کہ گویا وہ تیر نہیں ٹڈیوں کے پاؤں ہیں چند مسلمان زخمی اور بارہ شہید ہوئے جن میں عبداللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ اور سعید بن العاص بھی تھے،

اس روز عبداللہ بن ابی بکر کے تیر لگا زخم مندمل ہو گیا۔ لیکن پھر کھل گیا جس سے وہ انتقال کر گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام پر تشریف فرما ہوئے جہاں آج مسجد طائف ہے، آپ کی ازواج میں سے ہمراہ ام سلمہ اور زینب تھیں، ان دونوں کے لئے دو خیمے نصب کئے گئے آپ پورے محاصرے کے زمانے میں دونوں خیموں کے درمیان نماز پڑھتے تھے۔ آپ نے اٹھارہ روز تک محاصرہ کیا ان پر منجنیق (آلہ سنگباری) نصب کیا، قلعے کے گرداگرد حسکین نے لکڑیوں سے خسک (گیاہ خاردار یا گوکھرو) پھیلا دیا، ان پر ثقیف نے تیراندازی کی جس سے چند آدمی مارے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگور کے باغ کاٹنے اور جلانے کا حکم دیا، مسلمانوں نے بکثرت باغ کاٹ ڈالے، ان لوگوں نے آپ سے درخواست کی کہ ان باغوں کو اللہ کے لئے رحم کر کے چھوڑ دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ کے لئے رحم کر کے چھوڑتا ہوں۔

غلامانِ طائف کی آزادی کا اعلان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے ندا دی کہ جو غلام ہمارے پاس قلعہ سے اتر آئے گا وہ آزاد ہوگا، ان میں سے دس سے زائد آدمی نکلے جن میں ابوبکرہ بھی تھے، چونکہ وہ ایک ایک جماعت (بکرہ) کے ساتھ اترے اس لئے "ابوبکرہ (جماعت کے باپ) کہا گیا"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں آزاد کر دیا، ان میں سے ہر شخص کو ایک ایک مسلمان کے سپرد کر دیا جو اُس کا خرچ برداشت کرتا تھا اہل طائف پر یہ بہت ہی شاق گذرا،

رسول اللہ کا نوفل بن معاویہ سے مشورہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (منجانب اللہ) فتح طائف کی اجازت نہیں دی گئی تھی، آپؐ نے نوفل بن معاویہ الدیلی سے مشورہ طلب فرمایا کہ تم کیا مناسب سمجھتے ہو اُنھوں نے کہا، ایک لومڑی اپنے سوراخ میں ہے اگر آپؐ اُس پر کھڑے رہیں گے تو اُسے پکڑ لیں گے اور اگر آپؐ اسے چھوڑ دیں گے تو وہ آپؐ کا نقصان نہ کرے گی۔

مراجعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ بن الخطاب کو حکم دیا تو اُنھوں نے کوچ کا اعلان کیا لوگوں نے شور مچایا اور کہا ہم کیسے کوچ کریں درآں حالیکہ طائف ابھی فتح نہیں ہوا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، صبح کے وقت لڑائی پر جاؤ، لوگ گئے تو زخمی ہو کر واپس آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انشاء اللہ ہم واپس ہوں گے، وہ اس سے خوش ہوئے اُنھوں نے اقرار کیا اور کوچ کرنے لگے، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے۔

اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہو: سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں، جو یکتا و تنہا ہے اُس نے اپنا وعدہ سچا کیا، اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا اُسی نے گروہوں کو شکست دی۔

جب وہ لوگ روانہ ہو گئے تو آپؐ نے فرمایا کہو، (ہم) لوٹنے والے، توبہ کرنے والے، اپنے رب کی عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے ہیں۔ کہا گیا یا رسول اللہ ثقیف کے لئے اللہ سے بددعا کیجئے آپؐ نے فرمایا کہ اے اللہ ثقیف کو ہدایت کر اور اُنھیں لے آ۔

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل طائف کا محاصرہ کیا اُس کی دیوار پر سے ایک شخص کو تیر مار کر قتل کیا گیا، عمرؓ نے آکر عرض کی یا نبی اللہ ثقیف کے لئے بددعا کیجئے آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالےٰ نے ثقیف کے بارے میں اجازت نہیں دی، اُس قوم سے ہم کیونکر لڑیں جن کے بارے میں اللہ نے اجازت نہیں دی، فرمایا کوچ کرو، ارشاد نبویؐ کی تعمیل کی گئی،

مکحول سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل طائف پر چالیس روز تک منجنیق نصب کی

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے دن فرمایا، غلاموں میں سے جو ہمارے پاس نکل آئے گا وہ آزاد ہوگا، ان کے غلاموں میں سے چند غلام نکل آئے جن میں ابوبکرہ بھی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو آزاد کر دیا۔

صدقات کی وصولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب محرم ۹ھ کا چاند دیکھا تو مصدقوں کو عرب سے صدقہ وصول کرنے کے لئے بھیجا، آپؐ نے عیینہ بن حصن کو بنی تمیم کی طرف بھیجا کہ وہ اُن سے صدقہ وصول کریں، بریدہ بن الحصیب کو اسلم و غفار کی طرف اور کہا جاتا ہے کہ (بجائے بریدہ کے) کعب بن مالک کو، عباد بن بشر الاشہلی کو سُلیم و مزینہ کی طرف، رافع بن مکیث کو جہینہ کی طرف، عمرو بن العاص کو بنی فزارہ کی طرف ضحاک بن سفیان الکلابی کو بنی کلاب کی طرف، بسر بن سفیان الکعبی کو بنی کعب کی طرف بھیجا ابن اللتبیہ الازدی کو بنی ذبیان کی طرف اور سعد ہُذیم کے ایک شخص کو آپؐ نے ان کے صدقات جمع کرنے پر روانہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مصدقین (صدقہ وصول کرنے والے) کو حکم دیا کہ جو زیادہ ہو، وہ اُن سے لے لیں اور اُن کے عمدہ مالوں سے بچیں۔

سریہ عیینہ بن حصن الفزاری

محرم ۹ھ میں بنی تمیم کی جانب سریہ عیینہ بن حصن الفزاری ہوا جو السقیا اور زمین بنی تمیم کے درمیان تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیینہ بن حصن الفزاری کو پچاس عرب سواروں کے ہمراہ جن میں نہ کوئی مہاجر تھا نہ انصار بنی تمیم کی جانب روانہ کیا، وہ رات بھر چلے اور دن بھر پوشیدہ رہے پھر اُن پر ایک جنگل میں اُنھوں نے حملہ کر دیا۔

مشرکین کی گرفتاری مشرکین اپنے مویشی چرا رہے تھے کہ مسلمانوں کو دیکھا اور بھاگے ان میں سے گیارہ آدمی گرفتار کئے گئے اُنھوں نے محلے میں گیارہ عورتیں اور تیس بچے پائے تو اُنھیں بھی مدینے گھسیٹ لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ رملہ بنت الحارث کے مکان میں قید کر دیئے جائیں،

قبیلے کے متعدد رئیس، جن میں عطارد بن حاجب، الزبرقانؓ بن بدر، قیسؓ بن عاصم، الاقرعؓ بن حابس، قیسؓ بن الحارث، نعیمؓ بن سعد، عمرو بن الاہتم اور رباحؓ بن الحارث بن مجاشع بھی تھے آئے جب ان قیدیوں نے اُن کو دیکھا تو عورتیں اور بچے اُن کے آگے رونے لگے یہ عجلت کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ کے طرف آئے اور پکارا کہ یا محمدؐ ہماری طرف نکلئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے حالانکہ بلال نے نماز کی اقامت کہدی تھی وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ کر گفتگو کرنے لگے اور آپؐ ان کے پاس ٹھہر گئے، پھر آپؐ چلے گئے اور نماز ظہر پڑھ کر مسجد کے صحن میں بیٹھ گئے۔

اسیروں کی رہائی | انھوں نے عطارد بن حاجب کو آگے کیا، اس نے گفتگو کی اور تقریر کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن شماس کو حکم دیا تو انھوں نے جواب دیا، اُنھیں کے بارے یہ آیت نازل ہوئی "ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرھم لا یعقلون" (جو لوگ آپ کو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اسیر قیدی واپس کردیئے۔

بنی المصطلق سے صدقات کی وصولی | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو بنی المصطلق کی جانب بھیجا جو خزاعہ میں تھے، وہ لوگ اسلام لے آئے تھے اور مساجد بنائی تھیں، جب اُنھوں نے ولید کے نزدیک آنے کی خبر سنی تو اُن میں سے بیس آدمی ولید کی خوشی میں اونٹ بکریاں اُن کے پاس لے جانے کو نکلے،

جب اُنھوں نے اُن کو دیکھا تو مدینے واپس آگئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ اُنھوں نے ہتھیاروں سے مقابلہ کیا اور صدقہ جمع کرنے میں مزاحم ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی جانب اُن لوگوں کے بھیجنے کا ارادہ کیا جو اُن سے جنگ کریں،

یہ خبر اس قوم کو پہنچی تو آپ کے پاس دو سوار آئے جو ولید سے ملے تھے اُنھوں نے واقعے کی صورت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی: یا ایھا الذین آمنوا ان جاءکم فاسق بنبإ فتبینوا ان تصیبوا قوما بجھالۃ" (اے ایمان والو! اگر تمھارے پاس فاسق کوئی خبر لائے تو اچھی طرح معلوم کرلو تاکہ ناواقفی سے کسی قوم کو مصیبت نہ پہنچا دو)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنھیں قرآن پڑھ کر سنایا اُن کے ہمراہ عباد بن بشر کو بھیجا کہ وہ ان کے اموال کے صدقات لے لیں، اُنھیں شرائع اسلام سے آگاہ کریں اور قرآن پڑھائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حکم دیا، عباد نہ تو اس سے بڑھے اور نہ اُنھوں نے کوئی حق ضائع کیا، اُن کے پاس وہ دس روز رہے، پھر خوشی خوشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے۔

سریہ قطبہ بن عامر بن حدیدہ

صفر ۹ھ میں قطبہ بن عامر بن حدیدہ کا نواح بیشہ قریب تربہ میں خثعم کی جانب سریہ ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قطبہ بن عامر بن حدیدہ کو بیس آدمیوں کے ہمراہ قبیلۂ خثعم کی جانب نواح تبالہ میں تھا بھیجا اُنھیں یہ حکم دیا کہ ایک دم سے اُن پر حملہ کریں وہ دس اونٹ پر روانہ ہوئے جنھیں باری باری استعمال کرتے تھے۔

انھوں نے ایک آدمی کو پکڑ کر اس سے دریافت کیا تو وہ ان کے سامنے گونگا بن گیا پھر قبیلے کو پکارنے لگا، ان لوگوں نے اس کی گردن ماردی پھر اتنی مہلت دیدی کہ قبیلہ سو گیا تو انھوں نے ایک دم سے ان پر حملہ کردیا اتنی سخت جنگ ہوئی کہ دونوں فریق میں مجروحین کی کثرت ہو گئی، قطبہ بن عامر نے جسے قتل کیا اُسے قتل کیا یہ لوگ اونٹ، بکریاں مدینے ہنکالائے، ایک سیلاب آگیا جو مشرکین اور مسلمانوں کے درمیان حائل ہوگیا وہ لوگ قطبہ تک کوئی راستہ نہ پاتے تھے، خمس نکالنے کے بعد ان کے حصے میں چار چار اونٹ آئے ایک اونٹ دس بکریوں کے برابر کیا گیا۔

سریہ ضحاک بن سفیان الکلابی

ربیع الاول ۹ھ میں بجانب نبی کلاب سریۂ ضحاک بن سفیان الکلابی ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے القرطاء کی جانب ایک لشکر بھیجا جن پر ضحاک بن سفیان بن عوف بن ابی بکر الکلابی امیر تھے ان کے ہمراہ اصید بن سلمہ ابن قرط بھی تھے الزج زج لاوا میں یہ ان لوگوں سے ملے اور انھیں اسلام کی دعوت دی، مگر انھوں نے انکار کیا تو ان لوگوں نے اُن سے جنگ کی اور شکست دی۔

اصید اپنے والد سلمہ سے ملے جو گھوڑے پر سوار الزج کے ایک تالاب میں تھا انھوں نے اپنے والد کو اسلام کی دعوت دی مگر اُس نے اُن کو اور اُن کے دین کو برا کہا، اصید نے اپنے والد کے گھوڑے کے دونوں پیروں پر تلوار ماری، گھوڑا گر پڑا تو سلمہ اپنے نیزے کے سہارے سے پانی میں کھڑا ہوگیا سلمہ کو وہ پکڑے رہے یہاں تک کہ اُس کے پاس کوئی اور آیا جس نے اُسے قتل کیا، اُسے اُس کے فرزند نے قتل نہیں کیا

سریہ علقمہ بن مجزز المدلجی

ربیع الآخر ۹ھ میں الحبشہ کی جانب سریۂ علقمہ بن مجزز المدلجی ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ الحبشہ کے کچھ لوگ ہیں جنھیں اہل جدہ نے دیکھا، آپؐ نے اُن کی جانب علقمہ بن مجزز کو تین سو آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا، وہ سمندر میں ایک جزیرے تک پہنچے، سمندر اُن کی طرف چڑھ گیا تو وہ لوگ اُس سے بھاگ گئے۔

سمندر اتر گیا، بعض جماعت والوں نے اپنے اہل وعیال کی طرف جانے میں عجلت کی تو انھیں اجازت دیدی، عبداللہ بن حذافۃ السہمی نے بھی عجلت کی تو اُن کو انھوں نے عجلت کرنے والوں پر امیر بنا دیا، عبداللہ میں مزاح (ہنسی) کی عادت تھی۔ یہ لوگ راستہ میں کہیں اترے آگ سلگا کر تاپنے اور کھانا پکانے لگے عبداللہ نے کہا کہ میں نے تم لوگوں پر یہ مقرر کیا ہے کہ اس آگ میں

بعض ان میں سے کھڑے ہو گئے اور جمع ہو گئے۔

عبداللہ نے خیال کیا کہ اب یہ لوگ اس میں کود یں گے تو کہا بیٹھو میں تو تمھارے ساتھ صرف ہنسی کرتا تھا، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا اگر تمھیں کوئی معصیت کا حکم دے تو اس کی اطاعت نہ کرو۔

سریہ علیؓ بن ابی طالب

ربیع الآخر ۹ھ میں قبیلہ طے کے بت الفلس کیجانب علیؓ بن ابی طالب کا سریہ ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ بن ابی طالب کو ڈیڑھ سو انصار کے ہمراہ سو اونٹوں پر اور پچاس گھوڑوں پر الفلس کی جانب روانہ کیا تاکہ وہ اسے منہدم کر دیں، اُن کے ہمراہ رایت (بڑا جھنڈا) سیاہ اور لواء (چھوٹا جھنڈا) سفید تھا۔

آل حاتم کی گرفتاری | وہ فجر ہوتے ہی آلِ حاتم کے محلے پر ایک دم سے ٹوٹ پڑے، الفلس کو منہدم اور خراب کر دیا، اُنھوں نے اپنے ہاتھ قیدیوں، اونٹوں اور بکریوں سے بھر لئے، قیدیوں میں عدی بن حاتم کی بہن بھی تھی، عدی شام کی طرف بھاگ گیا۔

مال غنیمت کی تقسیم | الفلس کے خزانے میں تین تلواریں پائی گئیں جن میں سے ایک کا نام "رسوب" دوسری کا "المخذم" اور تیسری کا "الیمانی" تھا اور تین زرہیں بھی ملیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں پر ابو قتادہ کو عامل بنایا تھا اور مویشی اور اسباب پر عبداللہ بن عتیک کو وہ لوگ جب رکک میں اترے تو مال غنیمت تقسیم کر لیا۔

آل حاتم کی رہائی | نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں رسوب اور المخذم چھوڑ دی گئی بعد کو تیسری تلوار بھی آپؐ کے لئے آ گئی اور خمس بھی نکال دیا گیا، آل حاتم کو چھوڑ دیا گیا ان کو اُنھوں نے تقسیم نہیں کیا اور مدینے لے آئے۔

سریہ عکاشہ بن محصن الاسدی

ربیع الآخر ۹ھ میں بجانب الجناب علاقۂ عذرہ و بلی عکاشہ بن محصن الاسدی کا سریہ ہوا۔

غزوۂ تبوک

رجب ۹ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ تبوک ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ شام میں رومیوں نے کثیر جمع کیا ہے، ہرقل نے

اپنے ساتھیوں کو ایک سال کی تنخواہ دیدی ہے، اس کے ہمراہ (قبیلہ) لخم وجُذام وعاملہ وغسان کو بھی لایا گیا ہے اور اپنے مقدمات الجیوش کو البلقاء تک بھیج دیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو روانگی کے لئے بلایا، انھیں وہ مقام بتایا جس کا آپؐ قصد فرماتے تھے تاکہ وہ لوگ تیار رہو جائیں، آپؐ نے مکے اور قبائل عرب میں قاصد بھیج کر اُن سے بھی کمک طلب کی یہ سخت گرمی کا زمانہ تھا انھیں صدقے کا حکم دیا، لوگ بہت سے صدقات لائے اُنھوں نے اللہ کے راستہ میں مضبوط کر دیا۔

کچھ رونے والے لوگ آئے جو سات تھے آپؐ سے سواری چاہتے تھے، آپؐ نے فرمایا میرے پاس کچھ نہیں ہے جس پر میں تمھیں سوار کروں، وہ اس طرح واپس ہوئے کہ اس غم سے اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے کہ اُنھیں وہ چیز نہیں ملی جسے وہ خرچ کریں۔

یہ لوگ سالم بن عمیر، ہرمی بن عمرو، علبہ بن زید، ابو لیلیٰ المازنی، عمرو بن عنمہ، سلمہ بن صخر اور عرباض بن ساریہ تھے۔

بعض روایات میں ہے کہ اُن میں عبد اللہ بن المغفل اور معقل بن یسار بھی تھے بعض راوی کہتے ہیں کہ رونے والے مُقرّن کے سات بیٹے تھے جو مزینہ میں سے تھے۔

منافقین کا جہاد سے گریز کچھ منافق آئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغیر کسی سبب کے پیچھے رہ جانے کی اجازت چاہتے تھے آپؐ نے اُنھیں اجازت دیدی وہ لوگ اسّی سے کچھ زائد تھے۔

اعراب میں سے بیاسی آدمی جو جھوٹا عذر کرنے والے تھے آئے کہ اُنھیں بھی رہ جانے کی اجازت دی جائے، اُنھوں نے آپؐ سے عذر کیا، مگر آپؐ نے اُن کا عذر قبول نہیں کیا عبد اللہ بن ابی بن سلول نے اپنے منافق حلفاء کے ہمراہ ثنیۃ الوداع میں لشکر قائم کیا تھا، کہا جاتا تھا کہ دونوں لشکروں میں اُس کا لشکر کم نہیں تھا۔

نیابت محمد بن مسلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لشکر پر ابو بکرؓ الصدیق کو خلیفہ بنایا جو لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے، مدینے پر محمد بن مسلمہ کو اپنا قائم مقام کیا یہی رائے ہمارے نزدیک اُن لوگوں سے زیادہ ثابت ہے جو کہتے ہیں آپ نے کسی اور کو خلیفہ بنایا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے تو عبد اللہ بن ابی اور جو اُس کے ہمراہ تھے پیچھے رہ گئے چند مسلمان بھی بغیر کسی شک وشبہ کے پیچھے رہ گئے اُن میں کعبؓ بن مالک، ہلالؓ

بن ربیع، مرارہ بن الربیع، ابوخیثمہ السالمی اور ابوذر غفاری تھے۔

تبوک میں آمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار اور قبائل عرب کی ہر ہر شاخ کو یہ حکم دیا کہ وہ لواء (چھوٹا جھنڈا) اور رایت (بڑا جھنڈا) بنالیں آپ اپنی مرضی کے مطابق روانہ ہو کر اپنے اصحاب کو لے چلے،

تیس ہزار آدمی اور دس ہزار گھوڑوں کے ہمراہ آپ تبوک آئے وہاں بیس شب اس طرح قیام کیا کہ دو رکعت نماز (قصر) پڑھتے تھے، وہیں ابوخیثمہ السالمی اور ابوذر الغفاری آپ سے ملے۔

اکیدر بن عبدالملک کی گرفتاری ہرقل اس زمانے میں حمص میں تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن الولید کو چار سو بیس سواروں کے ہمراہ رجب ۹ھ میں بطور سریہ اکیدر بن عبدالملک کی جانب دومۃ الجندل بھیجا جو مدینہ منورہ سے پندرہ رات کے راستہ پر تھا، اکیدر قبیلہ کندہ میں سے تھا، اُن کا بادشاہ ہو گیا تھا، اور نصرانی تھا، خالد اُس کے پاس ایسے وقت پہنچے کہ چاندنی رات میں وہ قلعہ سے نکل کر مع اپنے بھائی کے ایک نیل گائے کا شکار کھیل رہا تھا۔

خالد بن الولید کے لشکر نے اُس پر حملہ کر دیا، اکیدر اسیر ہو گیا، اُس کا بھائی حسان باز رہا، وہ لڑا یہاں تک کہ قتل ہو گیا، جو لوگ ان دونوں کے ہمراہ تھے وہ بھاگ کر قلعے میں داخل ہو گئے۔

مال غنیمت کی تقسیم خالد نے اکیدر کو قتل سے پناہ دی اور اس شرط پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے کہ وہ دومۃ الجندل آپ کو دیدے گا اُس نے منظور کیا اور خالد سے دو ہزار اونٹ آٹھ سو (راس) جانور، چار سو زرہیں اور چار سو نیزے پر صلح کی اُنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مخصوص حصہ نکالا اور بقیہ اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا اُن میں سے ہر شخص کو پانچ پانچ حصے ملے۔

اکیدر سے مصالحت خالد بن الولید اکیدر اور اُس کے بھائی مصاد کو جو قلعے میں تھا وہ سب سامان جس پر صلح کی تھی لے کے روانہ ہوئے، اکیدر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اُس نے آپ کو ہدیہ دیا، آپ نے اس سے جزیہ (ٹیکس) پر صلح کر لی اور وہ اور اس کا بھائی دونوں محفوظ رہے دونوں کو آزاد کر دیا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے ایک فرمان لکھ دیا جس میں اُن کے امان اور شرائط صلح کا ذکر تھا اس روز آپ نے فرمان پر اپنے انگوٹھے کا نشان بنایا۔

عباد ابن بشر کا پہرہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حفاظت اور پہرے پر عباد ابن بشر کو عامل کیا، وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ لشکر کا گشت کیا کرتے تھے، آپ تبوک سے اس طرح واپس ہوئے کہ جنگ کی نوبت نہ آئی۔

رمضان ۹ھ میں آنحضرتؐ مدینے آئے تو فرمایا، سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے ہمیں اس سفر میں اجر و ثواب عطا فرمایا، آپؐ کے پاس وہ لوگ آئے جو پیچھے رہ گئے تھے انھوں نے قسم کھائی تو آپؐ نے اُن کا عذر قبول کیا اور اُن کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔

سورہ توبہ کا نزول آپؐ نے کعب بن مالک اور ان کے دونوں ساتھیوں کے معاملے میں انتظار فرمایا یہاں تک کہ قرآن میں اُن کی توبہ نازل ہوئی، مسلمان اپنے ہتھیار بیچنے لگے اور کہنے لگے کہ جہاد ختم ہو گیا، یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپؐ نے انھیں منع کیا اور فرمایا میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر جہاد کرتی رہے گی تاآنکہ دجال ظاہر ہو۔

مجاہدین غزوۂ تبوک کے مصائب و مشکلات کعب بن مالک سے مروی ہے کہ بہت کم ایسا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی غزوہ کا ارادہ فرمایا اور اسے دوسرے نام سے نہ چھپایا ہو، بجز غزوہ تبوک کے کہ اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت گرمی میں کیا آپؐ نے سفر بعید اور کثیر دشمن کا مقابلہ کیا مسلمانوں سے آپؐ نے ان کا نام صاف صاف بیان کر دیا کہ وہ اپنے دشمن کی طرح تیار ہو جائیں اور انھیں آپؐ نے اپنے اُس رخ سے آگاہ کر دیا جس کا آپؐ قصد فرماتے تھے۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب سے اللہ کے اس قول میں کہ "الذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ" (جن لوگوں نے تنگی کے وقت آپؐ کی پیروی کی) مروی ہے کہ غزوہ تبوک میں دو دو اور تین تین آدمی ایک اونٹ پر تھے وہ سخت گرمی میں روانہ ہوئے ایک روز اُنھیں شدت کی پیاس لگی، وہ اپنے اونٹوں کو ذبح کرنے لگے، ان کی اوجھڑیاں نچوڑتے تھے اور یہ پانی پی لیتے تھے یہ پانی کی تنگی تھی، یہ پاکی کی تنگی تھی اور یہ خرچ کی تنگی تھی۔

آخری غزوہ کعب بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں پنجشنبے کو روانہ ہوئے یہ آپؐ کا آخری غزوہ تھا جسے آپؐ نے پسند کیا۔ آپؐ پنجشنبے کی روانگی کو پسند فرماتے تھے۔

یحییٰ بن ابی کثیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کیا وہاں بیس رات مقیم رہے اور مسافر کی نماز پڑھتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ہم لوگ غزوہ تبوک سے واپس ہوئے جب مدینے کے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینے میں ایسی جماعتیں ہیں کہ تم نے کوئی راستہ طے کیا ہو یا کوئی وادی قطع کی ہو مگر وہ تمھارے ہی ساتھ رہے انھوں نے کہا یا رسول اللہ وہ مدینے ہی

میں تھے، آپ نے فرمایا، ہاں، انھیں عذر نے روک لیا تھا۔

مراجعت مدینہ جابر سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد اس کے کہ ہم لوگ مدینے واپس آگئے غزوۂ تبوک کے بارے میں کہتے سنا کہ مدینے میں ایسی جماعتیں ہیں کہ تم نے بغیر ان کے کوئی راستہ طے کیا اور نہ کوئی وادی قطع کی، ہر حال میں وہ تمھارے ہمراہ رہے (یہ وہ لوگ ہیں) جنھیں بیماری نے (جہاد میں جانے سے روک لیا تھا۔

حج ابوبکرؓ الصدیق

ذی الحجہ ۹ھ میں ابوبکرؓ الصدیق نے لوگوں کو حج کرایا۔

روانگی حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حج پر مامور کیا، وہ مدینے سے تین سو آدمیوں کے ہمراہ روانہ ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ بیس بدنہ (قربانی کے اونٹ) بھیجے جنھیں آپ نے اپنے ہاتھ سے ہار پہنا دیا تھا اور اشعار کر دیا تھا۔ (اشعار یہ کہ اونٹ کے کوہان میں برچھی مار کے خون نکال دیا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ حرم کی قربانی کے لئے ہے) آپ نے ان (بدنا) پر ناجیہ بن جندب الاسلمی کو مقرر کیا اور ابوبکرؓ پانچ بدنہ لے گئے۔

حضرت علیؓ کی شمولیت جب وہ العرج میں تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی القصوا پر سوار ہو کر علیؓ بن ابی طالب ان سے ملے۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمھیں حج پر مامور فرمایا ہے، انھوں نے کہا نہیں، مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ میں لوگوں کو سورۂ براءت پڑھ کر سناؤں۔ اور ہر عہد والے کو اس کا عہد واپس کر دوں۔

سورۂ براءت کا اعلان ابوبکرؓ روانہ ہوئے انھوں نے لوگوں کو حج کرایا۔ علیؓ بن ابی طالب نے یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ) کو جمرہ (عقبہ) کے پاس لوگوں کو سورہ براۃ سنائی اور ہر عہد والے کو اس کا عہد واپس کر دیا اور کہا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک نہ حج کر سکے گا اور نہ برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کر سکے گا پھر دونوں مدینے کے ارادہ سے واپس ہوئے۔

یوم النحر ابوہریرہ سے مروی ہے کہ مجھے ابوبکرؓ الصدیق نے، اس حج میں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں امیر بنایا تھا اور جو حجۃ الوداع سے پہلے ہوا تھا، ایک جماعت کے ہمراہ بھیجا جو یوم النحر میں لوگوں میں اعلان کر رہے تھے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کر سکے گا اور نہ بیت اللہ کا طواف برہنہ ہو کر کر سکے گا، ابوہریرہ کی حدیث کی وجہ سے حمید کہا کرتے تھے کہ یوم النحر

(۱۰ ر ذی الحجہ) یوم الحج الاکبر (حج اکبر کا دن) ہے۔

سریہ خالد بن الولید

سنہ ھ میں بمقام نجران عبد المدان کی جانب سریہ خالد بن الولید ہوا۔

سریہ علیؓ بن ابی طالب

سریہ علیؓ بن ابی طالب یمن کی جانب ہوا کہا جاتا ہے یہ سریہ دومرتبہ ہوا ایک رمضان ۱۰ھ میں ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کو یمن بھیجا اُن کے لئے جھنڈا (لواء) بنایا۔ اپنے ہاتھ سے اُن کے سر پر عمامہ باندھا اور فرمایا جاؤ اور کسی طرف پھر کر نہ دیکھو، جب ان کے میدان میں اترو تو اُن سے جنگ نہ کرو تا وقتیکہ وہ تم سے نہ لڑیں۔

مال غنیمت | علیؓ تین سو سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے یہ سب سے پہلا لشکر تھا جو ان بستیوں میں داخل ہوا، اور وہ بستی بلاد مذحج تھی انھوں نے اپنے ساتھیوں کو پھیلا دیا، وہ لوٹ اور غنائم، بچے اور عورتیں اونٹ اور بکریاں وغیرہ لائے علیؓ نے غنائم پر بریدہ بن الخصیب الاسلمی کو مقرر کیا تھا لوگوں کو جو کچھ ملا اُن کے پاس جمع کیا۔

یمنی قبائل کا قبول اسلام | علیؓ ایک جماعت سے ملے انھیں اسلام کی دعوت دی تو انھوں نے انکار کیا اور تیر اور پتھر مارے آپؓ نے اپنے ساتھیوں کو صف بستہ کر دیا اپنا جھنڈا مسعود بن سنان الاسلمی کو دیا۔ اور اُن پر حملہ کر دیا مشرکین کے بیس آدمی قتل ہوئے تو وہ لوگ بھاگے، علیؓ اُن کی تلاش سے باز رہے انھیں اسلام کی دعوت دی تو وہ دوڑے اور قبول کی اُن کے رؤسا کی ایک جماعت نے اسلام پر بیعت کر لی اور کہا کہ ہم لوگ اپنی قوم کے جو ہمارے پیچھے ہے سردار ہیں یہ ہمارے صدقات ہیں لہٰذا ان میں سے اللہ کا حق لے لیجئے۔

مال غنیمت کی تقسیم | علیؓ نے تمام غنائم کو جمع کیا پھر انھیں پانچ حصوں پر تقسیم کیا اور اُن میں سے ایک حصہ پر لکھ دیا "یہ اللہ کے لئے ہے" قرعہ ڈالا تو سب سے پہلا خمس کا نکلا علیؓ نے بقیہ مال غنیمت اپنے ساتھیوں پر تقسیم کر دیا، پھر واپس ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ میں آئے، آپؐ ۱۰ھ میں حج کے لئے وہاں تشریف لائے تھے۔

عمرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے۔

۱۔ عمرۂ حدیبیہ جو عمرۂ حصر (روک دیئے جانے کا عمرہ) تھا۔

۲۔ دوسرے سال عمرۂ قضاء

۳۔ عمرہ الجعرانہ (غزوۂ حنین کے بعد)

۴۔ وہ عمرہ جو اپنے حج کے ساتھ ادا کیا۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عمرہ ذی القعدہ میں عام حدیبیہ میں کیا۔ پھر جس سال ذی القعدہ میں قریش سے صلح کی ایک عمرہ کیا اور ایک عمرہ اپنی طائف و جعرانہ کی واپسی میں ذی القعدہ میں کیا۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج سے پہلے ذی القعدہ میں تین عمرے کئے۔

ابو مُلیکہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے جو کل کے کل ذی القعدہ میں ہوئے۔

عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عمرہ سوائے ذی القعدہ کے نہیں کیا۔

عطاء سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام عمرے ذی القعدہ میں ہوئے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کئے انھوں نے کہا چار، ایک آپؐ کا عمرہ وہ ہے جس میں مشرکین نے آپؐ کو ذی القعدہ میں حدیبیہ سے واپس کیا اور بیت اللہ جانے سے روکا، دوسرے وہ عمرہ کہ جس سال قریش نے آپؐ سے صلح کی اُس کے دوسرے سال ذی القعدہ میں ہوا تیسرے الجعرانہ سے ذی القعدہ میں آپؐ کا وہ عمرہ جب آپؐ نے حنین کی غنیمت تقسیم کی اور چوتھے وہ عمرہ جو آپؐ کے حج کے ساتھ ہوا۔

ابن عباس کے آزاد کردہ غلام عتبہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے آئے تو الجعرانہ میں اترے، آپؐ نے وہاں مال غنیمت تقسیم کیا اور وہیں سے عمرہ کیا یہ ۸ ہجری شوال کو ہوا۔

محرش الکعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت الجعرانہ سے عمرہ کیا پھر آپؐ شب باش کی طرح لوٹے اسی وجہ سے آپؐ کا عمرہ بہت سے لوگوں پر مخفی رہا۔ داؤد نے کہا کہ (یہ عمرہ) عام الفتح میں (ہوا)۔

محمد بن جعفر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے الجعرانہ سے عمرہ کیا اور وہاں سے

ستر نبیوں نے بھی عمرہ کیا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین عمرے شوال میں کئے اور دو عمرے ذی القعدہ میں۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سے زائد عمرہ نہیں کیا۔

الشعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمروں میں تین مرتبہ مکہ میں قیام کیا۔

اسماعیل بن ابی خالد سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی سے پوچھا کہ آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عمروں میں بھی بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے تو انھوں نے کہا نہیں۔

حجۃ الوداع

سنہ ۱۰ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ حج ہوا جس کو لوگ "حجۃ الوداع" کہتے ہیں اور مسلمان اُسے "حجۃ الاسلام" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں دس سال رہ کر ہر سال اس طرح قربانی کیا کرتے تھے کہ نہ سر منڈاتے تھے نہ بال ترشواتے تھے اور جہاد کے موقع پر جہاد کرتے تھے، حج نہیں کرتے تھے،

حجۃ الاسلام سنہ ۱۰ھ کا ذی القعدہ ہوا تو آپؐ نے حج کا ارادہ کیا اور لوگوں میں بھی اس کا اعلان کیا۔ مدینے میں لوگ بہ تعداد کثیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کی پیروی کرنے کے لئے آئے آپؐ نے اپنے زمانۂ نبوت سے ... وفات تک سوائے اس حج کے اور کوئی حج نہیں کیا۔ ابن عباس حجۃ الوداع کہنے کو ناپسند کرتے تھے اور وہ حجۃ الاسلام کہا کرتے تھے۔

مدینے سے روانگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے سے غسل کر کے تیل لگا کے کنگھا کر کے مقام صُحار کے بنے ہوئے صرف دو کپڑوں ایک تہ بند اور ایک چادر میں روانہ ہوئے یہ ۲۵ ذی القعدہ شنبے کا دن تھا آپؐ نے ذی الحلیفہ میں دو رکعت ظہر پڑھی، اپنے ہمراہ اپنی تمام ازواج کو بھی ہودجوں میں لے کے گئے آپؐ نے اپنی ہدی کا اشعار کیا (کوہان کے زخم سے علامت قربانی ظاہر کی) اور اُس کے گلے میں ہار ڈالا۔ پھر آپؐ اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے۔

جب آپؐ البیدہ میں اُس پر (اونٹنی پر) بیٹھے تو اُسی روز احرام باندھا، آپؐ کے ہدی (قربانی) پر ناجیہ بن جندب الاسلمی مقرر تھے۔

رسول اللہ کے عمرہ و حج کی نیت کے بارے میں روایات اس بارے میں اختلاف کیا گیا کہ آپؐ نے کس چیز کی نیت کی کہتے ہیں کہ آپؐ نے حج مفرد کی نیت کی، غیر مدنی لوگوں کی روایت ہے کہ آپؐ نے حج کے ساتھ عمرہ کا بھی قران کیا، بعض لوگوں نے کہا کہ آپ مکے میں متمتع لعمرہ ہو کر داخل ہوئے پھر اسی عمرہ سے حج کو ملا دیا، ہر قول کے بارے میں روایت ہے اللہ ہی کا علم سب سے زیادہ ہے۔

آپؐ منازل سے گزرتے ہوئے چلے، بوقت نماز اُن مسجدوں میں اپنے اصحاب کی امامت فرماتے تھے جو لوگوں نے بنادی تھیں اور ان کے مقامات لوگوں کو معلوم تھے۔

آنحضرتؐ دو شنبہ کو مرالظہران پہنچے، سرف میں آفتاب غروب ہوا، صبح ہوئی تو غسل کیا اور دن کو اپنی اونٹنی قصواء پر مکے میں داخل ہوئے آپؐ کداء سے جو مکے کا بلند حصہ ہے داخل ہو کر باب بنی شیبہ پہنچے۔

بیت اللہ کی عظمت کے لئے دعاء جب آپؐ نے بیت اللہ کو دیکھا تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا، اے اللہ اس بیت کا شرف و عظمت و بزرگی و ہیبت زیادہ کر اور حج و عمرہ کرنے والوں میں سے جو شخص اس کی تعظیم کرے اُس کی بھی نیکی و شرف و عظمت و ہیبت زیادہ کر۔

طواف کعبہ آنحضرتؐ نے مناسک کی ابتداء فرمائی، طواف کیا، اور حجر اسود سے حجر اسود تک (طواف کے ابتدائی) تین پھیروں میں اس طرح رمل کیا (یعنی دونوں شانے اور ہاتھ ہلاتے ہوئے تیز رفتاری سے چلے) کہ اپنی چادر کو اضطباع کئے ہوئے تھے۔ (یعنی چادر داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں شانے پر ڈالے ہوئے تھے۔)

پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی اُس کے بعد فوراً ہی اپنی سواری پر صفا و مروہ کے درمیان سعی کی الابطح میں متردد ہوئے تو اپنی منزل کو واپس آ گئے۔

یوم الترویہ یوم الترویہ (۸ ذی الحجہ) سے ایک روز پہلے آنحضرتؐ نے ظہر کے بعد مکے میں خطبہ ارشاد فرمایا، یوم الترویہ کو منیٰ کی طرف روانہ ہوئے، رات کو وہاں رہے صبح کو عرفات کی طرف روانہ ہوئے، عرفات کے پہاڑ کی چوٹی پر آپؐ نے وقوف فرمایا، سوائے بطن عرنہ کے پورا عرفہ وقوف کی جگہ ہے آپؐ اپنی سواری ہی پر ٹھہر کر دعا کرتے رہے۔

مزدلفہ میں آمد آفتاب غروب ہوگیا تو آنحضرتؐ نے کوچ کیا اور تیز چلنے لگے۔ جب کوئی گڑھا دیکھتے تھے تو اونٹنی کو پھندا دیتے تھے اس طرح مزدلفہ آگئے، وہاں آگ کے قریب اترے ایک اذان اور دو اقامتوں سے مغرب وعشاء کی نماز پڑھی اور رات کو وہیں قیام فرمایا۔

جمرۂ عقبہ کی رمی جب پچھلی شب ہوئی تو آپؐ نے کمزور بچوں اور عورتوں کو اجازت دیدی کہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے منیٰ میں آجائیں۔

ابن عباس نے کہا کہ آپؐ ہماری رانوں کو تھپکنے لگے اور فرمانے لگے کہ اے میرے بچو کیا تم سورج نکلنے تک جمرۂ عقبہ کی رمی نہ کروگے؟ فجر کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے جبل قزح پر وقوف کیا اور فرمایا کہ "سوائے بطن محسر کے تمام مزدلفہ موقف (مقام وقوف) ہے۔"

محسر میں آمد طلوع آفتاب سے پہلے کوچ فرمایا۔ جب محسر پہنچے تو اپنی اونٹنی کو تیز کردیا اور جمرۂ عقبہ کی رمی تک برابر تلبیہ کہتے رہے، آپؐ نے ہدی کی قربانی کی اور اپنا سر منڈایا مونچھوں اور دونوں رخساروں کے بال بھی ترشوائے اپنے ناخن بھی ترشوائے، ناخن اور بالوں کے دفن کرنے کا حکم دیا پھر خوشبو لگائی اور کرتہ پہنا۔

خطبۂ رسولؐ منیٰ میں آپؐ کے منادی نے ندا دی کہ یہ کھانے پینے کے دن ہیں، بعض روایات میں (رہنے کے دن) بھی آیا ہے، آپؐ ہر روز زوال آفتاب کے وقت چھوٹی کنکریوں سے رمی جمار کرتے رہے، یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ) کے دوسرے روز بعد ظہر اپنی اونٹنی قصواء پر خطبہ ارشاد فرمایا۔

یوم الصدر الآخر یوم الصدر الآخر (یعنی ۱۳ ذی الحجہ) کو واپس ہوئے اور فرمایا کہ یہ تین ہیں (یعنی رمی جمار) جنھیں مہاجر مکہ میں لوٹنے کے بعد قائم کرتا ہے، پھر بیت اللہ کو (بذریعہ طواف) رخصت کیا اور مدینے کی طرف واپس ہوئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

حج وعمرہ کا تلبیہ انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حج وعمرہ دونوں کا تلبیہ کہتے سنا۔ ابن عمرؓ سے بیان کیا تو انھوں نے کہا کہ آپؐ نے صرف حج کا تلبیہ کہا۔ پھر میں انس سے ملا اور ان سے ابن عمرؓ کا قول بیان کیا تو انھوں نے کہا کہ ہمیں لوگ بچوں ہی میں شمار کرتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "لبیک عمرۃً و حجاً" ساتھ ساتھ کہتے سنا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تین طور پر روانہ

ہوئے ہم میں بعض وہ تھے جنھوں نے حج و عمرہ میں قران کیا۔ وہ بھی تھے جنھوں نے حج کی نیت کی اور ایسے بھی جنھوں نے عمرے کی نیت کی، لیکن جو شخص حج و عمرہ میں قران کرے وہ اس وقت تک حلال (احرام سے باہر) نہیں ہوتا جب تک کہ تمام مناسک (ارکان حج) ادا نہ کرے۔

لیکن جس نے حج کی نیت کی اُس پر بھی اُن چیزوں میں سے کوئی چیز حلال نہیں جو اُس پر حرام کی گئی تاوقتیکہ وہ مناسک ادا نہ کرے۔

البتہ جس نے عمرہ کی نیت کی پھر اُس نے طواف وسعی کرلی تو اُس کے لئے حج کے آنے تک سب چیز حلال ہوگئی۔

انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حج و عمرہ) دونوں کی ساتھ ساتھ تصریح کی۔

انس سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج و عمرہ کا تلبیہ کہا۔

انس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعت ظہر مدینے میں پڑھی، دو رکعت عصر ذوالحلیفہ میں پڑھی اور وہیں رات کو رہے۔ یہاں تک کہ صبح ہوئی جب آپ کی اونٹنی آپ کو تیزی سے لے چلی تو آپ نے تکبیر و تسبیح کہی اور اُس نے آپ کو البیداء پہونچا دیا۔

جب ہم مکے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حلال (احرام سے باہر) ہو جانے کا حکم دیا۔

مینڈھوں کی قربانی جب یوم الترویہ (۸ ذی الحجہ) ہوا تو لوگوں نے حج کا احرام باندھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات اونٹ کھڑے ہو کر اپنے ہاتھ سے نحر کئے (اونٹ کی گردن میں خاص مقام پر برچھی مار کر خون بہانے کو نحر کہتے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھوں کی قربانی کی جو چتکبرے اور سینگ والے تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب (ذی الحجہ کی) چوتھی صبح کو حج کی نیت کرکے (مکے) آئے، اُنھیں (اصحاب کو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ وہ اُس (حج) کو عمرہ کر دیں، سوائے اُن کے جن کے ہمراہ ہدی ہے، پھر کرتے پہنے گئے خوشبو سونگھی گئی اور عورتوں سے صحبت کی گئی۔

یوم النحر جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۴ ذی الحجہ کو مکہ معظمہ آئے، جب ہم نے بیت اللہ اور صفا و مروہ کے درمیان طواف کرلیا تو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس (حج) کو عمرہ کر دو سوائے اُن کے جن کے ہمراہ ہدی ہو، جب یوم الترویہ ہوا تو اُنھوں نے حج کا احرام باندھا، یوم النحر (قربانی کا دن) ہوا تو بیت اللہ کا طواف کیا۔ صفا و مروا کے درمیان طواف نہیں کیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھا۔ آپ ۴/ ذی الحجہ کو آئے، ہمیں صبح کی نماز البطحا میں پڑھائی اور فرمایا کہ جو شخص اسے عمرہ کرنا چاہے تو کر دے۔

مکحول سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے جو ہمراہ تھے کس طرح حج کیا؟ اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اصحاب جو ہمراہ تھے، عورتیں اور بچے سب نے حج کیا اُنھوں نے عمرہ سے حج کی طرف تمتع کیا، پھر حلال ہو گئے، اُن کے لئے عورتیں اور خوشبو جو حلال کے لئے حلال ہیں حلال کر دی گئیں۔

نعمان نے مکحول سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج و عمرہ دونوں کا احرام باندھا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ مجھے ابو طلحہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج و عمرہ کو جمع کیا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حج کا احرام باندھا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج مفرد کیا۔

ابن عباس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا: "لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک (میں حاضر ہوں، اے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، حمد و نعمت و ملک تیرے ہی لئے ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پرانے کجاوے اور چادر پر حج کیا (وکیع نے کہا جو چار درہم کے مساوی ہو گا، یا نہ مساوی ہو گا، ہاشم بن القاسم نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں قیمت چار درہم ہو گی) جب آپ روانہ ہوئے تو فرمایا: "اے اللہ ایسا حج (عطا کر) نہ اُس میں ریا ہو نہ سمعہ (نہ وہ کسی کے دکھلانے کو ہو نہ سنانے کو)۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی الحلیفہ سے ظہر کے وقت احرام باندھا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حج میں قربانی کے سو اونٹ لے گئے آپ نے ہر اونٹ میں سے ایک بوٹی گوشت کا حکم دیا، وہ ایک ہانڈی میں کر دیا گیا، دونوں نے اُس کا گوشت کھایا اور دونوں نے اُس کا شوربہ پیا، میں نے کہا وہ کون تھا جن نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کے ہمراہ کھایا اور شوربا پیا تو کہا علیؓ، جعفر اُس کو مجھ سے کہتے تھے، یعنی علیؓ بن ابی طالب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھایا اور شوربا پیا اور جعفر اُس کو ابن جریج سے کہتے تھے۔

ابی امامہ نے اُن سے روایت کی جنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منیٰ کی طرف جاتے ہوئے دیکھا کہ بلالؓ آپؐ کے ایک طرف تھے، اُن کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی، اُس پر دو نقشین کپڑے تھے جس سے وہ آفتاب سے سایہ کئے تھے،

نیت حج کے لئے ہدایت یحیٰی بن ابی کثیر سے مروی ہے کہ جبریل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ اہلال (نیت حج) میں اپنی آواز بلند کیجئے کیونکہ وہ حج کا شعار ہے۔

زید بن خالد الجہنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس جبریل آئے اُنھوں نے مجھ سے کہا کہ اہلال (نیت حج) میں اپنی آواز بلند کیجئے کیونکہ یہ شعار حج ہے (علامت و طریقہ حج ہے)

رسول اللہؐ کی دعاء عبداللہ بن السائب سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان (یہ دعاء پڑھتے دیکھا، ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار (اے اللہ ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔)

بیت اللہ میں نماز اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے اندر نماز پڑھی۔ اُسامہ بن زید اور عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کے اندر دو رکعت نماز پڑھی۔

عبدالرحمٰن بن امیہ سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ سے پوچھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے اندر کیا کیا تو اُنھوں نے کہا کہ دو رکعت نماز پڑھی۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بلالؓ بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے میں نے بلال سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس میں نماز پڑھی اُنھوں نے کہا ہاں، بیت اللہ کے آگے کے حصہ میں کہ آپؐ کے اور دیوار کے درمیان تین گز کا فاصلہ تھا۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ میں آیا تو مجھ سے کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے ہیں آگے بڑھا تو آپؐ کو دیکھا کہ باہر آچکے ہیں، میں نے بلال کو دروازہ کے پاس کھڑا ہوا پایا تو اُن سے پوچھا، اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز پڑھی۔

عبداللہ بن ابی مغیث سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے اندر داخل ہونے کا ارادہ کیا تو آپؐ نے اپنے جوتے اتار دیئے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ ایک روز میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو سنی آپؐ بیت اللہ میں داخل ہوئے تھے۔ آپؐ پر تکان کا اثر تھا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ آپؐ کو کیا ہوا، فرمایا، آج میں نے وہ کام کیا کہ کاش اُسے نہ کئے ہوتا۔ شاید میری امت کے لوگ اس کے اندر داخل ہونے پر قادر نہ ہوں گے تو وہ واپس ہوں گے اور اُن کے دل میں رنج ہوگا ہمیں تو صرف اس کے طواف کا حکم دیا گیا ہے، اندر داخل ہونے کا حکم نہیں دیا گیا۔

ابی مُلیکہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل (وقوف) عرفہ طواف کیا۔

مناسک حج | عبدالرحمٰن بن یعمر نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفات میں کہتے سنا کہ حج تو (وقوف) عرفات ہے یا (وقوف) عرفہ ہے، جس شخص نے (نماز) صبح کے جمع کرنے کی رات (یعنی مقام مزدلفہ شب دہم ذی الحجہ) صبح سے پہلے پائی تو اُس کا حج پورا ہوگیا، اور فرمایا کہ ایام منیٰ (دسویں ذی الحجہ کے علاوہ) تین ہیں، جو شخص دو ہی دن میں (یعنی گیارہویں اور بارہویں ہی کو) عجلت کرکے چلا جائے تو اُسے بھی کوئی گناہ نہیں اور جو شخص تاخیر کرکے (تیرھویں تک رہے) تو اُسے بھی کوئی گناہ نہیں۔

ابن لأم سے مروی ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جبکہ آپؐ مزدلفہ میں تھے، میں نے کہا، یا رسولؐ اللہ کیا میرا حج ہوگیا؟ آپؐ نے فرمایا جس نے ہمارے ساتھ یہاں (مزدلفہ میں) نماز پڑھی اور اُس کے قبل رات یا دن کو عرفات میں حاضر ہوا اور اُس نے اپنا میل کچیل دور کیا (یعنی سر منڈایا) اُس کا حج پورا ہوگیا۔

عروہ سے مروی ہے کہ جس وقت میں بیٹھا ہوا تھا تو اسامہ سے پوچھا گیا حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت واپس ہوئے تو کس طرح چلتے تھے، انھوں نے کہا، بہت تیز چلتے تھے جب کوئی گڑھا دیکھتے تو اونٹنی کو پھندا دیتے تھے۔

رسولؐ اللہ کی ہم نشینی کا شرف | ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے اس طرح واپس ہوئے کہ آپؐ نے ناقے پر اسامہ کو شرف ہم نشینی بخشا۔ آپؐ جمع (مزدلفہ) سے واپس ہوئے تو فضل بن عباس ہم نشین تھے آپؐ تلبیہ کہتے رہے یہاں تک کہ آپؐ نے جمرۂ عقبہ کی رمی کی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل بن عباس کو اپنا ردیف (ہم نشین) بنایا اور فضل نے انھیں اطلاع دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمرہ عقبہ کی رمی تک برابر تلبیہ کہتے رہے۔

رمی کے لئے ہدایت | فضل بن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفے کی شب اور جمع (مزدلفہ) کی صبح میں جب لوگ واپس ہوئے تو فرمایا کہ تمھیں اطمینان سے چلنا ضروری ہے اور اپنی ناقہ کو روک رہے تھے، محسر سے اترے تو منیٰ میں داخل ہوئے اور فرمایا تمھیں چھوٹی کنکریاں (لینا) ضروری ہے جن سے تم جمرہ کی رمی کرو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس طرح) اشارہ کیا جس طرح انسان کنکری مارتا ہے۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو باقلا کی پھلی کے دانوں کے برابر چھوٹی کنکریوں سے رمی کرتے تھے۔

دین میں غلو کی ممانعت | عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ کی صبح (گیارھویں ذی الحجہ) کو فرمایا کہ میرے لئے کنکریاں چن لو۔ میں نے آپؐ کے لئے چھوٹی چھوٹی کنکریاں چنیں تو آپؐ نے انھیں ہاتھ میں رکھ کر فرمایا: ہاں اس طرح کی، تم لوگ غلو (زیادتی کرنے سے) بچو، کیونکہ تم سے پہلے لوگ دین میں غلو (زیادتی) کرنے سے ہلاک ہو گئے۔

ابوالزبیر نے جابر بن عبداللہ کو کہتے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ) کو چاشت کے وقت رمی کی تھی پھر زوال آفتاب کے بعد بھی۔

مناسک حج سیکھنے کی ہدایت | ابوالزبیر نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے سنا کہ یوم النحر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی سواری پر رمی کرتے دیکھا، آپؐ ہم لوگوں سے فرما رہے تھے کہ اپنے مناسک (احکام حج) سیکھ لو، کیونکہ مجھے نہیں معلوم، شاید میں اس حج کے بعد حج نہ کروں گا۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمروں کی رمی پیادہ آتے جاتے کرتے تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی پھر سر منڈایا۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اپنا سر منڈایا۔

انس سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح دیکھا ہے کہ حجام آپؐ کا سر مونڈ رہا تھا، اصحاب آپؐ کے گرداگرد گھوم رہے تھے اور چاہتے تھے کہ آپؐ کا بال سوائے اُن کے ہاتھ کے اور کہیں نہ گرے۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم النحر کو روانہ ہوئے زوال آفتاب سے پہلے ہی (بغرض طواف مکے) گئے پھر (منیٰ میں) واپس آئے اور تمام نمازیں منیٰ ہی میں پڑھیں،

عطا نے کہا کہ جو شخص (منیٰ سے مکے جائے) اُس کو ظہر کی نماز منیٰ ہی میں پڑھنا چاہیئے، میں تو ظہر کی نماز (مکے) جانے سے قبل منیٰ ہی میں پڑھتا ہوں، اور عصر راستے میں اور یہ سب درست ہے۔

ازواج مطہرات کی روانگی طاؤس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ (منیٰ سے مکے) دن کو روانہ ہوں، اپنی ازواج کو آپؐ نے رات کو روانہ کیا۔ نکلتے پر بیت اللہ کا طواف کیا پھر زمزم پر آئے اور فرمایا: مجھے دو آپؐ کو ایک ڈول بھر کر دیا گیا آپؐ نے اُس میں سے پیا غرارہ کیا، پھر اُس میں کلی کر دی اور حکم دیا کہ چاہ زمزم میں انڈیل دیا جائے۔

طاؤس نے لوگوں سے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر طواف کیا۔

ہشام بن حجیر نے طاؤس سے سنا جو یہ دعویٰ کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم زمزم پر آئے اور فرمایا، مجھے دو، آپؐ کو ایک ڈول دیا گیا، آنحضرتؐ نے اُس میں سے پیا پھر اُس میں کلی کی اور وہ پانی آپؐ کے حکم سے کنوئیں میں انڈیل دیا گیا۔

سقایۃ النبیذ آنحضرتؐ سقایہ (سبیل) کی طرف روانہ ہوئے، جو سقایۃ النبیذ (کہلاتا) تھا، کہ اُس کا پانی پئیں پھر ابن عباس نے عباس سے کہا یہ تو ایسا ہے کہ آج ہی ہاتھوں نے اسے گھنگول ڈالا ہے البتہ بیت اللہ میں پینے کا صاف پانی ہے، مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے اس کے اور کوئی پانی پینے سے انکار کیا اور اُسی کو پیا۔

طاؤس کہا کرتے تھے کہ سقایۃ النبیذ سے پانی پینا حج پورا کرنے والی چیزوں میں سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سقایۃ) النبیذ سے اور زمزم سے (پانی) پیا اور فرمایا کہ اگر سنت نہ ہو جاتی تو میں (پانی کا ڈول) کھینچتا،

حسین بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ابن عباس سے جبکہ لوگ اُن کے گرد جمع تھے پوچھا کہ کیا تم اس نبیذ کو بطور سنت استعمال کرتے ہو یا وہ تم پر دودھ اور شہد سے زیادہ سہل ہے۔

ابن عباس نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبکہ ہمراہ اصحاب مہاجرین و انصار بھی تھے چند پیالے لائے گئے جن میں نبیذ تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے پیا مگر سیر ہونے سے پہلے اپنا سر اٹھا لیا۔ اور فرمایا تم نے اچھا کیا اسی طرح کئے جاؤ۔

ابن عباس نے کہا کہ مجھے اس معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی سے زیادہ محبوب ہے کہ ہم پہ دودھ اور شہد کے سیلاب بہ جائیں۔

(تنبیہ:- سقایۃ النبیذ کے نام سے زمزم کی ایک سبیل تھی، راوی نے مجازاً اُس کے پانی کو نبیذ کہدیا کیونکہ حقیقتاً نبیذ کے معنی شراب کے ہیں یہ محال ہے کہ آپؐ کے زمانے میں مکے میں حقیقی نبیذ کا گذر ہوا ہو، نبیذ فتح مکہ سے پہلے ہی حرام ہو چکی تھی)

عطا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب (منیٰ سے مکے) واپس آئے تو آپؐ نے اپنے لئے تنہا ایک ڈول کھینچا، پینے کے بعد ڈول میں بچ گیا اُسے کنوئیں میں انڈیل دیا، اور فرمایا: "ایسا نہ ہو کہ لوگ تمھاری سبیل (سقایہ) میں تم پر غالب آجائیں، اس لئے میرے سوا کوئی اور اُس سے نہ کھینچے" خود آپؐ نے وہ ڈول کھینچا جس میں سے آپؐ نے پیا، کسی اور نے آپؐ کی مدد نہیں کی۔

حارثہ بن وہب الخزاعی جن کی ماں عمرؓ کی زوجہ تھیں بیان کیا کہ میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی، لوگ بھی بیشتر حاضر تھے آپؐ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں۔

منیٰ میں خطبۂ رسولؐ عمرو بن خارجہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منی میں خطبہ ارشاد فرمایا، میں آپؐ کے ناقے کی گردن کے نیچے تھا جو جگالی کر رہی تھی اُس کا لعاب میرے دونوں شانوں کے درمیان بہ رہا تھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا:

• اللہ نے ہر انسان کے لئے میراث میں اُس کا حصہ مقرر کر دیا ہے، اس لئے وراثت کے لئے وصیت جائز نہیں، خبردار بچہ صاحب فراش کے لئے ہے (یعنی عورت جسکی منکوحہ ہے بچہ اُسی شخص کا ہے اگرچہ وہ مخفی طور پر زنا سے ہو) اور بدکار کے لئے پتھر ہے، وہ شخص جو اپنے باپ کے سوا کسی اور کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کرے یا کوئی آزاد کردہ غلام اپنے آزاد کرنے والوں سے منہ پھیر کے دوسروں کا آزاد کردہ غلام ہونے کا دعویٰ کرے تو اُس پر اللہ کی ملائکہ کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔

یوم النحر میں خطبۂ رسولؐ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم النحر میں جمرات کے درمیان کھڑے ہوئے، لوگوں سے فرمایا، یہ کون سا دن ہے، عرض کی یوم النحر ہے، فرمایا یہ کون سا شہر ہے لوگوں نے کہا، بلد حرام، فرمایا، یہ کون سا مہینہ ہے، لوگوں نے کہا، شہر حرام، فرمایا،

'یہ حج اکبر کا دن ہے، تمھارے خون، تمھارے مال، تمھاری آبروئیں اس دن میں، اس مہینے میں اس شہر کی حرمت کی طرح تم پر حرام ہیں" پھر فرمایا' کیا میں نے (پیام الٰہی کی) تبلیغ کر دی' لوگوں نے کہا ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے' اے اللہ گواہ رہ' آپؐ نے لوگوں کو رخصت (وداع) کیا اس لئے انھوں نے (اس حج کو) حجۃ الوداع' کہا۔

نُبیط بن شریط الاشجعی سے مروی ہے کہ میں حجۃ الوداع میں اپنے والد کا ردیف (اونٹ کی سواری میں ہم نشین) تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمانے لگے میں اونٹ کے سُرین پر کھڑا ہو گیا اور اپنے دونوں پاؤں والد کے شانوں پر رکھ لئے میں نے آپ کو کہتے سنا کہ کون سا دن سب سے زیادہ محترم ہے، لوگوں نے کہا یہی دن، فرمایا کون سا مہینہ سب سے زیادہ محترم ہے، لوگوں نے کہا یہی مہینہ فرمایا کون سا شہر سب سے زیادہ محترم ہے لوگوں نے کہا یہی شہر، فرمایا تمہارے خون تمہارے مال تم پر ایسے ہی حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس مہینے میں تمہارے اس شہر میں ہے، فرمایا، کیا میں نے تبلیغ کر دی؟ لوگوں نے کہا ہاں، فرمایا: اے اللہ گواہ رہ، اے اللہ گواہ رہ اے اللہ گواہ رہ۔

یوم العقبہ میں خطبۂ رسولؐ ابو غادیہ سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم العقبہ میں (یعنی جمرۂ عقبہ کی رمی کے روز ۱۰ ذی الحجہ کو) ہمیں خطبہ سنایا فرمایا: اے لوگو، تمہارے خون، تمہارے مال اپنے پروردگار سے ملنے تک تم پر ایسے ہی حرام ہیں، جیسے تمہارے اس دن کی حرمت، تمہارے اس مہینے میں ہے اور اس شہر میں ہے، خبردار کیا میں نے تبلیغ کر دی، ہم لوگوں نے کہا ہاں، فرمایا: اے اللہ گواہ رہ، خبردار میرے بعد کفر کی طرف نہ پلٹ جانا کہ تم میں سے کوئی کسی کی گردن مارے،

شب عرفہ میں خطبۂ رسولؐ ام الحصین سے مروی ہے کہ میں نے شب عرفہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اونٹ پر اس طرح چادر لٹکائے ہوئے دیکھا (ابو بکرؓ درمیانی راوی) نے اشارہ کیا کہ آپؐ نے اُسے اپنے بازو کے نیچے سے بائیں بازو پر ڈال لیا تھا اور اپنا داہنا بازو کھول دیا تھا، پھر میں نے آپؐ کو کہتے سنا کہ: اے لوگو! سنو اور اطاعت کرو، اگرچہ تم پر کوئی عیب دار حبشی غلام ہی امیر کیوں نہ بنا دیا جائے جو تم میں کتاب اللہ کو قائم کرے،

یوم عرفہ میں خطبۂ رسولؐ نُبیط سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوم عرفہ میں سُرخ اونٹ پر خطبہ فرماتے دیکھا۔

عبدالرحمٰن بن معاذ التیمی سے مروی ہے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں تھے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ سنایا، جبکہ ہم منیٰ میں تھے (منجانب اللہ) ہمارے کان کھول دیئے گئے تھے، جو کچھ آپؐ فرما رہے تھے ہم لوگ اچھی طرح سن رہے تھے، حالانکہ ہم لوگ اپنی منزلوں میں تھے۔

مناسک حج کی تعلیم آپؐ لوگوں کو مناسک (مسائل حج) تعلیم کرنے لگے، جب (رمی) جمار کے بیان پر پہنچے تو فرمایا "چھوٹی کنکریوں سے" آپؐ نے اپنی دونوں شہادت کی انگلی ایک دوسرے پر رکھی، پھر مہاجرین کو حکم دیا کہ وہ مسجد کے آگے کے حصہ میں اتریں اور انصار کو حکم دیا کہ مسجد کے پیچھے اتریں پھر اور لوگ بعد کو اترے۔

غلاموں کے بارے میں ارشاد نبویؐ زید بن الخطاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا "اپنے غلاموں کا (خیال رکھو)، اپنے غلاموں کا (خیال رکھو)، جو تم کھاؤ اسی میں سے انھیں کھلاؤ، جو تم پہنو اسی میں سے انھیں پہناؤ اگر وہ کوئی ایسا گناہ کریں جسے تم معاف نہ کرنا چاہو تو اے اللہ کے بندو انھیں بیچ ڈالو اور انھیں سزا نہ دو،

الہرماس بن زیاد الباہلی سے مروی ہے کہ میں قربانی کے روز (یوم الاضحیٰ میں) اپنے والد کا ہم نشین تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں ناقے پر لوگوں کو خطبہ سنا رہے تھے۔

الہرماس بن زیاد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے میرے والد اپنے اونٹ پر مجھے پیچھے بٹھائے ہوئے تھے، میں چھوٹا بچہ تھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ یوم الاضحیٰ میں منیٰ میں اپنی کان کٹی اونٹنی پر لوگوں کو خطبہ سنا رہے تھے۔

یوم الحج پر خطبہ رسولؐ ابی بکرہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج میں خطبہ فرمایا کہ "خبردار زمانہ اپنی ہیئت پر اسی دن سے گردش کرتا ہے جس دن سے اللہ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا، سال بارہ مہینے کا ہے ان میں سے چار مہینے حرام (محترم) ہیں تین تو پے درپے ذی القعدہ و ذی الحجہ و محرم، (اور ایک بعد کو (قبیلہ) مضر کا رجب جو جمادی (الآخرہ) و شعبان کے درمیان ہے۔

پھر فرمایا، یہ کون سا دن ہے، تو ہم نے کہا "اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے، آپؐ خاموش رہے۔ یہاں تک کہ ہم لوگوں نے خیال کیا کہ آپؐ اس کے نام کے علاوہ کوئی اور نام بتائیں گے فرمایا کیا یہ یوم النحر نہیں ہے؟ ہم نے کہا بے شک ہے - فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے، ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسولؐ زیادہ جانتا ہے، آپؐ نے سکوت کیا، یہاں تک کہ ہم لوگوں کا گمان ہوا کہ آپؐ اس کے نام کے علاوہ کوئی دوسرا نام بتائیں گے، تو فرمایا، کیا یہ ذی الحجہ نہیں ہے؟ ہم نے کہا بیشک ہے - فرمایا یہ کون سا شہر ہے ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے، آپؐ نے سکوت کیا یہاں تک کہ ہم لوگوں کو گمان ہوا کہ آپؐ اس کے نام کے سوا کوئی نام بتائیں گے تو فرمایا، کیا یہ بلدہ حرام نہیں ہے ہم نے کہا بیشک ہے۔

فرمایا، تمھارے خون، تمھارے مال (راوی نے کہا، میرا خیال ہے کہ آپؐ نے "اور تمھاری آبروئیں"

بھی فرمایا) تم پر ایسے حرام ہیں جیسے تمھارے اس دن کی حرمت تمھارے اس مہینے کی حرمت اس شہر میں ہے، تم اپنے پروردگار سے ملوگے تو وہ تم سے تمھارے اعمال کی بازپرس کرے گا، خبردار میرے بعد گمراہ ہو کر دین سے، نہ پھر جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو، خبردار کیا میں نے (حق) پہنچا دیا؟ خبردار جو تم میں سے حاضر ہے وہ غائب کو پہنچا دے کیونکہ شاید بعض لوگ جنھیں یہ پہنچے اس سے زیادہ حافظ ہوں بہ نسبت اُن کے جنھوں نے سنا، خبردار، کیا میں نے تبلیغ کر دی؟

محمد نے کہا: یہی ہوا، بعض لوگ جن کو پہنچا وہ اُن سے زیادہ حافظ ہوئے جن سے انھوں نے سنا۔

ذی الحجہ کی فضیلت مجاہد سے مروی ہے کہ ذی القعدہ میں ابوبکرؓ نے سفرِ حج کیا اور علیؓ نے اذان دی اہل جاہلیت دو سال تک سال کے مہینوں میں سے ہر مہینے میں حج کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حج ذی الحجہ میں پڑا، آپؐ نے فرمایا یہ وہ دن ہے جس دن اللہ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا، زمانے نے اپنی ہیئت کے مطابق گردش کی، ابو البشر نے کہا کہ لوگوں نے جب حق کو ترک کر دیا تو مہینے بھول گئے۔

ایام تشریق الزہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن حذافہ کو اپنی سواری پر بھیجا کہ وہ ایام تشریق (۱۰/ ۱۱/ ۱۲/ ۱۳/ ذی الحجہ) کے روزوں سے منع کریں اور فرمایا کہ یہ تو صرف کھانے پینے اور اللہ کے ذکر کے دن ہیں، معن (راوی) نے اپنی حدیث میں کہا: مسلمان ان ایام کے روزے سے باز رہے۔

بُدَیل بن ورقاء سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام تشریق میں یہ حکم دیا کہ میں ندا دوں "یہ کھانے پینے کے دن ہیں، لہٰذا ان میں کوئی روزہ نہ رکھے۔

الحکم الزرقی کی والدہ سے مروی ہے کہ گویا میں علیؓ کو دیکھ رہی ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید خچر پر سوار تھے، جس وقت وہ شعب الانصار پر کھڑے ہو کر کہہ رہے تھے کہ "اے لوگو! یہ روزوں کے دن نہیں ہیں یہ تو صرف کھانے پینے اور ذکر کے دن ہیں۔"

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ہم اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف خالص اور تنہا حج کا احرام باندھا تھا۔ اس کے ساتھ کوئی اور نیت نہ تھی، ذی الحجہ کی چوتھی صبح کو مکے آئے تو ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال ہو جانے (احرام کھول دینے) کا حکم دیا، اور فرمایا کہ حلال ہو جاؤ اور اُس (حج) کو عمرہ کر دو،

آپؐ کو خبر پہنچی کہ ہم لوگ کہتے ہیں کہ جب ہمارے اور عرفے کے درمیان پانچ روز سے

زائد نہ رہے تو آپؐ نے ہمیں حلال ہونے کا حکم دیا تاکہ ہم منیٰ اس حالت میں جائیں کہ ہماری شرم گاہوں سے منی ٹپکتی ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے ہمیں مخاطب فرمایا کہ مجھے وہ بات پہنچ گئی جو تم نے کہی میں تم لوگوں سے زیادہ نیکوکار اور زیادہ متقی ہوں، اگر (میرے ہمراہ مدینے سے) ہدی نہ ہوتی تو میں ضرور حلال ہو جاتا، اور اگر مجھ پہلے سے اپنا حال معلوم ہوتا جو بعد کو مجھے معلوم ہوا تو میں ہدی نہ لاتا،

علیؓ یمن سے آئے تو آپؐ نے اُن سے پوچھا تم نے کاہے کا احرام باندھا، اُنھوں نے کہا کہ جس کا نبی صلعم نے باندھا ہو، فرمایا، ہدی لاؤ اور احرام میں رہو جیسا کہ تم ہو۔

آپؐ سے سراقہ نے کہا، یا رسول کیا آپؐ نے ہمارے اس عمرہ پر غور فرمالیا کہ اسی سال کے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے فرمایا، ہمیشہ کے لئے اسمٰعیل (راوی) نے کہا" یا اس کے مثل کہا"۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو" لبیک عمرۃ وحجاً "کہتے سنا۔

انس مالک سے مروی ہے (دوسرے طریقے سے) کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو" لبیک عمرۃ وحج" کہتے سنا۔

قرآنی آیت کا نزول الشعبی سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت" الیوم اکملت لکم دینکم (آج میں نے تمھارے لئے دین کامل کر دیا) نازل ہوئی، یہ آیت آپؐ کے وقوف عرفہ کی حالت میں نازل ہوئی جس وقت آپؐ نے موقف ابراہیم میں وقوف کیا تھا، شرک مضمحل ہو گیا، جاہلیت کی روشنی کے مقامات منہدم کر دیئے گئے کسی برہنہ نے بیت اللہ کا طواف نہیں کیا،

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر میں جمرہ کی رمی تک تلبیہ کہا۔

سعید بن العاص نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں یوم الصدر کو (حج سے واپسی کے دن) ابن عمر کے ساتھ واپس ہوا، چند یمنی رفیق ہمارے پاس سے گزرے جن کے کجاوے چمڑے کے تھے اُن کے اونٹ کی نکیلیں رسی کی تھیں، عبداللہ (ابن عمر) نے کہا کہ جو شخص ان رفقا کو دیکھنا چاہے جو اس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کے ساتھ وارد ہوئے جبکہ آپ لوگ حجۃ الوداع میں آئے تھے تو اُسے ان رفقا کو دیکھنا چاہیے

ابن عباس سے مروی ہے کہ مجھے حجۃ الوداع کہنا ناپسند تھا، طاؤس نے کہا کہ میں نے حجۃ الاسلام کہا تو اُنھوں نے کہا ہاں حجۃ الاسلام۔

ابراہیم بن میسرہ سے مروی ہے کہ طاؤس حجۃ الوداع کہنے کو ناپسند کرتے تھے اور حجۃ الاسلام کہتے تھے،

علاء بن الحضرمی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہاجرین اپنے مناسک ادا

کرنے کے بعد تین دن ٹھہرے۔

رسول اللہ کے حج قتادہ نے کہا میں نے انس سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے حج کئے انھوں نے کہا صرف ایک حج، مجاہد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے دو حج کئے اور ہجرت کے بعد ایک حج کیا۔ ام المومنین و قاسم سے مروی ہے کہ عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ صلعم لوگ دو نسک (حج و عمرہ) کرکے لوٹ رہے ہیں اور میں ایک ہی نسک (حج) کے ساتھ لوٹ رہی ہوں، آپؐ نے فرمایا تم انتظار کرو، جب (حیض سے) پاک ہوجانا تو تنعیم تک جانا وہاں سے (عمرہ کا) احرام باندھ لینا، ہم سے فلاں فلاں پہاڑ پر ملنا (مجھے خیال ہے فلاں فرمایا تھا) لیکن وہ (عمرہ) بقدر تمھاری غایت کے ہوگا، یا فرمایا بقدر تمھارے خرچ کے ہوگا، یا جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو۔

سریہ اُسامہ بن زید حارثہ

اُسامہ بن زید حارثہ کا یہ سریہ اہل ابنیٰ کی جانب جو البلقاء کے نواح میں السراۃ کی زمین ہے پیش آیا۔

اسامہؓ بن زید کو ہدایت چھبیسویں صفر ۱۱ھ یوم دوشنبہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جہادِ روم کی تیاری کا حکم دیا، دوسرے دن آپؐ نے اُسامہ بن زید کو بلایا اور فرمایا، "اپنے باپ کے مقتل پر جاؤ اور کفار کو کچل دو میں نے اس لشکر پر تمھیں والی بنا دیا ہے تم سویرے اہل ابنیٰ پر حملہ کرو ان میں آگ لگادو اور اتنا تیز چلو کہ خبروں کے آگے ہو جاؤ، اگر اللہ تعالےٰ تمھیں کامیاب کردے تو تم اُن لوگوں میں بہت کم ٹھہرو اپنے ہمراہ رہبروں کو لے لو، مخبروں اور جاسوسوں کو اپنے آگے روانہ کردو۔"

رسول اللہ کی علالت چار شنبہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری شروع ہوگئی آپؐ کو بخار اور سردرد ہوگیا پنجشنبہ کی صبح کو آپؐ نے اپنے ہاتھ سے اُسامہ کے لئے جھنڈا باندھا، پھر فرمایا، "اللہ کے نام کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرو، اُس سے جنگ کرو جو اللہ کی راہ میں کفر کرے"،

اُسامہؓ بن زید کی امارت پر اعتراض وہ اپنے جھنڈے کو جو بندھا ہوا تھا لے کے نکلے جسے بُریدہ بن الحصیب الاسلمی کو دیدیا الجرف میں لشکر جمع کیا، مہاجرین اولین و انصار کے معززین میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جو اس غزوے میں بلانہ لیا گیا ہو،

ابوبکرؓ الصدیق، عمرؓ بن الخطاب، ابو عبیدہ بن الجراح، سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید قتادہ بن النعمان، سلمہ بن اسلم بن حریس جیسے اصحاب کبار تھے۔

قوم نے اعتراض کیا کہ یہ لڑکا مہاجرین اولین پر عامل بنایا جاتا ہے۔

رسول اللہ کا اظہار خفگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت غصہ ہوئے آپ اس طرح باہر تشریف لائے کہ سر پر ایک پٹی بندھی تھی اور جسم پر ایک چادر تھی، آپ منبر پر چڑھے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا۔

" اما بعد، اے لوگو! تم میں سے بعض کی گفتگو اسامہ کو امیر بنانے کے بارے میں مجھے پہنچی (تو تعجب نہیں) اگر تم نے اسامہ کے امیر بنانے پر اعتراض کیا، تم اس سے پہلے اُن کے باپ کے امیر بنانے پر اعتراض کر چکے ہو، خدا کی قسم وہ امارت ہی کے لئے پیدا ہوئے تھے اور اُن کے بعد اُن کا بیٹا بھی امارت ہی کے لئے پیدا ہوا ہے، وہ میرے محبوب ترین لوگوں میں سے ہیں ان دونوں سے ہر خیر کا گمان کیا گیا ہے تم لوگ اسامہ کے متعلق خیر کی وصیت قبول کرو کیونکہ وہ تمہارے بہترین لوگوں میں سے ہیں "۔

آپ منبر سے اتر کر اپنے مکان میں داخل ہو گئے، یہ ۱۰ ربیع الاول یوم شنبہ کا واقعہ ہے، وہ مسلمان جو اُسامہ کے ہمراہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہو کر لشکر کی طرف جو الجرف میں تھا جا رہے تھے۔

رسول اللہ کی علالت میں شدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض میں شدت ہو گئی تو آپ فرمانے لگے اسامہ کے لشکر کو روانہ کرو یکشنبہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درد بہت شدید ہو گیا، اُسامہ اپنے لشکر گاہ سے اُس وقت آئے جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بے ہوش تھے اور اُس روز لوگوں نے آپ کو دوا پلائی تھی۔

اسامہ نے سر جھکا کے آپ کو بوسہ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلام نہیں فرما سکتے تھے آپ اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتے تھے اور انہیں اسامہ کے سر پر رکھ دیتے تھے اُسامہ نے کہا کہ میں یہ سمجھا کہ آپ میرے لئے دعا کرتے ہیں۔

اسامہؓ بن زیدؓ کو روانگی کا حکم اُسامہ اپنے لشکر گاہ کو واپس گئے، دوشنبہ کو آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صبح افاقے کی حالت میں ہوئی (آپ پر اللہ کی بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں) آپ نے اُن سے فرمایا کہ صبح کو اللہ کی برکت سے روانہ ہو جاؤ۔

آنحضرت صلعم کا وصال اُسامہ آنحضرتؐ سے رخصت ہو کے اپنے لشکر گاہ کی طرف روانہ ہو گئے، اور لوگوں کو کوچ کا حکم دیا جس وقت وہ سوار ہونے کا ارادہ کر ہی رہے تھے کہ اُن کی والدہ ام ایمن کا قاصد اُن کے پاس آ کر یہ کہنے لگا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما رہے ہیں۔

وہ آئے اور اُن کے ہمراہ عمرؓ و ابو عبیدہ بھی آئے وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حالت میں پہنچے کہ آپ انتقال فرما رہے تھے ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ یوم دوشنبہ کو جبکہ آفتاب ڈھل چکا

تھا آپؐ کی وفات ہو گئی" اللہ تعالےٰ آپؐ پر ایسی رحمت نازل کرے جس سے آپؐ خوش ہوں اور جسے آپؐ پسند کریں۔

جیش اُسامہ کی واپسی لشکر کے وہ مسلمان بھی مدینے آگئے جو الجرف میں جمع تھے، بریدہ بن الحصیب بھی اسامہ کا بندھا ہوا جھنڈا لے کے آگئے وہ اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر لے آئے وہاں اسے گاڑ دیا جب ابوبکرؓ سے بیعت کر لی گئی تو انھوں نے بریدہ بن الحصیب کو جھنڈا اُسامہ کے مکان لے جانے کا حکم دیا تاکہ وہ آپؐ کی مرضی کے مطابق روانہ ہوں، بریدہ اُسے لوگوں سے پہلے لشکر گاہ کو لے گئے۔

عرب مرتد ہو گئے تو ابوبکرؓ سے اسامہ کے روکنے کے بارے میں گفتگو کی گئی انھوں نے انکار کیا، ابوبکرؓ نے اسامہ سے عمرؓ کے بارے میں گفتگو کی کہ وہ انھیں رہ جانے کی اجازت دیدیں، اسامہ نے اجازت دیدی۔

اسامہ بن زید کا جہاد ربیع الآخر ۱۱ھ کا چاند ہوا تو اُسامہ روانہ ہوئے وہ بیس رات میں اہل ابنیٰ تک پہنچے اُن پر ایک دم سے حملہ کر دیا، اُن کا شعار (علامت و اصطلاح شناخت) یا منصور امت تھا، جو ان کے سامنے آیا اُسے قتل کیا اور جس پر قابو چلا اُسے قید کر لیا، اُن کی کشتیوں میں آگ لگا دی مکانات اور کھیت اور باغ جلا دیئے جس سے وہ سب دھواں دھار ہو گئے۔ اسامہ نے اُن لوگوں کے میدانوں میں اپنے لشکر کو گشت کرایا اُس روز جو کچھ انھیں مال غنیمت ملا اُس کی تیاری میں ٹھہرے رہے اسامہ اپنے والد کے گھوڑے سبحہ پر سوار تھے انھوں نے اپنے والد کے قاتل کو بھی غفلت کی حالت میں قتل کر دیا اسامہ نے گھوڑے کے دو حصے لگائے اور گھوڑے کے مالک کا ایک اپنے لئے اسی کے مثل حصہ لیا۔

جیش اسامہؓ کی مراجعت مدینہ جب شام ہو گئی تو اسامہ نے لوگوں کو کوچ کا حکم دیا، اپنی رفتار تیز کر دی تو رات میں وادی القریٰ میں آگئے انھوں نے بشیر (مژدہ رساں) کو مدینے بھیجا کہ وہ لوگوں کو سلامتی کی خبر دے۔ اس کے بعد انھوں نے روانگی کا قصد کیا، چھ رات میں مدینے پہنچ گئے مسلمانوں میں سے کسی کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ ابوبکرؓ مہاجرین و اہل مدینہ کے ہمراہ اُن لوگوں کو لینے کے لئے اُن کی سلامتی پر اظہار مسرت کرتے ہوئے روانہ ہوئے۔ اسامہ اپنے والد کے گھوڑے سبحہ پر سوار (مدینے میں) اس طرح داخل ہوئے کہ جھنڈا اُن کے آگے تھا جسے بریدہ بن الحصیب اٹھائے ہوئے تھے یہاں تک کہ وہ مسجد پہنچ گئے اُس کے اندر گئے دو رکعت نماز پڑھی پھر اپنے گھر واپس ہوئے۔

اُسامہ نے جو کچھ کیا وہ ہرقل کو معلوم ہوا جو حمص میں تھا تو اُس نے البلقاء میں رہنے کے لئے ایک لشکر بھیجا وہ برابر وہیں رہے یہاں تک کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کی خلافت میں لشکر شام کی طرف بھیجے گئے۔

الحمد للہ کہ حصہ اول تمام ہوا

وہ کتابیں جن کے بغیر کوئی لائبریری مکمل نہیں کہلا سکتی

اس سے قبل کی شائع شدہ تمام فہرستوں کی قیمتیں منسوخ کی جاتی ہیں، نئی فہرستیں حسب ذیل ہیں

(خالد اقبال گاہندری)

طبقات ابن سعد
مکمل آٹھ حصوں میں

ترجمہ :- عبداللہ العمادی

حصہ اول : اخبار النبی صلعم : قیمت ۱۶ روپے

حصہ دوم : اخبار النبی صلعم حصہ دوم

قیمت ۱۶ روپے

حصہ سوم : سیرت خلفاء راشدین : قیمت ۱۶ روپے

حصہ چہارم : مہاجرین و انصار : قیمت ۱۶ روپے

حصہ پنجم : تابعین و تبع تابعین : قیمت ۱۶ روپے

حصہ ششم : طبقات ابن سعد : زیر ترجمہ

حصہ ہفتم : طبقات ابن سعد : زیر ترجمہ

حصہ ہشتم : طبقات ابن سعد : زیر ترجمہ

تاریخ طبری مکمل گیارہ حصوں میں

حصہ اول : سیرت النبی صلعم

ولادت رسولؐ سے وفات رسولؐ سنہ ۱۱ھ تک

ترجمہ :- سید محمد ابراہیم ایم اے ندوی قیمت ۱۶ روپے

حصہ دوم خلافت راشدہ حصہ اول سنہ ۱۰ھ تا سنہ ۱۶ھ

ترجمہ : سید محمد ابراہیم ایم اے ندوی : قیمت ۱۵ روپے

حصہ سوم : خلافت راشدہ حصہ دوم سنہ ۱۶ھ تا سنہ ۳۵ھ

ترجمہ :- مولانا رشید احمد ارشد ایم اے قیمت ۱۶ روپے

حصہ سوم کا حصہ دوم : خلافت راشدہ حصہ سوم

سنہ ۳۵ھ تا سنہ ۴۰ھ خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ

ترجمہ : مولانا حبیب الرحمن صدیقی : قیمت ۱۶ روپے

حصہ چہارم : امیر معاویہؓ سے شہادت حسینؓ تک

سنہ ۴۱ھ تا سنہ ۶۰ھ ترجمہ سید حیدر علی طباطبائی

قیمت ۱۵ روپے

حصہ پنجم : اموی دور حکومت سنہ ۶۰ھ تا سنہ ۹۹ھ

ترجمہ : سید محمد ابراہیم ایم اے ندوی : قیمت ۱۶ روپے

حصہ ششم : حضرت عمر بن عبدالعزیز تا مروان ثانی

سنہ ۹۹ھ تا سنہ ۱۳۲ھ ترجمہ سید محمد ابراہیم ایم اے ندوی

قیمت ۱۶ روپے

حصہ ہفتم : عباسی دور حکومت سنہ ۱۳۲ھ تا سنہ ۱۷۰ھ

ترجمہ : سید محمد ابراہیم ایم اے ندوی : قیمت ۱۶ روپے

حصہ ہشتم : ہارون الرشید اور اس کے جانشین

سنہ ۱۷۱ھ تا سنہ ۲۳۱ھ ترجمہ : سید محمد ابراہیم ایم اے ندوی

قیمت ۱۶ روپے

حصہ نہم : خلافت بغداد کا دور انحطاط حصہ اول

ترجمہ : علامہ عبداللہ العمادی قیمت ۱۲ روپے

حصہ دہم : خلافت بغداد کا دور انحطاط حصہ دوم

ترجمہ : علامہ عبداللہ العمادی قیمت ۱۲ روپے

تاریخ ابن خلدون
مکمل نو حصوں میں

اردو ترجمہ : حکیم احمد حسین الہ آبادی

تاریخ ابن خلدون قبل از اسلام

تاریخ الانبیاء حصہ اول قیمت ۱۰٫۵۰ روپے

تاریخ الانبیاء حصہ دوم قیمت ۱۰٫۵۰ روپے

پہلا حصہ : رسولؐ اور خلفائے رسولؐ

قیمت ۱۵ روپے

دوسرا حصہ: خلافت معاویہؓ اور آل مروان
قیمت ۱۵ روپے

تیسرا حصہ: خلافت بنو عباس حصہ اول
قیمت ۱۱ روپے

چوتھا حصہ: خلافت بنو عباس حصہ دوم
قیمت ۱۱ روپے

پانچواں حصہ: امیران اندلس اور خلفائے مصر
قیمت ۱۶ روپے

چھٹا حصہ: غزنوی اور غوری سلاطین
قیمت ۱۵ روپے

ساتواں حصہ: سلجوقی اور خوارزم شاہی سلاطین
قیمت ۱۲ روپے

تاریخ اسلام
مصنفہ: اکبر شاہ خاں نجیب آبادی
حصہ اول قیمت ۱۵ روپے
حصہ دوم قیمت ۸ روپے
حصہ سوم قیمت ۱۵ روپے

زاد المعاد (سیرت آنحضرت صلعم)
مصنفہ حافظ ابن قیم
حصہ اول قیمت ۱۵ روپے
حصہ دوم قیمت ۵۰ر۹ روپے
حصہ سوم قیمت ۱۵ روپے
حصہ چہارم قیمت ۱۲ روپے

مغلیہ دور حکومت (منتخب اللباب)
مصنفہ: خافی خاں نظام الملک
حصہ اول: بابر سے جہانگیر تک قیمت ۱۱ روپے
حصہ دوم: دور شاہجہانی قیمت ۹ روپے
حصہ سوم: دور عالمگیری قیمت ۱۵ روپے
حصہ چہارم: شاہ عالم سے ناصر الدین محمد شاہ تک ۱۲ روپے

خلافت بنو امیہ (کامل ابن اثیر)
ترجمہ: مولانا سید ہاشم ندوی
حصہ اول ۴۱ھ تا ۷۴ھ قیمت ۱۲ روپے
حصہ دوم ۷۴ھ تا ۱۳۲ھ قیمت ۱۲ روپے

سید احمد شہیدؒ بریلوی مولانا جعفر تھانیسری
قیمت ۱۲ روپے

مکتوبات سید احمد شہیدؒ مولانا جعفر تھانیسری
قیمت ۱۲ روپے

سیر المتاخرین اردو ترجمہ زوال سلطنت مغلیہ
علامہ حیدر علی طباطبائی قیمت ۱۲ روپے

عبرت کدہ سندھ مصنفہ ایسٹ وک
ترجمہ: ضامن کنتوری قیمت ۱۲ روپے

تاریخ فاطمین مصر ڈاکٹر زاہد علی ڈی فل آکسفورڈ
حصہ اول قیمت ۵۰ر۱۰ روپے
حصہ دوم قیمت ۵۰ر۱۰ روپے

تاریخ غرناطہ مصنفہ محمد لسان الدین الخطیب
حصہ اول قیمت ۱۲ روپے
حصہ دوم قیمت ۱۲ روپے

الاسلام مصنفہ: علامہ احسان اللہ عباسی
حصہ اول قیمت ۱۰ روپے
حصہ دوم قیمت ۱۰ روپے

حضرت امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی
علامہ مناظر احسن گیلانی قیمت ۱۵ روپے

حضرت عثمانؓ تاریخ اور سیاست کی روشنی میں
ڈاکٹر طٰہٰ حسین قیمت ۱۰ روپے

حضرت علیؓ تاریخ اور سیاست کی روشنی میں
ڈاکٹر طٰہٰ حسین قیمت ۱۰ روپے

حضرت ابوبکرؓ صدیق اور فاروق اعظمؓ
ڈاکٹر طٰہٰ حسین قیمت ۵۰ر۱۰ روپے

عمرو بن العاص ؛ قیمت ۱۲ روپے
صحابیات قیمت ۷،۵۰ روپے
طبقات الاولیاء قیمت ۱۶ روپے
زبدۃ البخاری قیمت ۱۵ روپے
الادب المفرد (کتاب زندگی) قیمت ۱۱ روپے
ملفوظات بابا فرید شکر گنج قیمت ۱۰ روپے
سفینۃ الاولیاء قیمت ۷،۵۰ روپے
سیرت محمدیہ قیمت ۱۵ روپے
حضرت امام ابن القیم ۱۵ روپے
فقہ الاسلام قیمت ۱۵ روپے
دعوت اسلام قیمت ۱۱ روپے
فلسفہ اسلام قیمت ۶،۷۵ روپے
تاریخ فلاسفۃ الاسلام ۸ روپے
انسان کامل قیمت ۱۱ روپے
امیر تیمور قیمت ۱۲ روپے
تحقیق الجہاد قیمت ۱۲ روپے
تاریخ فیروز شاہی قیمت ۸،۲۵ روپے
شاہجہاں کے ایام اسیری قیمت ۷ روپے
مآثر عالمگیری قیمت ۱۴ روپے
سفرنامہ ابن جبیر اندلسی قیمت ۱۰ روپے
اقبال نامہ جہانگیری ۹،۷۵ روپے
سفرنامہ ابن بطوطہ حصہ اول قیمت ۱۳ روپے
سفرنامہ ابن بطوطہ حصہ دوم قیمت ۱۱ روپے
آئینۂ حقیقت نما قیمت ۱۵ روپے
حضرت ابوذر غفاری ۴،۲۵ روپے

عہد لارڈ ماؤنٹ بیٹن قیمت ۱۲ روپے
تاریخ الخلفاء قیمت ۱۲ روپے
نظام الملک طوسی قیمت ۱۵ روپے
البرامکہ قیمت ۱۶ روپے
فتوح البلدان حصہ اول قیمت ۱۴ روپے
فتوح البلدان حصہ دوم قیمت ۱۰ روپے
کتاب الروح قیمت ۹،۰ روپے
تعلیم غوثیہ قیمت ۱۶ روپے
سیاست نامہ قیمت ۷ روپے
الاحکام السلطانیہ قیمت ۱۱ روپے
تاریخ تمدن اسلام حصہ اول قیمت ۱۰ روپے
تاریخ تمدن اسلام حصہ دوم قیمت ۱۰ روپے
اسلامی معاشیات قیمت ۱۵ روپے
تجدید دین کامل قیمت ۵،۷۵ روپے
تجدید معاشیات ۹،۷۵ روپے
تجدید تصوف و سلوک قیمت ۸،۲۵ روپے
تجدید تعلیم و تبلیغ قیمت ۶ روپے
علم الکلام اور الکلام قیمت ۱۱ روپے
گلشن بے خار قیمت ۹ روپے
فلسفہ عجم قیمت ۴ روپے
تذکرہ شاہ ولی اللہ ۴،۵۰ روپے
ہزار سال پہلے ۴،۵۰ روپے
صنم خانہ عشق ۹،۹۰ روپے

الدین القیم قیمت ۴،۲۵ روپے
داستان کربلا قیمت ۴ روپے
مکاتیب امام غزالی ۳،۷۵ روپے
شعور و لاشعور ۳،۷۵ روپے
آپ بھی خوش رہیئے قیمت ۵ روپے
قوت ارادی قیمت ۴ روپے
نثر ریاض خیرآبادی قیمت ۳ روپے
زہریلے آنسو قیمت ۴ روپے
فلسفہ امن قیمت ۳ روپے

ناول رئیس احمد جعفری

طارق قیمت ۹ روپے
حجاج بن یوسف قیمت ۹ روپے
مروان قیمت ۹ روپے
فاتح خیبر قیمت ۹ روپے
غم آرزو قیمت ۶ روپے
سیما قیمت ۵ روپے
چاندنی قیمت ۴ روپے
دام خیال قیمت ۳،۷۵ روپے
داغ تمنا قیمت ۶،۷۵ روپے

ناول قیسی رام پوری

دھوپ قیمت ۴ روپے
فردوس قیمت ۴،۷۵ روپے
خطا قیمت ۴ روپے
سزا قیمت ۳،۷۵ روپے
تیر نیم‌کش - عذرا جمال ۶ روپے
ممنوعہ لٹریچر ابراہیم جلیس ۳ روپے
بے غیرت یحییٰ صدیقی ۲،۷۵ روپے
عداوت ہی سہی ۵ روپے
عبدالرحمٰن الناصر ۶ روپے
رقیب ۶ روپے